بینک دولت پاکستان

سالانہ رپورٹ

2025-26ء

پاکستانی معیشت کی کیفیت



پاکستانی معیشت کی کیفیت

2025-26ء

16 نومبر 2026ء



بینک دولت پاکستان

پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی

سالانہ رپورٹ

برائے سال 26-2025ء

اس رپورٹ میں پیش کردہ تجزیے اور پیش گوئیاں مالی سال 26ء کے اعداد و شمار کے نتائج کی بنیاد پر تیار کی گئی تھیں۔ انہیں اکتوبر 2026ء کے چوتھے ہفتے تک دستیاب اعداد و شمار اور معلومات استعمال کرتے ہوئے حتمی شکل دی گئی۔

© بینک دولت پاکستان 2026ء
شعبہ معاشی پالیسی جائزہ

دو جلدوں میں اشاعت
پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں سالانہ رپورٹ
پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں شماریاتی ضمیمہ

مطبع: پاکستان سیکیورٹی پرنٹنگ پریس کارپوریشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ شعبہ مطبوعات، کراچی

تعداد طباعت: 550
صفحات کی تعداد: 240

تاریخ طباعت: 16 نومبر 2026ء

تعلیمی اور غیر تجارتی مقاصد سے اس کی نقل کی جاسکتی ہے بشرطیکہ ماخذ درج کیا جائے۔

بورڈ آف ڈائریکٹرز



جناب جمیل احمد (چیئرپرسن)

گورنر، بینک دولت پاکستان



جناب امداد اللہ بوسال

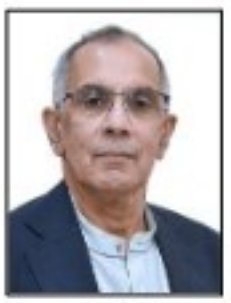
سیکریٹری، خزانہ ڈویژن،

حکومت پاکستان



ڈاکٹر علی چیمہ

نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



ڈاکٹر سید اکبر زیدی

نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب نجف یاور خان

نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب فواد انور

نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب زاہد ابراہیم

نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محفوظ علی خان

نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محمد علی لطیف

نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



محترمہ طاہرہ رضا

نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

16 نومبر 2026ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی مالی سال 26–2025ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

جمیل احمد

(جمیل احمد)

گورنر

چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

سید یوسف رضا گیلانی

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

16 نومبر 2026ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی مالی سال 26-2025ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

جمیل احمد

(جمیل احمد)

گورنر

چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

سردار ایاز صادق

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

16 نومبر 2026ء

محترم وزیر خزانہ،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی مالی سال 26-2025ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

جمیل احمد

(جمیل احمد)

گورنر

چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

محترم محمد اورنگزیب

وفاقی وزیر برائے خزانہ و محصولات

اسلام آباد

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب:

1. اقتصادی جائزہ	سیمنہ خرم جعفری
2. اقتصادی نمو	محمد مظہر خان؛ روی کمار؛ الماس کریم؛ سعد علی
3. زری پالیسی اور مہنگائی	سیمنہ خرم جعفری؛ سید حمزہ علی؛ عبدالباسط عرف شہزاد؛ مہرین طارق غنی؛ محمد ذہیب
4. مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرض	امجد علی؛ شاہ حسین؛ علی احمد شاہ؛ محمد مصعب عمران
5. ادائیگیوں کا توازن	محمد اکمل؛ محمد نفیس؛ اناہتک؛ حافظہ اسمہ قدوس
6. پاکستان میں ملازمتوں کی تخلیق میں ساختی دشواریاں	صہیب جمالی؛ سید قمر حسین؛ علی احسن؛ رمیصاء بتول؛ طلحہ علی مدنی

منتظم مطبوعہ

ڈائریکٹر	سیمنہ خرم جعفری
	فدا حسین

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	محمد امین خان لودھی (چیئرمین)؛ محمود الحسن خان؛ غلام محمد عباسی؛ انیق عزیز؛ اختر جاوید؛ سید جہانگیر شاہ؛ فاروق پاشا؛ وقاص احمد؛ اور فدا حسین
بورڈ کی تحقیق اور مطبوعات جائزہ کمیٹی	سید اکبر زیدی (چیئرمین)؛ علی چیمہ؛ زاہد ابراہیم اور طاہرہ رضا

آراء اور تبصروں اور اعداد و شمار سے متعلق تعاون پر شعبہ ہائے مالی استحکام، زری پالیسی، تحقیق، شماریات اور شماریاتی خدمات؛ ملکی بازار و زری انتظام؛ ایس ایم ای، ہاؤسنگ اور پائیدار مالیات؛ نظام ادائیگی پالیسی و نگرانی؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر کارپوریٹ خدمات اور اسٹریٹجک پلاننگ؛ اور شعبہ بیرونی ابلاغ؛ نیز اسٹیٹ بینک کی لائبریری کا بھی شکریہ۔

ترجمہ ٹیم

نگراں

مبین ناصر

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف

فیضان رحیم

محمد خالد حسین

ابواب

1	1	**اقتصادی جائزہ**	**1**
	1.1	عمومی جائزہ	3
	1.2	اقتصادی منظر نامہ	10
2	2	**اقتصادی نمو**	**13**
	2.1	جی ڈی پی کی نمو	15
	2.2	زراعت	16
	2.3	صنعت	24
	2.4	خدمات	34
	2.5	لیبر مارکیٹ	36
3	3	**زری پالیسی اور مہنگائی**	**51**
	3.1	پالیسی جائزہ	53
	3.2	زری مجموعے	55
	3.3	نجی شعبے کو قرضہ	61
	3.4	مہنگائی	65
4	4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرض**	**87**
	4.1	مالیاتی رجحانات اور پالیسی کا جائزہ	89
	4.2	محصولات	92
	4.3	اخراجات	98
	4.4	سرکاری قرض	103
5	5	**ادائیگیوں کا توازن**	**115**
	5.1	عالمی اقتصادی جائزہ	117
	5.2	پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن	119
	5.3	جاری کھاتے کا توازن	120
	5.4	مالی کھاتہ	135
	5.5	شرح مبادلہ اور مبادلہ ذخائر	139

6	**پاکستان میں ملازمتوں کی تخلیق میں ساختی دشواریاں**	**151**
6.1	تعارف	153
6.2	ملازمت کے مواقع: کلی معاشی تناظر	156
6.3	لیبر مارکیٹ کے مسائل	162
6.4	روزگار کی تخلیق کا مستقبل	172
6.5	خلاصہ اور اختتامیہ	178
	ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	**207**
	فرہنگ	**209**

باکسز

باکس 2.1	پاکستان کے پیداواری شعبوں میں سرمایہ کاری کا احیا	38
باکس 2.2	پاکستان کی زراعت کو لاحق ایل نینو کے خطرات اور تیاری کا معاملہ	40
باکس 2.3	پاکستان کے زرعی منظرنامے میں اگلی جنریشن کی شمسی توانائی کی حکمت عملی (ایگری وولٹائکس، ایکووولٹائکس، اور فلوٹو وولٹائکس) کا ارتباط	44
باکس 2.4	زرخیزای: ایک مربوط زرعی نظام کی تشکیل	46
باکس 2.5	پاکستان میں معاشی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال اور اشیا سازی کی سرگرمی	48
باکس 3.1	توانائی کی قیمتوں کے دھچکوں پر زری پالیسی ردِ عمل	73
باکس 3.2	پاکستان میں توانائی کی عالمی قیمتوں کے دھچکوں کے دوربثانی کے اثرات کا جائزہ	75
باکس 3.3	معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے محرکات	77
باکس 3.4	آٹو شعبے کا زری پالیسی پر ردِ عمل کا جائزہ	79
باکس 3.5	ایندھن کی قیمتوں میں یومیہ ردوبدل اور اس کی مہنگائی میں منتقلی	80
باکس 3.6	توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے گھرانوں پر اثرات	82
باکس 3.7	قوزی مہنگائی کی مشترک اور عارضی اجزا میں تقسیم	85
باکس 4.1	پاکستان میں حکومتی اخراجات کے اجزائے ترکیبی اور روزگار کی تخلیق	109
باکس 4.2	سرکاری قرض کے آلات کے مجموعے میں توسیع اور فنانسنگ کے ذرائع کو متنوع بنانا	110
باکس 4.3	پاکستان کے پروزیومر ضوابط 2026ء—عالمی مثال، کراس سبسڈی اصلاحات اور شعبۂ بجلی پر اثرات	112
باکس 5.1	بھارت-یورپی یونین آزاد تجارتی معاہدہ: پاکستان کے لیے مضمرات اور مستقبل کی راہ	140
باکس 5.2	برآمدی رسائی سے آگے: پاکستان کی آئی سی ٹی برآمد کنندہ فرموں کے حجم میں توسیع	143

باکس 5.3	پاکستان کے سرکاری بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیوں کی تفصیل: توازنِ ادائیگی کے لیے مضمرات	147
باکس 5.4	ترسیلاتِ زر کو مالی اور ترقیاتی سرمائے میں تبدیل کرنا	149
باکس 6.1	پاکستان میں قبل از وقت صنعتی سکڑاؤ؟ اسباب، مضمرات اور بحالی کے امکانات	181
باکس 6.2	پاکستان میں ترقی-روزگار کے تعلق کا تجزیہ	184
باکس 6.3	پاکستان میں مناسب کام کاج کی کمی	186
باکس 6.4	پاکستان میں روزگار کی تخلیق کے تناظر میں تعلیم اور مہارتوں کے درمیان عدم مطابقت	189
باکس 6.5	گگ معیشت (Gig Economy) اور روزگار کا مستقبل	193

تبصروں اور سوالات کے لیے: annual.report@sbp.org.pk

اشکال کی فہرست

شکل 1.1	جی ڈی پی کی نمو میں اہم فصلوں کا حصہ	4
شکل 1.2	جی ڈی پی کی نمو میں تمام فصلوں کا حصہ	4
شکل 1.3	بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبوں کی تقسیم-مالی سال 26ء	5
شکل 1.4	درآمدات میں ردوبدل کی تفصیل	5
شکل 1.5	شہری علاقوں میں مہنگائی کے ذمہ دار عوامل-جنگ سے پہلے اور جنگ کے بعد	6
شکل 1.6	حکومتی اخراجات اور آمدنی کے رجحانات	6
شکل 1.7	حقیقی جی ڈی پی کی نمو	7
شکل 1.8	جی ڈی پی کی نمو میں ٹیکس کا تناسب	7
شکل 1.9 الف	سی ڈی ایس کا ریاستی تفاوت	8
شکل 1.9 ب	منتخب معیشتوں کے اظہاریے	8
شکل 1.10	بلند تعدد کے اظہاریے"	11
شکل 2.1	جی ڈی پی نمو میں حصہ	15
شکل 2.2 الف	طلبی اظہاریوں کی نمو	16
شکل 2.2 ب	جی ڈی پی نمو سہ ماہی وار رجحان	16
شکل 2.3	فصلی یافت کی درجہ بندی:16 سرفہرست پیداواری معیشتیں	19
شکل 2.4 الف	مالی سال 26ء میں بارشوں کے معمول میں بگاڑ°	20
شکل 2.4 ب	مالی سال 26ء میں درجہ حرارت کا معمول سے انحراف	20
شکل 2.5	آبپاشی کے لیے پانی کا بہاؤ	21
شکل 2.6	ٹیوب ویلز اور لفٹ پمپس بلحاظ ذریعہ توانائی	21
شکل 2.7	کھاد کا استعمال اور نرخ	21
شکل 2.8 الف	32 ڈگری سے کم درجہ والے ایام	24
شکل 2.8 ب	جھکڑ اور بارشوں کے متوازی ایام	24
شکل 2.9	خریف روٹ زون مٹی میں نمی کی تبدیلی (م س 25ء بموازنہ م س 24ء)	24
شکل 2.10	بڑی فصلوں اور منتخب چھوٹی فصلوں کے رقبے اور پیداوار کی مرکب سالانہ شرح نمو	25
شکل 2.11	صنعتی نمو میں حصہ	26
شکل 2.12 الف	شمسی توانائی کی تقسیم کے اظہاریے	27
شکل 2.12 ب	بلحاظ ذریعہ نصب استعداد	27
شکل 2.13	کوئلے کا شعبہ جاتی صرف	27

شکل 2.14 الف	تعمیراتی خام مال سال بسال نمو	28
شکل 2.14 ب	سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے تحت مجموعی وفاقی اخراجات	28
شکل 2.15	بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے سہ ماہی رجحانات	29
شکل 2.16	م س 26ء میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی شعبہ جاتی کارکردگی	29
شکل 2.17	گاڑیوں کی فروخت اور پیداوار	31
شکل 2.18	پیٹرولیم مصنوعات کے صَرف کی نمو میں حصہ	31
شکل 2.19	سیمنٹ کی ترسیل	31
شکل 2.20	لوہے اور فولاد کی پیداوار کی نمو میں حصہ	32
شکل 2.21	منتخب ملکوں* میں کاروباری اداروں کے لیے بجلی کے نرخ	32
شکل 2.22	ادویات واپس منگوانے کی رپورٹ	33
شکل 2.23	ٹیلی فون اور موبائل فون سبسکرپشن کے حجم کا رجحان	34
شکل 2.24 الف	ڈجیٹل ادائیگی ذرائع کے استعمال کنندگان اور آلات	35
شکل 2.24 ب	ڈجیٹل ادائیگی کا حجم اور مالیت	35
شکل 2.25	صنعتی ملازمتوں کی نمو	36
شکل 2.26	ملازمتی پوسٹنگز اور ملازمتی حالات	36
شکل 2.27	خدمات کے شعبے میں اوسط اجرت	37
شکل 2.1.1 الف	خام معین سرمایہ سازی	38
شکل 2.1.1 ب	گذشتہ دو دہائیوں میں پاکستان میں شعبہ جاتی سرمایہ کاری میں تبدیلی	38
شکل 2.2.1 الف	ایل نینو کے اثرات اور امکانات	41
شکل 2.2.1 ب	پاکستان بھر میں درجہ حرارت-بارشوں کے دباؤ کا اشاریہ	41
شکل 2.2.2	ایل نینو سال بموازنہ پاکستان میں فصلی پیداوار (5 سالہ رجحان)	42
شکل 2.4.1	زرخیزای کے تحت مالکاری پر اسس اور ڈجیٹل قرض گاری کا سفر	47
شکل 2.5.1	اقتصادی پالیسی کی غیر یقینی کے اعتبار سے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی اوسط نمو	48
شکل 3.1 الف	مہنگائی کی تعددی تقسیم-شہری	54
شکل 3.1 ب	مہنگائی کی تعددی تقسیم-دیہی	54
شکل 3.2	زیرِ گردش کرنسی-بہاؤ	56
شکل 3.3	بینک ڈپازٹس-بہاؤ	56
شکل 3.4	ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ-مالی سال 26ء (تین ماہی)	58
شکل 3.5	یک ماہی ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ-مالی سال 26ء	58
شکل 3.6	قاطع شرح سود	59

شکل3.7	ثانوی بازار کا خط یافت	60
شکل3.8	بین البینک سیالیت کے اظہاریے	61
شکل3.9	بہ وزن اوسط شبینہ شرح کا پالیسی ریٹ سے انحراف	62
شکل3.10	نجی شعبے کا قرض تا جی ڈی پی تناسب	62
شکل3.11	نجی شعبے کے قرض میں نمو	62
شکل3.12	نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض-بہاؤ	63
شکل3.13	جاری سرمائے کے قرضے حاصل کرنے والے اہم ذیلی شعبے-بہاؤ	65
شکل3.14	معینہ سرمایہ کاری قرضے حاصل کرنے والے اہم ذیلی شعبے-بہاؤ	67
شکل3.15	صارفی مالکاری کا بہاؤ	67
شکل3.16	گاڑیوں اور مکانات کی تعمیر کے قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود	68
شکل3.17	بینکوں کے مجموعی قرضوں کی تفصیل-اسٹاک	68
شکل3.18الف	شہری مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی	69
شکل3.18ب	دیہی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی	69
شکل3.19	گندم کی کھپت اور پیداوار	70
شکل3.20	خام مال کی قیمتوں میں اضافہ	70
شکل3.21الف	توانائی کی مہنگائی میں حصے دار-شہری	71
شکل3.21ب	توانائی کی مہنگائی میں حصے دار-دیہی	71
شکل3.22	موٹر ایندھن کی قیمتوں کے اجزائے ترکیبی	71
شکل3.23الف	قوزی مہنگائی میں حصے دار-شہری	72
شکل3.23ب	قوزی مہنگائی میں حصے دار-دیہی	72
شکل3.24	قوزی مہنگائی کے سرفہرست حصے دار-شہری (مالی سال 26ء)	72
شکل3.25	غیر یقینی صورت حال اور قیمتی دھاتوں کی قیمتیں	72
شکل3.1.1الف	2022-23ء کے اجناسی دھچکے کے بعد زری پالیسی ردعمل	73
شکل3.1.1ب	مشرق وسطیٰ تنازعے کے بعد زری پالیسی ردعمل	73
شکل3.2.1	توانائی کی عالمی قیمتوں میں 10 فیصد اضافے کے دھچکے پر صارف قیمت اشاریہ مہنگائی کا مجموعی ردِ عمل	75
شکل3.2.2	توانائی کی عالمی قیمتوں میں 10 فیصد اضافے کے دھچکے پر غذائی مہنگائی کا مجموعی ردِ عمل	75
شکل3.2.3	توانائی کی عالمی قیمتوں میں 10 فیصد اضافے کے دھچکے پر قوزی مہنگائی کا مجموعی ردِ عمل	76
شکل3.3.1	معینہ سرمایہ کاری قرض تا جی ڈی پی تناسب	77
شکل3.3.2	معینہ سرمایہ کاری قرضے اور کاروباری اعتماد	77
شکل3.3.3	معینہ سرمایہ کاری قرضے اور حقیقی شرح سود	78

شکل3.3.4	معینہ سرمایہ کاری قرضے اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں نمو	78
شکل3.3.5	معینہ سرمایہ کاری قرضے اور عملی منافع	78
شکل3.4.1	حقیقی آٹو فنانس اور گاڑیوں کی فروخت	79
شکل3.4.2	حقیقی آٹو فنانس اور قرض پر شرح سود	80
شکل3.6.1	توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے گھرانوں پر اثرات	82
شکل3.6.2الف	کھپت کے کوئنٹائل کے لحاظ سے توانائی کے اخراجات	83
شکل3.6.2ب	کھپت کے کوئنٹائل کے لحاظ سے توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے ماہانہ اثرات	83
شکل3.6.3	توانائی کے ذرائع کے لحاظ سے گھرانوں پر اثرات	83
شکل3.6.4	گھریلو اخراجات میں توانائی کی بلند قیمتوں کا حصہ	84
شکل3.7.1	قوزی مہنگائی اور اس کے مستقل جزو کا تقابلی جائزہ	85
شکل4.1الف	مالیاتی توازن	89
شکل4.1ب	بنیادی توازن	89
شکل4.2	صوبائی توازن	89
شکل4.3	مجموعی محصولات: تفصیلات	91
شکل4.4	ایف بی آر کے ٹیکس: تفصیلات	91
شکل4.5	ایف بی آر کے ٹیکسوں کی نمو میں حصہ	91
شکل4.6	ایف بی آر کے ٹیکس (اصل بمقابلہ نظر ثانی شدہ ہدف*)	92
شکل4.7	ایف بی آر کے ٹیکسوں میں بلاواسطہ اور بالواسطہ ٹیکسوں کا حصہ	92
شکل4.8	بلاواسطہ ٹیکسوں کے اجزا	92
شکل4.9الف	م س25ء میں سرفہرست 15 بڑے ٹیکس دہندہ شعبوں کا ودہولڈنگ ٹیکسوں کی نمو میں حصہ	93
شکل4.9ب	م س26ء میں سرفہرست 15 بڑے ٹیکس دہندہ شعبوں کا ودہولڈنگ ٹیکسوں کی نمو میں حصہ	93
شکل4.10	صوبائی محاصل: تفصیلات	93
شکل4.11	وفاقی این ٹی آر: تفصیلات	94
شکل4.12	مجموعی اخراجات	95
شکل4.13	سودی اور غیر سودی اخراجات	96
شکل4.14	ملکی مارک اپ ادائیگیوں میں تبدیلی	98
شکل4.15	صوبائی اخراجات: تفصیلات	98
شکل4.16الف	خام سرکاری قرض۔ اسٹاک	100
شکل4.16ب	خام سرکاری قرض۔ بہاؤ	100
شکل4.17	خام سرکاری قرض اور جی ڈی پی تبدیل کرنے والے اہم عوامل	100

شکل 4.18	ملکی قرض کا ادارہ جاتی بہاؤ	101
شکل 4.19	قومی بچت اسکیمیں: بہاؤ	102
شکل 4.20	حکومتی تمسکات میں حصہ	102
شکل 4.21	حکومتی تمسکات پر اوسط یافت	102
شکل 4.22	ملکی قرض کی عرصیت کا اوسط وقت	102
شکل 4.23	ملکی قرض پر سودی ادائیگیاں	103
شکل 4.24	حکومت کی قرض واپسی کی استعداد	103
شکل 4.25	بیرونی قرضہ (آخر جون کا اسٹاک)	104
شکل 4.26	اعانت میزانیہ کے لیے قرضوں کی تقسیم	104
شکل 4.27	سرکاری بیرونی قرض اور واجبات کی واپسی	104
شکل 4.28	سرکاری بیرونی قرض اور واجبات کی ادائیگی میں تبدیلی	105
شکل 4.29	سرکاری بیرونی قرض پر موثر شرح سود	106
شکل 4.30الف	مجموعی بیرونی قرضے اور واجبات بلحاظ جی ڈی پی فیصد	107
شکل 4.30ب	بیرونی قرض کی ادائیگی بلحاظ برآمدی آمدنی کا فیصد	107
شکل 4.30ج	بیرونی قرض کی ادائیگی بلحاظ زرمبادلہ آمدنی کا فیصد	107
شکل 4.2.1	پاکستان میں قرضوں کی واپسی کے اخراجات کا رجحان	110
شکل 5.1	حقیقی جی ڈی پی نمو	117
شکل 5.2	عالمی بحری مال برداری لاگت	117
شکل 5.3	عالمی تجارتی حجم	118
شکل 5.4	اجناس کی عالمی قیمتیں	118
شکل 5.5	عمومی مہنگائی۔	118
شکل 5.6	مرکزی بینکوں کے پالیسی ریٹس میں تبدیلیاں	119
شکل 5.7	عالمی مالی صورت حال کا اشاریہ	119
شکل 5.8	کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر	120
شکل 5.9	پاکستان کی تناسبات تجارت (100 = 2017-18)	120
شکل 5.10	برآمدات کی نمو میں حصہ	120
شکل 5.11	برآمدات کی اکائی مالیت اور حجم میں نمو	122
شکل 5.12	برآمدات کی باسکٹ کی معاشی پیچیدگی کی درجہ بندی (اوسط 2024-2020ء)	122
شکل 5.13	چاول کی برآمدات میں تبدیلی	124
شکل 5.14	پاکستانی چاول کی برآمدات: منڈیوں کی تعداد میں اضافہ اور کمی	124

شکل5.15	ٹیکسٹائل کی برآمدات میں حصہ	126
شکل5.16	تجارتی اشیا کی درآمدات	126
شکل5.17ا	درآمدات کی نمو میں حصہ	126
شکل 5.18الف	خام پیٹرولیم کے درآمدی حجم پر تنازع کا اثر	128
شکل 5.18ب	پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی حجم پر تنازع کا اثر	128
شکل 5.19الف	خام پیٹرولیم کی درآمدی مالیت پر تنازع کا اثر	129
شکل 5.19ب	پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مالیت پر تنازع کا اثر	129
شکل5.20	توانائی کی پیداوار بلحاظ ماخذ	130
شکل5.21	پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات	130
شکل5.22	بنیادی آمدنی کا کھاتہ :اہم ادائیگیاں	133
شکل5.23	منافع کی بلحاظ شعبہ واپسی –مالی سال 26ء	133
شکل5.24	کارکنوں کی ترسیلات زر کا بہاؤ	134
شکل5.25	بیرون ملک جانے والے رجسٹرڈ کارکنوں کی مہارتوں کی ہیئت ترکیبی	134
شکل5.26	روشن ڈجیٹل اکاؤنٹس	135
شکل5.27	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	136
شکل5.28	زرمبادلہ کے ذخائر اور شرح مبادلہ	137
شکل5.29	فارورڈ / سواپ واجبات اور درآمدی کوریج	138
شکل5.30	بازار مبادلہ کے دباؤ کا اشاریہ	139
شکل5.31	حقیقی اور نامیہ مؤثر شرح مبادلہ، نسبتی اشاریہ قیمت	142
شکل5.1.1	تجارتی تکمیلیت کا اشاریہ	142
شکل5.1.2	برآمدی جزدان کے تنوع کا پیمانہ	142
شکل 5.2.1الف	آئی سی ٹی فرم کے حجم کی تقسیم –مالی سال 21ء	145
شکل 5.2.1ب	آئی سی ٹی فرم کے حجم کی تقسیم –مالی سال 26ء	145
شکل5.3.1	بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیاں	148
شکل 5.4.1الف	2025ء میں ترسیلات زر وصول کرنے والے 5 اہم ممالک	149
شکل 5.4.1ب	پاکستان کی اشیا کی برآمدات اور ترسیلات زر	149
شکل6.1	شرح بیروزگاری، کارگر عمر والی آبادی، اور حقیقی جی ڈی پی کی نمو	153
شکل6.2	کارگر عمر والی آبادی	154
شکل6.3	خواتین کی تعداد اور افرادی قوت میں شرکت	154
شکل6.4	مزدوروں کی غربت کی شرح	155

شکل 6.5	نقل مکانی کا سالانہ رجحان	155
شکل 6.6 الف	منتخب ملکوں میں اوسط جی ڈی پی نمو (1990ء تا 2025ء)	156
شکل 6.6 ب	پاکستان کی جی ڈی پی نمو میں اتار چڑھاؤ	156
شکل 6.6 ج	پاکستان اور ایل آئی سی کے مابین فی کس آمدنی کا فرق	156
شکل 6.7	پاکستان – جی ڈی پی اور روزگار میں شعبوں کا حصہ	157
شکل 6.8	فی کس جی ڈی پی میں نمو کی تفصیلات	158
شکل 6.9	مختلف شعبوں میں لیبر کی پیداواریت	159
شکل 6.10 الف	ہائی ٹیک خدمات میں لیبر کی پیداواریت	160
شکل 6.10 ب	لو ٹیک خدمات میں لیبر کی پیداواریت	160
شکل 6.11 الف	مجموعی پیداوار میں ہائی ٹیک خدمات کا حصہ	160
شکل 6.11 ب	مجموعی پیداوار میں لو ٹیک خدمات کا حصہ	160
شکل 6.12	خدمات میں روزگار کا حصہ	161
شکل 6.13	پاکستان میں مہنگائی اور جی ایف سی ایف (م س 01ء تا م س 26ء)	162
شکل 6.14	لیبر کی پیداواریت، معاشی پیچیدگی کا اشاریہ، اور اشیا کی برآمدات	162
شکل 6.15	م س 20ء تا م س 24ء مجموعی پیداوار میں جی وی سی کے سبب پیداوار کا فیصد	163
شکل 6.16	پی ایس ڈی پی پر اخراجات بلحاظ فیصد جی ڈی پی	163
شکل 6.17	افرادی قوت میں شرکت کی شرح – اوسط (2016ء تا 2025ء)	164
شکل 6.18 الف	افرادی قوت میں شرکت کی شرح اور صنفی فرق – اوسط (2016ء تا 2025ء)	164
شکل 6.18 ب	پاکستان میں شرح بیروزگاری	164
شکل 6.19 الف	پاکستان میں افرادی قوت میں شرکت کی شرح – بلحاظ صنف اور تعلیمی سطح (2024ء تا 2025ء)	165
شکل 6.19 ب	پاکستان میں بیروزگاری کی شرح – بلحاظ صنف اور تعلیمی سطح (2024ء تا 2025ء)	165
شکل 6.20	پاکستان میں افرادی قوت میں شرکت کی شرح – بلحاظ علاقہ	165
شکل 6.21	پاکستان میں افرادی قوت میں خواتین کی شرکت کی شرح اور شرح افزائش – اوسط (2021ء تا 2025ء)	166
شکل 6.22	پاکستان میں گھریلو دیکھ بھال کی ذمہ داریوں میں مصروف افراد کا تناسب (2024ء تا 2025ء)	166
شکل 6.23	اجرت میں صنفی عدم مساوات اور افرادی قوت میں خواتین کی شرکت کی شرح	167
شکل 6.24	پاکستان میں روزگار کی رسمی اور غیر رسمی نوعیت (2024ء تا 2025ء)	167
شکل 6.25	غیر رسمی معیشت اور غیر رسمی روزگار کا حجم	168
شکل 6.26	پاکستان کی اہم صنعتوں میں رسمی اور غیر رسمی ملازمین کا تناسب (2024ء تا 2025ء)	168
شکل 6.27	پاکستان کی غیر زرعی ملازمتوں میں غیر رسمی ملازمین کی صورتِ حال	168
شکل 6.28	پاکستان میں غیر رسمی شعبے کی صورتِ حال اہم صنعتی زمروں میں (2024ء تا 2025ء)	169

شکل 6.29	پاکستان میں ملازمتی لحاظ سے غیر رسمی ملازمین کی صورتِ حال	169
شکل 6.30	مختلف ملکوں میں ملازمین کی صورتِ حال بلحاظ صنف، تعلیم اور نوعیت	170
شکل 6.31	مختلف ملکوں میں نوجوان آبادی اور افرادی قوت میں نوجوانوں کی شرکت کی شرح (15 سے 24 سال عمر)	171
شکل 6.32	پاکستان کی کارگر عمر والی آبادی میں نوجوانوں کی شرح	172
شکل 6.33	بیروزگاری کی شرح بلحاظ عمر اور صنف (2024ء تا 2025ء)	173
شکل 6.34	'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' کی اوسط شرح (2021ء تا 2025ء)	174
شکل 6.35	صنعت اور خدمات کے شعبوں میں فعال روبوٹس کی تعداد	174
شکل 6.36	مصنوعی ذہانت میں جدت طرازی اور سرمایہ کاری	175
شکل 6.37	ماحول دوست نمو کا اشاریہ °	176
شکل 6.38	مہارتوں میں ردوبدل کے لحاظ سے نان گرین ورکرز کی صورتِ حال	176
شکل 6.39	برآمد شدہ اشیا پر اوسط ٹیرف تجارتی حجم کے لحاظ سے	177
شکل 6.40	'بی-ریڈی °' اظہاریے	177
شکل 6.41	جی وی سی کاریڈی نیس انڈیکس - ° سرفہرست اور پسماندہ 15 ممالک	177
شکل 6.1.1	جی ڈی پی اور ملازمتوں میں صنعتی حصہ داری	181
شکل 6.1.2 الف	قدرِ اضافی اشیا سازی	182
شکل 6.1.2 ب	برآمدی اشیا سازی	182
شکل 6.1.2 ج	اشیا سازی میں روزگار	182
شکل 6.1.3	اشیا سازی میں حصہ	183
شکل 6.2.1 الف	حقیقی جی ڈی پی اور ملازمتی نمو کے رجحانات	185
شکل 6.2.1 ب	ملازمتوں اور حقیقی جی ڈی پی کا رجحانات سے دورانی انحراف	185
شکل 6.3.1	مناسب کام کاج کے چار ستون	187
شکل 6.3.2	بنیادی لیبر حقوق کے ذیلی اشاریے، پاکستان کی درجہ بندی اور اسکور	188
شکل 6.3.3	بی-ریڈی لیبر ضوابطی اسکور	188
شکل 6.3.4	ٹریڈ یونین کی گنجائیت	188
شکل 6.3.5	سماجی معاونت پر اخراجات	189
شکل 6.4.1	ہنر کی عدم مطابقت کی اقسام	190
شکل 6.4.2	کیو ایس ورلڈ فیوچر انڈیکس-2027ء	191
شکل 6.4.3	جی ٹی سی آئی ملکی خاکے 2025ء-بلحاظِ ستون	191
شکل 6.4.4	بے روزگاری کی شرح بلحاظِ تعلیمی سطح	192
شکل 6.4.5	کام کاج کے سابقہ تجربے کے لحاظ سے بے روزگاری کی شرح	192
شکل 6.5.1	پاکستان کی فری لانسنگ برآمدات	193

جداول کی فہرست

جدول1.1	منتخب معاشی اظہاریے	3
جدول1.2	مالی سال27ء کے معاشی اہداف اور پیش گوئیاں	10
جدول2.1	جی ڈی پی کی نمو	16
جدول2.2	مجموعی طلب کے اجزائے ترکیبی	17
جدول2.3	زراعت، جنگلات اور ماہی گیری	18
جدول2.4	تصدیق شدہ بیجوں کی دستیابی	22
جدول2.5	زرعی قرض کی تقسیم	22
جدول2.6	اہم فصلیں	23
جدول2.7	دیگر فصلیں	25
جدول2.8	مویشیوں کی تعداد اور پیداوار	26
جدول2.9	صنعتی سرگرمیاں	28
جدول2.10	بڑے پیمانے پر اشیاسازی	30
جدول2.11	خدمات کا شعبہ	33
جدول2.12	مالیات اور بیمہ خدمات	34
جدول2.1.1	منتخب ایشیائی معیشتوں میں صنعتی پالیسی کے آلات کا موازنہ	39
جدول2.2.1	ایل نینو جیسی حالتوں میں فصل کی پیداوار کے تخمینی نقصانات	41
جدول2.2.2	ابتدائی اقدامات جنھوں نے ویتنام 20-2019ء میں فصلوں کے نقصان کو محدود کرنے میں مدد دی	42
جدول2.3.1	سولر پینلز کے نیچے رقبے کو استعمال کرنے کے متفرد طریقے	44
جدول2.3.2	انگری وولٹائکس، ایکووولٹائکس اور فلوٹووولٹائکس کے نفاذ کے لیے اہم غور وخوض	44
جدول2.5.1	غیر یقینی صورت حال اور اشیاسازی کی سرگرمی	49
جدول3.1	زری مجموعے–مالی سال26ء	55
جدول3.2	نیلامی کا خلاصہ–مالی سال26ء	57
جدول3.3	پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز	59
جدول3.4	نجی شعبے کو قرض کے بنیادی محرکات	64
جدول3.5	نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے	66
جدول3.6	اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت	70
جدول3.4.1	اے ڈی آر ایل کے نتائج (تابع متغیر گاڑیوں کی فروخت)	79
جدول4.1	مجموعی مالیاتی سرگرمیاں	90
جدول4.2	ایف بی آر کے ٹیکس: تفصیلات	94
جدول4.3	کسٹمز ڈیوٹی دینے والے اہم اجزا	95
جدول4.4	ٹیکس اخراجات کی تفصیلات	96

جدول 4.5	مجموعی اخراجات کی تفصیلات	97
جدول 4.6	زراعانت اور گرانٹس کی تفصیلات	99
جدول 4.7	پاکستان کے قرضوں اور واجبات کا خلاصہ	101
جدول 4.8	بیرونی رقوم کی تقسیم کا مقصد	106
جدول 4.9	سیالیت کے اظہاریے	108
جدول 4.1.1	حکومتی اخراجات میں ایک فیصد اضافے کا روزگار پر اثر	109
جدول 4.3.1	تخمین شدہ کراس زراعانت یافتہ بچتیں	113
جدول 5.1	پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن*	121
جدول 5.2	پاکستان کی تجارتی برآمدات	123
جدول 5.3	مالی سال 25ء اور مالی سال 26ء کے دوران امریکا اور یورپی یونین کی ٹیکسٹائل درآمدات	125
جدول 5.4	پاکستان کی تجارتی درآمدات	127
جدول 5.5	شمسی توانائی کی تنصیب کی وجہ سے درآمدی بچت-مالی سال 26ء	131
جدول 5.6	خدمات کی تجارت	132
جدول 5.1.1	بھارت-یورپی یونین آزاد تجارتی معاہدہ اور پاکستان کی یورپی یونین مارکیٹ میں مسابقتی پوزیشن	141
جدول 5.2.1	سالانہ برآمدی آمدنی کے سائز کے لحاظ سے کمپنیوں کی تقسیم-مالی سال 26ء	144
جدول 5.3.1	بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیوں کا تجزیہ	148
جدول 6.1	بڑے پیشہ ور گروپوں کی محنت کے اوسط گھنٹے	167
جدول 6.2	غیر رسمی ملازمت کی وضاحت کرنے والے اہم نظریات	169
جدول 6.2.1	جوہانس کوانتیگریشن ٹریس اینڈ میکسی مم ایگن ویلیو ٹیسٹ	185
جدول 6.2.2	ملازمتی لچک بلحاظ جی ڈی پی: 1972ء تا 2000ء	186
جدول 6.2.3	ملازمتی لچک بلحاظ جی ڈی پی: 2000ء تا 2025ء	186
جدول 6.3.1	پاکستان میں لیبر کے لحاظ سے اہم قانون سازی	188



1

اقتصادی جائزہ

1 اقتصادی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ

پاکستان کی معیشت نے مالی سال 26ء کے دوران جغرافیائی و سیاسی صورت حال کی بڑھتی ہوئی غیر یقینی میں ملکی اور عالمی اقتصادی دھچکوں کے مقابل مضبوطی دکھائی۔ امریکی تجارتی ٹیرف پر غیر یقینی کیفیت، سال کے آغاز میں مون سون سیلاب، اور فروری 2026ء کے آخر میں مشرق وسطیٰ کا تنازع چھڑنے سے سخت محنت سے حاصل کردہ معاشی استحکام شدید مشکلات سے دوچار ہوا۔ مربوط اقتصادی پالیسیوں نے دشوار ملکی اور عالمی اقتصادی ماحول سے نمٹنے میں مدد دی۔ اس کے ساتھ ساتھ آئی ایم ایف پروگرام کے تحت اقتصادی اصلاحات سے مالی سال 26ء میں اہم میکرو اکنامک اظہاریے بہتر ہوئے۔ حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں اضافہ ہوتا رہا؛ مہنگائی قابو میں رہی؛ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر، جو اسٹیٹ بینک کی نمایاں خریداریوں کا نتیجہ تھے، ہدف سے آسانی سے عبور کر گئے؛ اور مالیاتی خسارہ بطور فیصد جی ڈی پی گذشتہ سال کے مقابلے میں نصف سے بھی زیادہ سکڑ گیا (**جدول 1.1**)۔

اگرچہ مشرق وسطیٰ کے تنازع نے ان مثبت رجحانات میں سے چند کو متاثر کیا، تاہم مضبوط مالیاتی اور بیرونی بفرز نے مجموعی معاشی استحکام برقرار رکھنے میں مدد دی (**جدول 1.1**)۔ اسٹیٹ بینک نے محتاط زری پالیسی موقف برقرار رکھا اور مہنگائی کو وسط مدتی ہدف کے اندر رکھنے کے لیے پیش بینی کی بنیاد پر مثبت حقیقی پالیسی شرح مناسب حد تک برقرار رکھی۔ اسی کے ساتھ، وفاقی حکومت نے مالیاتی استحکام کی کوششیں مسلسل چوتھے سال جاری رکھیں۔

مزید برآں، حکومت نے عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو ایندھن کی مقامی قیمتوں پر منتقل کیا اور بدفی کفایت شعاری کے متعدد سلسلہ وار اقدامات نافذ کیے۔ ان اقدامات سے بیرونی دھچکے کے مالیاتی اور بیرونی حسابات دونوں پر منفی اثرات کو روکنے میں مدد ملی۔ اہم اقتصادی اظہاریوں میں مسلسل بہتری نے مالی سال 26ء کے دوران پاکستان کی ریاستی درجہ بندی کو بہتر کیا، جس نے مزید مثبت میکرو اکنامک نتائج کی راہ ہموار کی۔

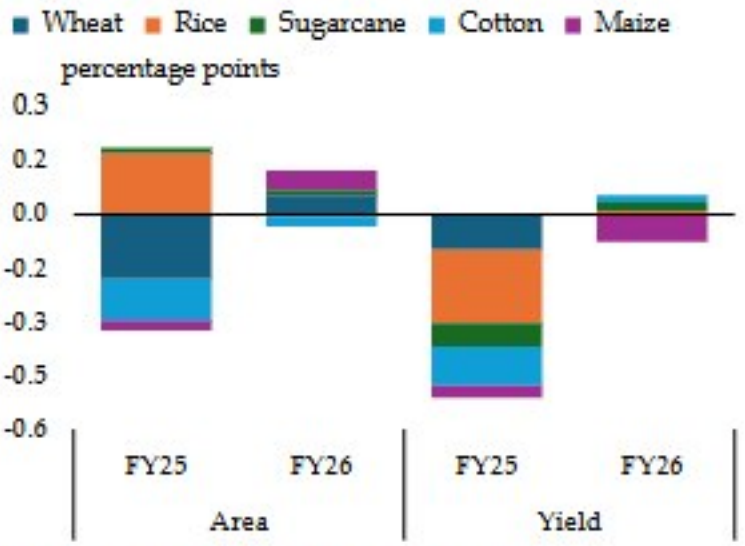
جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	م س25ء	م س26ء	م س26ء	
			جولائی تا فروری	مارچ تا جون
	شرح نمو، فیصد			
حقیقی جی ڈی پی [1,*]	3.1	3.7	4.2	2.0
زراعت [*]	1.3	3.5	3.4	3.7
صنعت [*]	5.5	3.3	6.4	-4.7
جس میں ایل ایس ایم [*]	-0.7	5.0	6.5	0.4
خدمات [*]	3.1	3.8	3.9	3.6
قومی صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط) [1,*]	4.5	7.1	5.5	10.2
نجی شعبے کا قرضہ [3,*]	12.2	14.7	14.8	14.7
رسدزر (ایم ٹو) [3,*]	12.9	14.7	17.5	14.7
برآمدات [3]	4.4	-4.7	-5.3	-3.3
درآمدات [3]	11.3	9.1	9.2	8.9
ٹیکس محاصل-ایف بی آر [5]	26.1	10.8	10.6	111.
شرح مبادلہ (آخر مدت) (اضافہ / کمی فیصد) [3]	-1.9	2.0	1.5	0.5
	آخر مدت			
شرح مبادلہ	283.8	278.2	279.5	278.2
پالیسی ریٹ [3]	11.0	11.5	10.5	11.5
	ملین ڈالر			
اسٹیٹ بینک کے ذخائر (آخر مدت) [3]	14,506	818,37	16,299	818,37
کارکنوں کی ترسیلات [3]	38,300	41,585	26,488	15,097
جاری کھاتے کا توازن [3]	1838	-391	-800	409
	فیصد جی ڈی پی			
مالیاتی توازن [5,*]	-5.4	-2.6	-0.7	-1.9
بنیادی توازن [*]	2.4	2.9	3.2	-0.4
کل سرکاری قرض [*]	70.5	68.6	-	68.6
جاری کھاتہ	0.4	-0.1	-0.2	0.1
سرمایہ کاری [1]	14.4	14.5	-	-

حقیقی جی ڈی پی کے لیے، مالی سال 25ء اور مالی سال 26ء کے تخمینے بالترتیب نظر ثانی شدہ اور عبوری ہیں۔ [*] ذیلی مدتیں جولائی تا مارچ اور اپریل تا جون کو ظاہر کرتی ہیں۔ [^] ذیلی مدتیں آخری اسٹاک دکھاتی ہیں۔

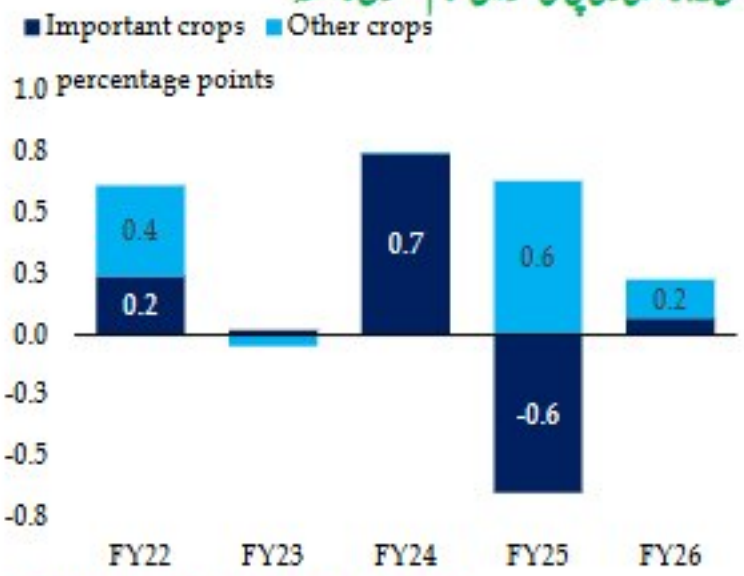
ماخذ: [1] پاکستان دفتر شماریات؛ [3] اسٹیٹ بینک؛ [5] وزارت خزانہ

شکل 1.1 : جی ڈی پی کی نمو میں اہم فصلوں کا حصہ



Sources: MNFSR; SBP staff calculations

شکل 1.2: جی ڈی پی کی نمو میں تمام فصلوں کا حصہ



Sources: MoF; SBP staff calculations

جن چیزوں کے مجموعی اثرات نے مالی سال 26ء میں معاشی سرگرمیوں کی توسیع کو سہارا دیا ان میں یہ شامل ہیں: گذشتہ سال پالیسی شرح میں کمی، خام مال کی کم لاگت جیسا کہ جولائی تا فروری مالی سال 26ء کے دوران تھوک اشاریہ قیمت میں کمی سے ظاہر ہے، مثبت کاروباری احساسات اور ملکی طلب میں بحالی۔ حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں اضافہ ہوا، جس کی بڑی وجہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بحالی تھی جس کا زراعت اور خدمات کے شعبوں سے مضبوط ربط ہے۔ تاہم، آخری سہ ماہی میں خام مال کی لاگت بڑھنے، کفایت شعاری کے حکومتی اقدامات اور مشرق وسطیٰ کے تنازع کے بعد بڑھتی ہوئی غیر یقینی کیفیت کی وجہ سے معاشی سرگرمیاں سست پڑ گئیں۔

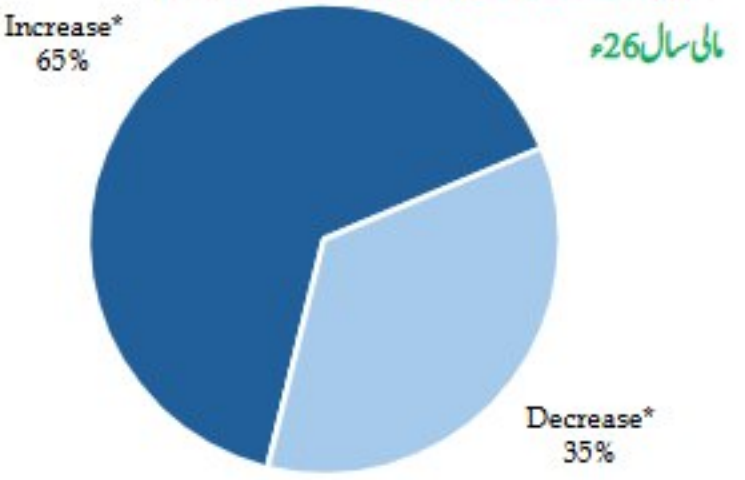
اہم فصلوں کی معمولی بحالی سے زرعی نمو میں بہتری آئی، اگرچہ زرعی شعبے کی قدر اضافی میں گلہ بانی کا اب بھی غالب کردار ہے۔ اہم فصلوں کی گذشتہ سال کی نسبت بحالی گندم، چاول اور گنے کی پیداوار بڑھنے کی وجہ سے ہوئی جو کپاس اور مکئی کی کم پیداوار کا ازالہ کر گئی۔ سیلاب سے حفاظت کے بہتر انتظامات میں بروقت بچاؤ اور امدادی اقدامات، پانی کی کافی دستیابی اور زرعی قرض تک بہتر رسائی (**باکس 2.4**) نے اہم فصلوں کی پیداوار بحال کرنے میں مدد دی۔

خریف کی تمام اہم فصلیں، ماسوائے مکئی، مالی سال 26ء میں بحال ہوئیں (**شکل 1.1**) سیلاب کے بعد مٹی کی زرخیزی سے چاول اور گنے کی پیداوار میں اضافہ ہوا، جبکہ کپاس کی فصل کو جلد بوائی اور خام مال کی بہتر دستیابی سے فائدہ ہوا۔ تاہم، گندم کی پیداوار ناموافق موسمی حالات یعنی بوائی کے وقت زیادہ درجہ حرارت اور فصل کی کٹائی کے دوران تیز ہواؤں سے متاثر ہوئی، چنانچہ زیرِ کاشت اراضی بڑھنے کے باوجود اس کے فوائد کم ہوگئے۔ دیگر فصلوں نے گذشتہ چند برسوں کا رجحان ہی برقرار رکھا اور زیرِ کاشت رقبے میں اضافے کا فائدہ اٹھایا (**شکل 1.2**)۔

مالی سال 26ء کے دوران صنعت کی نمو سست پڑ گئی، جس کی وجہ بجلی، گیس اور پانی کی کم فراہمی تھی، جو کہ بڑی حد تک بجلی کی زراعت میں کٹوتی کا نتیجہ تھی۔ تاہم، بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار تین سال کمزور کارکردگی کے بعد بحال ہوگئی۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو ملکی طلب بڑھنے سے ہوئی۔ اس نے جن ذیلی شعبوں کی پیداوار میں اضافہ کیا ان میں آٹو موبائل اور منسلک شعبے، خوراک و مشروبات، پیٹرولیم مصنوعات اور سیمنٹ شامل ہیں۔

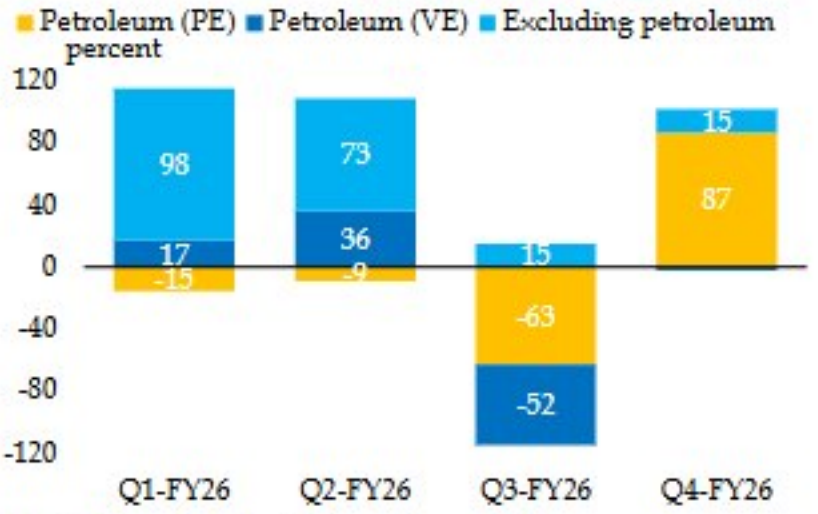
تاہم، ٹیکسٹائل، ملبوسات اور دوا سازی جیسے برآمدی شعبوں کی کارکردگی کمزور رہی۔ بحالی کے باوجود، بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے تقریباً 35 فیصد ذیلی شعبوں کی پیداوار گذشتہ پانچ سال یعنی مالی سال 21ء تا 25ء کے اوسط سے کم رہی (**شکل 1.3**)۔ اس سے اقتصادی سست روی کے علاوہ ساختی رکاوٹوں کا تسلسل بھی ظاہر ہوتا ہے، جن میں گرتی ہوئی سرمایہ کاری اور اشیا سازی کے شعبے میں کم پیداواریت شامل ہیں۔ مزید برآں، اخراجات کے پہلو سے ناپی گئی حقیقی جی ڈی پی ظاہر کرتی ہے کہ کھپت اس کا بنیادی محرک رہی، جبکہ جی ڈی پی میں سرمایہ کاری کا تناسب گذشتہ سال جتنا ہی رہا۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے سرمایہ کاری بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ ملک زیادہ نمو حاصل کر سکے، برآمدات بہتر بنا سکے اور روزگار میں اضافہ کر سکے۔

شکل 1.3: بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبوں کی تقسیم- مالی سال 26ء



* Compared to FY21-25 average.
Source: SBP staff calculations

شکل 1.4: درآمدات میں ردوبدل کی تفصیل



Note: PE = price-effect; VE = volume-effect
Sources: PBS; SBP staff estimates

معاشی سرگرمیاں بحالی ہونے سے مالی سال 26ء کے دوران درآمدات کا حجم بڑھ گیا، نیشنل ٹیرف پالیسی 2030–2025ء کے تحت ٹیرف کی معقولیت نے بھی اسے تقویت دی۔ یہ نمو غیر توانائی درآمدات سے واضح ہوتی ہے، جس میں سب سے آگے ٹرانسپورٹ کا شعبہ رہا، جبکہ خوردنی تیل کی درآمد پر مسلسل انحصار اور سال کے دوران چینی کی مقامی قلت کو پورا کرنے کے سبب خوراک کی درآمدات میں اضافہ ہوا۔ مزید برآں، مشرق وسطیٰ کے تنازع کے بعد توانائی کی قیمتیں بڑھنے سے مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں توانائی کا درآمدی بل بڑھ گیا (**شکل 1.4**)۔

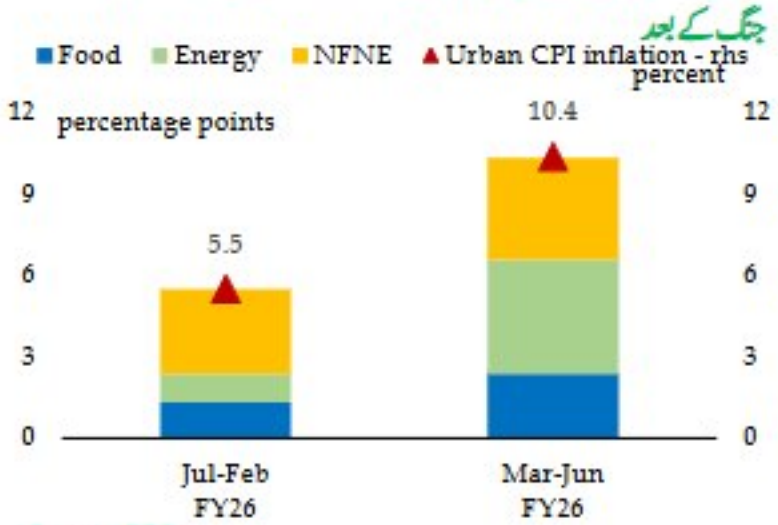
دوسری طرف، برآمدات کو محدود کرنے میں امریکی تجارتی ٹیرف، مغربی سرحدوں کی بندش، اجناس کی قیمتوں میں کمی، اور مشرق وسطیٰ کے تنازع کے بعد سپلائی چین میں آنے والے خلل کی وجہ سے عالمی طلب کی کمی نے اپنا کردار ادا کیا۔ سب سے بڑی کمی غذائی گروپ اور دیگر اشیا بشمول سیمنٹ اور دواؤں کی وجہ سے آئی۔ غذائی گروپ میں، چاول کی تجارت میں بھارت کی دوبارہ آمد سے مسابقت تیز ہوئی اور چاول کے عالمی ذخائر نمایاں طور پر بڑھ گئے، جس نے پاکستانی چاول کے برآمدی حجم اور اکائی قیمتوں پر منفی اثر ڈالا۔ دریں اثنا، ٹیکسٹائل برآمدات میں معمولی اضافہ ہوا، جس کی بنیادی وجہ ملبوسات میں قیمت کا سازگار اثر تھا۔ اسی طرح، پیٹرولیم مصنوعات، خاص طور پر فرنس آئل کی برآمدات، سرپلس کی وجہ سے بڑھی، کیونکہ ملکی ریفائننگ میں اضافہ ہوا اور بجلی کے شعبے کی طرف سے ملکی طلب میں کمی آئی۔

اشیا کا تجارتی خسارہ بڑھا لیکن اس کے مقابلے میں، خدمات کا تجارتی خسارہ نمایاں طور پر کم ہوا۔ اس کا سبب دراصل انفارمیشن اینڈ کمیونی کیشن ٹیکنالوجی خدمات (آئی سی ٹی) کی برآمدات میں تحرک ہے۔ مالی سال 26ء میں نٹ ویئر کے بعد آئی سی ٹی پاکستان کا دوسرا سب سے بڑا برآمدی شعبہ بن کر ابھرا، جس میں حکومت اور اسٹیٹ بینک کے مختلف معاون اقدامات کارفرما رہے۔ تاہم، یہ شعبہ کمپنیوں کے چھوٹے حجم کی وجہ سے محدود ہے، اور اس کا سبب تکنیکی اور انتظامی صلاحیتوں سے مالامال افرادی قوت کی کمی ہے (**باکس 5.2**)۔ اس چیلنج سے تعلیم میں ایسی اصلاحات کی فوری ضرورت ظاہر ہوتی ہے، جن میں پالیسی کی توجہ محض بنیادی داخلے بڑھانے تک محدود نہ ہو۔

مزید برآں، سود کی کم ادائیگیوں کی وجہ سے بنیادی آمدنی کا خسارہ بھی کم ہوا (**باکس 5.3**)۔ اس بہتری کا سبب عالمی شرح سود کا نسبتاً پست رہنا تھا۔ کارکنوں کی ترسیلات میں مستحکم نمو ہوئی جو حکومت اور اسٹیٹ بینک کے رسمی ذرائع سے ترسیلات کو فروغ دینے کے پالیسی اقدامات کا نتیجہ تھی۔ کرب پر یمیم کی کمی اور کارکنوں کی بیرونِ ملک منتقلی میں اضافہ بھی اس میں کارفرما تھا۔ ترسیلات بیرونی کھاتہ اور زرِ مبادلہ ذخائر بڑھانے کے علاوہ مالی گہرائی کے ذریعے سرمایہ کی تشکیل میں بھی مددگار ثابت ہو سکتی ہیں، خاص طور پر گھریلو بچت اور سرمایہ کاری مصنوعات تک رسائی بڑھا کر (**باکس 5.4**)۔ مستحکم ترسیلاتِ زر نے بنیادی آمدنی اور اشیا و خدمات کے تجارتی

توازن کے مشترکہ خسارے کو تقریباً مکمل طور پر پورا کیا۔ چنانچہ مالی سال 26ء میں کرنٹ اکاؤنٹ میں معمولی خسارہ ہوا جو جی ڈی پی کے 0.1 فیصد کے برابر تھا۔

شکل 1.5: شہری علاقوں میں مہنگائی کے ذمہ دار عوامل- جنگ سے پہلے اور جنگ کے بعد

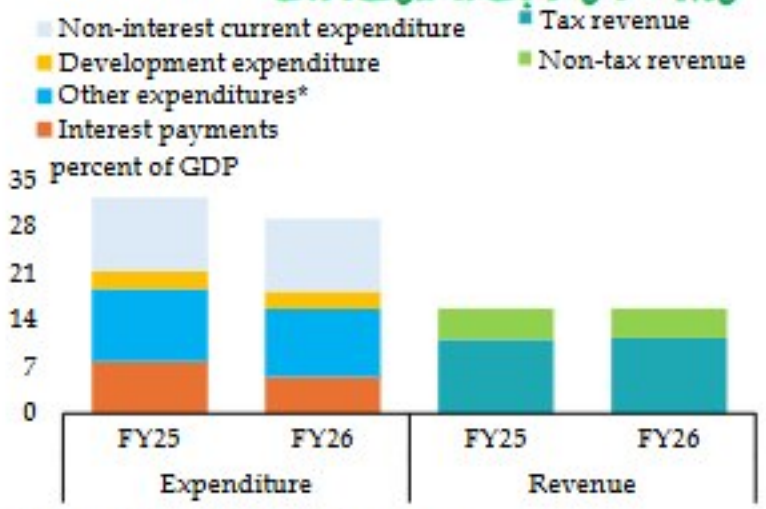


Source: PBS

نیز، سرکاری کثیر الجہتی اور دوطرفہ قرض دہندگان کی جانب سے رقوم کی وافر آمد، یورو بانڈ اور پانڈا بانڈ کے کامیاب اجراء، اور روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس میں مستحکم آمد نے مالی سال 26ء کے دوران زرمبادلہ ذخائر کی معاونت کی۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ کی نمایاں خریداریوں نے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر کو مالی سال 26ء کے آخر تک 18.4 ارب ڈالر تک پہنچایا، جو گذشتہ مالی سال کے آخر میں 14.5 ارب ڈالر تھے، چنانچہ شرح مبادلہ کا استحکام برقرار رہا۔ اس کے علاوہ، اسٹیٹ بینک نے مالی سال 26ء کے دوران اپنے پیشگی واجبات میں 1.6 ارب ڈالر کی کی۔ خریداری کے ذریعے ذخائر بڑھانا زرمبادلہ ذخائر کے بفرز کے معیار میں بہتری کی علامت ہے۔

محتاط زری اور مالیاتی پالیسیوں نے صارف اشاریہ قیمت قومی اوسط مہنگائی کو 7.1 فیصد پر قابو میں رکھنے میں مدد دی، جو مالی سال 26ء کے دوران وسط مدتی ہدف 5.0 سے 7.0 فیصد کی بالائی حد کے قریب ہے، حالانکہ مالی سال کے دوران تیل کی عالمی قیمتوں کو دھچکے لگے اور خوراک کی ملکی فراہمی میں رکاوٹیں آئیں۔ تاہم، توانائی کی قیمتوں کے دھچکے کے براہ راست اور بالواسطہ اثرات سے سال بسال مہنگائی مارچ 2026ء کے بعد ہدف کی حد سے اوپر چلی گئی۔ اوسط مہنگائی جو جولائی تا فروری مالی سال 26ء کے دوران 5.5 فیصد تھی، بڑھ کر مارچ تا جون مالی سال 26ء میں شہری

شکل 1.6: حکومتی اخراجات اور آمدنی کے رجحانات



* This includes statistical discrepancy

Source: MoF

علاقوں میں 10.4 فیصد تک پہنچ گئی۔ اسی طرح، جولائی تا فروری مالی سال 26ء شہری مہنگائی میں توانائی کا جو حصہ 20 فیصد تھا، مارچ تا جون مالی سال 26ء بڑھ کر 40 فیصد ہو گیا (**شکل 1.5**)۔ مزید برآں، مشرق وسطیٰ تنازع کے بعد قیمتوں کے دباؤ میں عمومی اضافے نے مہنگائی کے بارے میں صارفین اور کاروباری اداروں کی توقعات کو بھی متاثر کیا، جو پہلے جولائی تا فروری مالی سال 26ء میں بہتر ہو چکی تھیں۔

خوراک کی مہنگائی بنیادی طور پر گندم اور اس کی مصنوعات کی قیمتیں تیزی سے بڑھنے کی وجہ سے ہوئی۔ مالی سال 26ء میں گندم کی قیمتیں بڑھنے کی کئی وجوہات ہیں جن میں پچھلے سال مارکیٹ کی ڈی ریگولیشن کے عبوری اثرات کے باعث پیداوار میں کمی، سیلاب کی وجہ سے اسٹاک کا ضیاع اور گندم کی فراہمی پر مارکیٹ کی غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے قلت ہونا شامل ہیں۔ تاہم، تلف پذیر اشیا کی قیمتوں میں کمی نے غیر تلف پذیر اشیا کی قیمتوں میں اضافے کے اثرات کو جزوی طور پر کم کیا۔ قوزی مہنگائی، اگرچہ شہری اور دیہی علاقوں میں خاص طور پر پہلی ششماہی میں مزید معتدل ہوئی، تاہم یہ بلند رہی، جو قیمتوں کے بنیادی دباؤ کے تسلسل کی علامت ہے (**باکس 3.7**)۔

زری پالیسی کمیٹی نے مالی سال کے دوران آٹھ میں سے چھ اجلاسوں میں صورت حال کو برقرار رکھا۔ یہ سوچا سمجھا طریقہ اہم میکرو اکنامک رجحانات اور مہنگائی کے منظر نامے کے محتاط جائزے کے پیش نظر اپنایا گیا۔ دسمبر 2025ء میں مہنگائی کے بہتر منظر نامے نے پالیسی شرح میں 50 بیسس پوائنٹس کمی کی گنجائش دی تاکہ

شکل 1.7: حقیقی جی ڈی پی کی نمو



Source: MoF

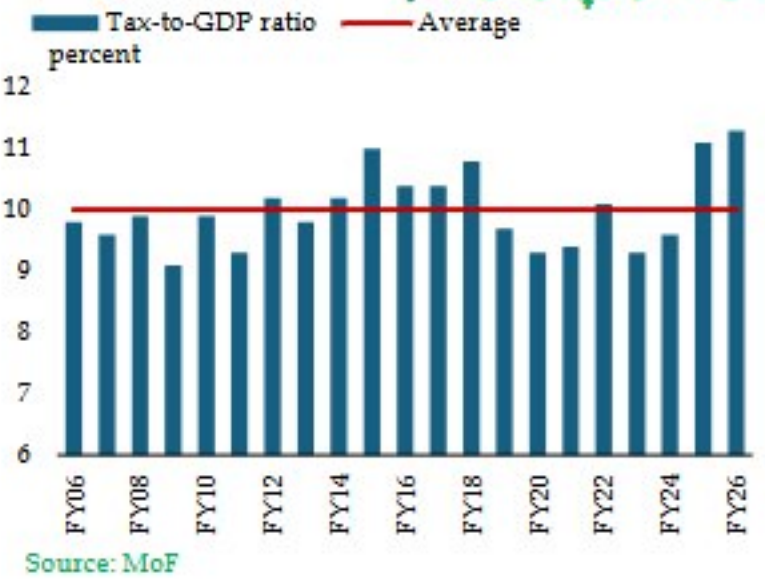
معاشی سرگرمی کو سہارا دیا جاسکے۔ تاہم، کمیٹی نے اپریل 2026ء میں پالیسی شرح 100 بی پی ایس بڑھا کر 11.5 فیصد کر دی تاکہ مشرق وسطیٰ کے تنازع کے بعد توانائی کی قیمتوں کے دھچکے کے دورِ ثانی کے ممکنہ اثرات کم کیے جاسکیں (**باکس 3.1 اور 3.2**)۔

مالیاتی استحکام کی مسلسل حکومتی کوششیں اور سود کی ادائیگیوں میں نمایاں کمی مالی سال 26ء میں بہتر مالیاتی نتائج کا سبب بنی، حالانکہ مجموعی آمدنی جی ڈی پی کے لحاظ سے کم رہی تھی (**شکل 1.6**)۔ مالیاتی خسارہ نصف سے بھی کم رہ گیا، جبکہ مالیاتی اور بنیادی توازن نے بجٹ تخمینوں سے بہتر کارکردگی دکھائی۔ صوبوں کے نمایاں سرپلس نے بھی اس بہتری میں حصہ ڈالا۔ سود کی ادائیگیاں کم ہوئیں جو پست شرح سود اور نقدی کے بہتر بہاؤ کے حکومتی انتظام کا مشترکہ اثر ہے۔

توانائی کے شعبے کی اصلاحات (**باکس 4.3**) اور گردشی قرضے کی تنظیم نو کے نتیجے میں بجلی کی زیر اعانت میں بڑی کمی ہوئی جس سے اخراجات مزید کم ہوگئے۔ کم زیر اعانت اور سود کی کم ادائیگیوں سے بننے والی مالیاتی گنجائش کو حکومت نے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام اور تعلیم پر اخراجات کے لیے گرانٹس بڑھانے میں جزوی طور استعمال کیا۔ دریں اثنا، صوبوں نے خاص طور پر رہائش اور کمیونٹی سہولیات پر توجہ دیتے ہوئے ترقیاتی اخراجات میں نمایاں اضافہ کیا۔

آمدنی کے سلسلے میں ایف بی آر کے محاصل بطور فیصد جی ڈی پی گذشتہ سال کی سطح پر رُکے رہے، جبکہ غیر ٹیکس آمدنی میں کمی آئی۔ ایف بی آر کے محاصل میں بالواسطہ ٹیکسوں میں سست روی نے مجموعی ٹیکس وصولی کو متاثر کیا، جبکہ براہ راست ٹیکس بطور فیصد جی ڈی پی بڑھ گئے۔ غیر ٹیکس آمدنی میں کمی اس لیے ہوئی کہ اسٹیٹ بینک کا منافع کم شرح سود کی وجہ سے نسبتاً کم رہا۔ اس کے باوجود، مجموعی طور پر اسٹیٹ بینک کے منافع کی منتقلی کافی تھی اور مالی سال 26ء کے بجٹ ہدف سے زیادہ رہی۔

شکل 1.8: جی ڈی پی میں ٹیکس کا تناسب

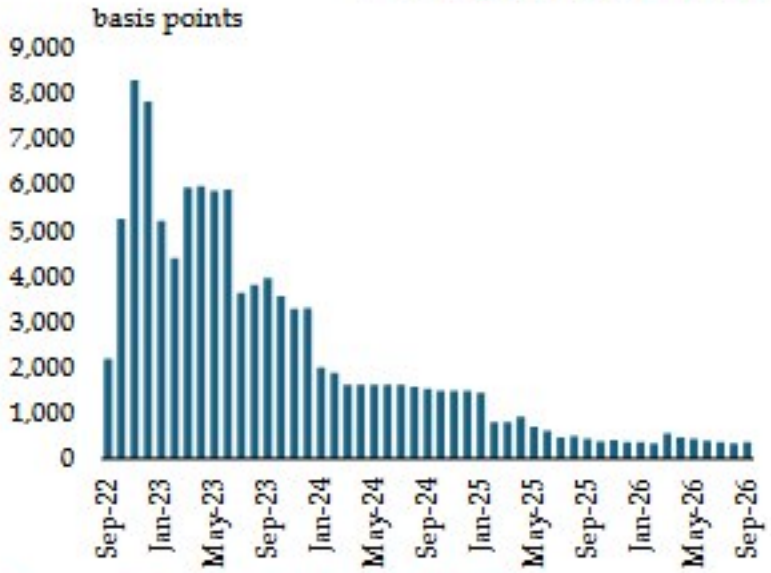


Source: MoF

شرح سود میں کمی نے بینک ڈپازٹس پر ملنے والے سود سے ودہولڈنگ ٹیکس وصولی کو بھی کم کر دیا۔ اس کے علاوہ، بجلی کے نرخوں میں سہ ماہی منفی ایڈجسٹمنٹ اور درآمدی محصولات کو معقول بنانے سے توانائی سے متعلق ٹیکسوں اور کسٹم ڈیوٹیوں پر منفی اثر ہوا۔ ان عوامل سے قطع نظر، مشرق وسطیٰ کے تنازع کی وجہ سے معاشی سرگرمیوں میں آنے والی سست روی نے مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران ٹیکس وصولی پر بھی اثر ڈالا۔ اس کے باوجود، جی ڈی پی میں ٹیکس کا تناسب جامد رہنا مالیاتی استحکام کی پائیداری کے لیے آئندہ خطرات پیدا کر سکتا ہے۔

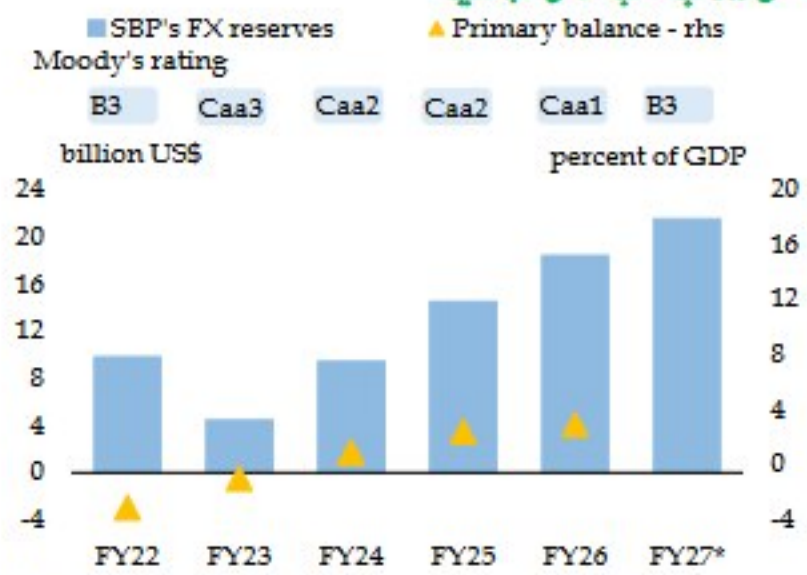
مالی سال 26ء میں مالیاتی استحکام اور بہتر میکرو اکنامک مبادیات نے جی ڈی پی میں سرکاری قرض کا تناسب کم کیا۔ اجزا کے لحاظ سے ملکی اور بیرونی دونوں طرح کے قرضے اس سست روی میں شریک رہے۔ مزید برآں، حکومت نے معینہ شرح والے، طویل مدتی طریقوں کے ذریعے رقوم اکٹھا کر کے ملکی قرضے کا خاکہ بہتر بنایا۔ نیز، سرمایہ کاروں کی تعداد بڑھانے کے لیے حکومت نے زیر جائزہ مالی سال کے

شکل 1.9 الف: سی ڈی ایس کا ریاستی تفاوت



Sources: Bloomberg; Moody's; MoF; SBP

شکل 1.9 ب: منتخب معاشی اظہاریے



* till end-September 2026

دوران متعدد خصوصی قرضہ جاتی آلات بھی متعارف کرائے (**باکس 4.2**)۔ سود کی ادائیگیوں میں کمی، بہتر عرصیتی خاکے، زر مبادلہ سے آمدنی میں اضافے، اور زرمبادلہ ذخائر میں مسلسل اضافے نے مالی سال 26ء میں قرض ادائیگی کی ملکی صلاحیت کو بھی مضبوط کیا۔

تاہم، غیر بینک قرضوں کی محدود دستیابی اور اسٹیٹ بینک کے قرض کی ادائیگی کی وجہ سے حکومت مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے جدولی بینکوں پر انحصار کرتی رہی۔ جدولی بینکوں سے میزانی قرض گیری میں اضافے، نجی شعبے کو قرض اور سرکاری شعبے کے اداروں کو قرض میں اضافے نے مالی سال 26ء میں بینکوں کے خالص ملکی اثاثے بڑھادیے۔ دوسری طرف، زر مبادلہ ذخائر بڑھنے سے بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں اضافہ ہوا۔ یہ امر بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں مسلسل نمو کے ساتھ مالی سال 26ء کے دوران زرِ وسیع کی نمو بڑھانے کا باعث بنا۔

نجی شعبے کے قرضوں میں اضافہ جاری سرمائے کے قرضوں اور معینہ سرمایہ کاری قرضوں دونوں کی وجہ سے ہوا۔ اس اضافے کو سہارا جن چیزوں سے ملا ان میں معاشی سرگرمیوں میں توسیع، مالکاری کی نرم صورت حال، مشرق وسطیٰ کے تنازع سے منسلک خام مال کی لاگت میں اضافہ، اور ڈپازٹس میں مستحکم اضافہ شامل ہیں۔ واجبات کے پہلو سے، ڈپازٹس میں مستحکم اضافے سے دراصل ایم ٹو کی نمو بڑھنے کی وضاحت ہوتی ہے، جبکہ زیرِ گردش کرنسی کی نمو پچھلے سال کے مقابلے میں سُست روی کا شکار ہوگئی۔

اگرچہ پاکستان کی معاشی صورتِ حال پچھلے تین سال میں بہتر ہوئی ہے، اس کامیابی کو برقرار رکھنے کے لیے بنیادی نوعیت کی ساختی اصلاحات نافذ کرنا ہوں گی۔ ملک کو بلند اور پائیدار نمو کے راستے پر ڈالنے کے لیے پالیسی کوششیں بھی ضروری ہیں تاکہ کارگر عمر والی بڑھتی ہوئی آبادی کو جذب کیا جاسکے۔ لہٰذا، **باب 6** میں پاکستان میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے اہم ساختی چیلنجوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ میکرو اکنامک پس منظر میں جی ڈی پی کی کمزور اور متغیر نمو، اور قبل از وقت صنعتی سکڑاؤ کے آثار کے درمیان ساختی تبدیلی کی سست رفتار گذشتہ چند دہائیوں میں ملک میں روزگار کے مواقع کی تخلیق میں اہم رکاوٹ بنی رہی ہے (**باکس 6.1**)۔ ان عوامل کے اثرات لیبر مارکیٹ کے جن چیلنجوں سے مزید بڑھ جاتے ہیں، ان میں افرادی قوت میں خواتین کی کم شرکت، نوجوانوں میں بے روزگاری کی بلند سطح اور غیر رسمی ملازمت، جبکہ معقول ملازمت کے نسبتاً کم مواقع (**باکس 6.3**) اور تعلیم و مہارت میں عدم مطابقت شامل ہیں (**باکس 6.4**)۔ نیز، نئے رجحانات جیسے چوتھا صنعتی انقلاب، ماحول دوست تبدیلی، اور جغرافیائی و اقتصادی اتحادوں کی شکست و ریخت روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے چیلنج بڑھا رہے ہیں۔ اس کے اسباب ٹیکنالوجی میں تفاوت، دوبارہ مہارت لینے کی ضرورت میں اضافہ، سرمایہ کاری کا محدود ہونا، اور عالمی مسابقت کو بڑھانا ہیں۔

ملک پچھلی دو دہائیوں کے دوران ڈھانچہ جاتی کمزوریوں کو دور کرنے میں ناکام رہا، چنانچہ پائیدار اور بلند اقتصادی نمو کی صلاحیت مستقلاً محدود رہی ہے (**شکل 1.7**)، اس نے روزگار کے امکانات پر بھی منفی اثر ڈالا ہے۔ اس کمزوری نے مختلف اور باہم منسلک ساختی مسائل سے جنم لیا ہے جن میں ٹیکس دہندگان کی مسلسل محدود تعداد، کمزور برآمدی آمدنی، بچت اور سرمایہ کاری کی پست سطح، اور انسانی و طبیعی سرمائے کی کم پیداواریت شامل ہیں۔ خاص طور پر پاکستان کی جی ڈی پی میں ٹیکس کا تناسب جمود کا شکار رہا ہے، اور یہ گذشتہ دو دہائیوں میں دو ہندسوں سے صرف معمولی سا بڑھا ہے (**شکل 1.8**)۔

اس چیز نے ملک کی معاشی ترقی کو خاص طور پر دو مرکب عوامل کے ذریعے متاثر کیا ہے۔ پہلا، آمدنی کی کمی پوری کرنے کے لیے حکومت اکثر آمدنی کے صوابدیدی اقدامات اور ٹیکس شرح میں عارضی اضافے کرتی ہے۔ پالیسی کا یہ غیر متوقع ماحول سرمایہ کاروں کا اعتماد کمزور کرتا ہے، جس سے ان کی پیداوار اور سرمایہ کاری کے فیصلوں پر منفی اثر پڑتا ہے (**باکس 2.5 اور 3.3**)۔ دوسرا، انفراسٹرکچر، تعلیم اور صحت پر سرکاری سرمایہ کاری بڑھانے کے لیے جو مالیاتی گنجائش درکار ہے، وہ ناکافی ٹیکس وصولی سے محدود ہو جاتی ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ، بجٹ کا بھاری خسارہ پورا کرنے کے لیے بینک نجی شعبے کو قرضوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ اس طرح طویل مدتی نمو کی ملکی صلاحیت کمزور ہو جاتی ہے کیونکہ سست رفتاری سے ٹیکنالوجی اپنانے سے پیداواری فوائد رک جاتے ہیں۔ تیز رفتار جدت طرازی، اور مصنوعات اور مارکیٹ کے تنوع کی عدم موجودگی، محدود صنعت اور درآمدی خام مال پر مسلسل انحصار نے بھی ملک کی برآمدی آمدنی کو محدود کر دیا ہے۔

گذشتہ برسوں کے دوران پاکستان میں خاص طور پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کرنے والے عوامل: قرض میں رکاوٹیں، کم پیداواریت، معاشی پالیسی کی غیر یقینی کیفیت اور ترغیبات کے بگاڑ کے مشترکہ اثرات ہیں (**باکس 2.1**)۔ نجی شعبہ وسائل کے بہتر اختصاص سے مسلسل بلند نمو کے لیے اور روزگار پیدا کرنے کا محرک بن سکتا ہے۔ تاہم، اس کی صلاحیت کو استعمال کرنے کے لیے معاون پالیسی اقدامات اور سازگار اقتصادی ماحول درکار ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ قابل اعتبار مالیاتی فریم ورک، توانائی پر قابل اعتماد پالیسی، مضبوط قانونی اور ضوابطی فریم ورک، قرضے تک بہتر رسائی اور ضروری انفراسٹرکچر کی فراہمی کے ذریعے معاشی پالیسیوں میں یکسانیت لائی جائے۔ مالیاتی استحکام کا ایک مضبوط فریم ورک اپنانے کے لیے آمدنی اور اخراجات کے انتظام میں جامع اصلاحات درکار ہیں۔ اگرچہ حکومت ٹیکس وصولی بڑھانے کے اقدامات شروع کر چکی ہے، تاہم ان کا دائرہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آمدنی میں پائیدار اضافہ کیا جا سکے۔ اہم ترجیحات میں ٹیکس انتظامیہ کی کارکردگی بہتر بنانا اور زراعت، جائیداد، اور خردہ فروشی جیسے ٹیکس کم دینے والے شعبوں تک ٹیکس کا دائرہ بڑھانا شامل ہے۔

اخراجات کے حوالے سے، سرکاری مالی انتظام اور حکومتی اخراجات کی کارکردگی کو بہتر بنا کر پائیدار مالی توازن حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح، توانائی اور غیر توانائی شعبوں میں نظم و نسق کی اصلاحات، ریاستی ملکیت کے اداروں کی تیزی سے نجکاری بھی نہایت اہم ہیں۔ ان اداروں کی تنظیم نو مالی نقصانات کو کم کرے گی، سرکاری وسائل پر بوجھ کم ہو گا، اور پیداواری صلاحیت بڑھانے والی سرمایہ کاری کے لیے درکار مالیاتی بفر زبنانے میں مدد دے گی۔ اس کے نتیجے میں سرکاری سرمایہ کاری میں اضافہ نہ صرف نجی شعبے کو شامل کرے گا بلکہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں بھی مدد دے گا۔ تجربی تجزیے سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ پاکستان میں اخراجاتِ جاریہ کے مقابلے میں ترقیاتی اخراجات سے روزگار کے نسبتاً زیادہ مواقع پیدا ہوتے ہیں (**باکس 4.1**)۔

چند حالیہ پالیسی اقدامات اور ساختی اصلاحات، جیسے درآمدی محصولات میں معقولیت نے ملک میں کاروباری احساسات کو بہتر بنایا ہے۔ اسی کے ساتھ، مجموعی کاروباری ماحول کو مضبوط بنانے کے لیے عدالتی اور مالی فریم ورک میں جامع ادارہ جاتی اصلاحات بھی درکار ہیں۔ اس میں عدالتی کارکردگی کو بڑھانا شامل ہے، مقدمات پر لگنے والا وقت اور لاگت کم کرنا اور سرمایہ کاروں کا اعتماد بڑھانے کے لیے تنازعات کے حل کے متبادل طریقے بہتر بنانا شامل ہے۔ ان رکاوٹوں کو دور کرنے سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری بھی بڑھے گی اور ملک کی برآمدی صلاحیت کو استعمال کر کے مسابقت اور مصنوعات کے تنوع کو بھی فروغ ملے گا۔

مزید برآں، بار بار کے موسمیاتی دھچکوں اور بڑھتے ہوئے شدید موسمی واقعات نے زرعی پیداوار کو متاثر کیا ہے۔ نیز، پچھلے چند سال کے دوران کسانوں کی آمدنی میں اتار چڑھاؤ آیا ہے۔ کاشتکار مستحکم معاشی ثمرات کے حصول کے لیے قلیل دورانیے کی متبادل فصلیں تیزی سے اپنا رہے ہیں۔ اگرچہ اس طرح فصلوں کا تنوع ایک حد تک دکھائی دیتا ہے، تاہم یہ ملکی غذائی تحفظ، صنعتی پیداوار، اور بیرونی شعبے کے استحکام کے لیے خطرات بھی پیدا کرتا ہے۔ اس طرح اس بات کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے خلاف مزاحمت کرنے والے بیجوں کی اقسام تیار کرنے کو ترجیح دی جائے اور قابل تجدید توانائی کی پیداوار کو ماحولیاتی پائیداری کے ساتھ متوازن کیا جائے (**باکس 2.3**)۔

ان ساختی چیلنجوں سے نمٹ کر سرکاری، نجی اور غیر ملکی سرمایہ کاری حاصل کی جاسکے گی، جو انسانی اور طبیعی سرمائے میں اضافہ کرکے پیداواریت میں اضافہ کرے گی۔ اس سے طویل مدتی معاشی استحکام کو فروغ ملے گا، روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے، اور عالمی سپلائی چین میں خلل کے باعث ملک کی زدپذیری کم ہوگی۔

1.2 اقتصادی منظرنامہ

پاکستان نے مالی سال 27ء نسبتاً مضبوط میکرو اکنامک بنیاد کے ساتھ شروع کیا، حالانکہ مشرق وسطیٰ کے تنازع کے سبب رسد میں خلل اور خام مال کی لاگتوں میں اضافہ ہوا۔ معیشت نے مالی سال 22ء میں روس یوکرین تنازع کے دوران صورتِ حال کے مقابلے میں فی الحال زیادہ مضبوط کارکردگی دکھائی ہے، جس سے ملک عالمی رسد کے دھچکوں کو بہتر طور پر برداشت کرنے کے قابل ہوگیا ہے۔ مزید برآں، آئی ایم ایف کے ساتھ مسلسل وابستگی اور مضبوط مالی و بیرونی بفرز نے پاکستان کا رسک پریمیم کم کیا ہے (**شکل 1.9 الف**)۔ یہ بات اہم کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیوں کی جانب سے ملک کی ریاستی درجہ بندیاں حال میں بڑھانے سے بھی ظاہر ہوتی ہے (**شکل 1.9 ب**)۔[1]

اس پس منظر میں، مالی سال 27ء میں معاشی تحرک جاری رہنے کی توقع ہے، جسے پچھلی زرعی نرمی کے تاخیری اثرات، ملکی طلب کی بحالی، اور صنعتی سرگرمیوں کی معاونت کے لیے حالیہ مالیاتی مدد کا سہارا بھی حاصل ہے۔ احساسات کے سروے ظاہر کرتے ہیں کہ جغرافیائی و سیاسی تنازع کے آغاز پر دیکھی گئی ابتدائی کمی کے بعد کاروباری اعتماد میں کچھ بہتری آئی ہے۔ یہ بہتری بلند تعدد کے اظہاریوں میں بحالی سے ظاہر ہوتی ہے، جن میں گاڑیوں کی فروخت، سیمنٹ کی ترسیل، بجلی کی پیداوار، اور صارفی مالکاری شامل ہیں (**شکل 1.10**)۔

جدول 1.2: مالی سال 27ء کے معاشی اہداف اور پیشگوئیاں

	ہدف	اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیاں
شرح نمو (فیصد)		
حقیقی جی ڈی پی[الف]	4.0	3.5 – 4.5
ملکی ص اق مہنگائی (اوسط)[ب]	5.0 – 7.0	*5.5 – 7.5
ارب ڈالر		
ترسیلاتِ زر[الف]	42.4	44.5 – 45.5
برآمدات (ایف او بی)[الف]	32.9	32.0–33.0
درآمدات (ایف او بی)[الف]	70.0	70.5 – 71.5
اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر[ج]	*23.0	25.0
فیصد جی ڈی پی		
مالیاتی خسارہ[د]	3.6	3.0 – 4.0
جاری کھاتے کا خسارہ[الف]	0.7	0 – 1.0

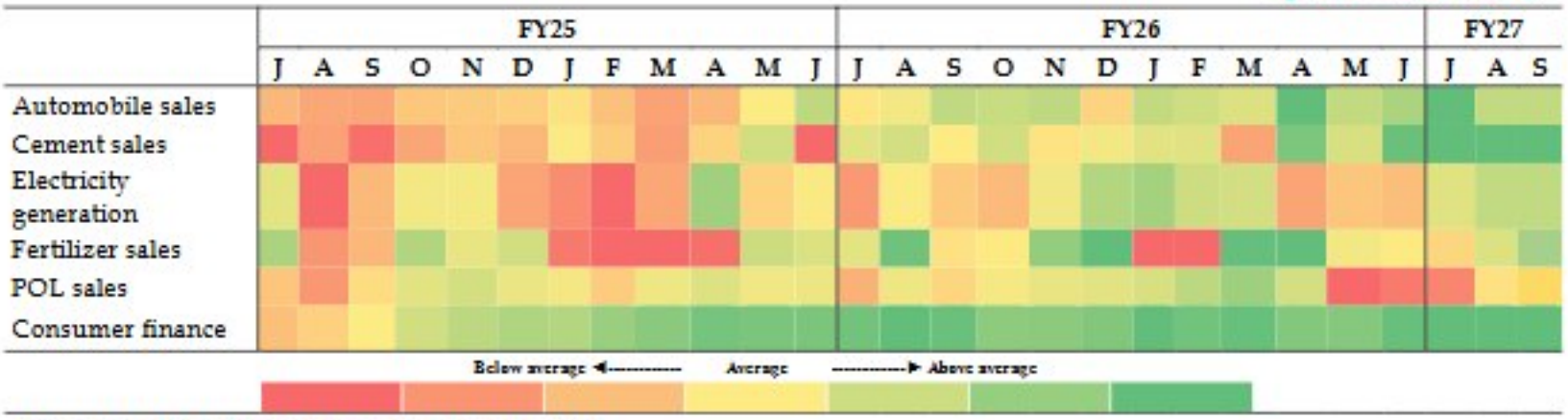
*آخر دسمبر 2026ء

ماخذ: [الف] سالانہ منصوبہ 27-2026ء ؛ [ب] سالانہ منصوبہ 21-2020ء ؛ [ج] اسٹیٹ بینک ؛ [د] وزارتِ خزانہ ؛ *حسبِ روایت جولائی کی پیشگوئی، جس کی بنیاد تیل کی قیمت 80 ڈالر فی بیرل ہے۔ پیشگوئی پر جنوری 2027ء میں نظرثانی کی جائے گی اور تیل کی بدلتی قیمتوں اور دیگر اہم تبدیلیوں کو اس میں پیشِ نظر رکھا جائے گا۔

مزید برآں، حکومت نے مالی سال 27ء کے بجٹ میں مختلف ٹیکس مراعات متعارف کرائی ہیں تاکہ معاشی سرگرمی کو فروغ دیا جاسکے۔ ان میں سپر ٹیکس، درآمدی ٹیرف، جائیداد کی خرید و فروخت پر ٹیکس میں کمی، اور برآمدی آمدنی شامل ہیں۔ مزید برآں، حکومت نے تنخواہ دار طبقے کے لیے ٹیکس بھی معقول بنایا ہے۔ یہ اقدامات مالی سال 27ء میں اقتصادی سرگرمیاں بڑھائیں گے۔

[1] موڈیز نے 24 اگست 2026ء کو پاکستان کی ریاستی درجہ بندی کو Caa1 سے بہتر کرکے B3 کردیا۔ اس سے پہلے، ایس اینڈ پی گلوبل نے 22 جولائی 2026ء کو درجہ بندی منفی B سے B کی، جبکہ فچ نے درجہ بندی 15 اپریل 2025ء کو +CCC سے بہتر کرکے منفی B کی تھی۔ ہر ادارے نے منظرنامے کو مستحکم دکھایا۔ ذرائع: موڈیز، ایس اینڈ پی گلوبل ریٹنگز اور فچ ریٹنگز۔

شکل 1.10: بلند تعدد کے اظہاریے*



* Deviation from monthly average during FY22-26
Sources: APCMA; OCAC; NFDC; PAMA; NEPRA

اگرچہ، بگڑتے ہوئے ایل نینو حالات (شدید موسمی واقعات) زرعی شعبے کے منظرنامے کے لیے خطرہ ہیں، تاہم تازہ ترین معلومات گنے، چاول اور کپاس سمیت خریف کی فصلوں کی پیداوار میں گذشتہ سال کی نسبت اضافہ ظاہر کرتی ہیں۔ اجناس کی پیداوار کے شعبوں میں بہتری متوقع طور پر خدمات کے شعبوں پر اثر ڈالے گی۔ ان رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اسٹیٹ بینک مالی سال 27ء میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو 3.5 سے 4.5 فیصد کے درمیان رہنے کی پیش گوئی کرتا ہے (**جدول 1.2**)۔

مالی سال 27ء کے دوران درآمدات میں اضافے کی توقع دراصل معاشی سرگرمی میں اضافے، ٹیرف معقول بنانے کے اقدامات، اور توانائی و غیر توانائی کی عالمی قیمتیں بڑھنے سے منسلک ہے۔ دوسری طرف، برآمدات میں معتدل بحالی متوقع ہے، جسے پالیسی ترغیبات اور عالمی طلب میں معمولی اضافے سے مدد ملے گی۔ مزید برآں، ترسیلاتِ زر کا تحرک جاری رہنے کی توقع ہے۔ ان رجحانات کو دیکھتے ہوئے، اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی ہے کہ مالی سال 27ء کا کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ جی ڈی پی کے صفر سے 1.0 فیصد کے درمیان رہے گا۔

ریاستی درجہ بندی میں بہتری آنے سے ستمبر 2026ء میں یورو بانڈ کے اجرا کے ذریعے 3 ارب ڈالر اکٹھا کرنے میں مدد ملی۔ زرِمبادلہ کی خریداری اور سرکاری رقوم کی متوقع آمد کے ساتھ زرِمبادلہ ذخائر ممکنہ طور پر اتنے ضرور بڑھ جائیں گے کہ وہ چار ماہ کی درآمدات کے لیے کافی ہوں۔

توانائی کی عالمی قیمتوں کے دھچکے کے براہِ راست اور بالواسطہ اثرات سے مہنگائی بڑھنے کا دباؤ متوقع ہے۔ اجناس کی عالمی قیمتوں میں بڑھتے ہوئے اتار چڑھاؤ کو سنبھالنے کے لیے حکومت نے پیٹرولیم قیمتوں کے طریقہ کار میں ترمیم کی، اور مارچ 2026ء میں پندرہ روزہ جائزے کے بجائے ہفتہ وار جائزہ شروع کیا جسے جولائی 2026ء سے قیمتوں میں یومیہ تبدیلیوں تک لایا گیا (**باکس 3.5**)۔ اس طرح اچانک اور بعض اوقات بڑے ردوبدل کے بجائے تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں تبدیلیوں کو زیادہ متوقع انداز میں ہموار طریقے سے منتقل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

اس کے علاوہ خوراک کی رسد میں رکاوٹیں کم کرنے کے لیے حکومت نے گندم کی درآمد کی اجازت دی ہے۔ اگرچہ خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت قوزی مہنگائی میں کچھ سختی پیدا کر سکتی ہے، تاہم محتاط زری پالیسی کے تسلسل سے مہنگائی کی توقعات مستحکم رہیں گی۔ ان تبدیلیوں کے پیشِ نظر، اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 27ء کے دوران مہنگائی وسط مدتی ہدف سے بالا رہے گی۔

مالیاتی استحکام کے سرکاری اقدامات اور بجلی کے شعبے کی اصلاحات سے توقع ہے کہ مالی سال 27ء میں بھی حکومتی اخراجات معتدل رہیں گے۔ آمدنی کے حوالے سے ٹیکس کا نفاذ بہتر بنانے اور ٹیکس دہندگان کی تعداد بڑھانے کی کوششیں مالی سال 27ء میں ٹیکس وصولی کی معاونت کریں گی۔ ان رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اسٹیٹ بینک کا تخمینہ ہے کہ مالیاتی خسارہ مالی سال 27ء میں جی ڈی پی کے 3.0 سے 4.0 فیصد کے درمیان رہے گا۔

تاہم، خاص طور پر مشرق وسطیٰ کے جاری تنازع، نئے تجارتی اتحادوں اور موسمیاتی تبدیلی کی وجہ سے یہ میکرو اکنامک منظرنامہ خطرات کی زد میں آسکتا ہے۔ ایک طویل تنازع اور اس کے نتیجے میں توانائی کی قیمتوں پر بڑھتا ہوا دباؤ سپلائی چین میں خلل اور خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت کی وجہ سے داخلی معاشی سرگرمیوں پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ مزید برآں، خلیجی ریاستوں کے معاشی حالات ترسیلات زر کی آمد کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اسی طرح، علاقائی کشیدگی عالمی اقتصادی نمو کے امکانات کو کمزور کر سکتی ہے، جس سے برآمدات کی بیرونی طلب گر سکتی ہے۔ مزید برآں، بھارت اور یورپی یونین کا حالیہ ایف ٹی اے پاکستان کی برآمدات پر اثرات ڈال سکتا ہے (**باکس 5.1**)۔ توانائی کی بڑھتی ہوئی لاگت قیمتوں پر براہ راست اور بالواسطہ اثرات کی وجہ سے ملکی مہنگائی کے دباؤ کو بھی بڑھا سکتی ہے۔

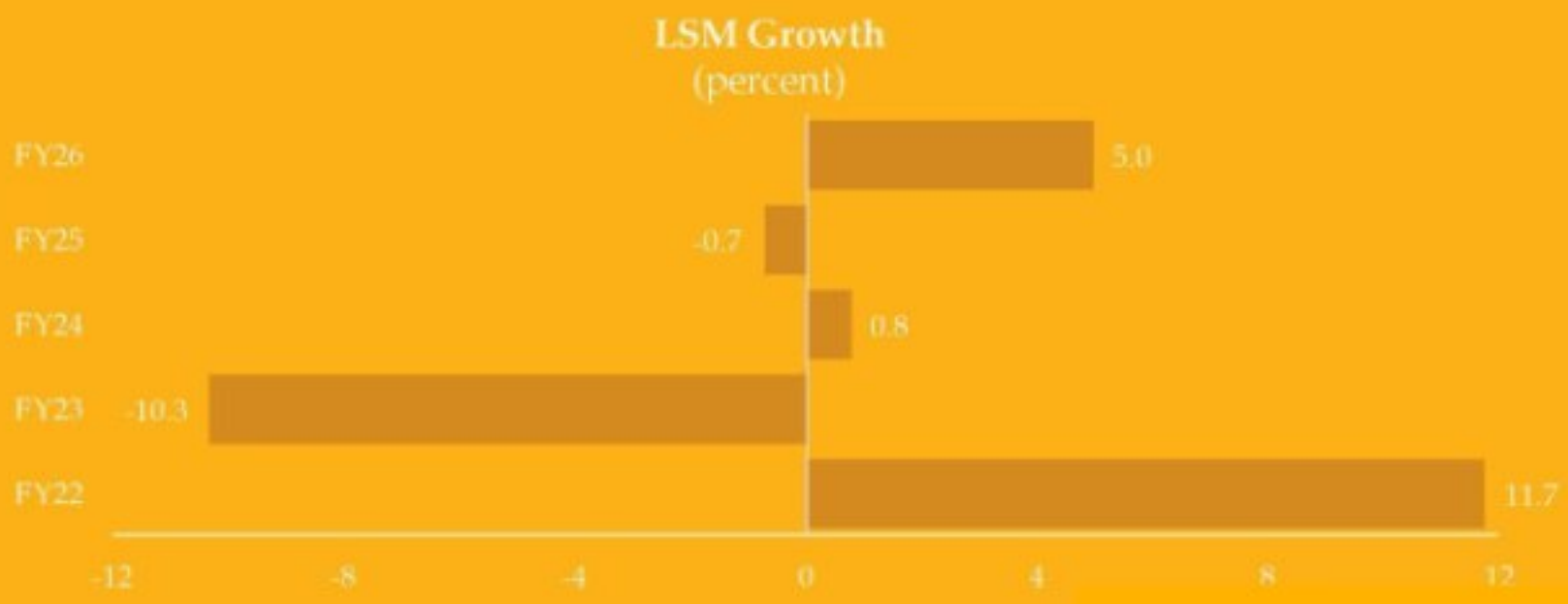
ان خطرات کا اثر ملکی معاشی کمزوریوں کی وجہ سے بڑھ سکتا ہے۔ خاص طور پر، پیداواری اور برآمدات والے شعبوں میں کمزور سرمایہ کاری کے رجحانات اقتصادی ترقی کی رفتار کو برقرار رکھنے، برآمدات میں اضافہ اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ مزید برآں، ایل نینو کی موسمی بے قاعدگیاں زرعی پیداوار متاثر کر سکتی ہیں، خوراک کی قیمتوں پر دباؤ ڈال سکتی ہیں اور درآمدات میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ یہ خطرات کم کرنے کے لیے پہلے سے تیاری ضروری ہے (**باکس 2.2**)۔ اس متغیر معاشی ماحول میں اسٹیٹ بینک اپنے مقصد کے لیے پرعزم ہے کہ وہ قیمتوں کا استحکام برقرار رکھے گا، مالی نظام کی حفاظت کرے گا اور محتاط اور ڈیٹا پر مبنی پالیسی اقدامات کے ذریعے پائیدار اقتصادی نمو کو سہارا دے گا۔



2

اقتصادی نمو

حقیقی جی ڈی پی کی نمو مالی سال 23ء میں کمی کے بعد پچھلے تین سالوں میں بتدریج بڑھی ہے ۔ مالی سال 26ء کے دوران سال کے آغاز میں سیلاب اور آخر میں مشرق وسطیٰ کے تنازع سے جنم لینے والی رکاوٹوں کے باوجود حقیقی جی ڈی پی میں 3.7 فیصد اضافہ ہوا ۔ مالی سال 26ءکے دوران نمو میں بڑا کردار بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) کی مضبوط بحالی کا رہا ، جس میں رسد کنندگان اور صارفین کے عوامل کارفرما تھے ۔ ایل ایس ایم نے مالی حالات میں نرمی اور اعتمادِ کاروبار و صارف میں بہتری کے باعث ملکی طلب میں اضافے سے فائدہ اٹھایا ۔ تاہم ، صنعتی شعبے کی مجموعی نمو بجلی ، گیس اور پانی کی رسد میں اضافہ، قدر میں شدید کمی کی وجہ سے معتدل ہوئی ، جو بنیادی طور پر شعبہ بجلی کے زیرِ اعانت میں کمی کا عکاس ہے ۔ لیبر مارکیٹ کی کارکردگی پنجاب میں صنعتی روزگار اور آن لائن ملازمتی پوسٹنگ میں منقسم اور مائل بہ زوال رہی ، جبکہ اخبارات پر مبنی (بیشتر خدمات) ملازمتی پوسٹنگز کا رجحان بڑی حد تک حسبِ سابق برقرار رہا ۔



2 اقتصادی نمو

2.1 جی ڈی پی کی نمو

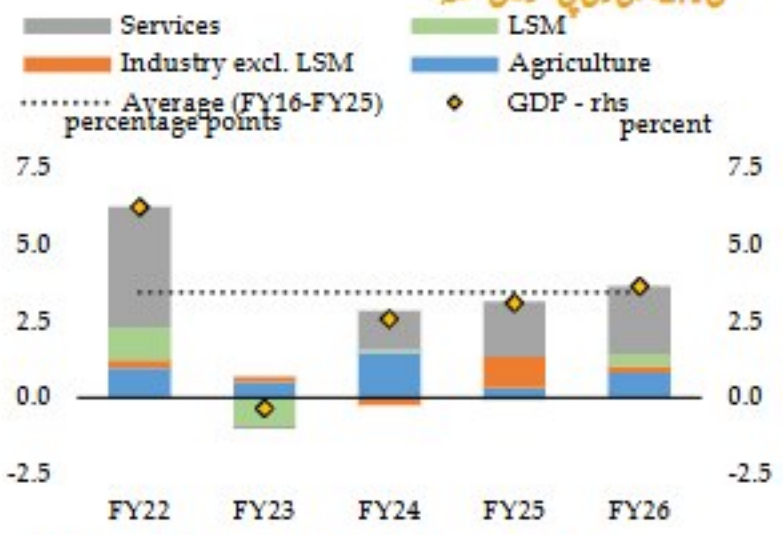
مالی سال 26ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں 3.7 فیصد اضافہ ہوا، جو مالی سال 23ء کے بعد سے معتدل مگر مستحکم بہتری کی نشاندہی کرتا ہے (**شکل 2.1**)۔ گو کہ تجارت سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال اور مشرق وسطیٰ کے تنازع نے نمو کی رفتار کو متاثر کیا، اس کے باوجود بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بحالی نے اس میں بڑا کردار ادا کیا۔ تاہم، یہ نمو وسیع البنیاد تھی جس میں خدمات کے شعبے نے نمایاں کردار ادا کیا، اس کے بعد زراعت اور صنعت کا نمبر آتا ہے (**جدول 2.1**)۔

اس کارکردگی کی بنیاد بننے والا ماحول سال کے بیشتر حصے میں بالعموم معاون رہا۔ اسے مالی حالات میں نرمی، ملکی طلب میں اضافے، بیرونی کھاتے میں بہتری، درآمدی خام مال کی بہتر دستیابی، تنازع کے بعد کے مہینوں کے سوا پست اور مستحکم مہنگائی اور اعتمادِ کاروبار و صارف کے احساسات میں بہتری سے منسوب کیا جاتا ہے۔ مزید برآں، زرعی پیداوار اور ملکی رسدی زنجیر پر سیلابی اثرات کی شدت ابتدائی توقعات سے کم ثابت ہوئی۔

مالی سال 25ء کی نسبت پہلی تین سہ ماہیوں میں نمو بلند رہی، تاہم مشرق وسطیٰ کے تنازع کے نتیجے میں چوتھی سہ ماہی کے دوران یہ معتدل ہو گئی۔ پہلی تین سہ ماہیوں میں نمو کی رفتار اور طلب کے بلند تعدّد اظہاریوں کے رجحانات (**شکل 2.2 الف اور ب**) سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی کے نتائج تنازع سے متعلق تعطل نہ ہونے کی صورت میں اور بھی زیادہ بہتر ہوتے۔[1]

مزید برآں، بجلی کی زراعانت میں کمی نے بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کی مجموعی اضافہ قدر کو بڑی حد تک پست کر دیا، جس سے صنعت کی مجموعی نمو (1.5 فیصدی پوائنٹس) اور جی ڈی پی (0.3 فیصدی پوائنٹس) متاثر ہوئی۔ اس کے باوجود، صنعت کے دیگر تمام شعبوں میں اضافہ درج کیا گیا۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں خاصا اضافہ ہوا، تعمیراتی سرگرمیاں مضبوط رہیں؛ اور گذشتہ چار برسوں سے مسلسل کمی کے بعد کان کنی و کوہ کنی میں بحالی دیکھی گئی۔

شکل 2.1: جی ڈی پی نمو میں حصہ



Note: FY26 numbers are provisional estimates
Source: PBS

فصلوں کی بحالی اور مکّہ بانی (لائیو اسٹاک) میں مضبوط نمو کے ہمراہ زرعی شعبے نے پچھلے سال کے مقابلے میں بہتر کارکردگی دکھائی۔ ماسوائے چند فصلوں کے کاشت کاری کی پیداوار میں بہتری یافتوں میں اضافے کے سبب ہوئی، جس کی وجوہ مٹی کی مناسب نمی، پانی کی وافر دستیابی اور زرعی قرض تک رسائی میں اضافہ ہونا ہیں۔ مزید برآں، مالی سال 26ء میں جنگلات اور ماہی گیری بدستور مثبت کردار جاری رکھا۔

مالی سال 26ء کے دوران اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی بہتر کارکردگی کے نتیجے میں مالی خدمات کے شعبے کی نمو میں معتدل اضافہ ہوا۔ اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی مضبوط کارکردگی نے خاص طور پر تھوک و خردہ تجارت، ٹرانسپورٹ اور اسٹوریج، اور معلومات و ابلاغی خدمات کو فروغ دیا۔

---

[1] پاکستان نے نسبتاً بہتر کام کیا کیونکہ لٹریچر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو معیشتیں مضبوط مالیاتی اور بیرونی بفرز کی حامل ہیں ان میں دھچکے پیداوار کے کم نقصان کے ساتھ جذب ہو جاتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے، ملاحظہ کریں: Blanchard, O., Dell'Ariccia, G. and Mauro, P. (2010), "Rethinking Macroeconomic Policy", *Journal of Money, Credit and Banking*, Vol. 42, Supplement 1, pp. 199–215.

جدول 2.1: جی ڈی پی کی نمو

فیصد میں اضافہ، فیصد پوائنٹس میں حصہ

	مالی سال 25ء میں نمو[1]					مالی سال 26ء میں نمو[1]					حصہ	
	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	م س 25ء	م س 26ء[1]
جی ڈی پی	1.5	2.4	2.5	6.1	3.1	3.9	4.3	4.4	2.0	3.7	3.1	3.7
زراعت	1.0	1.5	2.2	0.6	1.3	3.2	3.3	3.8	3.7	3.5	0.3	0.8
اہم فصلیں	-12.7	-12.7	-9.5	-17.8	-13.0	-0.5	2.1	2.6	2.2	1.6	-0.6	0.1
صنعت	0.2	1.7	0.5	20.0	5.5	7.8	6.6	4.9	-4.7	3.3	1.0	0.6
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	-0.9	-2.6	-2.0	3.0	-0.7	3.9	5.7	9.6	0.4	5.0	-0.1	0.4
خدمات	2.0	3.0	3.2	4.2	3.1	3.0	4.0	4.5	3.6	3.8	1.8	2.2

[1]: نظر ثانی شدہ، [2]: عارضی

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

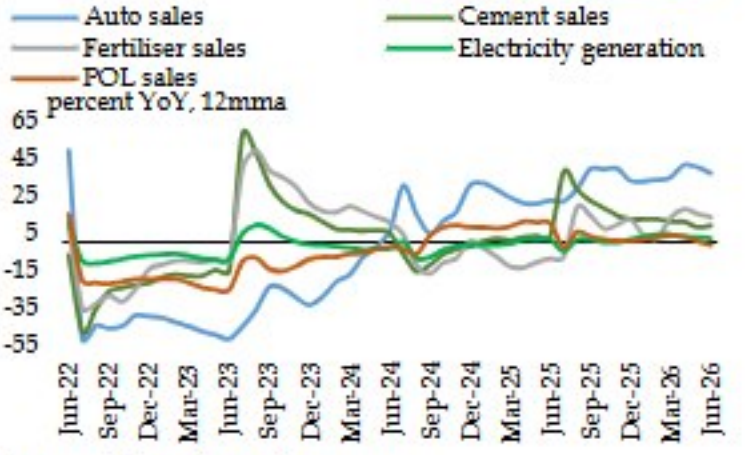
مالی سال 26ء میں طلب کے اعتبار سے خرچ کا حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں بڑا کردار ادا رہا۔ پچھلے سال کے مقابلے میں مالی سال 26ء کے دوران خرچ کا حصہ بڑھ گیا۔ اس اضافے کی وجہ حکومتی اخراجات کا بڑھ جانا تھا جبکہ نجی خرچ گذشتہ سال کی قریبی سطح پر رہا۔ اسی موقع پر، سرمایہ کاری تا جی ڈی پی تناسب پست یعنی 14.5 فیصد رہا، جو پچھلے سال کے مقابلے میں تھوڑا سا بڑھ رہا ہے، جبکہ بچت تا جی ڈی پی تناسب میں کمی آئی (**جدول 2.2**)۔ مزید برآں، تجارتی فرق اس لیے بڑھ گیا کیونکہ درآمدات کی نسبت برآمدات، جی ڈی پی کا فیصدی، سے زیادہ کم ہوگئی تھیں۔

بحیثیتِ مجموعی، یہ رجحانات پاکستان میں پائیدار نمو اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں سرمایہ کاری اور برآمدات کو مضبوط بنانے کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں۔ تاریخی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرمایہ کاری میں کمی ایل ایس ایم اور اطلاعی و ابلاغی ٹیکنالوجی جیسے شعبوں میں زیادہ نمایاں رہی، جو پیداواری نمو اور برآمدات میں توسیع کے لیے اہم ہیں۔ اسی تناظر میں، **باکس 2.1** سرمایہ کاری کے ان رجحانات کے پیچھے موجود عوامل کا جائزہ لیتا ہے اور اُن معیشتوں سے سبق اخذ کرتا ہے جنہوں نے سرمایہ کاری کو کامیابی سے پیداواری اور برآمدی سرگرمیوں کی طرف موڑ دیا ہے۔

2.2 زراعت

مالی سال 26ء میں زرعی شعبے میں بلند نمو فصلوں کی بحالی اور گلّہ بانی شعبے کی مضبوط نمو کی وجہ سے ہوئی (**جدول 2.3**)۔ فصلوں میں سب سے بڑا حصہ دیگر فصلوں سے آیا،

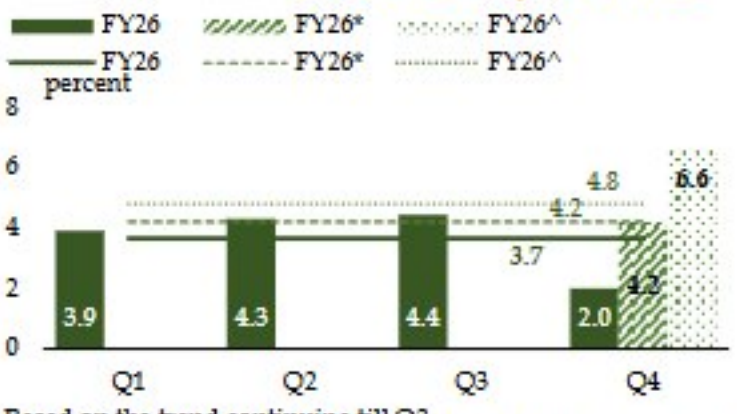
شکل 2.2الف: طلبی اظہاریوں کی نمو



12mma = 12-month moving average

Sources: NEPRA; APCMA; OCAC; PAMA; NFDC

شکل 2.2ب: جی ڈی پی نمو سہ ماہی وار رجحان



* Based on the trend continuing till Q3

^ Based on the average of years between FY17-FY25, where GDP growth has increased in the last quarter

Sources: PBS; SBP staff calculations

جبکہ اہم فصلوں کی پیداوار میں معمولی اضافی ہوا۔ مزید برآں، گلّہ بانی شعبے کے حصے میں بھی اضافہ ہوا، جو مالی سال 26ء میں زرعی نمو کا تقریباً دو تہائی بنتا ہے۔

اہم فصلوں میں، گندم، چاول اور گنے کی بلند پیداوار نے کپاس اور مکئی کی یافت میں کمی کی تلافی کر دی۔ گندم کو زائد زیرِ کاشت رقبے سے، چاول کو بہتر یافت سے اور گنے کو دونوں میں بہتری ملنے سے فائدہ ہوا۔ ایک اور سال مکئی کی پیداوار پست درج کی گئی کیونکہ فصل لگنے کے وقت اسے سیلاب نے متاثر کر دیا تھا، جبکہ کاشت کاروں کی جانب سے زیادہ نفع بخش اور متبادل خریف فصلوں کی طرف منتقل ہونے کی وجہ سے کپاس کی پیداوار میں کمی کا رجحان جاری رہا۔

جولائی تا ستمبر 2025ء کے سیلاب کے باوجود فصلوں کی بحالی ہوئی، حالانکہ متعدد علاقوں میں اس نے کھڑی فصلوں کو متاثر کیا تھا تاہم اس کے مجموعی اثرات محدود رہے، بلکہ، سیلاب کے بعد پانی کی دستیابی اور زمین کی نمی میں بہتری آنے سے

جدول 2.2: مجموعی طلب کے اجزائے ترکیبی

جی ڈی پی کا فیصد

	م س22ء	م س23ء	م س24ء	م س25ء	م س26ء
مجموعی صرف	96.4	93.5	93.6	92.9	93.5
گھرانہ*	85.9	83.2	84.8	83.5	83.8
حکومت	10.5	10.3	8.8	9.4	9.7
سرمایہ کاری	15.5	14.0	13.2	14.4	14.5
خالص برآمدات	-11.9	-7.5	-6.8	-7.3	-7.9
برآمدات	10.5	10.5	10.4	10.0	9.1
درآمدات	22.5	18.0	17.1	17.2	17.0
یادداشتی اجزا					
قومی بچت**	10.9	13.0	12.6	14.9	14.1

*گھرانوں کی خدمات دینے والے غیر منافع بخش ادارے بھی شامل ہیں

**سالانہ منصوبہ 27-2026ء کے تخمینے

ذرائع: پی بی ایس

سوائے مکئی اور کسی حد تک گندم کی فصل کے دیگر فصلی یافتوں پر مثبت اثر پڑا۔ بوائی کے وقت بلند درجہ حرارت کے باعث گندم کی پیداوار جمود کا شکار ہوئی اور کٹائی کے موقع پر بارش اور تیز ہواؤں نے نقصان پہنچایا، جبکہ مکئی کے معاملے میں سیلاب نے منفی اثر ڈالا۔ مزید برآں، بروقت ریسکیو اور ریلیف آپریشنز نے مویشیوں کی حفاظت اور زرعی سرگرمیوں کی بحالی میں مدد دی، اور زرعی قرضے تک بہتر رسائی نے متاثرہ کاشت کاروں پر دباؤ کم کیا۔

مالی سال 26ء میں بہتری کے باوجود، زراعت کو اب بھی شدید پیداواری چیلنج کا سامنا ہے۔ بڑے ممالک کی فصلی پیداوار کے لحاظ سے، تمام اہم فصلوں کے حوالے سے پاکستان کی یافت، ماسوائے مکئی کے، نچلی سطح پر رہی (**شکل 2.3**)۔[2] یافت کا یہ فرق مستقل رکاوٹوں کو ظاہر کرتا ہے جن میں: بیج کا ناقص معیار، ناقص کھاد کا استعمال، پانی کا غیر مؤثر استعمال، اور فرسودہ زرعی طریقے شامل ہیں۔ فی الوقت، موسمیاتی تبدیلی کے باعث اس شعبے کے لیے شدید گرمی، غیر مساوی بارشوں اور متواتر سیلابوں کا خطرہ بڑھ رہا ہے، جس سے زرعی پیداوار پر مزید دباؤ بڑھ رہا ہے۔ اس پس منظر میں، بلند زرعی نمو حاصل کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے پیداواریت میں اضافہ اور موسمیاتی دھچکوں کے خلاف مزاحم ہونا ضروری ہے۔

موسمی حالات

مالی سال 26ء کے دوران موسمی حالات زیادہ تر چیلنجنگ رہے، فصلی موسم کے بیشتر وقت غیر متوقع بارش اور معمول سے زائد درجہ حرارت رہا (**شکل 2.4الف اور 2.4ب**)۔ اپریل تا جون 2025ء کا دور کمزور بارشوں کے ساتھ شروع ہوا، اور بارشیں اپنی تاریخی اوسط سے کم ہوئی تھیں، جس سے موسم کے آغاز میں آب پاشی کی ضروریات بڑھ گئیں۔ پھر جولائی تا ستمبر 25ء کے دوران مون سون شدت اختیار کر گیا، اور شدید بارشوں کے باعث متعدد زرعی اضلاع میں اچانک سیلاب آ گئے۔[3]

نوٹ: فوڈ اینڈ ایگریکلچرل آرگنائزیشن (ایف اے او) کی جانب سے رپورٹ کردہ پیداوار کے تخمینے کا براہِ راست موازنہ پاکستان دفترِ شماریات کے تخمینے سے نہیں کیا جاسکتا، جس کی وجوہ ڈیٹا ذرائع، کوریج، تخمینے کے طریقہ کار، حوالہ جاتی مدت، اور پیداوار درجے کے تخمینوں میں بعد کی ترامیم میں فرق ہوتا ہے۔

[3] ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کو کوہ سلیمان کے پہاڑی نالوں کے باعث مون سون کے سیلاب کا سامنا کرنا پڑا، جبکہ جھنگ، ملتان، مظفر گڑھ اور قصور مون سون سیلاب سے متاثرہ دیگر اضلاع میں شامل تھے۔ این ڈی ایم اے، پوسٹ مون سون ریویو 2025۔

جدول 2.3: زراعت، جنگلات اور ماہی گیری

فیصد میں اضافہ، فیصد پوائنٹس میں حصہ

	مالی سال 25ء میں نمو[a]					مالی سال 26ء میں نمو[b]					حصہ	
	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء
زراعت	**1.0**	**1.5**	**2.1**	**0.6**	**1.3**	**3.2**	**3.3**	**3.8**	**3.7**	**3.5**	**1.3**	**3.5**
فصلیں	-0.1	-2.6	1.9	-2.4	-0.9	1.2	3.6	3.4	2.6	2.8	-0.3	1.0
اہم فصلیں	-12.7	-12.7	-9.4	-17.8	-13.0	-0.5	2.1	2.6	2.2	1.6	-2.7	0.3
دیگر فصلیں	20.6	19.9	19.4	19.1	19.7	4.3	6.1	4.0	2.6	4.3	2.6	0.7
کاٹن جننگ	-3.1	-20.3	-26.6	-24.3	-19.0	-11.5	-0.6	6.4	7.8	0.0	-0.3	0.0
گلہ بانی	2.0	5.5	2.6	2.1	2.9	4.2	2.9	3.7	3.9	3.7	1.8	2.3
جنگلات	-9.7	-9.9	-7.8	-3.1	-7.7	4.4	10.2	13.7	15.0	10.8	-0.2	0.2
ماہی گیری	1.0	1.2	2.4	1.3	1.4	0.9	1.2	2.5	1.3	1.4	0.0	0.0

a: نظر ثانی شدہ، b: عارضی

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ربیع کی فصلوں کے لیے حالات بھی موافق نہیں تھے، جیسا کہ اکتوبر تا مارچ مالی سال 26ء کے دوران اوسط سے کم بارشوں اور معمول سے زائد درجہ حرارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ گندم کی بوائی کے دوران درجہ حرارت خاص طور پر زیادہ تھا اور فصل کی کٹائی کے دوران تیز ہوائیں چلیں اور بارش ہوئی۔[4] آگے چل کر، ایل نینو (El Niño) کے ابھرتے ہوئے حالات مالی سال 27ء میں فصلی کارکردگی کے لیے اضافی خطرہ ہیں (**باکس 2.2**)۔ ایل نینو کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال کے لیے تیاری کی فوری ضرورت کے ساتھ ساتھ، پاکستان کو اپنی زمین اور پانی کے وسائل زیادہ مؤثر طریقے سے استعمال کرتے ہوئے زراعت کو درپیش موسمیاتی تبدیلی کے مطابق ڈھالنے کے طویل مدتی چیلنج سے بھی نمٹنا ہوگا (باکس 2.3)۔

خام مال

پانی

نہری پانی کی دستیابی میں بہتری آئی لیکن نظام کا استعمال اوسط سے کم رہا۔[5] خریف میں پانی کی فراہمی لگ بھگ گذشتہ سال جتنی یعنی 60.6 ملین ایکڑ فٹ رہی، جبکہ ربیع کے لیے دستیابی میں معمولی اضافہ ہوا۔ تاہم، مجموعی طور پر 92.0 ملین ایکڑ فٹ کی دستیابی نظام کے اوسط استعمال سے 11.1 فیصد کم رہی (**شکل 2.5**)۔ مون سون کی شدید بارشوں نے پنجاب کے کچھ حصوں میں نہری پانی کی طلب کم کر دی، جبکہ ربیع میں بہتری دستیابی نے گندم اور دیگر فصلوں کو سہارا دیا۔

ٹیوب ویل اور لفٹ پمپ آب پاشی کا اضافی ذریعہ بن چکے ہیں۔[6] نصب شدہ ٹیوب ویلز اور لفٹ پمپس کی تعداد 2004ء میں 0.9 ملین سے بڑھ کر 2026ء میں تقریباً 1.9 ملین تک پہنچ گئی، جس کی وجہ شمسی توانائی سے چلنے والے پمپس کو تیزی سے اپنایا جانا اور ڈیزل سے چلنے والے یونٹس میں کمی ہے (**شکل 2.6**)۔ اگرچہ اس توسیع سے آبپاشی تک رسائی تو بہتر ہوئی ہے، تاہم اس نے زیرِ زمین پانی پر دباؤ بھی بڑھا دیا ہے۔ یہ تشویش سب سے زیادہ پنجاب میں ہے، جہاں زیرِ زمین پانی کے ذخائر تقریباً

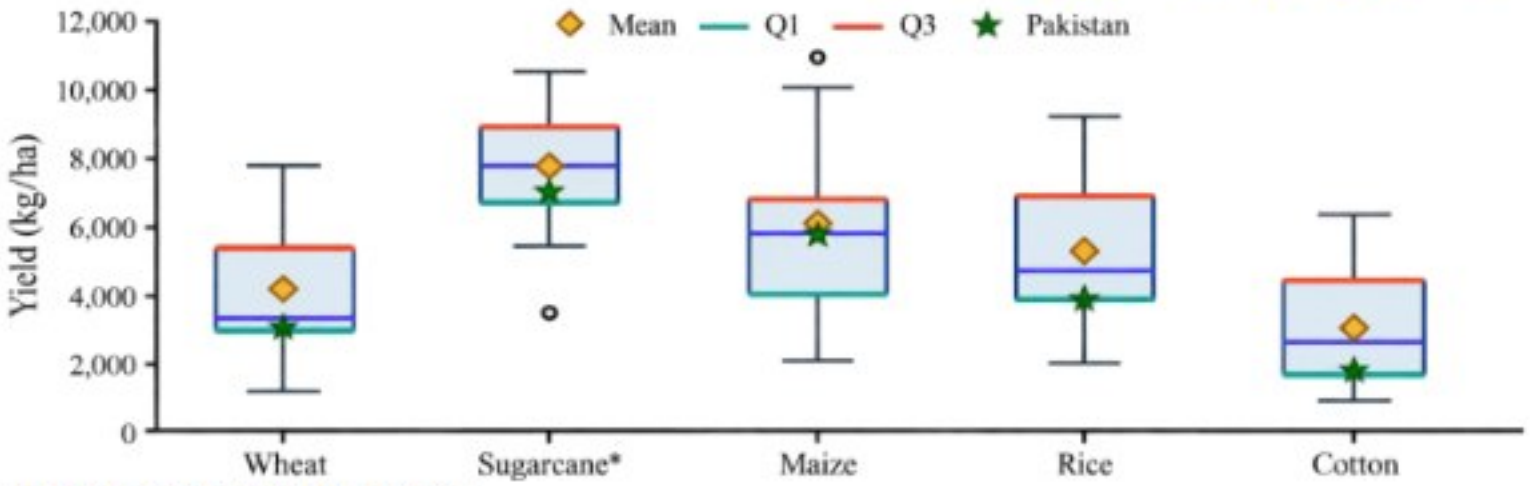
[4] یو ایس ڈی اے فارن ایگریکلچرل سروس، پاکستان: گرین اینڈ فیڈ اینول، اپریل 2026ء۔

[5] سسٹم کے اوسط استعمال کے لیے حوالہ مدت 82-1977ء ہے، جیسا کہ 1991 کے واٹر اپورشنمنٹ ایکارڈ کے پیراگراف 14(b) میں بیان کیا گیا ہے۔

[6] وطنِ عزیز کو اپنے مغربی اور مشرقی دریاؤں سے اوسطاً سالانہ 138.4 ملین ایکڑ فٹ پانی حاصل ہوتا ہے، جبکہ زیرِ زمین پانی کا مجموعی سالانہ حصہ تقریباً 50 ملین ایکڑ فٹ ہے، جسے ٹیوب ویلز اور لفٹ پمپس کے ذریعے نکالا جاتا ہے۔

ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے (2025-26ء)۔

شکل 2.3: فصلی یافت کی درجہ بندی: 16 سرفہرست پیداواری معیشتیں



* Yield of sugarcane is in 10kg/hectare
Source: FAO

سالانہ دو فیصد کم ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے کیونکہ بارشیں زمین کو جتنا سیراب کرتی ہیں اس کی نسبت زیادہ پانی زمین سے نکالا جاتا ہے۔[7]

بیج

مالی سال 26ء کے دوران، سوائے دھان کے بیشتر اہم فصلوں کے لیے مصدقہ بیج کی رسد ضرورت سے کم رہی (**جدول 2.4**)۔ اگرچہ گندم اور کپاس کے لیے دستیابی میں بہتری آئی، لیکن یہ ضرورت سے کم رہی، اس کے برعکس مکئی کے بیج کی دستیابی میں کمی آئی تھی۔ ان مسائل کی وجہ سے کاشت کاروں کو فارم پر محفوظ شدہ اور دیگر غیر مصدقہ بیجوں پر انحصار کرنا پڑا، ایسی روایات کے فصلی پیداوار پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔

ان مسائل کو دور کرنے کے لیے، حال ہی میں جمع کرائی گئی 'قومی بیج پالیسی' کا مقصد معیاری بیج تک رسائی بہتر بنانا ہے، جس میں ملکی پیداوار کو بڑھانا، آزمائش اور تصدیقی عمل کو مضبوط کرنا، اور ڈجیٹل ٹریس ایبلٹی متعارف کرانا شامل ہے۔ اس کے لیے وفاقی اور صوبوں میں بہتر ہم آہنگی اور نجی شعبے کی زیادہ شرکت بھی درکار ہے۔[8] مصدقہ بیج کی فراہمی کے لیے مؤثر نفاذ اس ضمن میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

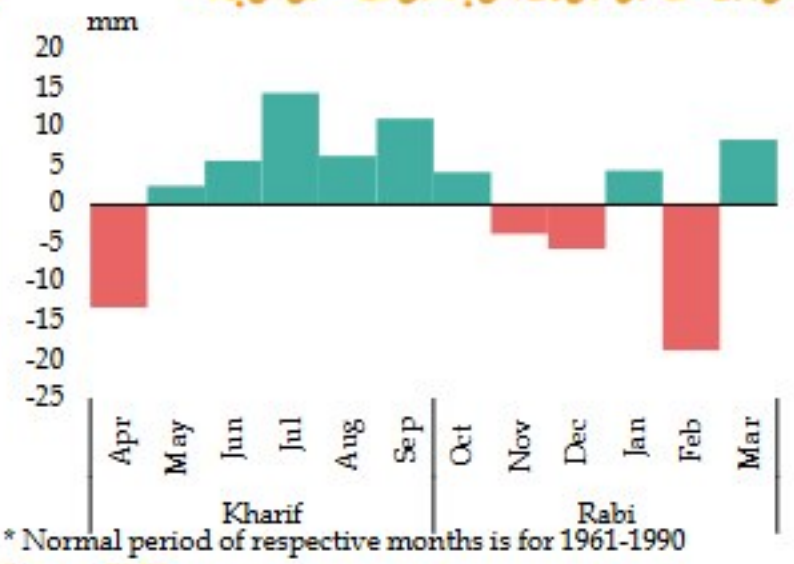
کھاد

مالی سال 26ء کے دونوں فصلی موسموں خریف اور ربیع میں کھاد کے استعمال میں اضافہ ہوا، جس کی عکاسی یوریا کے زائد استعمال سے ہوتی ہے (**شکل 2.7**)۔ سال کے بیشتر حصے کے دوران دونوں موسموں میں مستحکم قیمتیں، مضبوط ملکی پیداوار اور گذشتہ موسم کے وسیع ذخائر نے دونوں موسموں میں یوریا کے زائد استعمال کے لیے کردار ادا کیا۔[9] خریف میں بھی ڈی اے پی (DAP) کی فروخت میں تھوڑا سا اضافہ ہوا لیکن ربیع میں کمی آئی کیونکہ زیادہ قیمتوں نے کاشت کاروں کی خریداری کے فیصلوں پر اثر ڈالا۔ ملکی ڈی اے پی کی قیمتوں میں بلند عالمی قیمتیں جزواً منعکس ہوئی کیونکہ پاکستان اپنی ضروریات کا تقریباً نصف حصہ درآمدات سے پورا کرتا ہے۔[10]

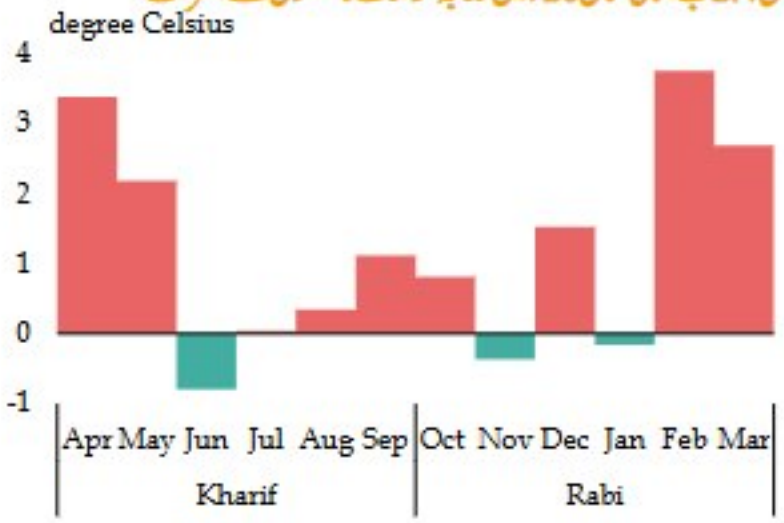
مالی سال 26ء کے دوران پاکستان میں کھاد کی قیمتیں بلند رہیں خاص طور پر ڈی اے پی کی۔ فاسفیٹ کھاد کی نسبتاً بلند قیمت اور یوریا کے مسلسل استعمال نے غذائی اجزا کے استعمال میں عدم توازن کو بڑھا دیا۔ نتیجتاً، مالی سال 26ء میں نائٹروجن تا فاسفیٹ تناسب تقریباً 4.9:1 تک بڑھ گیا، جو تجویز کردہ 2:1 کے دوگنے سے زائد ہے۔ یہ

[7] حکومت پنجاب، محکمہ تحفظ ماحولیات، ماحولیات کی صورتِ حال پر رپورٹ 2023ء۔
[8] ماخذ: قومی بیج پالیسی، وزارتِ قومی غذائی تحفظ و تحقیق، https://mnfsr.gov.pk/SiteImage/Misc/files/NSPolicyProvince.pdf۔MNFSR
[9] نیشنل فرٹیلائزر ڈیولپمنٹ سینٹر، کھادوں کا جائزہ، ستمبر 2025ء۔
[10] عالمی بینک، مضبوط طلب اور جغرافیائی و سیاسی کشیدگی کے باعث کھاد کی قیمتوں میں تیزی، جولائی 2025ء۔

شکل 2.4 الف: مالی سال 26ء میں بارشوں کے معمول میں بگاڑ*



شکل 2.4 ب: مالی سال 26ء میں درجہ حرارت کا معمول سے انحراف



* Normal period of respective months is for 1961-1990

Source: PMD

عدم توازن کھاد کے استعمال کی کارکردگی کو کم کر سکتا ہے اور فصل کی پیداوار کو متاثر کر سکتا ہے۔[11]

زرعی قرضہ

مالی سال 26ء میں زرعی قرضہ تمام بڑے زمروں میں نمایاں طور پر بڑھ گیا (**جدول 2.5**)۔ زرعی شعبے میں قرضہ جات فصلی پیداوار، ٹریکٹرز، اور فارم مشینری کے لیے زیادہ مالکاری کی وجہ سے بڑھے، جبکہ کارپوریٹ فارمنگ کریڈٹ میں کمی آئی۔[12] لائیو اسٹاک اور ڈیری کے لیے جاری سرمائے قرضوں کے سبب غیر زرعی شعبے میں قرضوں میں نمو آئی، جبکہ پولٹری کے لیے مالکاری کمزور رہی۔ فصلی یافت اور گلہ بانی کے لیے قرض گاری میں اضافہ سیلاب کے بعد کی مالی ضروریات سے مطابقت رکھتا تھا، کیونکہ کاشت کاروں کو خام مال خریدنے اور زرعی سرگرمیاں دوبارہ شروع کرنے کے لیے فنڈز کی ضرورت تھی۔[13]

مالی سال 26ء کے دوران کئی اقدامات کی وجہ سے زرعی قرضے میں یہ اضافہ ہوا۔ جو یہ ہیں: (i) چھوٹے کاشت کاروں اور کم سہولت یافتہ علاقوں کے لیے رسک کوریج اسکیم، جس سے بینکوں کے لیے خطرۂ قرض کم ہوا اور نئے کاشت کاروں کو قرضوں کے باضابطہ دھارے میں لانے کی ترغیب ملی؛[14] (ii) اسٹیٹ بینک کی زرخیزی (Zarkhez-e) اسکیم کا آغاز، جس نے چھوٹے کاشت کاروں اور کرایہ داروں کو بلا رہن ڈجیٹل طور پر قرضے کے لیے درخواست کی اجازت دی (**باکس 2.4**)؛[15] (iii) وزیر اعظم کی یوتھ بزنس اینڈ ایگریکلچر لون اسکیم کے تحت قرضوں کا بلند اختصاص؛ (iv) کسان کارڈ؛[16] اور (v) پنجاب کا ہائی ٹیک فارم میکانائزیشن

---

[11] نائٹروجن اور فاسفیٹ کا تناسب مالی سال 26ء میں یوریا اور ڈی اے پی کی فروخت / استعمال کے تخمینوں سے اخذ کیا گیا ہے، یوریا میں نائٹروجن کا تناسب 46 فیصد، جبکہ ڈی اے پی میں نائٹروجن 18 فیصد اور فاسفیٹ 46 (P_2O_5) فیصد۔ پاکستان میں کھادوں کے استعمال سے متعلق 2010ء کے اعداد و شمار اور غذائی اجزا کے دوبارہ استعمال (ری سائیکلنگ) سے متعلق مفروضوں کی بنیاد پر اکرم و دیگر (2018ء) نے اندازہ لگایا کہ فاسفورس کی فراہمی فصلوں کی تخمینی ضرورت سے 58 فیصد کم تھی۔ تجرباتی شواہد کے مطابق فاسفورس کے استعمال سے گندم کی یافت کنٹرول گروپ کے مقابلے میں 21.9 فیصد بڑھی (خان و دیگر، 2007ء)، جبکہ گملوں کے ذریعے ایک تجربے میں فاسفورس کی کمی کے باعث دھان کی پیداوار میں کمی چاول کی دو اقسام کی پیداوار میں 35.3 تا 44.2 فیصد کمی پر منتج ہوئی (عرفان و دیگر، 2020ء)۔

[12] کارپوریٹ فارمنگ کے لیے قرضوں میں گذشتہ دو برسوں کے دوران نمایاں اضافہ ہوا اور مالی سال 25ء میں یہ 254.1 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ مالی سال 26ء میں اس کی تنزلی کی وجوہ میں بلند اساسی اثر اور چند بڑے، منصوبہ جاتی قرضوں کی تقسیم کا وقت شامل ہو سکتا ہے۔

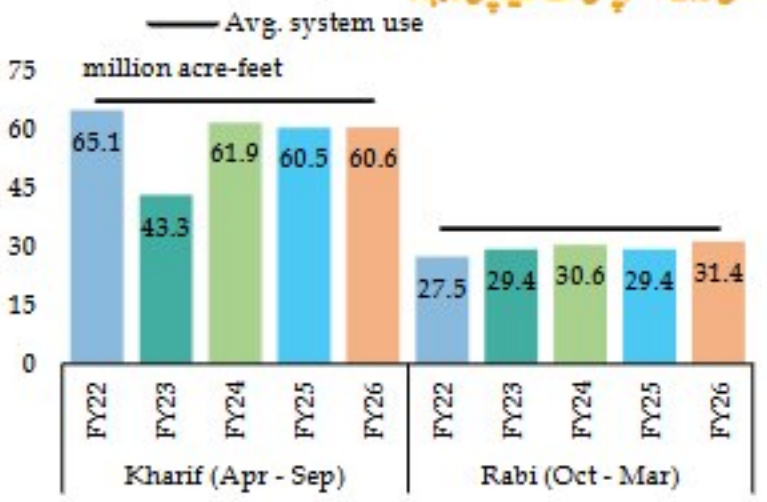
[13] خزانہ ڈویژن، ماہانہ اقتصادی جائزہ اور منظر نامہ، ستمبر 2025ء، صفحہ 1۔ رپورٹ میں فصلوں اور مویشیوں کو سیلاب سے ہونے والے نقصان اور جولائی تا اگست مالی سال 26ء کے دوران مجموعی زرعی قرضوں کی ادائیگیوں میں 19.5 فیصد اضافے کا ذکر ہے۔

[14] رسک کوریج اسکیم کے تحت بینکوں کو ابتدائی نقصان کے 10 فیصد تک تحفظ اور ہر اضافی قرض گیر کے لیے ترغیب دلائی جاتی ہے۔ زرخیزی اسکیم اکتوبر 2025ء میں شروع کی گئی، جبکہ پنجاب کا میکانائزیشن پروگرام 30 ملین روپے تک بلا سود مالی معاونت فراہم کرتا ہے۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک اور محکمہ زراعت، پنجاب۔

[15] اکتوبر 2025ء میں زرخیزی اسکیم کے آغاز کے بعد اس سے 4,416 قرض گیر مستفید ہوئے اور 1.7 ارب روپے کے قرضے جاری کیے گئے۔

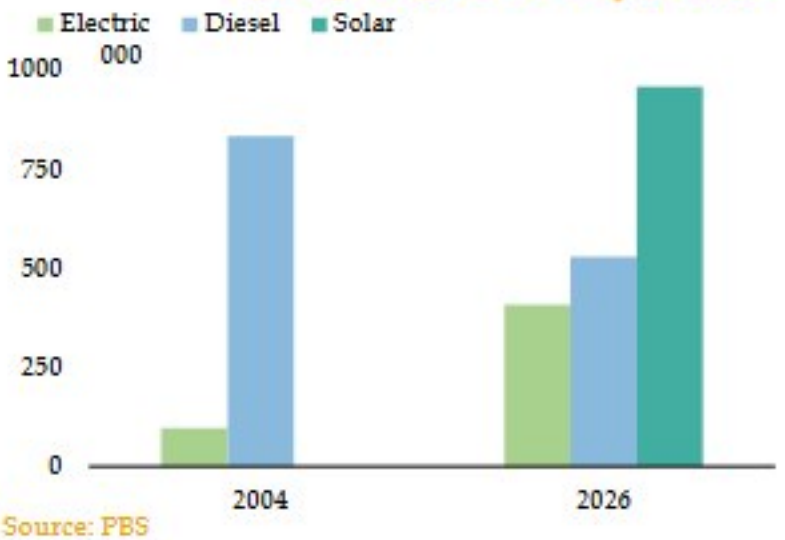
[16] کسان کارڈ کے قرض گیروں کی تعداد جون 2025ء کے اختتام پر 491,099 سے بڑھ کر جون 2026ء کے اختتام تک 758,925 پہنچ گئی، جبکہ قرضوں کا حجم 60.01 ارب روپے سے بڑھ کر 110.1 ارب روپے ہو گیا۔

شکل 2.5 : آبپاشی کے لیے پانی کا بہاؤ



Source: IRSA

شکل 2.6 : ٹیوب ویلز اور لفٹ پمپس بلحاظ ذریعۂ توانائی



Source: PBS

فنانسنگ پروگرام، جس نے جدید زرعی مشینری کے لیے بلا سود قرضے فراہم کیے۔[17]

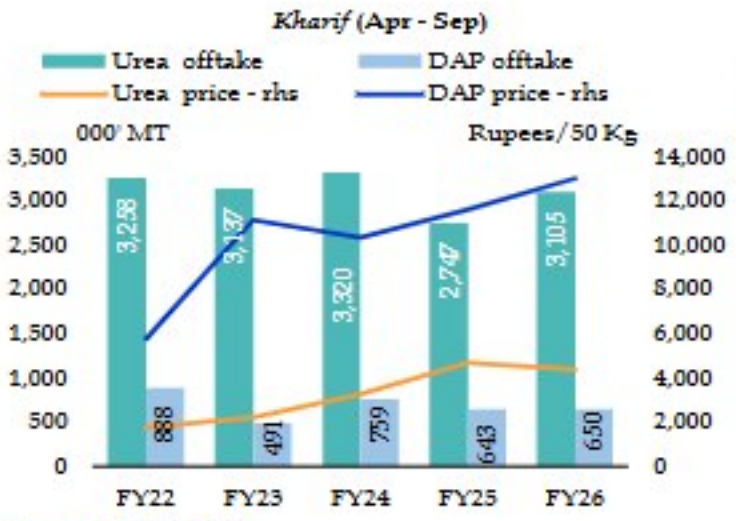
کے زیرِ کاشت رقبے میں اضافہ کو سہارا ملا۔ تاہم، ربیع کا موسم زیادہ تر خشک رہا، نیز فصل پکنے کے آخری مراحل کے دوران بلند درجہ، اس کے بعد تیز ہوائیں اور فصل کی کٹائی کے دوران بارش ہوئی۔ یہ حالات یافت پر اثر انداز ہوئے، جیسا کہ یورپی سینٹر فار میڈیم رینج ویدر فورکاسٹس کے ERA5-لینڈ ڈیٹا کی مدد سے ضلعی سطح کے تجزیے سے ظاہر ہے (**شکل 2.8الف اور 2.8ب**)۔[18]

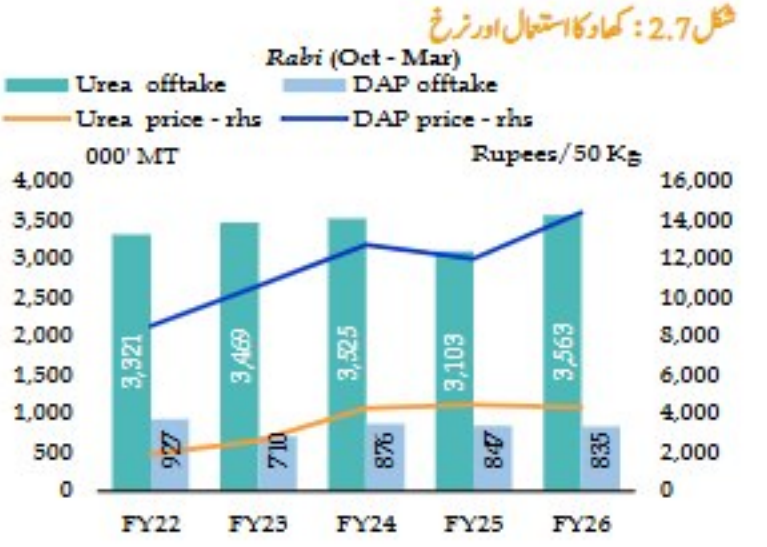
پیداوار

گندم

مالی سال 26ء میں گندم کی پیداوار میں اضافہ ہوا، جس کی بنیادی وجہ زیرِ کاشت رقبہ بڑھنا تھا جبکہ یافت مجموعی طور پر جامد رہی (**جدول 2.6**)۔ بوائی کے موسم سے پہلے 'معیاری قومی گندم پالیسی' کے اعلان، قرضوں اور خام مال کی بہتر دستیابی سے گندم

شکل 2.7 : کھاد کا استعمال اور نرخ





Sources: NFDC; PBS

مزید برآں، 'معیاری گندم پالیسی' کے نفاذ سے منسلک خطرہ بھی سامنے آیا، جس کی نشاندہی پاکستانی کی معیشت پر ششماہی رپورٹ 26-2025ء کے **باکس 3.3** میں کی گئی ہے۔ اگرچہ علامتی قیمت کے اعلان نے صورتِ حال کی غیر یقینی کو کم کیا اور

[17] پنجاب کا بائی لیک فارم میکانائزیشن فنانسنگ پروگرام جدید زرعی مشینری کے لیے 30 ملین روپے تک بلا سود مالکاری فراہم کرتا ہے۔ ماخذ: محکمہ زراعت، پنجاب۔

[18] ERA5-Land، جسے (ECMWF) نے کوپرنیکس کلائمیٹ چینج سروس نے کی جانب سے کوپرنیکس کلائمیٹ چینج سروس کے تحت تیار کیا گیا، زمینی سطح کے حالات کا فی گھنٹہ ڈیٹا ری اینالیسس ہے، جس کی فضائی ریزولوشن تقریباً 9 کلومیٹر ہے۔ اس تجزیے میں پاکستان کے گندم پیدا کرنے والے 40 بڑے اضلاع شامل ہیں، جن کی درجہ بندی پیداواری بنیاد پر کی گئی ہے۔ ان اضلاع کی حدود کے اندر گرڈ سطح کے ڈیٹا سے فصل کے مختلف مراحل میں دو میٹر کی بلندی پر ہوا کا درجۂ حرارت، 10 میٹر کی بلندی پر ہوا کی رفتار اور مجموعی بارش کا جائزہ لیا گیا ہے۔

جدول 2.4: تصدیق شدہ بیجوں کی دستیابی

	مالی سال 25ء		مالی سال 26ء	
	دستیابی (MT)	درکار فیصد میں	دستیابی (میٹرک ٹن)	درکار فیصد میں
کپاس	16,717	27.1	20,872	52.7
دھان	68,319	114.2	68,767	127.8
مکئی	29,420	78.8	22,906	62.6
گندم	569,761	46.3	592,213	51.8

ماخذ: ایف ایس سی اینڈ آر ڈی

جدول 2.5: زرعی قرض کی تقسیم

ارب روپے

	م س24ء	م س25ء	م س26ء
زرعی شعبہ (پیداوار)			
تمام فصلیں	483.0	538.6	723.8
کارپوریٹ فارمنگ	155.5	254.1	157.6
دیگر	438.2	513.2	719.1
کل	**1076.7**	**1305.9**	**1600.6**
زرعی شعبہ (پیش رفت)			
ٹریکٹر	48.3	17.8	54.3
زرعی مشینری	16.1	10.6	20.8
دیگر	69.5	109.6	135.9
کل	**133.9**	**138.0**	**211.1**
غیر زرعی شعبہ (جاری سرمایہ)			
مویشی/ڈیری	486.7	602.6	733.1
پولٹری	313.8	332.3	324.0
دیگر	131.1	116.7	238.1
کل	**931.6**	**1051.6**	**1295.2**
غیر زرعی شعبہ (معین سرمایہ کاری)			
مویشی/ڈیری	42.3	51.6	54.6
پولٹری	21.3	20.1	26.4
دیگر	9.9	10.1	20.9
کل	**73.5**	**81.8**	**101.9**
کل مجموعہ	**2215.7**	**2577.3**	**3208.7**

ماخذ: اسٹیٹ بینک

پودے لگانے کے فیصلوں کی ڈھارس بندھائی، تاہم مختلف صوبائی انتظامات اور نجی خریداروں کی محدود شرکت کی وجہ سے حقیقی خریداری مجوزہ خریداری سے کم رہی۔

چاول

مالی سال 26ء میں زیر کاشت رقبہ کم ہونے باوجود چاول کی پیداوار میں اضافہ بہتر یافت کی وجہ سے ہوا (**جدول 2.6**)۔ سیلاب کے بعد بڑے چاول کی کاشت کرنے والے اہم علاقوں میں مٹی کی بہتر نمی سے فصل کو فائدہ پہنچا۔ ایس بی پی کے عملے کے اندازے ERA5-زمین کے تجزیے کی بنیاد پر بتاتے ہیں کہ اپریل تا ستمبر 2025ء کے دوران چاول کے تیرہ بڑے اضلاع کی اراضی میں اوسط نمی (root-zone) 2.3 فیصد زائد تھی، جبکہ بیشتر اضلاع میں زائد نمی درج کی گئی (**شکل 2.9**)۔ عالمی منڈی میں بڑھتی ہوئی مسابقت اور برآمدات گھٹنے کی وجہ سے پست قیمتوں کی توقعات کے سبب زیر کاشت رقبے میں کمی آئی۔[19]

گنا

گنے کی بلند پیداوار، زیر کاشت رقبہ اور یافت میں اضافہ اہم فصلوں میں اضافے کی وجہ بنا (**جدول 2.6**)۔ رقبے میں بیشتر اضافہ کپاس اور مکئی کے مقابلے میں بہتر منافع کی وجہ سے ہوا۔ زمین کی حالت نے بھی مثبت کردار ادا کیا کیونکہ ERA5-Land کی بنیاد پر اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے یہ بتاتے ہیں کہ اپریل تا ستمبر مالی سال 25ء کے دوران گنے کے 23 بڑے اضلاع میں زمین کی اوسط نمی (root-zone) پچھلے سال کے مقابلے میں زیادہ تھی (**شکل 2.9**)۔

کپاس

مالی سال 26ء میں کپاس کی پیداوار میں معمولی کمی آئی کیونکہ زیر کاشت رقبہ کم ہوا، اس کا سبب یہ رہا کہ کاشت کار اب بھی بہتر منافع فراہم کرنے والی خریف فصلوں کو ترجیح دے رہے ہیں (**جدول 2.6**)۔ حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ جنوبی پنجاب میں

[19] بھارت نے ستمبر مالی سال 25ء میں غیر باسمتی سفید چاول کی برآمد پر پابندی ختم کی اور اکتوبر مالی سال 25ء میں چاول کی اہم اقسام پر کم از کم برآمدی قیمتیں اور ڈیوٹیاں بھی ختم کر دیں۔ مالی سال 25ء میں بھارت کی چاول کی برآمدات تخمین شدہ 23.0 ملین ٹن تک پہنچ گئیں۔ اس سے پاکستانی چاول کے لیے مسابقت بڑھی اور کاشت کاروں کی قیمتوں سے متعلق توقعات کمزور ہوئیں۔ ماخذ: گلیور اور مامون (2024ء) یو ایس ڈی اے، ایف اے ایس، بھارت: اناج اور خوراک سے متعلق تازہ جائزہ، 18 جون 2026ء۔

موسمی تبدیلیوں، بیج کے معیار کی خرابی اور کیڑوں کے شدید حملوں کے باوجود یافت میں بہتری آئی۔ یافت میں یہ اضافہ کاشت کاروں کی جانب سے جلد بوائی اور زرعی خام مال کی بہتر دستیابی کی عکاسی کرتا ہے۔

جیسا کہ **شکل 2.10** میں دکھایا گیا ہے، گذشتہ ایک دہائی میں کپاس واحد بڑی فصل تھی جس کے زیرِ کاشت رقبے اور پیداوار دونوں میں کمی درج کی گئی۔ البتہ صرف چاول کے زیرِ کاشت رقبے میں نمایاں اضافہ درج ہوا۔ باقی اہم فصلوں کے رقبے میں اضافہ نسبتاً معتدل رہا۔ اس کے برعکس، منتخب چھوٹی فصلیں جیسے تل کے بیج، چارہ، آلو اور روغنی بیج کا زیرِ کاشت رقبہ قدرے تیزی سے بڑھا۔ یہ رجحانات ظاہر کرتے ہیں کہ دیگر فصلوں کے رقبے میں بیشتر اضافہ کپاس کے رقبے میں کمی کے باعث ہوا ہے۔

مکئی

مالی سال 26ء میں رقبے میں اضافہ ہونے کے باوجود مکئی کی یافت میں کمی آئی کیونکہ سیلاب اس کی یافت اثر انداز ہوا (**جدول 2.6**)۔ زائد بارشوں نے پنجاب اور سندھ میں دریا کا بہاؤ بڑھا کر زرعی زمینوں کو ڈبو دیا۔[20] اگرچہ سیلاب صرف دریاؤں کے نزدیکی علاقوں تک محدود تھا، تاہم اس نقصان نے مکئی کی یافت کو کم کیا اور مسلسل تیسرے سال اس فصل میں کمی کا سلسلہ جاری رہا۔

دیگر فصلیں

مالی سال 26ء میں دیگر فصلوں کے ذیلی شعبے کی کارکردگی بہتر رہی اور اس میں 4.3 فیصد کی نمو ہوئی۔ کینولا، تلّی کے بیج اور سرسوں کے زیرِ کاشت رقبے میں اضافے کے باعث پیداوار بلند رہی جبکہ یافت میں مجموعی طور جوں کی توں رہی، اسی طرح مونگ کو زیرِ کاشت رقبے میں اضافے سے فائدہ ہوا اور تھوڑی سی یافت بڑھ گئی۔ اس کے برعکس، سبز چارے اور پیاز کے رقبے اور پیداوار دونوں میں کمی آئی، جبکہ زیرِ کاشت رقبے میں کمی کے سبب ماش کی دال کی پیداوار گھٹ گئی۔

آلو کی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہوا کیونکہ کاشت کاروں نے اس کا رقبہ بڑھایا اور بہتر یافت حاصل کی۔ گذشتہ سال بہتر قیمتوں اور بلند برآمدی نے کاشت کاروں کو ترغیب دلائی۔ تاہم، پیداوار میں اضافے اور مغربی سرحد کی بندش کے باعث پیداوار فاضل ہوگئی، جس کے نتیجے میں مالی سال 26ء کے دوران ملکی قیمتوں میں نمایاں کمی آئی۔ تاہم، حکومتی کوششوں کے طفیل وسطی ایشیائی بازاروں تک رسائی ملی، جس سے فاضل پیداوار کی جزوی اتلافی ہوگئی۔[21]

مکّہ بانی

مالی سال 26ء میں مکّہ بانی شعبے میں اضافہ قدرے بڑھ کر 3.7 فیصد تک پہنچ گئی، اور تمام بڑے جانوروں کی اقسام میں اضافہ ہوا (**جدول 2.8**)۔ گائے اور بھینس کے ریوڑ

جدول 2.6: اہم فصلیں

پیداوار میٹرک ٹن میں؛ رقبہ ہزار ہیکٹر میں؛ یافت کلوگرام فی ہیکٹر میں

	پیداوار			رقبہ			یافت			تبدیلی		
	مالی سال 24ء	م س 25ر[ن]	م س 26ء[ع]	مالی سال 24ء	م س 25ر[ن]	م س 26ء[ع]	مالی سال 24ء	م س 25ر[ن]	م س 26ء[ع]	پیداوار	رقبہ	یافت
گندم	31,814	28,477	29,739	9,734	9,074	9,466	3,268	3,138	3,142	4.4	4.3	0.1
کپاس*	10,223	7,084	7,052	2,424	2,043	2,012	717	589	596	-0.5	-1.5	1.2
چاول	9,859	9,723	9,998	3,637	3,899	3,758	2,711	2,494	2,660	2.8	-3.6	6.7
مکئی	9,740	9,037	8,900	1,641	1,588	1,643	5,935	5,691	5,417	-1.5	3.5	-4.8
گنا	87,638	84,238	89,450	1,180	1,193	1,222	74,269	70,610	73,200	6.2	2.4	3.7

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عارضی،

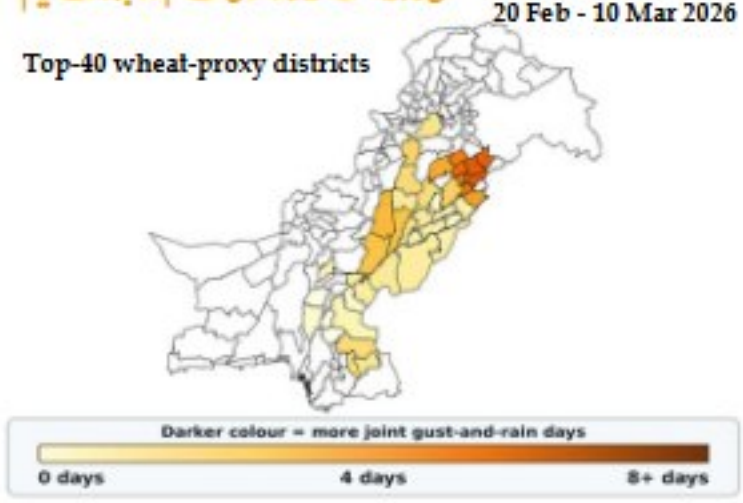
*پیداوار ہزار گانٹھوں میں

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

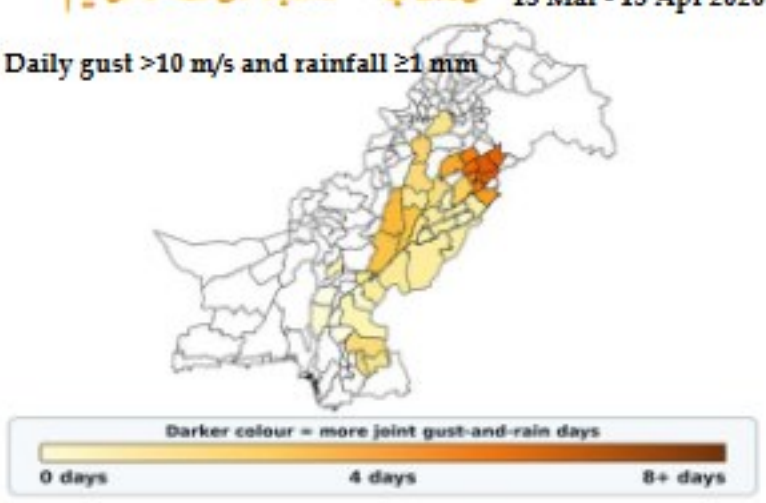
[20] یو این ڈی اے فارن اگریکلچرل سروس، عالمی زرعی پیداوار، جولائی 2026ء

[21] پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ، حکومت پاکستان، "پاکستان آلو کی برآمدات بڑھانے کے لیے وسطی ایشیائی منڈیوں کا جائزہ لے رہا ہے"، 27 فروری 2026ء

شکل 2.8الف: 32 ڈگری سے کم درجہ والے ایام



شکل 2.8ب: جھکڑ اور بارشوں کے متوازی ایام



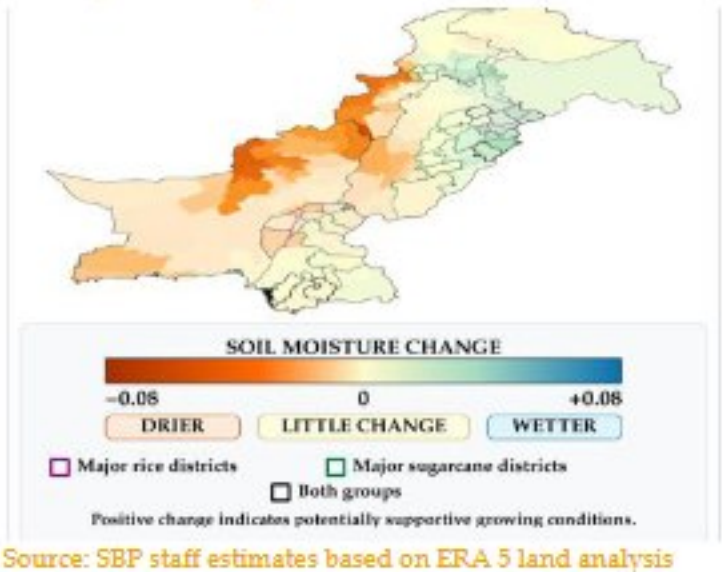
Source: SBP staff estimates based on ERA 5 land analysis

میں اضافے نے بھی دودھ کی پیداوار میں اضافہ کیا۔ بھارت اور امریکہ کے بعد پاکستان اب بھی دنیا کے دودھ پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں شامل ہے۔ تاہم، اسے بڑی حد تک دودھ دینے والے مویشیوں کی تعداد سے منسوب کیا جاتا ہے، نہ کہ دودھ اور گوشت کی بلند پیداواری صلاحیت میں اضافے کے سبب۔

دودھ کی اوسط یافت بہت کم ہے، گائے کے دودھ کا ایک دور (لیکٹیشن سائیکل، عموماً 300 ایام پر مشتمل) میں حاصل ہونے والا حجم تقریباً 1,195 لیٹر اور بھینسوں کے دودھ کا ایک دور کا حجم 1,800 لیٹر ہے۔[22] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہتر افزائش، خوراک، بیماریوں پر قابو پانے اور ویٹرنری دیکھ بھال کے ذریعے موجودہ ریوڑوں کی پیداوار میں اضافے سے دودھ کی ملکی پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

مالی سال 26ء میں پولٹری شعبے نے گوشت کی پیداوار میں معتدل اضافے کو سہارا دینا جاری رکھا، جو ملکی پیداوار کا تقریباً 43 فیصد بنتا ہے۔ یہ امر مختلف حکومتی اقدامات کے اثرات کی عکاسی کرتا ہے، جن میں بیماریوں سے پاک زونز اور جانوروں کی تلاش کا طریقہ کار، جدید ذبیحہ خانے، تجارتی فیڈلوٹس اور بہتر کولڈ چین سہولیات شامل ہیں۔[23]

شکل 2.9: خریف روٹ زون مٹی میں نمی کی تبدیلی (م س 25ء بمقابلہ م س 24ء)



Source: SBP staff estimates based on ERA 5 land analysis

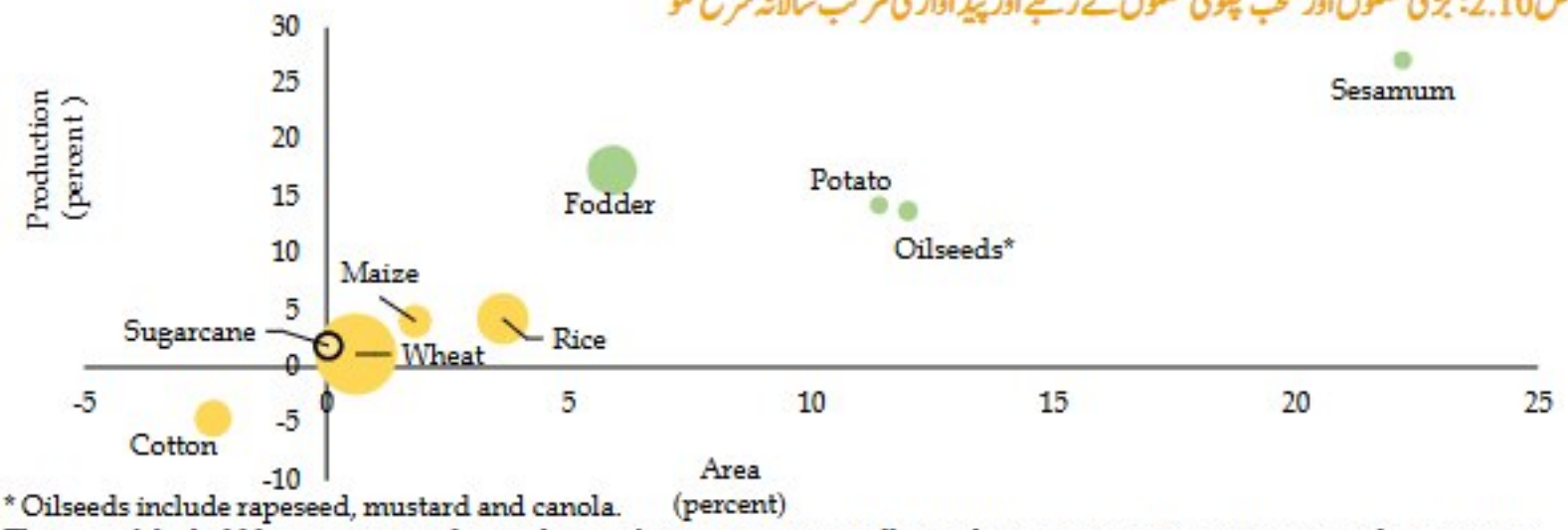
2.3 صنعت

2.34 مالی سال 26ء میں صنعتی پیداوار میں اضافہ مالی سال 25ء کے 5.5 فیصد سے کم ہو کر 3.3 فیصد رہ گیا، جس کی بنیادی وجہ بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی میں مجموعی قدر اضافی میں کمی تھی۔ صنعتی نمو کا کلیدی محرک اشیا سازی رہی، اس کے بعد تعمیرات اور کان کنی اور کوہ کنی میں بحالی کا نمبر آتا ہے۔ خاص طور پر، بڑے پیمانے کی اشیا سازی

[22] ماخذ: اقوام متحدہ کا ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO)، پاکستان میں ڈیری کی ترقی۔ لیٹر / لیکٹیشن سے مراد ایک وقت میں ایک جانور سے حاصل ہونے والے دودھ کی ایک مکمل لیکٹیشن سائیکل، پاکستان میں عموماً 300 ایام پر محیط، کے اندر حاصل ہونے والے دودھ کی مجموعی مقدار ہے۔

[23] نیشنل میٹ سیکٹر ٹرانسفارمیشن اسٹریٹجی میں بیماریوں سے پاک زونز، سراغ رسانی کے نظام، جدید ذبح خانے، چارے اور کولڈ چین کی سہولتیں شامل ہیں، تاکہ برآمدی معیار پورا کیا جا سکے اور چین و خلیجی منڈیوں تک رسائی بڑھائی جا سکے۔ ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 26-2025ء۔

شکل 2.10: بڑی فصلوں اور منتخب چھوٹی فصلوں کے رقبے اور پیداوار کی مرکب سالانہ شرح نمو



* Oilseeds include rapeseed, mustard and canola.
The size of the bubble represents cultivated area of respective crop. yellow colour = important crops; green colour = minor crops.
Source: PBS

میں پچھلے سال کے سکڑاؤ کے بعد مالی سال 26ء کے دوران تیز تر بحالی دیکھی گئی (جدول 2.9)۔

جدول 2.7: دیگر فصلیں

رقبہ ہزار ہیکٹر میں؛ پیداوار ہزار میٹرک ٹن میں؛ تبدیلی فیصد میں

	مالی سال 25ء		مالی سال 26ء*		تبدیلی	
	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
کپاس کا بیج	5,048	2,024	5,049	2,016	0.0	-0.4
کینولا	69	104	85	128	23.3	23.2
چارہ	3,695	203,597	3,524	201,532	-4.6	-1.0
آلو	387	10,010	476	12,776	23.1	27.6
پیاز	166	2,747	164	2,647	-1.4	-3.7
تلی کا بیج اور سرسوں	425	521	490	603	15.4	15.8
دال مونگ	185	131	211	151	14.0	15.2
دال ماش	8	6	7	6	-9.3	-5.1

*عارضی

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اس بہتری کو مالی حالات میں نرمی، بیرونی کھاتے میں بہتری، اور مثبت کاروباری احساسات سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ امر سہ ماہی پیداوار کے رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے، جس نے مالی سال 26ء کی تیسری سہ ماہی تک پچھلے سال کی سطح کو عبور کرلیا۔ تاہم، مالی سال 26ء کے آخر میں رفتار کمزور ہوگئی۔ مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں، صنعتی پیداوار میں 4.7 فیصد کمی دیکھی گئی، جو بنیادی طور پر بجلی کے مجموعی قدر اضافی میں 33.2 فیصد کمی کی وجہ سے تھی، جبکہ اشیا سازی اور تعمیرات نے مجموعی طور پر رفتار برقرار رکھی، اگرچہ سُست رفتار سے (**شکل 2.11**)۔ تاہم، بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے ماہانہ اعداد و شمار مئی اور جون 2026ء میں کمی کی نشاندہی کرتے ہیں، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے تنازع کے اثرات صنعتی پیداوار پر مالی سال کے آخر میں پڑنا شروع ہوئے۔[24]

بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کی اضافہ قدر میں بیشتر کمی تر بجلی کے شعبے کے زراعانت میں تخفیف، جو وسیع تر مالیاتی یکجائی کے تناظر میں ہے، کی وجہ سے ہوئی۔[25] ایک اور اہم عنصر واپڈا کی جانب سے بجلی کی پیداوار میں سست روی تھی، اس کی وجہ چھتوں پر تیز رفتاری سے سولر سسٹم کی تنصیب کے باعث گرڈ سے بجلی کی طلب میں کمی آنے کی عکاس ہے۔ تاہم، اس سکڑاؤ کی بنیادی وجہ پاکستان میں بجلی کے شعبے میں ساختی تبدیلی ہے، جو ابھی تک قومی آمدنی کے کھاتوں میں شامل نہیں ہے۔

[24] مالی سال 25ء اور مالی سال 26ء، دونوں میں چوتھی سہ ماہی کے دوران بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کے شعبوں کے حقیقی نتائج نے پورے سال کی صنعتی نمو کے تعین میں اہم کردار ادا کیا۔

[25] مالی سال 26ء میں بجلی کے شعبے کی زراعانت 1,212 ارب روپے سے 34.3 فیصد کم ہو کر 796 ارب روپے رہ گئی (ماخذ: وزارت خزانہ)۔ پاکستان کے قومی آمدنی کے حسابات میں SNA 2008 کے فریم ورک کے تحت زراعانت کو براہ راست شعبہ جاتی مجموعی اضافہ قدر (GVA) میں شامل کیا جاتا ہے، چنانچہ زراعانت میں 297 ارب روپے کی یہ کمی، حتیٰ کہ بجلی کی پیداوار میں کسی تبدیلی کے بغیر، بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کے شعبے کی اضافہ قدر کو کم کرتی ہے۔

جدول 2.8: مویشیوں کی تعداد اور پیداوار

آبادی لاکھوں میں؛ پیداوار میٹرک ٹن میں

	مالی سال 25ء	م س 26ء ؁	نمو
مویشیوں کی تعداد			
بکریاں	89.4	91.8	2.7
مویشی	59.7	62.0	3.8
بھینسیں	47.7	49.1	3.0
بھیڑیں	33.1	33.5	1.2
دیگر*	7.8	8.0	1.7
پولٹری کا حجم			
برائلرز	2061.1	2267.2	10.0
دیسی مرغی	97.0	98.5	1.6
انڈے والی مرغی	83.9	89.8	7.0
دیگر**	17.8	18.6	4.8
مویشی مصنوعات			
دودھ کی پیداوار	72,343	74,689	3.2
گوشت کی پیداوار	5,967	6,314	5.8

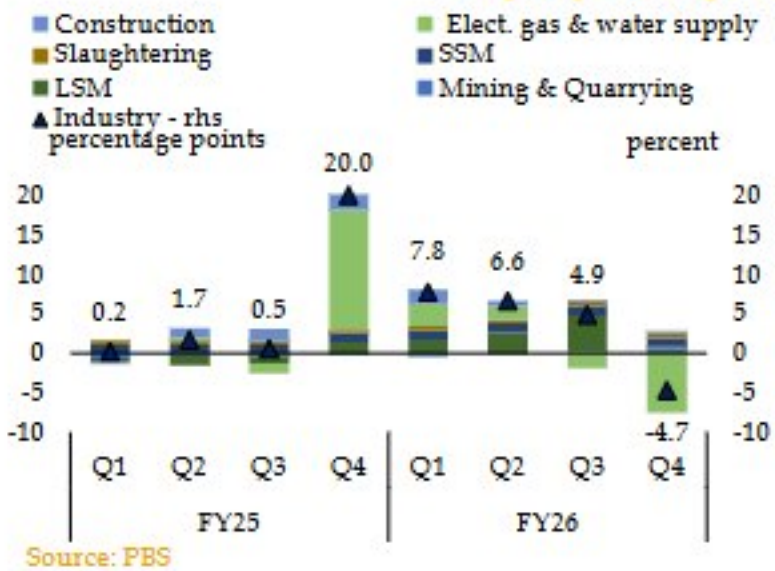
*اس میں اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے شامل ہیں

**اس میں افزائش نسل کے جانور، انڈے، مرغابی اور بطخ کے بچے شامل ہیں

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شمسی توانائی کی لامرکزی پیداوار میں مسلسل اضافے نے بجلی کے بڑے صارفین کی گرڈ سے طلب کو متاثر کر دیا ہے۔ تفصیلی تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 26ء میں ملکی اور زرعی بجلی کی کھپت میں حصہ بالترتیب 2.1 اور 2.5 فیصدی پوائنٹس کم ہوا ہے۔[26] یہ امر سولر ماڈیولز کے درآمدی حجم میں اضافے سے ظاہر ہوتا ہے، جو مارچ 2026ء کے آخر تک 54 گیگاواٹ کی بلند ترین سطح تک پہنچ گیا (**شکل 2.12الف**)۔[27] تاہم، سولر نیٹ میٹرنگ کی نصب شدہ صلاحیت 7.3 گیگاواٹ تھی، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ نصب شدہ شمسی توانائی کا ایک بڑا حصہ میٹر کے پیچھے کام کر رہا تھا (**شکل 2.12ب**)۔

شکل 2.11: صنعتی نمو میں حصہ



Source: PBS

مزید برآں، مالی سال 26ء کے آخر تک لیتھیم آئن بیٹری کی درآمدات مجموعی طور پر ایک بلین ڈالر سے تجاوز کر چکی ہیں، اور اس کا حجم مالی سال 17ء کے بعد سے 39 فیصد سالانہ مرکب شرح نمو سے بڑھ رہی ہے۔ یہ رجحان ایک اور ابھرتی ہوئی ساختی تبدیلی کی عکاس ہے کیونکہ پروسیومرز[28] اب گرڈ کی تبدیلی سے گرڈ سے آزادی کی طرف بڑھ رہے ہیں، جس سے بجلی کی خود انحصاری کے اوقات دن کی روشنی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان حرکیات کی روشنی میں، پروزیومر ضوابط 2026ء کا متعارف کرایا جانا نئے انسٹالرز کے لیے چھتوں پر سولر لگانے کے عمل کی قابلِ عملی پر نظرثانی کی نمائندگی کرتا ہے۔[29] نیٹ میٹرنگ سے نیٹ بلنگ کی طرف منتقلی سے نئے سولر انسٹالرز کے لیے ادائیگی کی مدت بڑھانے سے یہ توقع ہے کہ گرڈ صارفین پر زیرِ اعانت کا بوجھ کم ہوگا (**باکس 4.3**)۔

مالی سال 26ء میں کان کنی اور کوہ کنی کی اضافہ قدر میں 1.5 فیصد اضافہ ہوا، جس سے گذشتہ چار سالوں کی کمی کا رجحان معکوس ہو گیا۔ مالی سال 22ء کے بعد سے کان کنی

---

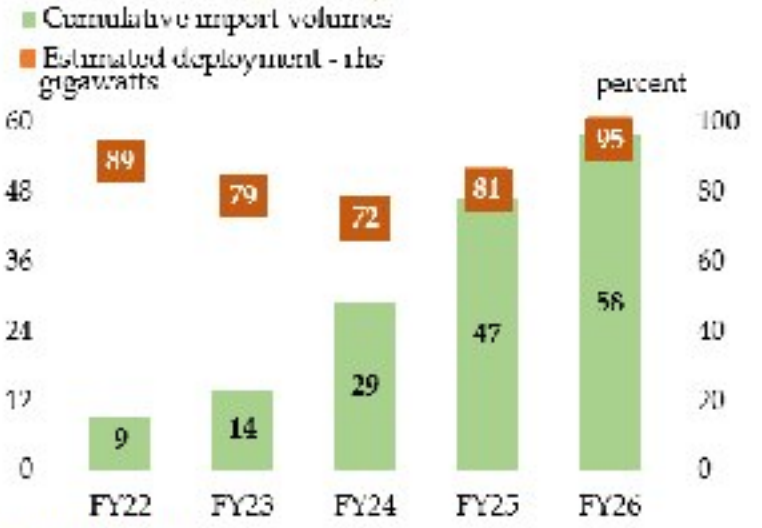
[26] مطلق شرحوں میں، جولائی تا مارچ مالی سال 26ء کے دوران گھریلو اور زرعی شعبوں نے بالترتیب 39,472 گیگاواٹ فی گھنٹہ اور 2,636 گیگاواٹ فی گھنٹہ بجلی استعمال کی، جو گذشتہ سال کی اسی مدت کے 39,730 گیگاواٹ فی گھنٹہ اور 4,566 گیگاواٹ فی گھنٹہ سے کم ہے۔ زرعی شعبے پر اثر پذیری زیادہ نمایاں ہے، کیونکہ مجموعی توانائی کے استعمال میں اس کا حصہ مالی سال 22ء کی بلند ترین سطح 9.2 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 26ء کے اختتام تک 3.1 فیصد رہ گیا۔ ماخذ: وزارتِ خزانہ

[27] ماخذ: ماخذ: رینیو بلز فرسٹ، "پاکستان الیکٹریسٹی ریویو"، 2026ء، www.xcncwablcsfirst.org

[28] "پروسیومر" کی اصطلاح اس بجلی کے صارف کے لیے استعمال ہوتی ہے جو، عام طور پر چھت پر سولر سسٹمز کے ذریعے، بجلی پیدا بھی کرتا ہے تاکہ خود اپنے لیے استعمال کرے اور اضافی بجلی گرڈ کو بھی فراہم کرے۔

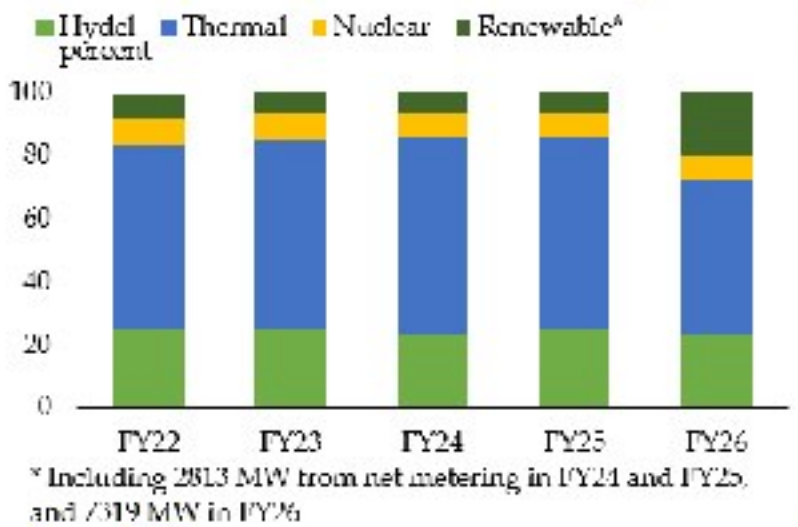
[29] پروزیومر ضوابط 2026ء نے یک بہ یک نیٹ میٹرنگ کے نظام کی جگہ نیٹ بلنگ کا فریم ورک متعارف کرایا، جس کے تحت گرڈ کو فراہم کردہ بجلی کا معاوضہ مکمل خردہ نرخ کے بجائے کم قیمت پر دیا جاتا ہے۔ (ماخذ: نیپرا، آئی آر او 2026251/(I)، مورخہ 9 فروری 2026ء)

شکل 2.12 الف: شمسی توانائی کی تقسیم کے اظہاریے



Source: EMBER

شکل 2.12 ب: بجلی کا ذریعہ نصب استعداد

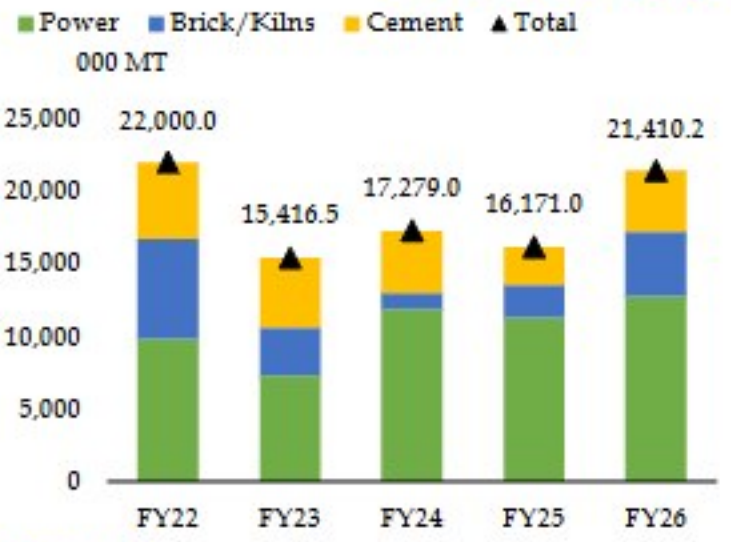


^ Including 2813 MW from net metering in FY24 and FY25, and 7319 MW in FY26

Source: MoF

کشیدہ جغرافیائی وسیاسی حالات کے تناظر میں، جن کے سبب تیل کی عالمی رسدی زنجیر متاثر ہوئی تھی، خام تیل اور قدرتی گیس کی ملکی پیداوار چوتھی سہ ماہی میں بحال ہوگئی۔[32] قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ملکی پیداوار میں سابقہ کمی کی جزوی وجہ طویل مدتی معاہدوں کے تحت ایل این جی اضافی رسد ملنا تھی، جس سے ملکی پیداوار کی بجائے درآمدی گیس کے استعمال کو فروغ ملا۔ تاہم، جغرافیائی سیاسی کشیدگیوں اور رسدی رکاوٹوں نے ملکی کمپنیوں کو اپنی پیداوار بحال کرنے کی ترغیب دلائی جو اس سے قبل انہوں نے محدود کر رکھی تھی۔ نتیجتاً، چوتھی سہ ماہی میں تیل اور گیس کی پیداوار میں بالترتیب 22.3 فیصد اور 11.7 فیصد سال بہ سال اضافہ ہوا۔

شکل 2.13: کوئلے کا شعبہ جاتی صَرف



Source: MoF

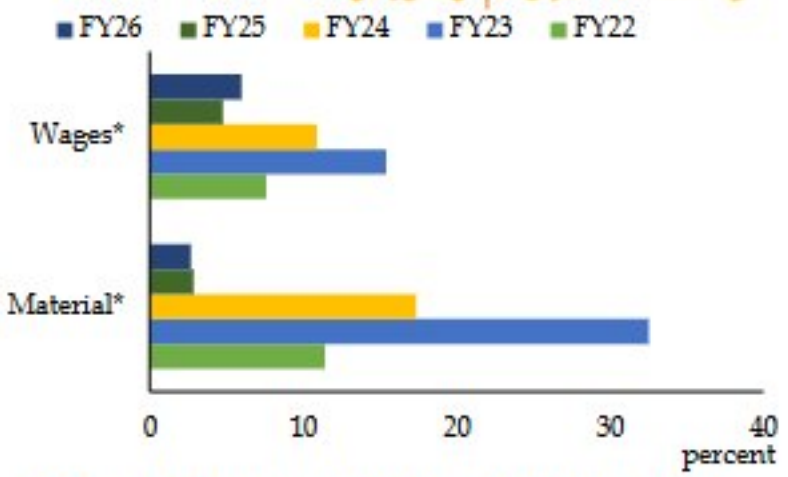
کان کنی اور کوہ کنی میں موجودہ مثبت رجحان کو ان شعبوں میں ملکی اضافہ قدر کا موقع گردانا چاہیے، جہاں پاکستان نے خاص طور پر کوئلہ، چونا پتھر، اور دیگر صنعتی معدنیات استخراجی (extractive) صلاحیت ثابت کی ہے۔ کانوں میں سے نکالی جانے والی خام معدنیات برآمد کرنے یا غیر پراسس شدہ استخراج پر انحصار کرنے کے بجائے، انہیں پراسس کرکے تیار اشیا میں تبدیل کرنے سے ملک میں معاشی اور کوہ کنی کی قدر میں کمی گیس کے ذخائر میں کمی آنے کی وجہ سے ہوئی۔[30] تاہم، مالی سال 26ء میں مثبت پیداوار بنیادی طور پر اہم معدنیات بشمول خام تیل، قدرتی گیس اور کوئلے کی وجہ سے ہوئی۔ کوئلے کے صَرف میں اضافے اور بھرپور تعمیراتی سرگرمیوں نے اس کی پیداوار کو مہمیز دلائی۔[31] شعبہ جاتی صَرف سے معلوم ہوتا ہے کہ بھٹیاں کوئلے کے بڑے صارف ہیں، اس کے بعد سیمنٹ اور بجلی شعبے کا نمبر آتا ہے (**شکل 2.13**)۔

[30] مزید تفصیلات کے لیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر سالانہ رپورٹ 2024-25ء کا باب 2 ملاحظہ کریں۔

[31] چونا پتھر پاکستان میں سب سے زیادہ نکالی جانے والی غیر ایندھنی معدنیات میں شامل ہے اور اسے بنیادی طور پر ملکی سیمنٹ صنعت نے کلیدی خام کے طور پر استعمال کیا۔ اوسطاً، ایک ٹن کلنکر تیار کرنے کے لیے تقریباً 1.4 تا 1.5 ٹن چونا پتھر درکار ہوتا ہے۔ ماخذ: بیورو آف انوائرمینٹل پروٹیکشن ایجنسی

[32] گیس کی پیداوار صنعت کے "کان کنی اور کھدائی" کے شعبے میں شمار ہوتی ہے، جبکہ گیس کی فراہمی، بشمول آر ایل این جی، "بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی" کے شعبے میں آتی ہے۔

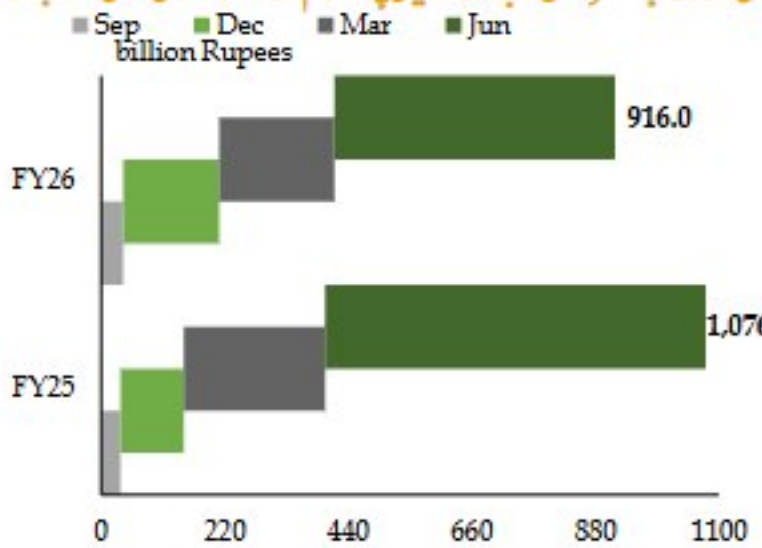
شکل 2.14الف: تعمیراتی خام مال سال بسال نمو



* Material include price of cement, bricks, blocks, sand etc.; wages are of plumber, mason, painter etc.

Sources: MoPD&SI; PBS

شکل 2.14ب: سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے تحت مجموعی وفاقی اخراجات



مواقع اور ارتباط کو تقویت ملے گی، معیشت میں ان اشیا کی مالیت زیادہ ہوگی اور اجناس کی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ میں بھی کمی آئے گی۔[33]

تعمیراتی سرگرمیوں کی رفتار مالی سال 26ء میں بھی جاری رہی۔ گو کہ نمو پچھلے سال کے مقابلے میں تھوڑی کم ہوئی۔ تعمیراتی خام مال کی قیمتوں اور اجرتوں میں نسبتاً سُست اضافہ (**شکل 2.14الف**)، اور زراعانت کی حامل ہاؤسنگ اسکیم (وزیر اعظم اپنا گھر پروگرام-گھر ہو تو اپنا) اور نجی شعبے کے قرضوں میں تیزی نے ہاؤسنگ کی طلب کو جنم دیا اور مجموعی تعمیراتی سرگرمیوں میں حصہ ڈالا۔[34] تاہم، مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کے اخراجات میں

جدول 2.9: صنعتی سرگرمیاں

فیصد میں اضافہ، فیصد پوائنٹس میں حصہ

	مالی سال 25ء میں نمو[R]					مالی سال 26ء میں نمو[P]					حصہ	
	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	م س 25ء	م س 26ء[P]
صنعت	**0.2**	**1.7**	**0.5**	**20.0**	**5.5**	**7.8**	**6.6**	**4.9**	**-4.7**	**3.3**	**5.5**	**3.3**
کان کنی اور کوہ کنی	-6.1	-3.3	-4.1	-2.3	-4.0	-4.5	-1.1	3.2	8.9	1.5	-0.3	0.1
اشیا سازی	1.9	0.6	0.9	4.6	2.0	5.2	6.4	9.1	3.1	6.0	1.3	3.9
بڑے پیمانے پر	-0.9	-2.6	-2.0	3.0	-0.7	3.9	5.7	9.6	0.4	5.0	-0.3	2.2
چھوٹے پیمانے پر	9.0	9.0	8.9	8.8	8.9	8.6	8.6	8.9	9.5	8.9	1.2	1.2
ذیلی	6.5	6.5	6.4	6.4	6.4	6.3	6.4	6.6	7.0	6.6	0.5	0.5
بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی	0.0	3.4	-11.3	123.0	28.9	21.2	16.0	-18.9	-33.2	-10.2	3.4	-1.5
تعمیرات	-3.6	9.3	12.9	17.5	8.8	15.9	5.3	1.7	3.5	6.3	1.1	0.8

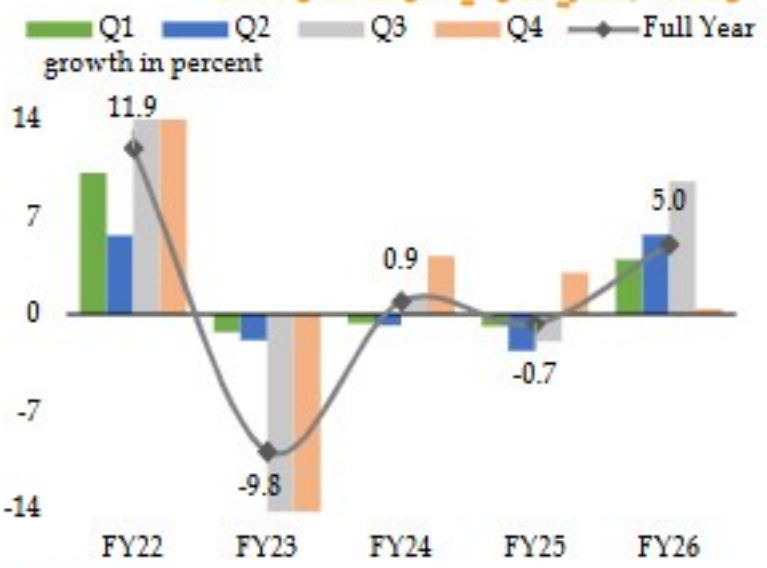
R: نظر ثانی شدہ، P: عارضی

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[33] بادر (2014ء) کے مطابق معدنیات کی قدر افزائی کو نکالنے کے مرحلے سے آگے بڑھ کر استخراجی (extractive) شعبے کے معاشی کردار کو مضبوط بنانے کے ایک مؤثر طریقے کے طور پر وسیع پیمانے پر دستاویزی شکل دی گئی ہے۔

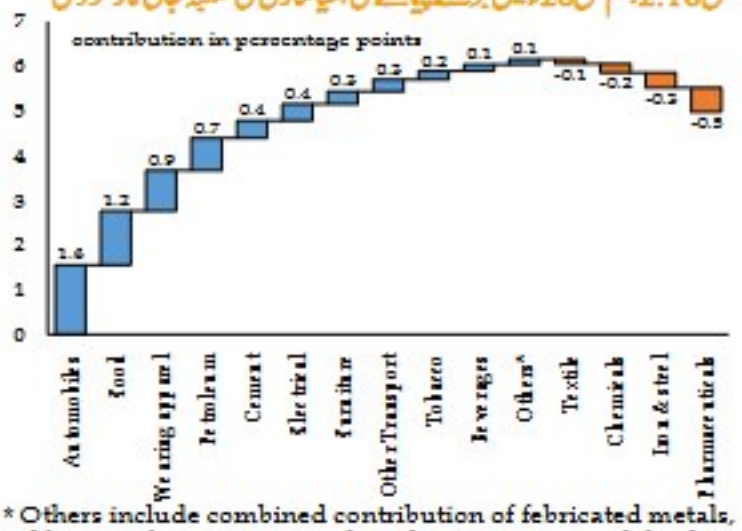
[34] یہ اسکیم حکومت پاکستان کی جانب سے مارک اَپ پر زراعانت کی ادائیگی کے ساتھ 5 فیصد کی مقررہ شرح پر رعایتی مالکاری فراہم کرتی ہے۔ تفصیلات کے لیے ایس ایم ای اے ایف ڈی سرکلر لیٹر نمبر 1، 2026ء ملاحظہ کریں:
https://www.sbp.org.pk/smefd/circulars/2026/CL1.htm،
https://www.sbp.org.pk/smefd/circulars/2026/CL2.htm

شکل 2.15 : بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے سہ ماہی رجحانات



Source: PBS

شکل 2.16: م س26ء میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی شعبہ جاتی کارکردگی



* Others include combined contribution of febricated metals, rubber, machinery, paper & board, computer, wood, leather, and other manufacturing.

Source: PBS

سست روی، بڑھتی ہوئی جغرافیائی سیاسی کشیدگی پورے سال کی تعمیراتی نمو پر اثرانداز ہوئی (**شکل 2.14ب**)۔

اشیاسازی اور تعمیرات میں وسیع پیمانے پر نمو نے بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی میں کمی کی تلافی کردی۔ اشیاسازی کی نمو 6.0 فیصد تک پہنچ گئی، جس نے صنعتی نمو میں 3.9 فیصدی پوائنٹس کا حصہ ڈالا۔[35] سب سے بڑا محرک بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی پیداوار میں بہ سُرعت بحالی تھی، اس کے بعد چھوٹے پیمانے کی اشیاسازی (ایس ایس ایم) اور ذیلی شعبے ذبیحہ کا نمبر آتا ہے۔

بڑے پیمانے کی اشیاسازی[36]

بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں پچھلے سال کی 0.7 فیصد کمی کی نسبت امسال 5.0 فیصد اضافہ ہوا۔ اس بحالی کی کئی وجوہ ہیں، جن میں ملکی طلب میں اضافہ، خام مال کی بہتر دستیابی اور استعداد کا اوسطاً بلند استعمال شامل ہیں۔[37] سہ ماہی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے جیسے سال گزرا ایل ایس ایم کی بحالی بڑھی، اور یہ نمو مالی سال 26ء کی تیسری سہ ماہی کی سطح تک جاری رہی۔ تاہم، مشرق وسطیٰ کے تنازع کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں اضافے، عالمی تجارتی تعطل، حکومت کی جانب سے کفایت شعاری کے اقدامات، اور پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال میں اضافے کی وجہ سے مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں نمو میں بہ سُرعت سے کمی آئی (**شکل 2.15**)۔ اس حوالے سے، **باکس 2.4** پاکستان میں اشیاسازی کی پیداوار پر غیر یقینی صورتِ حال کے اثرات کو اجاگر کرتا ہے۔

اس کے باوجود، بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو وسیع البنیاد تھی، جس میں پیداوار 22 میں سے 16 گروپوں میں توسیع پاگئی (**جدول 2.10**)۔ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو کے بڑے عوامل میں گاڑیاں اور منسلکہ صنعتیں (ربڑ، ٹائر، اور ٹرانسپورٹ آلات)، غذا اور مشروبات، ملبوسات، پیٹرولیم مصنوعات، غیر دھاتی معدنیات (بیشتر سیمنٹ)، برقی آلات اور فرنیچر شامل تھے۔ دریں اثنا، ادویہ سازی، کیمیکلز اور لوہے اور فولاد کی پیداوار میں کمی درج کی گئی (**شکل 2.16**)۔

گاڑیاں

گاڑیوں میں پیداوار میں مسلسل دوسرے سال وسیع البنیاد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ نسبتاً نرم مالی حالات، گاڑی بنانے والے موجودہ اور نووارد وں کی جانب سے نئے ماڈلز کی سیریز کی پیشکش، گاڑیوں کی مستحکم قیمتیں،[38] قیمتوں میں رعایت، اور بلا سود

[35] بڑے پیمانے کی اشیاسازی مجموعی جی ڈی پی کی 8.0 فیصد، صنعتی مجموعی اضافہ قدر (GVA) کے 44.1 فیصد اور اشیاسازی شعبے کے 67.5 فیصد حصے کی حامل ہے۔

[36] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے جاری کردہ ماہانہ تجزیہ شدہ ڈیٹا پر مبنی ہے۔

[37] مالی سال 26ء میں بی سی آئی ڈیفیوژن انڈیکس کے مطابق استعداد کے اوسط استعمال میں 2.6 فیصد اضافہ ہوا۔

[38] مالی سال 26ء میں موٹر گاڑیوں کی قیمت میں اوسط اضافہ 1 فیصد سے کم رہا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.10: بڑے پیمانے پر اشیاسازی

فیصدی اضافہ؛ فیصد پوائنٹس میں حصہ

شعبہ	وزن	نمو			حصہ		
		م س24ء	م س25ء	م س26ء	م س24ء	م س25ء	م س26ء
ایل ایس ایم	78.4	0.8	-0.7	5.0	0.8	-0.7	5.0
جن میں							
غذا	10.7	1.7	-1.8	7.0	0.3	-0.3	1.2
مشروبات	3.8	-3.2	1.6	3.1	-0.1	0.1	0.1
تمباکو	2.1	-23.0	7.0	12.6	-0.4	0.1	0.2
ٹیکسٹائل	18.2	-5.7	2.5	-0.6	-1.0	0.4	-0.1
ملبوسات	6.1	8.2	5.7	5.5	1.2	0.9	0.9
چمڑے کی مصنوعات	1.2	5.6	1.0	-1.9	0.0	0.0	0.0
لکڑی کی مصنوعات	0.2	11.8	1.3	-0.5	0.0	0.0	0.0
کاغذ اور بورڈ	1.6	-0.6	0.4	0.3	0.0	0.0	0.0
کوک اور پیٹرولیم	6.7	9.8	5.3	9.7	0.6	0.4	0.7
کیمیکلز	6.5	5.1	-3.5	-2.5	0.4	-0.3	-0.2
ادویہ سازی	5.2	15.7	2.7	-8.9	0.8	0.2	-0.5
ربڑ	0.2	-1.5	-1.3	14.2	0.0	0.0	0.0
غیر دھاتی معدنیات	5.0	-5.3	-7.9	6.5	-0.4	-0.5	0.4
لوہا اور فولاد	3.4	-4.4	-8.7	-7.8	-0.2	-0.4	-0.3
تیار شدہ دھات	0.4	-7.8	-13.9	9.6	0.0	-0.1	0.0
کمپیوٹر، برقی مصنوعات، آپٹیکل	0.0	-12.4	2.6	2.0	0.0	0.0	0.0
برقی آلات	2.0	-9.4	-11.8	14.3	-0.3	-0.3	0.4
مشینری اور آلات	0.4	45.5	-35.5	3.0	0.2	-0.2	0.0
گاڑیاں	3.1	-25.0	46.2	57.8	-0.6	0.8	1.6
دیگر ٹرانسپورٹ آلات	0.7	-4.0	36.6	42.4	0.0	0.2	0.3
فرنیچر	0.5	15.0	-56.3	22.7	0.4	-1.6	0.3
دیگر اشیاسازی	0.3	7.6	-16.0	16.6	0.0	-0.1	0.1

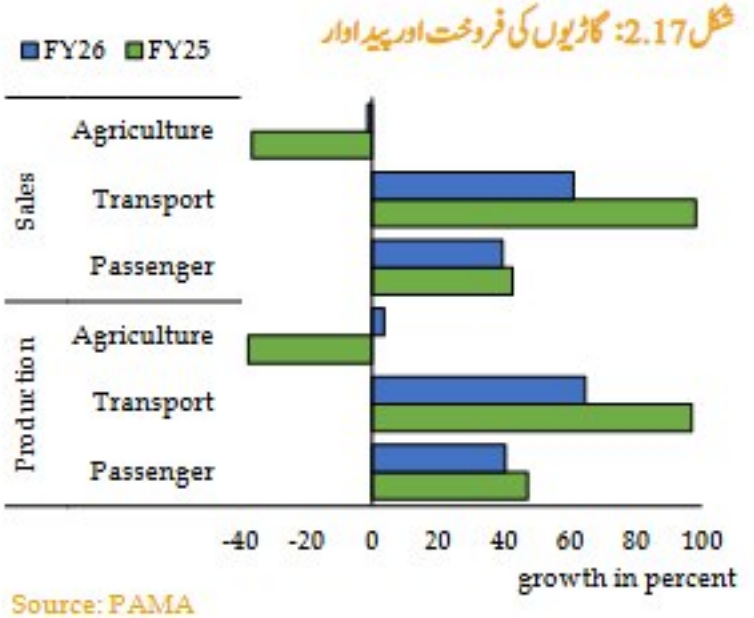
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

قسطوں کے منصوبوں نے بکنگ کی سرگرمی میں بھرپور اضافہ کیا۔ تجارتی گاڑیوں جیسے ٹرک اور بسوں کے ٹرانسپورٹ زمرے میں بھی سال کے دوران نمایاں نمو دیکھی گئی (**شکل 2.17**)۔ بہتر معاشی حالات اور سستی مالی معاونت نے فروخت میں اضافہ اور اس طرح کمرشل گاڑیوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔

اس کے ساتھ ساتھ، نئی آنے والی آٹو پالیسی برائے 31-2026ء سے متعلق متوقع پیش رفت نے بھی خاص طور پر مالی سال 26ء کے اختتام پر طلب میں اضافہ کیا۔ نئی پالیسی میں NEV پالیسی 2025ء کے مقررہ اہداف کے مطابق الیکٹرک گاڑیوں پر زیادہ توجہ دیے جانے اور روایتی انجن کی گاڑیوں پر ٹیکس میں اضافے کا امکان ہے۔[39] اس کے نتیجے میں صارفین نے روایتی انجن والی گاڑیوں کی قیمتوں میں

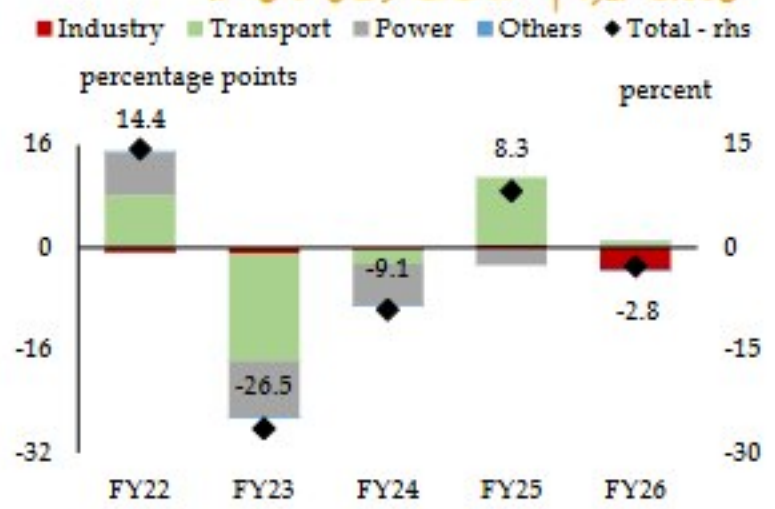
[39] اس کی توثیق نیو انرجی وہیکل پالیسی 2025-30ء سے بھی ہوتی ہے، جس میں برقی گاڑیوں کے استعمال کے اہداف پورے کرنے کے لیے محصولات پیدا کرنے کی غرض سے پیٹرول سے چلنے والی گاڑیوں کی پہلی فروخت اور درآمد پر کاربن لیوی متعارف کرانے کی تجویز دی گئی ہے۔ (ماخذ: https://pama.org.pk/wp-content/uploads/2026/06/NEV-Policy-Final-13-Aug-25.pdf)

شکل 2.17: گاڑیوں کی فروخت اور پیداوار



Source: PAMA

شکل 2.18 : پیٹرولیم مصنوعات کے صَرف کی نمو میں حصہ

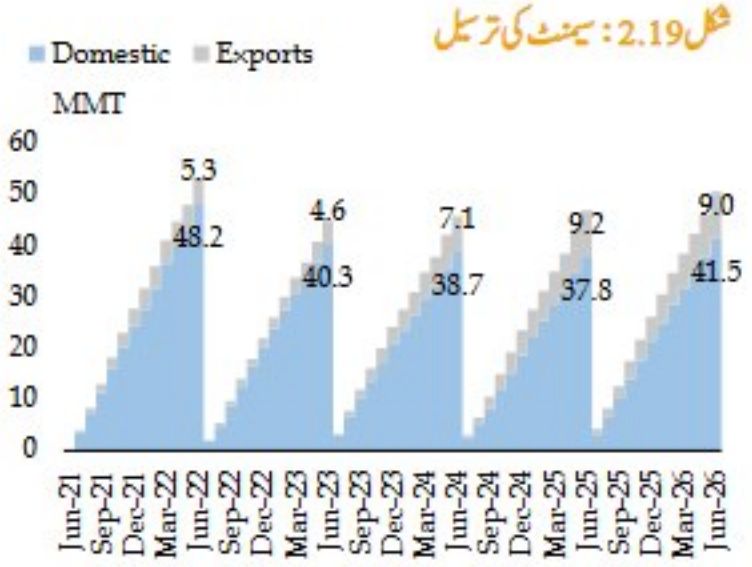


* Others include household, agriculture and other govt. sector

Source: MoF

اضافے کی توقع کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی خریداری کی ترجیحات طے کرنا شروع کر دی ہیں۔ یہ رجحانات گاڑیوں سے منسلک صنعتوں جیسے ربڑ اور ٹائروں کی مستحکم پیداوار میں بھی نظر آئے۔

شکل 2.19 : سیمنٹ کی ترسیل



Source: APCMA

غذا اور مشروبات

غذائی پیداوار کی بحالی میں بیشتر حصہ چینی کی بلند پیداوار کے ہمراہ گندم اور چاول کی ملوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمی کا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، مشروبات کے شعبے کا حصہ نسبتاً چھوٹا رہا، جہاں بہتر مصنوعات کے امتزاج، خاص طور پر ذائقہ دار مشروبات میں، کے باعث جوس، سیرپ، اور اسکواش کی بلند پیداوار ہوئی۔

ٹیکسٹائل اور ملبوسات

مالی سال 26ء میں ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی پیداواری نمو دھیمی رہی، حالانکہ ملبوسات کے برآمدی حجم میں زیادہ اضافہ ہوا۔[40] مجموعی کارکردگی میں خاصا تفرق نظر آتا ہے کیونکہ تیار ملبوسات کی برآمدات میں اضافہ ہوا، جبکہ کپاس کی ملکی پیداوار میں کمی نے پست قدر اضافی ٹیکسٹائلز، سوتی دھاگے اور کپڑے کی تیاری کو محدود کر دیا۔

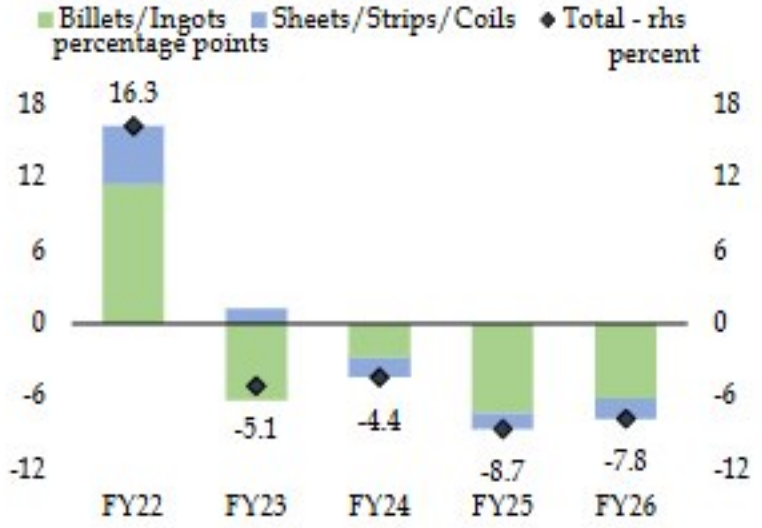
پیٹرولیم مصنوعات

بنیادی طور پر پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں اضافہ اوور سیز زمرے میں طلب بڑھنے کی وجہ سے ہوا۔[41] اسے فرنس آئل کی برآمدات کے ساتھ ساتھ بلند ترسیل اور پاکستانی بندرگاہوں پر ایندھن بھروانے کی مضبوط طلب سے منسوب کیا

[40] مالی سال 26ء میں پاکستان دفتر شماریات کے مطابق تیار ملبوسات کے برآمدی حجم میں 5.6 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ پست قدر اضافی ٹیکسٹائل مصنوعات، بشمول سوتی دھاگے اور کپڑے، کا برآمدی حجم 12.7 فیصد کم ہو گیا۔

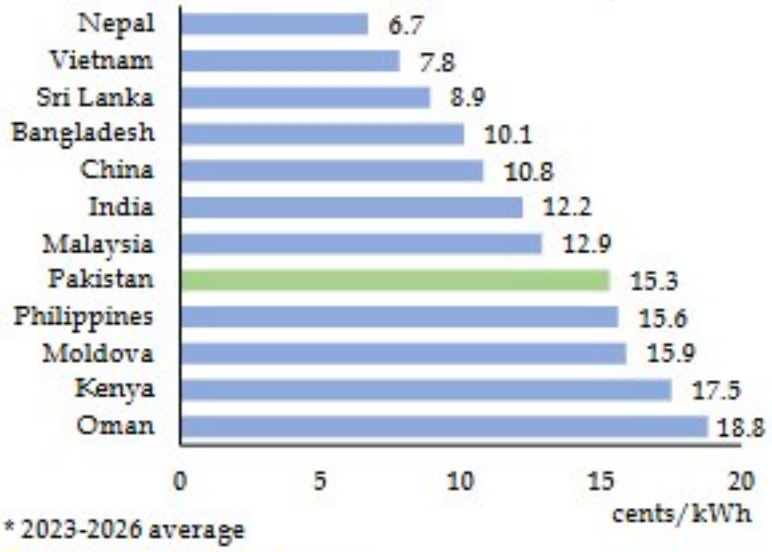
[41] اس سے مراد عموماً بنکر سیلز اور پیٹرولیم مصنوعات کی دیگر برآمدات ہیں، یعنی پاکستانی بندرگاہوں پر غیر ملکی جہازوں کے استعمال کے لیے فروخت کی جانے والی پیٹرولیم مصنوعات اور ملکی منڈی سے باہر کی جانے والی دیگر برآمدی فروخت۔

شکل 2.20: لوہے اور فولاد کی پیداوار کی نمو میں حصہ



Source: PBS

شکل 2.21: منتخب ملکوں* میں کاروباری اداروں کے لیے بجلی کے نرخ



* 2023-2026 average

Source: globalpetrolprices.com

جاتا ہے۔[42] دوسری جانب ملکی کھپت میں وسیع البنیاد کمی ہوئی، ماسوائے ٹرانسپورٹ اور بجلی کے شعبے کے (**شکل 2.18**)۔[43]

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ زیادہ ملکی کھپت سے اسمگل شدہ مصنوعات کی دستیابی میں کمی کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ کسٹمز کے بڑھتے نفاذ، شعبہ جاتی تعمیل کے اقدامات اور مغربی سرحد کی بندش نے مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں پیٹرولیم مصنوعات کی غیر دستاویزی سرحد پار تجارت کو محدود کر دیا۔

سیمنٹ

مضبوط تعمیراتی سرگرمیوں کے ساتھ سیمنٹ کی پیداوار بڑھی۔ یہ امر طلب و رسد کے عوامل کے امتزاج کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوا۔ طلبی اعتبار سے، سال کے بیشتر حصے میں وفاقی پی ایس ڈی پی اخراجات میں اضافہ اور زراعانت پر مبنی ہاؤسنگ اسکیم نے سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں تعمیراتی سرگرمیوں کو بڑھانے میں مدد دی۔ یہ امر مقامی سیمنٹ کی ترسیل میں 9.9 فیصد اضافے سے عیاں ہے، جبکہ سال کے دوران سیمنٹ کی برآمدات میں 1.9 فیصد کمی آئی (**شکل 2.19**)۔[44]

رسدی اعتبار سے، اس شعبے نے کوئلے کی عالمی قیمتوں[45] کے معمول پر آنے اور قابلِ تجدید توانائی کی جانب تیز رفتار منتقلی سے فائدہ اٹھایا، جس کی وجہ سے مالی سال 26ء میں شعبے کی آپریٹنگ لاگت میں کمی آئی۔[46] مزید برآں، یہ شعبہ استحکام اور استعداد میں اضافے کے مرحلے میں داخل ہو رہا ہے، جو پیداوار کی کارکردگی میں اضافہ اور کمپنیوں کی مارکیٹ حجم کو بہتر بنانے میں مدد دے سکتا ہے کیونکہ طلب بحال ہو رہی ہے۔[47]

---

[42] 30 روزہ رواں اوسط کی بنیاد پر جہازوں کی آمد مالی سال 25ء کے 7 کی نسبت بڑھ کر مالی سال 26ء میں 10 ہو گئی۔ (ماخذ: https://portwatch.imf.org/)

[43] پاکستان اقتصادی سروے 2025-26ء کے مطابق ملکی، صنعتی اور زرعی شعبوں سمیت بڑے معاشی شعبوں میں کھپت کم ہوئی، جس کی وجوہ میں قابلِ تجدید توانائی جیسے سستے متبادل ذرائع پر منتقلی اور فرنس آئل پر انحصار میں کمی شامل ہیں۔

[44] سیمنٹ کی برآمدات میں کمی کی بنیادی وجہ سرحدی بندش ہے، جس نے شمالی خطے سے برآمدات کو متاثر کیا، جبکہ زیرِ جائزہ مدت میں جنوبی خطے کی برآمدات میں اضافہ ہوا۔

[45] مالی سال 26ء میں آسٹریلوی کوئلے کی قیمتوں میں 3.4 فیصد کمی ہوئی، جبکہ گذشتہ سال ان میں 10.6 فیصد کی آ چکی تھی۔ ماخذ: عالمی بینک۔

[46] سیمنٹ کی صنعت شمسی اور پون بجلی میں سرمایہ کاری بڑھا رہی ہے تاکہ توانائی کے روایتی ذرائع پر انحصار کم کیا جا سکے، جس سے پیداواری لاگت میں کمی آنے کا توقع ہے، بالخصوص توانائی کا اس شعبے کی فروخت شدہ اشیا کی لاگت میں ایک بڑے حصہ ہوتا ہے، جو تقریباً 60 فیصد بنتا ہے۔ ماخذ: عالمی بینک

[47] سیمنٹ کے چند بڑے میونفیکچررز نے دیگر کمپنیوں میں حصے حاصل کیے ہیں اور ان میں سے بیشتر کمپنیوں نے پیداواری استعداد بڑھانے کے منصوبوں کا اعلان کیا ہے۔ میپل لیف سیمنٹ فیکٹری لمیٹڈ نے حصص کی خریداری کے معاہدے کے ذریعے پائنیر سیمنٹ لمیٹڈ میں اکثریتی حصص حاصل کیے؛ یہ سودا فروری 2026ء میں باضابطہ طور پر مکمل ہوا۔ ماخذ: پاکستان اسٹاک ایکسچینج۔

جدول 2.11: خدمات کا شعبہ

فیصد میں اضافہ؛ فیصدی درجے میں حصہ

	مالی سال 25ء میں نمو[a]					مالی سال 26ء میں نمو[b]					حصہ	
	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سال	م س25ء	م س26ء[p]
خدمات کا شعبہ	2.0	3.0	3.2	4.2	3.1	**3.0**	**4.0**	**4.5**	**3.6**	**3.8**	**3.1**	**3.8**
تھوک و خردہ تجارت	0.7	-0.9	-0.4	1.9	0.3	2.3	2.9	3.5	0.8	2.4	0.1	0.7
ٹرانسپورٹ اور اسٹوریج	2.5	3.0	2.1	4.0	2.9	2.1	4.7	2.8	3.3	3.2	0.5	0.6
رہائش اور خوراک کی خدمات	4.1	4.1	4.1	4.0	4.1	3.9	3.9	4.1	4.3	4.0	0.1	0.1
اطلاعی و ابلاغی	-1.8	10.8	10.3	8.8	7.0	-2.5	6.3	18.5	15.0	9.5	0.4	0.5
مالیات اور بیمہ سرگرمیاں	0.0	15.9	13.2	11.4	10.0	7.9	2.2	4.9	2.2	4.2	0.2	0.1
جائیداد کی سرگرمیاں	3.8	3.8	3.8	3.7	3.8	3.6	3.6	3.7	3.9	3.7	0.4	0.4
عمومی سرکاری	1.9	7.9	12.7	12.1	8.6	5.6	5.8	5.8	5.5	5.7	0.6	0.4
تعلیم	3.0	2.8	3.0	3.6	3.1	4.3	4.4	4.0	4.0	4.2	0.2	0.2
انسانی صحت اور سماجی کام	3.1	3.5	3.1	3.2	3.2	6.2	5.4	4.4	6.1	5.5	0.1	0.2
دیگر نجی خدمات	3.9	4.0	3.9	3.7	3.8	3.7	4.0	4.3	4.0	4.0	0.6	0.6

a: نظر ثانی شدہ، b: عارضی

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

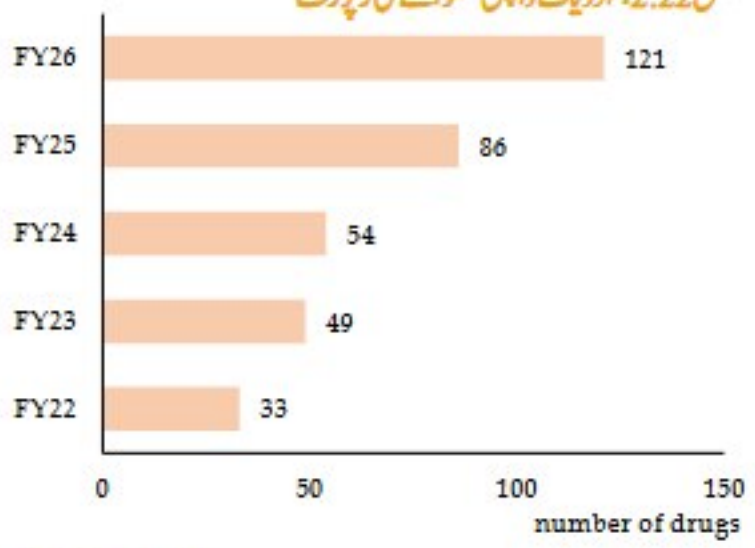
لوہا اور فولاد

2.54 لوہے اور فولاد کی پیداوار مسلسل چوتھے سال کم ہوئی کیونکہ یہ شعبہ توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے باعث ساختی مشکلات کا سامنا کر رہا ہے۔ یہ سکڑاؤ فولادی پٹیوں کی نسبت سریے اور دھاتی اینٹوں میں زیادہ نمایاں ہے (**شکل 2.20**)۔ اس کا بنیادی عامل توانائی کی بلند لاگت، خاص طور پر بجلی کے بلند ٹیرف کی وجہ سے مسابقت کا نقصان ہے (**شکل 2.21**)۔ نتیجتاً، تیار شدہ درآمدی فولاد سے طلب پوری کی جارہی ہے۔[48] ان چیلنجز کے باعث، اس شعبے کی استعداد کا استعمال، خاص طور پر طویل مصنوعات کی، مالی سال 22ء میں 50 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 25ء میں تقریباً 30 فیصد رہ گئی۔[49]

کیمیکلز

توانائی کی بلند لاگت نے کیمیکلز کی پیداوار کو بھی متاثر کیا، جو لگاتار دوسرے سال کم ہوئی۔ گیس کی قیمتوں میں اضافہ اور ملکی گیس کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے گیس کی فراہمی میں کمی نے کھاد کی پیداوار کو محدود کر دیا۔ مزید برآں، کھاد کی پیداوار میں کمی کو سال کے آغاز میں ذخائر کی بلند دستیابی سے بھی منسوب کیا جاسکتا ہے، جس کی وجہ پچھلے سال کھاد کا کم استعمال تھا۔[50]

شکل 2.22: ادویات واپس منگوانے کی رپورٹ



Source: PACRA

[48] تیار لوہے اور فولاد کے درآمدی حجم میں 27.4 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ لوہے اور فولاد کے اسکریپ کا درآمدی حجم صرف 8.2 فیصد بڑھا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[49] صنعت کے 2 سے 5 بڑے اداروں کے اعداد و شمار کی بنیاد پر۔ ماخذ: بیکرا۔

[50] نیشنل فرٹیلائزر ڈیولپمنٹ سینٹر کے مطابق مالی سال 26ء کے آغاز پر یوریا کے ذخائر کئی برسوں کی بلند ترین سطح، یعنی 1,873 ہزار میٹرک ٹن تھے۔

ادویہ ساز ادارے

گذشتہ سال اضافے کے برعکس امسال کئی عوامل نے ادویہ سازی کی پیداوار کو متاثر کیا ہے۔ جو یہ ہیں: (الف) افغانستان کے ساتھ دوطرفہ تجارت کی معطلی؛[51] (ب) معیار کو یقینی بنانے کے لیے ادویات کی واپسی میں اضافہ جس کے نتیجے میں دواؤں کی منظوری کا عمل سست ہوگیا (**شکل 2.22**)؛[52] اور (ج) کثیر ملکی کمپنیوں کے انخلا کے باعث ملکیت کی تبدیلی کے سبب داخلی نظم وضبط اور رسدی زنجیر کی ترتیب نو کی وجہ سے پیداوار میں تعطل آیا۔

دیگر صنعتیں

مالی سال 26ء کے دوران بڑے پیمانے کے دیگر اشیاسازی گروپس، خاص طور پر فرنیچر اور برقی آلات کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ ٹرانسپورٹ گروپ کے بعد فرنیچر سازی کی پیداوار میں سب سے زیادہ نمو دیکھی گئی۔[53] جنوری 26ء کے بعد سے فرنیچر برآمدات میں اضافہ ہوا، اس طرح مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں اس کی نمو بڑھ گئی۔ اسی طرح، برقی آلات کی پیداوار پائیدار صارفی آلات کے زمرے کی وجہ سے بڑھی تھی، جسے پائیدار صارفی آلات کے لیے قرضوں نے سہارا دیا۔[54]

جدول 2.12: مالیات اور بیمہ خدمات

اضافہ فیصد میں

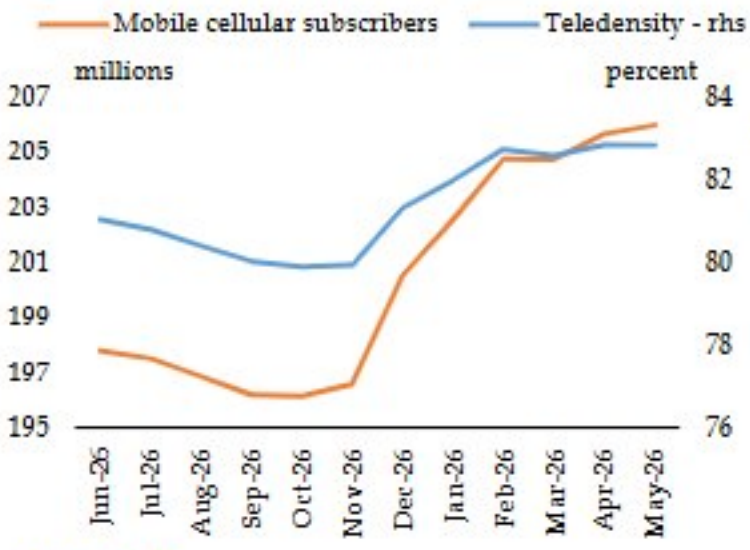
	م س25ء	م س26ء
مرکزی بینکاری	-15.9	9.1
دیگر زری مالیاتی	5.3	4.1
جدولی بینک	5.9	4.2
غیر جدولی بینک	-27.7	-2.8
بیمہ، نوبیمہ، اور پنشن	85.3	0.1
دیگر مالی خدمات	-21.6	-11.5
معاون سرگرمیاں	38.3	8.2

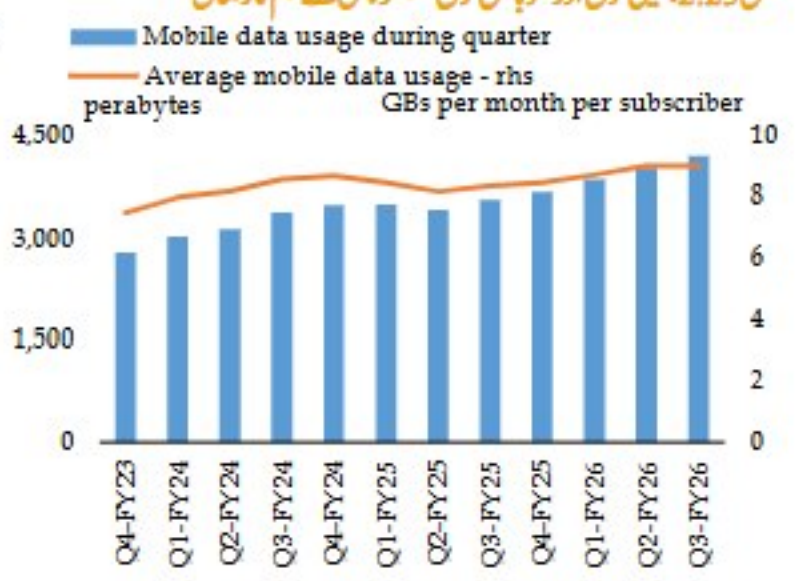
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

2.4 خدمات

مالی سال 26ء کے دوران خدمات کے شعبے میں 3.8 فیصد کی نمو ہوئی (**جدول 2.11**) اور مسلسل تیسرے سال بھی نمو کی سمت برقرار رہی۔ یہ نمو وسیع البنیاد رہی کیونکہ تمام ذیلی شعبوں نے مالی سال 26ء کے دوران اضافہ قدر میں نمو دکھائی۔ اس کے باوجود، تھوک و خردہ تجارت، ٹرانسپورٹ اور اسٹوریج سروسز (ٹرانسپورٹ)،

شکل 2.23: ٹیلی فون اور موبائل فون سبسکرپشن کے حجم کا رجحان





Source: PTA

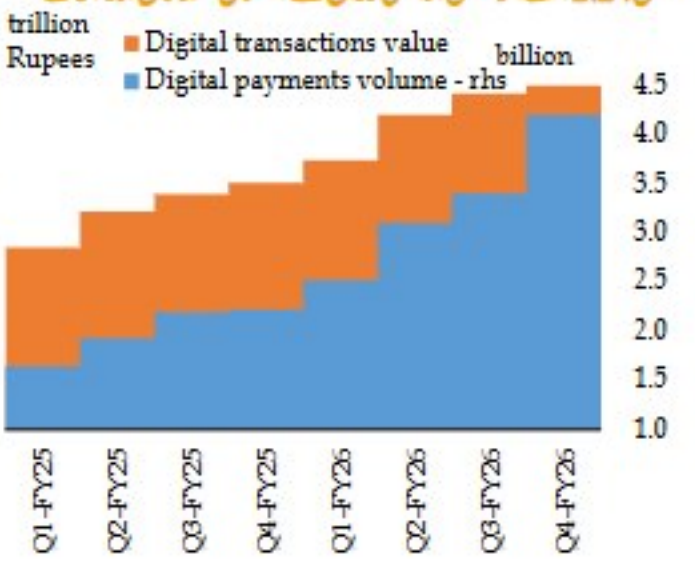
[51] مالی سال 25ء میں پاکستان کی ادویہ سازی کی مجموعی برآمدات میں افغانستان کا حصہ تقریباً 45 فیصد تھا، اور وہ پاکستانی ادویات کی اہم ترین برآمدی منڈیوں میں شامل رہا۔

[52] رپورٹ شدہ ادویات کی واپسی کے تقریباً 75 فیصد واقعات کو بلند خطرے کے زمرے میں رکھا گیا ہے، جس سے معیار کی جانچ میں اضافہ ہوا اور پیداواری عمل میں سست روی آئی۔ ماخذ: بیکرار۔

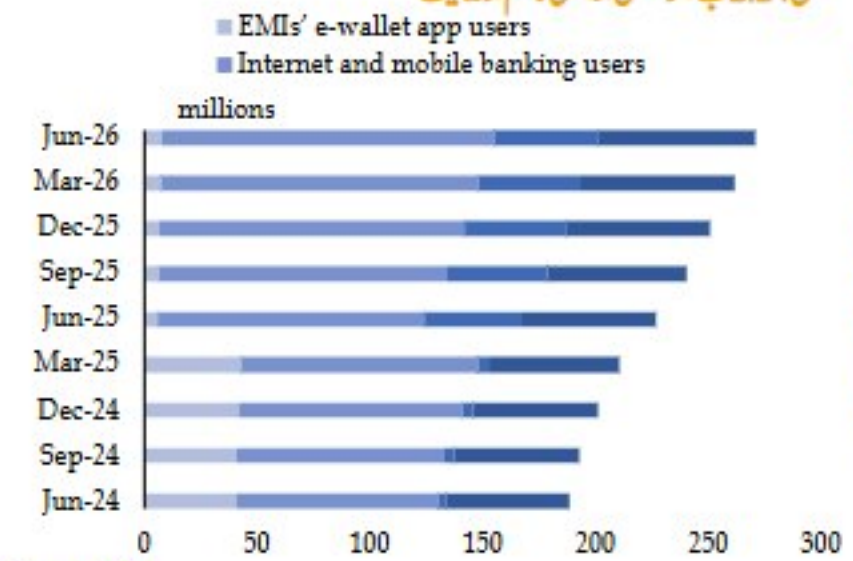
[53] دفتر شماریات کے مطابق مالی سال 26ء میں فرنیچر کی برآمدی حجم میں 23.1 فیصد اضافہ ہوا۔

[54] اسٹیٹ بینک کے مطابق مالی سال 26ء میں پائیدار اشیا کی خریداری کے لیے صارفین کو قرضوں کی فراہمی میں 4.2 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ اضافہ 22.2 فیصد تھا۔

شکل 2.24 الف: ڈجیٹل ادائیگی ذرائع کے استعمال کنندگان اور آلات



شکل 2.24 ب: ڈجیٹل ادائیگی کا حجم اور مالیت



Source: SBP

اطلاعات و مواصلات ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی)، عمومی سرکاری خدمات، رئیل اسٹیٹ اور دیگر نجی خدمات نے بڑا کردار ادا کیا تھا۔

اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی بہتر کارکردگی اور اس کے ساتھ ساتھ بلند درآمدی حجم کے باعث تھوک و خردہ تجارت کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔[55] معاشی سرگرمیوں میں اضافے کے باعث ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ خدمات، ریلویز، پائپ، روڈ ٹرانسپورٹ، اور مستحد ڈاک و ذخیرہ کاری سہولتوں کو بھی سہارا ملا۔

ٹرانسپورٹ میں بہتری کی عکاسی ان عوامل کی وجہ سے آئی (i) گاڑیوں کی پیداوار اور فروخت میں نمایاں اضافہ ہے؛ (ii) گاڑیوں کی درآمدات میں اضافہ؛ (iii) شعبہ ٹرانسپورٹ کو پیٹرولیم مصنوعات کی زائد فروخت، خاص طور پر روڈ ٹرانسپورٹ،[56] اور (iv) ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری کے لیے قرضے میں اضافہ، خاص طور پر زمینی ٹرانسپورٹ، اور گودام و معاون سرگرمیوں کے لیے۔[57]

تاہم، آبی اور فضائی نقل و حمل میں کمی نے ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری کی خدمات کی مجموعی نمو کو کچھ حد تک معتدل کیا۔ سمندری اور فضائی نقل و حمل میں کمی مشرق وسطیٰ کے تنازع کی وجہ سے ہوئی تھی، جس نے بین الاقوامی گذرگاہوں کو متاثر کیا، توانائی کی عالمی قیمتوں میں اضافہ کیا، اور باربرداری کے نرخ بھی بڑھا دیے۔

عمومی سرکاری خدمات کے اخراجات میں اضافے کی وجوہ سرکاری انتظامیہ، سماجی تحفظ، صحت اور تعلیم کے ساتھ ساتھ سول حکومت کے بڑھتے ہوئے انتظامی اخراجات تھے۔[58] دریں اثنا، دیگر نجی خدمات میں بیشتر اضافہ پیشہ ورانہ، سائنسی، اور تکنیکی سرگرمیوں اور معاون خدمات میں اضافے کی وجہ سے ہوا تھا۔[59]

---

[55] مالی سال 26ء میں درآمدی حجم میں 4.0 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ اضافہ 0.6 فیصد تھا۔

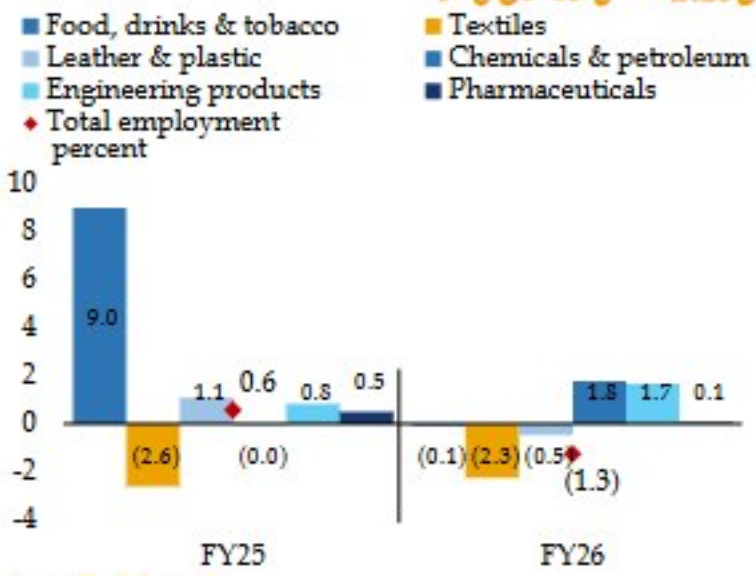
[56] مالی سال 26ء میں ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم، آئل اور لبریکنٹس (POL) کی فروخت گذشتہ سال کی اسی مدت کے 14.8 ملین میٹرک ٹن کی نسبت بڑھ کر 15.0 ملین میٹرک ٹن ہو گئی۔ اس میں سڑک کے ذریعے نقل و حمل کو فروخت 14.4 ملین میٹرک ٹن سے بڑھ کر 14.5 ملین میٹرک ٹن تک پہنچ گئی، جبکہ ریلوے اور ملکی فضائی سفر کو فروخت میں کمی آئی۔ ماخذ: او سی اے سی۔

[57] مالی سال 26ء میں ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری کی خدمات کے لیے قرضے بڑھ کر 74.9 ارب روپے ہو گئے، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ 5.9 ارب روپے تھے۔ زمینی نقل و حمل اور گودام اور معاون سرگرمیوں کے قرضے بالترتیب 20.0 ارب اور 52.0 ارب روپے تک پہنچے؛ اس کے مقابلے میں مالی سال 25ء میں زمینی نقل و حمل کے قرضوں کی 5.9 ارب روپے کی واپسی ہوئی تھی، جبکہ گودام اور معاون سرگرمیوں کے قرضوں میں 7.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ دریں اثنا، فضائی اور آبی نقل و حمل کے قرضوں میں کمی آئی۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک۔

[58] حکومت نے مالی سال 26ء میں حکومت کے انتظامی اخراجات پر 1,033.5 ارب روپے خرچ کیے، جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں یہ اخراجات 891.6 ارب روپے تھے۔ صحت، تعلیم اور سماجی تحفظ کے لیے بجٹ میں مختص رقوم بالترتیب 28.2 ارب، 103.8 ارب اور 608.0 ارب روپے سے بڑھ کر 32.0 ارب، 112.7 ارب اور 734.2 ارب روپے تک پہنچ گئیں۔ ماخذ: وزارت خزانہ۔

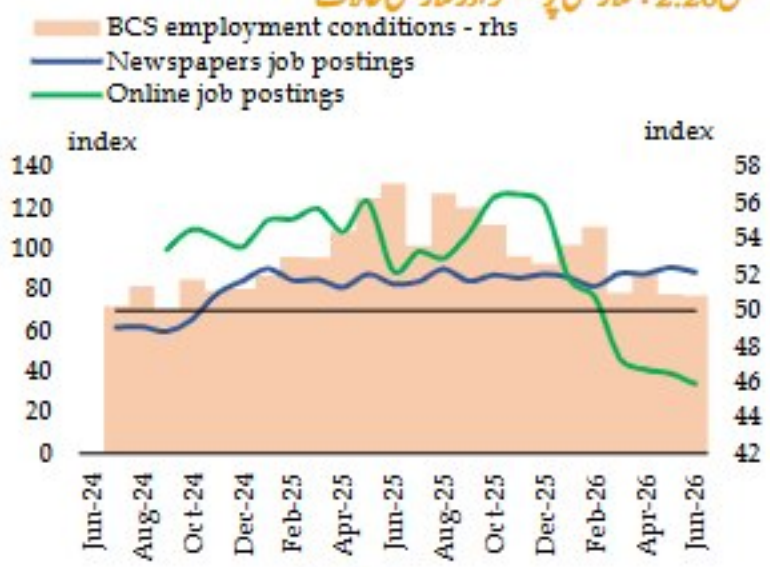
[59] مالی سال 26ء میں پیشہ ورانہ، سائنسی اور تکنیکی سرگرمیوں، نیز تعمیراتی ڈیزائن اور انجینئرنگ خدمات میں 3.9 فیصد نمو ہوئی، جبکہ انتظامی اور معاون خدمات میں 3.4 فیصد اضافہ ہوا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

شکل 2.25: صنعتی ملازمتوں کی نمو



Source: BoS Punjab

شکل 2.26: ملازمتی پوسٹنگز اور ملازمتی حالات



Sources: SBP; SBP staff calculations

مالی سال 26ء میں اطلاعی و ابلاغی خدمات کی نمو میں اضافہ ہوا، جس میں کمپیوٹر پروگرامنگ، مشاورتی خدمات، اور طباعتی خدمات میں اضافے اور آئی ٹی خدمات کی برآمدات میں اضافے نے کردار ادا کیا۔[60] موبائل فون کی بلند درآمدات سے بھی بہتر کارکردگی کی تصدیق ہوتی ہے۔ اسے ڈجیٹل کنکٹی وٹی میں توسیع، آن لائن خدمات، اور کاروبار، تعلیم، اور تفریح کے لیے موبائل ٹیکنالوجی پر بڑھتے ہوئے انحصار سے بھی منسوب کیا جاسکتا ہے۔ یہ امر موبائل فون صارفین کی تعداد، موبائل فون سبسکرپشن اور موبائل ڈیٹا کے استعمال میں اضافے (**شکل 2.23الف اور شکل 2.23ب**)[61] کے ساتھ ساتھ ڈجیٹل ادائیگی کے صارفین اور لین دین میں اضافے (**شکل 2.24الف اور 2.24ب**) سے بھی عیاں ہے۔

مالی سال 25ء میں مضبوط بحالی کے بعد مالی سال 26ء میں مالیات اور بیمہ خدمات کی نمو کم ہو کر 0.3 فیصد رہ گئی۔ اس سُست روی کا جزوی سبب مہنگائی میں بلند اضافے اور بلند اساسی اثر تھا (**جدول 2.12**)۔[62] مالیات اور بیمہ خدمات میں کمی کی وجہ بیمہ، نو بیمہ خدمات اور پنشن تھی کیونکہ عالمی جغرافیائی وسیاسی کشیدگی کے باعث بیمہ کمپنیوں کو جنگی خطرے کی معیاری کوریج منسوخ کرنا اور پریمیم ریٹس بڑھانا پڑے، جس سے مقامی بیمہ اداروں کے ذمہ نویسی کے مارجن میں کمی آئی۔ مزید برآں، مالی سال 26ء میں بہ وزن اوسط شرح قرض گاری اور ڈپازٹ کے درمیان تفاوت میں کمی نے بھی مالی شعبے کی نمو کم کرنے کردار ادا کیا۔[63]

مالی سال 25ء کی نسبت مہنگائی میں بلند اضافے کے باعث رئیل اسٹیٹ سرگرمیوں کی نمو میں تھوڑی سی کمی آئی۔ اس کے علاوہ، رئیل اسٹیٹ شعبے کے لیے قرضوں میں تھوڑا بہت اضافہ ہوا، جو مالی سال 25ء کے 4.8 ارب روپے سے بڑھ کر مالی سال 26ء میں 5.0 ارب روپے تک پہنچ گئے، یہ امر تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ اسی طرح، رہائش اور غذائی خدمات کی نمو معتدل ہوگئی، جس کا سبب غذا اور توانائی کی بلند قیمتوں کے باعث مہنگائی میں بلند اضافہ ہونا تھا۔

2.5 لیبر مارکیٹ

مالی سال 26ء میں لیبر مارکیٹ نے ملی جلی کارکردگی کی تصویر کشی کی۔ پنجاب میں صنعتی روزگار اور آن لائن جاب پوسٹنگ میں معتدل کمی آئی۔ جبکہ اسٹیٹ بینک-

[60] مالی سال 26ء میں آئی سی ٹی کی برآمدات بڑھ کر 4.6 ارب ڈالر ہوگئیں، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ 3.8 ارب ڈالر تھیں۔

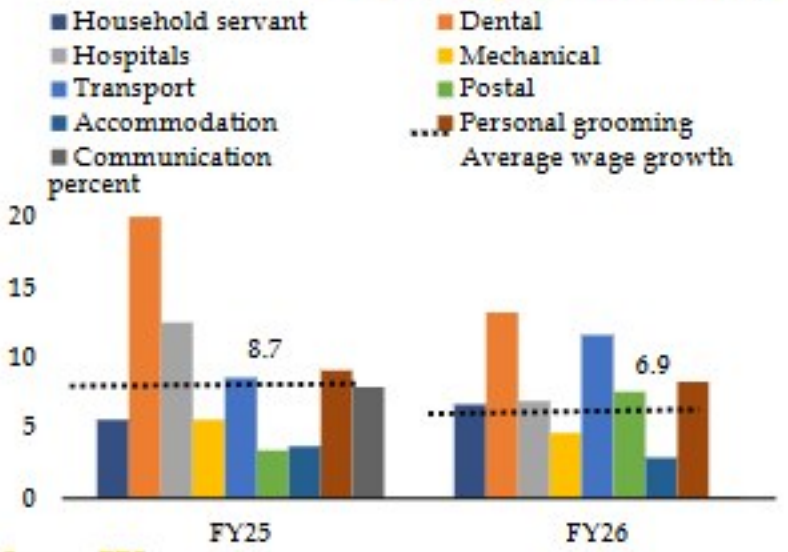
[61] اسمارٹ فونز کی درآمدات گذشتہ سال کے حجم 1.5 ارب ڈالر سے بڑھ کر 1.9 ارب ڈالر ہوگئیں۔

[62] ڈیفلیٹر (deflator) قیمت کا ایک اشاریہ ہے جو قیمتوں میں تبدیلی کو ایڈجسٹ کرکے نامیہ مجموعی قدر اضافی کو حقیقی مجموعی قدر اضافی میں تبدیل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا ڈیفلیٹر میں اضافہ حقیقی مجموعی قدر اضافی کو کم ظاہر کرسکتا ہے، کیونکہ یہ قیمتوں میں ٹھوس تیزی سے اضافے کی نشاندہی کرتا ہے۔

[63] بہ وزن اوسط شرح قرض گاری اور اوسط ڈپازٹ شرح کے درمیان فرق (صفر مارک اپ اور بین البینک شرحیں منہا کرنے کے بعد) جون 2025ء کے اختتام پر 4.2 فیصد تھا جو جون 2026ء کے اختتام تک کم ہو کر 3.8 فیصد رہ گیا۔

آئی بی اے اعتماد کاروبار سروے پر مبنی اخباری ملازمتوں کے اشتہارات اور روزگار کے احساسات کے اشاریے نے ملازمتی مارکیٹ کی حالت بہتر ہونے کا اشارہ دیا۔[64]

شکل 2.27 : خدمات کے شعبے میں اوسط اجرت



Source: PBS

مالی سال 26ء کے دوران صنعتی روزگار (پنجاب کے اعداد و شمار کی بنیاد پر) 1.4 فیصد کم ہوگیا، جو پچھلے سال کے اسی عرصے میں 0.6 فیصد بڑھا تھا (**شکل 2.25**)۔ اس کی میں بڑا حصہ ٹیکسٹائل، انجینئرنگ (خاص طور پر ڈیزل انجن اشیا سازی)، چمڑے، ربڑ اور پلاسٹک (خاص طور پر چمڑا سازی) اور کھانے پینے کی اشیا اور تمباکو (خاص طور پر سافٹ ڈرنکس) کی صنعتوں کا ہے، جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں ان ذیلی شعبوں کی پیداواری سست روی کا عکاس ہے۔[65]

تاہم، کیمیکلز اور پیٹرولیم مصنوعات کے شعبوں کی بھرتیوں میں اضافہ ہوا، خاص طور پر رنگوں اور وارنشز کی وجہ سے، جو تعمیراتی سرگرمیوں اور گاڑیوں کی پیداوار میں اضافے سے مطابقت رکھتا ہے۔ ادویہ سازی کی پیداوار میں کمی کے باوجود مضبوط نفع مارجن کی بدولت ملازمتی نمو میں اضافہ ہوا۔

مالی سال 26ء میں اعتماد کاروبار سروے میں روزگار کے احساسات مثبت رہے (50 سے اوپر)۔ یہ حوصلہ افزا امر خدمات اور اشیا سازی کمپنیوں دونوں کے مثبت احساسات کی وجہ سے تھا۔ تاہم، جغرافیائی و سیاسی کشیدگی آجر کے اعتماد پر اثر انداز ہوئی، جس کے نتیجے میں مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران احساسات میں معمولی کمی آئی۔

مالی سال 26ء کے دوران اخبار پر مبنی ملازمتوں کی پوسٹنگز، کچھ تاخیر کے ساتھ ماسوائے دسمبر 2025ء اور جنوری 2026ء کے، بڑھیں، جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی بحالی کی عکاسی کرتی ہیں (**شکل 2.26**)۔ ان مہینوں میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں اضافہ گنے کی موسمی کچل کاری کی وجہ سے ہوا، یہ سرگرمی شاذ و نادر ہی اخبار کے ملازمتی اشتہارات میں دکھائی دیتی ہے کیونکہ اخبار کی ملازمتی پوسٹس کا 80 فیصد سے زائد خدمات کے شعبے سے متعلق ہوتا ہے۔ چنانچہ، خصوصاً مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں ملازمتوں کے آن لائن اشتہارات میں کمی آئی۔

اجرتی نمو

صارف اشاریہ قیمت پر مبنی اجرتی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 26ء کے دوران اجرتوں کی نمو میں کمی آئی (**شکل 2.27**)۔ نامیہ اجرتی نمو سال کی پہلی ششماہی میں مہنگائی کے رجحانات سے میل کھاتی تھی۔ تاہم، مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی کے دوران مہنگائی میں جو اضافہ ہوا، اس نے خاص طور پر مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی کی اجرتی نمو کو پیچھے چھوڑ دیا۔ دندان سازوں کی فیس میں سب سے زیادہ اضافہ درج کیا گیا، اس کے بعد ٹرانسپورٹ اور پرسنل گرومنگ سروسز کی اجرتوں کا نمبر آتا ہے۔ دریں اثنا، مالی سال 26ء میں گھریلو ملازمین کی اجرتوں میں زیادہ اضافہ درج کیا گیا، جو بڑھتی ہوئی طلب کے ساتھ ساتھ طرزِ زندگی کے بلند اخراجات کی عکاسی کرتا ہے۔

---

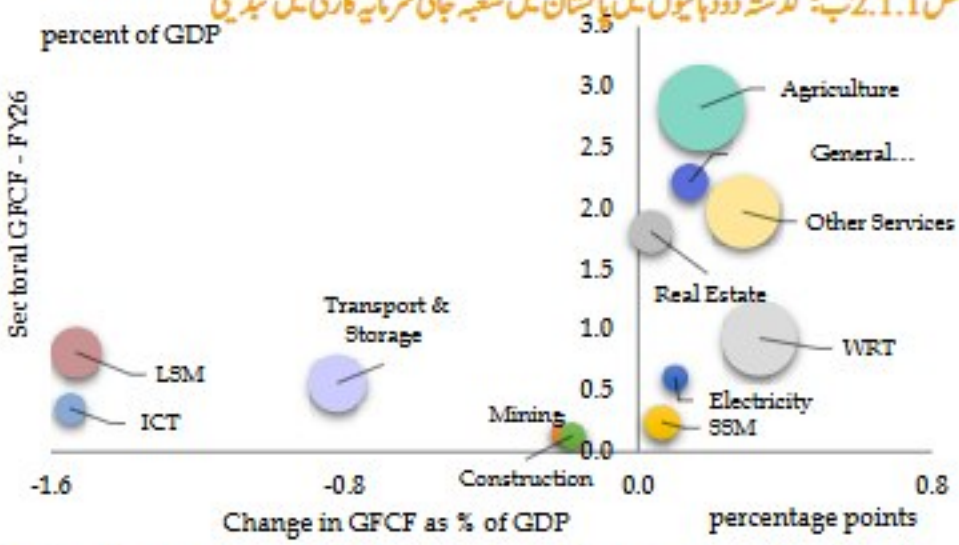
[64] اسٹیٹ بینک اور آئی بی اے کا ماہانہ اعتماد کاروبار سروے مختلف شعبہ جاتی کاروباری اداروں اور مہنگائی کے بارے میں منظرنامے کا جائزہ لیتا ہے، جس میں گذشتہ اور آئندہ 12 ماہ کے روزگار سے متعلق احساسات کا اشاریہ بھی شامل ہوتا ہے۔ روزگار کے احساسات کے تجزیے کے لیے ماضی اور مستقبل کے احساسات کے اشاریوں کی اوسط استعمال کی جاتی ہے۔

[65] ٹیکسٹائل شعبے میں روزگار کی مسلسل کمی کارخانوں برقرار رہا، جو بلند قدر اضافی پیداوار کے معتدل ہونے سے مطابقت رکھتا ہے۔

باکس 2.1: پاکستان کے پیداواری شعبوں میں سرمایہ کاری کا احیا

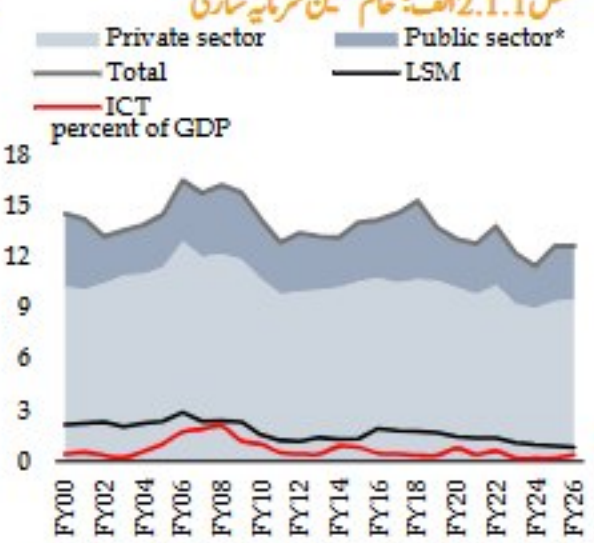
سنہ 2000ء کے عشرے کے اواخر سے پاکستان میں خام معین سرمایہ سازی (جی ایف سی ایف) مسلسل رو بہ زوال ہے۔ مالی سال 06ء تا 11ء کے دوران خام معین سرمایہ سازی جی ڈی پی کی اوسطاً 15.0 فیصد تھی جو مالی سال 22ء تا 26ء میں گھٹ کر 12.6 فیصد رہ گئی، جس کی بنیادی وجہ نجی سرمایہ کاری میں کمی ہے (**شکل 2.1.1 الف**)۔ اس سے زیادہ قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ یہ کمی ان شعبوں میں کہیں زیادہ نمایاں ہے جو پیداواریت میں اضافے، برآمدات کی توسیع اور ٹیکنالوجی کے ثمرات کی منتقلی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ایسے دو شعبوں، یعنی بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور اطلاعات و مواصلاتی ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی)، میں خام معین سرمایہ سازی تا جی ڈی پی تناسب میں سب سے زیادہ کمی درج کی گئی، جبکہ ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری کی خدمات میں بھی یہ تناسب کم ہوا (**شکل 2.1.1 ب**)۔

شکل 2.1.1 ب: گذشتہ دو دہائیوں میں پاکستان میں شعبہ جاتی سرمایہ کاری میں تبدیلی



Negative values on the x-axis indicate a decline in the sector's GFCF-to-GDP ratio between FY07 and FY26. Bubble size represents the sector's share in GDP in FY26.

شکل 2.1.1 الف: خام معین سرمایہ سازی



* Inlcudes genreal government also

Source: PBS

یہ رجحان اس لیے باعثِ تشویش ہے کہ اشیا سازی، جدید تجارتی خدمات اور لاجسٹکس میں سرمایہ کاری، مہارت اور ٹیکنالوجی کو یکجا کرتی ہے، جس سے افراوی قوت پر فی کس اخراجات، سیکھنے کے عمل اور ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کو تقویت ملتی ہے۔ ان شعبوں میں بڑے پیمانے پر کام کرنے والے کاروباری ادارے سرگرم ہوتے ہیں، جنہیں عالمی منڈیوں تک رسائی حاصل ہوتی ہے اور بیرونی مسابقت کے ذریعے اپنی مصنوعات کے معیار کو بہتر بناتے ہیں۔ سرمایہ کاری کا ایسے شعبوں سے نکل جانا پیداواریت کی نمو کو متاثر اور برآمدی تنوع کو کمزور کرتا ہے، اور اس کے ہمراہ ہنر مند افرادی قوت کی طلب میں بھی کمی کا سبب بنتا ہے۔ پیداواریت، برآمدات اور روزگار کے مواقع کے اس ضیاع کا اظہار پاکستان میں ساختی تبدیلی کی سست رفتاری اور اشیا سازی کے شعبے میں روزگار کی محدود تخلیق کی صورت میں ہوتا ہے (عالمی بینک، 2022ء)۔

پاکستان کے پیداواری شعبوں میں سرمایہ کاری پر اثرانداز ہونے والے عوامل:

- **خام مال پر بلند ٹیرف:** خام مال، نیم تیار اشیا اور سرمایہ جاتی آلات و مشینری پر عائد ٹیرف اور غیر ٹیرف پیداواری استعداد میں توسیع کی لاگت کو بڑھا دیتے ہیں۔ بالخصوص، بالائی مراحل (اپ اسٹریم) کے تحفظ میں ایک فیصد اضافہ نچلے مراحل (ڈاؤن اسٹریم) کے کاروباری اداروں کی آمدنی پر مبنی پیداواریت میں 0.63 فیصد کمی اور ان کی فروخت میں 0.51 فیصد کمی سے وابستہ پایا گیا ہے (عالمی بینک، 2026ء الف)۔"
- **برآمدات مخالف رجحان:** حتمی اشیا کو حاصل تحفظ کے باعث اس کی ملکی منڈی میں رسدِ برآمدات کی نسبت زیادہ نفع بخش ہو جاتی ہے۔ اس سے کاروباری اداروں میں برآمدی استعداد، کارکردگی اور مصنوعات کے معیار میں سرمایہ کاری کی ترغیب کمزور پڑ جاتی ہے۔ عالمی بینک (2026ء الف) کی ایک تحقیق کے مطابق 2024ء میں پاکستان کی برآمدات جی ڈی پی کا محض 10.4 فیصد تھیں، جو معیشت کی ممکنہ استعداد کا تقریباً نصف ہے اور بھارت و بنگلہ دیش جیسے خطے کے ممالک سے خاصی کم ہے۔
- **طویل مدتی مالکاری کی محدود دستیابی اور پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال:** قرضوں تک رسائی میں رکاوٹیں، سرکاری شعبے کے قرضوں کی بہتات کے باعث نجی شعبے کے لیے گنجائش نہ بچنا اور بار بار معاشی عدم استحکام کے ادوار نے مالکاری کی لاگت میں اضافہ اور منصوبہ بندی کو متاثر کیا۔ مشینری میں طویل مدتی سرمایہ کاری، ڈھیلے نظاموں کی تشکیل اور نئے پیداواری خطوط کے قیام کو خاص طور پر یہ خطرات لاحق تھے۔

" ابتدائی پیداواری عمل میں کام کرنے والے اداروں کے تحفظ سے مراد ایسے ترجیحی یا دیگر تجارتی رکاوٹیں ہیں جو اختتامی مراحل میں کام کرنے والے اداروں کے زیرِ استعمال خام مال اور وسطی اشیا پر عائد ہوں۔

- **غیر رسمی معیشت اور ضوابطی لاگت:** پیچیدہ قواعد اور ان کا غیر یکساں نفاذ سے باضابطہ شعبے کی استعداد کاری کی مقررہ لاگت بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس، اگر فرمیں چھوٹی یا غیر رسمی رہیں تو ان کاروباری اداروں کی مالکاری، ٹیکنالوجی، ہنر مند کارکنوں اور وسیع تر منڈیوں تک رسائی محدود ہو جاتی ہے، جس سے سرمایہ کاری کی صلاحیت اور ترغیب، دونوں ماند پڑ جاتی ہیں (عالمی بینک، 2022ء)۔
- **بنیادی ڈھانچے اور استعدادی نقائص:** ناقابلِ بھروسہ توانائی، غیر مؤثر انصرام (لاجسٹکس)، اور ٹیکنالوجی کو اپنانے اور کارکنوں کی تربیت کے لیے محدود معاونت کے باعث اپ گریڈیشن کی لاگت اور خطرات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ رکاوٹیں اشیاسازی اور اطلاعات و مواصلات ٹیکنالوجی میں لازم و ملزوم ہیں، جہاں سرمایہ کاری کا انحصار قابلِ اعتماد تکمیلی خام مال پر ہوتا ہے (عالمی بینک، 2026ء الف)۔
- **رئیل اسٹیٹ کے لیے موافق ٹیکس مراعات:** ٹیکس کے طریقۂ کار میں تفاوت کے باعث پاکستان میں اشیاسازی اور تجارتی خدمات کی نسبت رئیل اسٹیٹ شعبے میں سرمایہ کاری زیادہ نفع بخش ہے (عالمی بینک، 2022ء)۔ خیبر پختونخوا سے حاصل شدہ شواہد سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ املاک پر کم مؤثر ٹیکس سے پلاٹوں کی سٹہ بازی پر مبنی خریداری کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے (عالمی بینک، 2024ء)۔

پالیسی سفارشات:

پاکستان کی پائیدار معاشی نمو کے امکانات کا دارومدار سرمایہ کاری میں کمی کے رجحان کو معکوس کرنے کے ساتھ ساتھ زیادہ روزگار پیدا کرنے والے اور برآمدات پر مبنی شعبوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کر کے اس کے اجزائے ترکیبی کو بہتر بنانے پر ہے۔ جدول 2.1.1 میں تلخیص شدہ بین الاقوامی تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومتیں طویل مدتی مالکاری کی تحدید، ساختی نقائص، منڈیوں تک محدود رسائی اور مہنگے خام مال جیسی مخصوص رکاوٹوں کا ازالہ کر کے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کر سکتی ہیں، بشرطیکہ فرمیں برآمدات، مسابقت اور کارکردگی کی جانچ پڑتال کے دائرے میں رہیں۔ اس ضمن میں، پاکستان کے صنعتی شعبے میں سرمایہ کاری کی بحالی کے لیے چند وسیع تر سفارشات کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

جدول 2.1.1: منتخب ایشیائی معیشتوں میں صنعتی پالیسی کے آلات کا موازنہ

ملک اور شعبہ	اہم ساز	پابندی کا حل	کارکردگی کی ضروریات	اہم سبق
بنگلہ دیش: ملبوسات	بانڈڈ ویئر ہاؤسز؛ درآمدی خام مال پر ڈیوٹی سے استثنیٰ؛ برآمدی پروسیسنگ زونز (EPZs) اور ٹیکس کی چھوٹ	درآمدی خام مال کی لاگت؛ برآمدی منڈی میں داخلہ	مراعات کا برآمدی کارکردگی سے مشروط ہونا؛ عالمی منڈی سے وابستگی	ملبوسات کے شعبے میں کامیابی، تاہم کمزور تنوع
جنوبی کوریا: بھاری اور کیمیائی صنعتیں	بیرونی قرضوں کی حمایتیں؛ بیرونی قرضوں تک رسائی؛ سرمایہ جاتی آلات پر ٹیرف سے استثنیٰ	طویل مدتی مالکاری؛ مشینری کی لاگت	1973ء تا 1979ء کا پروگرام؛ برآمدات پر مبنی نظام	دیرپا ثمرات مگر ابتدا میں وسائل کی تھوڑی بہت غلط تخصیص
چین: خصوصی اقتصادی زونز (SEZs) میں برآمدی اشیاسازی	خصوصی اقتصادی زونز اور صنعتی پارکس؛ برآمدی پروسیسنگ اور ڈیوٹی کی چھوٹ کا نظام	انفرا اسٹرکچر اور ہم آہنگی؛ درآمدی خام مال کی لاگت	غیر ملکی و مقامی سرمایہ کاری؛ برآمدی منڈی سے وابستگی	مقامی سرمایہ کاروں کی بے دخلی کے بغیر سرمایہ کاری اور پیداواریت میں اضافہ
ویتنام: برآمدی اشیاسازی، بشمول برقی آلات	خصوصی اقتصادی زونز اور صنعتی زونز؛ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی کشش؛ تجارتی ارتباط	سرمایہ کاری میں ہم آہنگی؛ منڈی تک رسائی	بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری اور عالمی قدری زنجیر (GVC) سے وابستگی؛ مشترکہ کارکردگی کو مشروط کرنے کی کوئی دستاویز موجود نہیں	عالمی قدری زنجیر سے ارتباط، تاہم زونز کی کثرت اثر انگیزی کو کم کر سکتی ہے

ماخذ: عالمی بینک (2026ء)؛ صنعتی پالیسی برائے ترقی

- **نئی مراعات متعارف کرانے سے قبل موجودہ بگاڑ کا خاتمہ کیا جائے:** اضافی مراعات پیش کرنے سے پہلے پاکستان کو پالیسی ان موجودہ نقائص کا سدباب کرنا چاہیے جو پیداواری شعبوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ٹیرف ڈھانچے کو سہل بنانا اور درآمدی خام مال تک رسائی کو بہتر کرنا ابتدائی ترجیحات میں شامل ہونا چاہیے (ناصر، 2020ء)۔[47] دریں اثنا، رئیل اسٹیٹ سمیت غیر تجارتی شعبوں کی کشش کم کرنا بھی ناگزیر ہے۔
- **ان سرکاری وسائل کو ترجیح بنایا جائے جو پیداواری سرمایہ کاری کے لیے معاون ہوں:** کاروباری ادارے برآمدی پیداوار میں سرمایہ کاری کے لیے اس وقت زیادہ مائل ہوتے ہیں جب انہیں قابلِ بھروسہ انفراسٹرکچر اور متعلقہ مہارتوں کی حامل افرادی قوت دستیاب ہو۔ لہٰذا سرکاری وسائل کو ان مشترکہ ذرائع پر مرکوز کیا جانا چاہیے جو لاگت اور غیر یقینی صورتِ حال کو کم کرتے ہیں، بجائے اس کے کہ محض وسیع البنیاد ٹیکس رعایتوں پر انحصار کیا جائے، جو لازمی نہیں کہ نئی پیداواری استعداد کی تشکیل کا سبب بنیں (محمود اور دیگر، 2009ء)۔
- **ٹیکنالوجی، مہارتوں اور رسد کنندگان کی ترقی کی معاونت کی جائے:** پیداواری شعبوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لیے کاروباری اداروں کو درپیش عملی مشکلات کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ معاونت کا رخ مشیری اور ٹیکنالوجی کی اپ گریڈیشن، کارکنوں کی مہارتوں میں اضافے اور مقامی رسد کنندگان کی استعداد مستحکام کرنے کی جانب کیا جاسکتا ہے۔ ایسی معاونت واضح طور پر نشان زد رکاوٹوں کے ازالے کے لیے اور حقیقی سرمایہ کاری اور تکنیکی اپ گریڈیشن سے منسلک ہونی چاہیے (واد ہو اور چوہدری، 2018ء)۔
- **ٹیکس انتظامیہ کو سہل بنایا جائے:** کاروباری اداروں کو رجسٹریشن، گوشوارے جمع کرانے اور ٹیکس کی ادائیگی کے لیے سنگل ونڈو کی سہولت فراہم کی جائے۔ سرکاری اداروں کی وصولی کے عمل میں باہمی ہم آہنگی پیدا کی جانی چاہیے جو مقررہ بین الحکومتی انتظامات کے تحت محاصل کی تقسیم عمل میں لائیں، تاکہ تعمیلی لاگت اور متعدد اداروں سے ملنے جانے کی ضرورت میں کمی آسکے۔
- **معاونت کو عارضی اور نتائج سے مشروط رکھا جائے:** مراعات کو مستقل استحقاق کی حیثیت نہیں ملنی چاہیے۔ پاکستان کے تجربے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اعانتی اقدامات کاروباری اداروں کے طرزِ عمل پر اثر انداز تو ہوسکتے ہیں، مگر ضروری نہیں کہ وہ مجموعی برآمدات میں کوئی بامعنی اضافہ کریں۔ چنانچہ پیداواری سرمایہ کاری کی بحالی کے لیے کوئی بھی نیا اقدام مخصوص مدت کے لیے اور قابلِ پیمائش نتائج، مثلاً اضافی سرمایہ کاری، برآمدی استعداد میں توسیع یا پیداواریت میں بہتری سے منسلک ہونا چاہیے (لووا اور ویریلا، 2025ء)۔

* اس باکس کی تحریر میں سعد علی کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

I. World Bank Group (2022). From Swimming in Sand to High and Sustainable Growth: A Roadmap to Reduce Distortions in the Allocation of Resources and Talent in the Pakistani Economy. Pakistan Economic Memorandum; World Bank. https://hdl.handle.net/10986/38133

II. World Bank. (2026). From Inward to Outward: Pakistan's Shift Towards Export-led Growth. https://documents1.worldbank.org/curated/en/099072126014044090/pdf/P507205-e58d7158-2f1b-41fa-b12b-db665fa9fbc8.pdf

III. Fernandes, A. M. and Reed, T. (2026). Industrial Policy for Development: Approaches in the 21st Century – Overview. Policy Research Reports Washington, D.C.: World Bank Group. http://documents.worldbank.org/curated/en/099111503312622762

IV. Nasir, J. (2020). The Tariff Tripod of Pakistan: Protection, Export Promotion, and Revenue Generation. *The Pakistan Development Review*, 59(3), 517–551.

V. Mahmood, T., Din, M. U., and Ghani, E. (2009). An Analysis of Technology Adoption by Export-oriented Manufacturers in Pakistan. *The Pakistan Development Review*, 48(4II), 939–948.

VI. Wadho, W., & Chaudhry, A. (2018). Innovation and Firm Performance in Developing Countries: The Case of Pakistani Textile and Apparel Manufacturers. *Research Policy*, 47(7), 1283–1294.

VII. World Bank (2022). Pakistan Development Update: Inflation and the Poor. https://thedocs.worldbank.org/en/doc/51427702c05371f59848a74a2d66ba87-0310062022/original/PDU-October-2022-Report-Web.pdf

VIII. World Bank (2024). Land Sector Review in Khyber Pakhtunkhwa. https://documents1.worldbank.org/curated/en/099092724150516148/pdf/P18041711c4d2d02f1ba221df8a7e01ff44.pdf

IX. Lovo, S., & Varela, G. J. (2025). Industrial Policy under Constraints: Evidence from Pakistan's Export Subsidy Schemes. Policy Research Working Paper No. 11136, Washington, D.C.: World Bank Group.

[47] قومی ٹیرف پالیسی 2025-30ء میں زیادہ سے زیادہ کسٹمز ڈیوٹی کو بتدریج 15 فیصد تک محدود کرنے، ٹیرف کے ڈھانچے کو چار شرحوں (0، 5، 10 اور 15 فیصد) تک محدود کرنے، اور 2030ء تک اضافی کسٹمز ڈیوٹیز (ACDs) اور ضوابطی ڈیوٹیز (RDs) مرحلہ وار ختم کرنے کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ ان اصلاحات کا مقصد ٹیرف نظام کو سادہ بنانا، خام مال کی لاگت کم کرنا اور برآمدی مسابقت بہتر بنانا ہے۔

باکس 2.2: پاکستان کی زراعت کو لاحق ایل نینو کے خطرات اور تیاری کا معاملہ

مالی سال 27ء میں پاکستان کی زراعت کو ایل نینو کی وجہ سے موسمی خطرات کے نئے دور کا سامنا ہے، جو جلد تیاری کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔[68] ایل نینو عام طور پر زیادہ گرم حالات، غیر مساوی بارشوں اور خشک موسم کی طوالت کا باعث بنتا ہے جو فصلوں کی پیداوار اور غذائی سلامتی کے لیے خطرات پیدا کرتا ہے۔ چونکہ اس کی پیشگی نگرانی کی جاسکتی ہے، اس لیے کاشت کاروں اور حکام کو اس کے اثرات محسوس ہونے سے پہلے تیاری کا وقت میسر ہوتا ہے۔ یہ ایل نینو-سدرن اوسلیشن (ENSO) کا گرم مرحلہ ہے اور یہ فضائی گردش (atmospheric circulation) میں تبدیلیوں سے منسلک ہے جو بارش کی ترتیب کو بدل سکتی ہے، جس سے کچھ علاقوں میں خشک سالی اور دیگر میں شدید بارش یا سیلاب کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ پاکستان پر اس کے اثرات کا انحصار مقامی موسمی حالات، آبپاشی کے پانی کی دستیابی، اور اہم فصلوں کی نشوونما کے مراحل کے لحاظ سے ان تبدیلیوں کے وقت پر ہوگا۔

جدول 2.2.1: ایل نینو جیسی حالتوں میں فصل کی پیداوار کے تخمینی نقصانات

فیصد

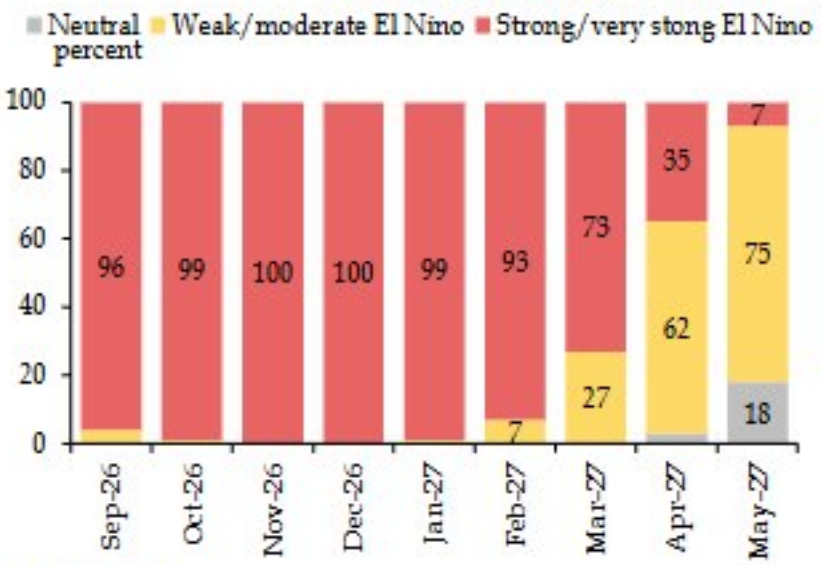
فصل	پیداوار پر متوقع اثرات
چاول	منفی 3 سے منفی 10 فیصد
گنا	صفر سے منفی 8 فیصد تک
کپاس	منفی 8 سے منفی 20 فیصد
مکئی	منفی 7 سے منفی 18 فیصد
گندم	منفی 3 سے منفی 11 فیصد

نوٹ: تخمینے مجموعی طور پر تقریباً 1 ڈگری اضافی درجہ حرارت اور عام حالات کے مقابلے میں مٹی کی نمی کی نمایاں کمی کے مجموعی اثر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے حسابات حوالہ جات میں درج مطالعات کی بنیاد پر ہیں

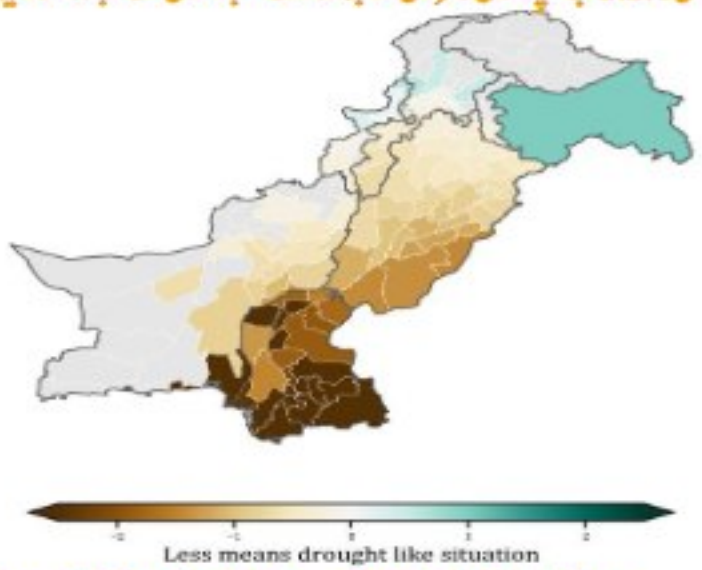
مالی سال 27ء کے دوران نیشنل اوشینک اینڈ اٹموسفیرک ایڈمنسٹریشن (NOAA) کی مجموعی پیش گوئیاں[69] پاکستان کے کچھ حصوں میں موسمی بارش اور معمول سے زیادہ درجہ حرارت کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ستمبر 2026ء سے فروری 2027ء تک مضبوط یا بہت مضبوط ایل نینو کا امکان 90 فیصد سے زائد ہے، جو بعد ازاں مارچ میں 73 فیصد اور مئی 2027ء تک 7 فیصد ہے، کیونکہ کمزور یا معتدل حالات کا امکان بڑھ جاتا ہے (**شکل 2.2.1الف**)۔ درجہ حرارت-بارش کے دباؤ کا اشاریہ سندھ، جنوبی پنجاب اور بلوچستان کے کچھ حصوں میں خشک سالی جیسے حالات کے زیادہ خطرے کی نشاندہی کرتا ہے (**شکل 2.2.1ب**)، جو آبی دستیابی اور زرعی پیداوار کے لیے خطرات کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بارش پورے عرصے میں کم رہیں گی، کیونکہ شدید مون سون کے ادوار اب بھی سامنے آسکتے ہیں۔ لہٰذا درجہ حرارت-بارش کے دباؤ کا اشاریہ مجموعی موسمی حرارت اور نمی کے دباؤ کی پیمائش کے طور پر لیا جانا چاہیے، نہ کہ بارشیں نہ ہونے کے۔ بارش محدود وقت پر مرکوز ہوں یا اس کے بعد گرم وخشک موسم کا دورانیہ طویل ہو تو ایسے حالات بھی فصلیں اگانے کے لیے ناموافق ہوسکتے ہیں۔

شکل 2.2.1الف: ایل نینو کے اثرات اور امکانات



Source: NOAA

شکل 2.2.1ب: پاکستان بھر میں درجہ حرارت-بارشوں کے دباؤ کا اشاریہ



Source: SBP staff calculations based on NOAA data

[68] عالمی موسمیاتی تنظیم (WMO) کے مطابق 'ایل نینو' ایک ایسا موسمیاتی مظہر ہے جس میں بحرالکاہل کے استوائی خطے کے وسطی اور مشرقی حصوں میں سمندر کی سطح کا درجہ حرارت معمول سے زیادہ گرم ہو جاتا ہے۔

[69] این او اے اے کی اجتماعی پیش گوئیوں میں مستقبل کے موسمی حالات کی متعدد سیمولیشنز شامل ہوتی ہیں، جو مختلف ماڈل کے اطلاق اور ابتدائی حالات کی بنیاد پر تشکیل دی جاتی ہیں۔ ان پیش گوئیوں کو یکجا کرنے سے غیر یقینی صورتِ حال کا بہتر احاطہ ہوتا ہے اور کسی ایک ماڈل پر انحصار کے مقابلے میں موسمی درجہ حرارت اور بارش کے متوقع رجحانات کا زیادہ قابلِ اعتماد اندازہ میسر آتا ہے۔

فصلی پیداوار پر اثرات: تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ایل نینو نے تمام فصلوں کو یکساں طور پر متاثر نہیں کیا۔ ایل نینو کے چھ مضبوط ادوار میں، مکئی، کپاس اور گندم کی فصلوں کی اوسط پیداوار متاثر ہوئی، جو بالترتیب ان کے پانچ سالہ عمومی رجحانات سے 3.4 فیصد، 2.0 فیصد، اور 1.1 فیصد کم تھی (**شکل 2.2.2**)۔ چاول اور گنے کی پیداوار رجحان سے تھوڑی زیادہ رہی۔ لہٰذا ایل نینو کو ایک خطرہ سمجھنا چاہیے، البتہ حتمی اثرات کا انحصار آبپاشی، خام مال کی دستیابی، اور مقامی موسمی حالات پر بھی ہے۔

شکل 2.2.2: ایل نینو سال بمو ازنہ پاکستان میں فصلی پیداوار (5 سالہ رجحان)



Note: Strong El Niño episodes are 1965, 1972, 1982, 1987, 1997 and 2015. Wheat refers to the subsequent rabi crop. Yield anomaly is the deviation from a 5-year centered trend. The averages are calculated across six strong El Niño episodes (n = 6). The short vertical marker shows the crop-wise average.

Source: Pakistan Economic Survey; SBP staff calculations.

پاکستان کے ڈیٹا اور فصلوں کے موسمیاتی مطالعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایل نینو بنیادی طور پر بارش کے رجحانات میں خلل ڈالنے، درجہ حرارت میں اضافے اور طویل عرصے تک مٹی پر نمی کے دباؤ کے ذریعے زراعت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایل نینو جیسی صورتِ حال کے دوران کپاس اور مکئی کی پیداوار کا سب سے زیادہ نقصان ہوتا ہے، اس کے بعد گندم اور چاول کا نمبر آتا ہے، جبکہ گنا نسبتاً کم متاثر ہوتا ہے (**جدول 2.2.1**)۔ کپاس اور مکئی خاص طور پر مشترکہ حرارت اور پانی کے دباؤ کے لیے حساس ہوتے ہیں، جبکہ چاول اور بھی زیادہ آبپاشی کے لیے پانی کی دستیابی پر منحصر ہوتا ہے۔ گندم کے لیے اثرات پست اسٹور یج، بوائی کے وقت مٹی کی پست نمی اور اناج بھرتے وقت زیادہ درجہ حرارت کی وجہ سے تاخیر کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔[70]

جدول 2.2.2: ابتدائی اقدامات جنہوں نے دیہام کو 20-2019ء میں فصلوں کے نقصان کو محدود کرنے میں مدد دی

(1)	←	(2)	←	(3)	←	(4)	←	(5)
قبل از وقت خبردار کریں		پہلے پودے لگائیں		انکشاف کو کم کریں		میٹھے پانی کا تحفظ کریں		نقصانات پر قابو پائیں
2019-20ء کے خشک موسم سے پہلے پانی اور نمکیات کے خطرات کی نگرانی کی گئی، جس سے مقامی منصوبے جلد فعال کیے جا سکے۔	←	سردیوں سے بہار کے چاول 10-20 دن پہلے بوئے گئے تھے؛ تقریباً 1.51 ملین ہیکٹر بوئے جا چکے تھے۔	←	تقریباً 50,000 ہیکٹر کو بائی رسک چاول کی پیداوار سے ہٹا دیا گیا، جبکہ تقریباً 100,000 ہیکٹر تاخیر یا غیر کاشت شدہ چھوڑ دیا گیا۔	←	پانچ آبپاشی منصوبے 6 سے 13 ماہ پہلے شروع ہوئے، جن سے 83,000 ہیکٹر کی براہِ راست حفاظت اور مزید 300,000 ہیکٹر کی حمایت کی گئی۔	←	چاول کا نقصان صرف 29,700 ہیکٹر تک محدود رہا، جو 2015-16ء میں ہونے والے نقصان کا صرف 7.3 فیصد تھا۔

ماخذ: وزارت زراعت و دیہی ترقی دیہام

غذائی سلامتی کے لیے مضمرات: پست زرعی پیداوار غذائی دستیابی میں کمی، بلند قیمتوں، اور پست دیہی آمدنی پر منتج ہو سکتی ہے جس سے غذائی عدم تحفظ پیدا ہو سکتا ہے۔ گندم، چاول اور مکئی کی پست پیداوار غذا کی بنیادی فراہمی اور قیمتوں کو براہِ راست متاثر کرے گی، جبکہ کپاس اور گنے میں خسارے زرعی آمدنی اور زرعی روزگار کو کم کر سکتے ہیں۔ فصلوں پر یہ اثر معیشت کے دیگر شعبوں تک بھی پھیل سکتا ہے۔ پاکستان میں

[70] سلیم و دیگر (2022ء) نے پاکستان میں خشک سالی کے بڑے واقعات کو اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی سے منسلک کیا، جبکہ آبی خشک سالی کے اثرات زیادہ دیرپا پائے گئے۔ علی و دیگر (2022ء) نے جنوبی پنجاب میں شدید درجہ حرارت اور بارش کے کپاس اور گندم پر نمایاں اثرات درج کیے، جبکہ آئیزومی و دیگر (2014ء) کے مطابق 'ایل نینو' کے اثرات فصلوں اور علاقوں کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔

11 ملین افراد کو پہلے ہی غذائی عدم تحفظ کو دیکھتے ہوئے یہ خطرات غذائی عدم تحفظ کو مزید سنگین کر سکتے ہیں۔[71] مزید برآں، گھرانوں کا غذا اور غیر الکحل مشروبات پر اوسط خرچ ان کے کُل اخراجات کا تقریباً 36.7 فیصد ہے، جو خاص طور پر کم آمدنی والے گھرانوں کی غذائی قیمتوں میں اضافے کے حوالے سے حساسیت کو بلند کر دیا ہے۔[72]

تیاری پر استدلال: ان خطرات کے پیش نظر، موسمی دھچکوں سے پیداواری اور غذائی سلامتی کے بڑے نقصان سے بچنے کے لیے قبل از وقت تیاری ضروری ہو جاتی ہے۔ ویتنام نے 2019-20ء میں ایل نینو ایک مضبوط دور کا سامنا کیا اور اس پر کامیابی سے قابو پایا۔ اس کا تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ بروقت نگرانی، پودے لگانے کے شیڈول میں تبدیلی، زیادہ خطرے والے علاقوں سے احتراز کرنا اور میٹھے پانی کے وسائل کے تحفظ سے فصلوں کے نقصان پر قابو پایا جا سکتا ہے **(جدول 2.2.2)**۔ فلپائن میں 24-2023ء کے ایل نینو میں خشک سالی کے خطرے سے دوچار زراعت پر منحصر گھرانوں کو قبل از وقت زرعی معاونت فراہم کی گئی۔ موجودہ سماجی تحفظ کے نظام کو نقد امداد، زرعی آلات، اور پانی کے انتظام کی معاونت فراہم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا، تاکہ نقصانات کو بڑھنے سے روکا جا سکے۔[73] حال ہی میں، مئی 2026 میں، لاو پیپلز ڈیموکریٹک ریپبلک نے جنوب مشرقی ایشیا کی پہلی ریاستی ضمانت پر مبنی پیشگی خشک سالی بیمہ اسکیم کا آزمائشی بنیاد پر آغاز کیا۔ اسکیم کے تحت خشک سالی انڈیکس میں مقررہ حد عبور کرنے ہونے پر کاشت کاروں کو مالی اعانت جاری کی جاتی ہے، جس سے حکومت کو خشک سالی کے اثرات شدید ہونے سے پہلے اقدامات کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔[74]

ایل نینو عام طور پر سات سال کے اندر واپس آ جاتا ہے، اس لیے پاکستان کو اپنی معمول کی زرعی منصوبہ بندی میں اس کے لیے تیاری شامل کرنی ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ ابتدائی پیش گوئیوں کا استعمال کر کے پانی کے انتظام کا اشارہ دینا، بیج اور خام مال کی دستیابی کو بہتر بنانا، مالکاری اور خطرے میں مبتلا کاشت کاروں کی بدنقد مدد فراہم کرنا۔ ایسا کرنے سے فصلوں کے نقصان کو کم کیا جا سکتا ہے، زرعی آمدنی کا تحفظ ہو سکتا ہے، اور غذائی سلامتی پر دباؤ کم ہو سکتا ہے۔ اس سے اگلے دور کے بڑے نقصانات سے قبل کارروائی کرنا آسان ہو جائے گا، جبکہ نقصان کے بعد مہنگی امداد کی ضرورت کم ہو جائے گی۔

*اس باکس کی تحریر میں اجلال احمد حقانی اور سعد علی کی خدمات کو تسلیم کیا گیا ہے۔

حوالہ جات:

I. Gupta, S., Datt, G., & Gupta, S. (2026). Climate Change and Crop Yields in India. Monash Economics Working Paper No. 04/26, Monash University

II. Zhao, C., et al. (2017). Temperature Increase Reduces Global Yields of Major Crops in Four Independent Estimates. *Proceedings of the National Academy of Sciences*, 114(35), 9326–9331.

III. Ali, S., Liu, Y., Ishaq, M., Shah, T., Abdullah, Ilyas, A., & Din, I.U. (2017). Climate Change and Its Impact on the Yield of Major Food Crops: Evidence from Pakistan. *Foods*, 6(6), 39.

IV. Siyal, A.L., Mahesar, T.G., Sufyan, F., Siyal, F.K., Jatt, T., Mangi, F.H., Burdi, I.H., & Hossain, A. (2021). Climate Change: Impacts on the Production of Cotton in Pakistan. *European Journal of Agriculture and Food Sciences*, 3(3), 97–100.

V. Jaiswal, R., Mall, R.K., Patel, S., Singh, N., Mendiratta, N., & Gupta, A. (2023). Indian Sugarcane under Warming Climate: A Simulation Study. *European Journal of Agronomy*, 144, 126760.

VI. Gupta, S., Bhandari, L., Jakhu, R., & Sharma, M. (2022). Climate Change, Weather Anomalies, and Agriculture: Impact on Output of Major Crops in India. CSEP Working Paper No. 46, Centre for Social and Economic Progress, New Delhi

VII. Lesk, C., Rowhani, P., & Ramankutty, N. (2016). Influence of Extreme Weather Disasters on Global Crop Production. *Nature*, 529, 84–87.

[71] ایف اے او اور عالمی غذائی بحرانوں سے متعلق ڈبلیو ایف پی کی رپورٹ 2026ء کے مطابق پاکستان میں 2025ء کے آخر تک تقریباً 11.0 ملین افراد، یعنی آبادی کا 22 فیصد، شدید غذائی عدم تحفظ کے درجے IPC فیز 3 یا اس سے بالاتر کا شکار تھے؛ ان میں 1.7 ملین افراد ہنگامی صورتِ حال کے زمرے میں شامل تھے۔

[72] پاکستان دفتر شماریات، ہاؤس ہولڈ انٹیگریٹڈ اکنامک سروے 25-2024ء۔

[73] اقوام متحدہ کا ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO)، فلپائن: پیشگی اقدام کے اثرات — حکومتی نظام کے ذریعے زرعی خشک سالی سے کاشت کاروں کا تحفظ، 2026-2023ء کے آخر میں ازابیلا صوبے میں زرعی خشک سالی کی پیش گوئی کی بنیاد پر 4,000 سے زائد افراد کو نقد امداد، آلات اور آبی انتظام سے متعلق معاونت پیشگی فراہم کی گئی۔

[74] "ایس ای اے ڈی آر آئی ایف اور ایف اے او نے لاؤ عوامی جمہوریہ میں جنوب مشرقی ایشیا کا پہلا پیشگی خشک سالی بیمہ آزمائشی بنیادوں پر شروع کیا"، 28 مئی 2026ء۔ مشترکہ خشک سالی اشاریے کے مقررہ حد سے تجاوز کرنے کی صورت میں مالکاری جاری کرنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ماخذ: ایف اے او اور ساؤتھ ایسٹ ایشیا ڈیزاسٹر رسک انشورنس فیسلٹی (SEADRIF)۔

باکس 2.3: پاکستان کے زرعی منظرنامے میں اگلی جنریشن کی شمسی توانائی کی حکمت عملی (ایگری وولٹائکس، ایکووولٹائکس، اور فلوٹوولٹائکس) کا ارتباط[75]

پاکستان تیزی سے شمسی توانائی کی جانب گامزن ہے۔ جیسے جیسے پاکستان شمسی توانائی کو وسعت دے رہا ہے، زمین پر نصب بڑے پیمانے کے شمسی توانائی فارمز زرعی اراضی کے ساتھ مسابقت میں آسکتے ہیں۔ شمسی توانائی کی اگلی جنریشن کی تنصیبات، بشمول ایگری وولٹیکس، ایکووولٹیکس اور فلوٹوولٹیکس، اراضی اور آبی استعمال کو بہتر بنانے کے طریقے فراہم کرتی ہیں، جن سے قابلِ تجدید توانائی کی پیداوار کو غذائی تحفظ اور ماحولیاتی پائیداری کے ساتھ متوازن رکھنے میں مدد ملتی ہے۔[76] اس باکس کا مقصد ان ابھرتی ہوئی حکمتِ عملیوں پر بحث کرنا اور یہ تجویز کرنا ہے کہ پاکستان انہیں کس طرح اپنا سکتا ہے۔

جدول 2.3.1: سولر پینلز کے نیچے رقبے کو استعمال کرنے کے متنوع طریقے

○ مویشیوں کے لیے پناہ گاہ	○ اوزار اور آلات کی ذخیرہ کاری
○ باغبانی اور سایہ برداشت کرنے والی نقد فصلیں	○ کمپوسٹ گلنا سڑنا
○ سوختہ لکڑی کی ذخیرہ کاری	○ سولر ڈرپ آبپاشی
○ ماحولیات کا تحفظ ملحوظ رکھتے ہوئے چرائی کا نظام	

ایگری وولٹیکس اور ایکووولٹیکس قابلِ تجدید توانائی کی پیداوار کو ماحولیاتی اور زرعی فوائد کے ساتھ یکجا کرتے ہیں، جس سے اراضی کی صحت میں بہتری، پانی کی بچت اور گرم موسمی ماحول کی تشکیل ہوتی ہے، جو شمسی پینلز کی کارکردگی میں اضافہ کرتے ہوئے سایہ برداشت کرنے والی فصلوں کو بھی تقویت دیتے ہیں (جدول 2.3.1)۔[77] سایہ دار علاقہ مویشیوں کے لیے پناہ گاہ اور چراگاہ بھی فراہم کرتا ہے، اور باری باری چرائی کے ذریعے قدرتی نباتات کے انتظام میں مدد دیتا ہے، اور باغات و مویشیوں کے قریبی علاقوں میں کھاد کے گلنے سڑنے کے لیے سازگار حالات پیدا کرتا ہے۔[78] شمسی پلیٹوں کی صفوں کی ایسی ڈیزائننگ جو بارش کا رخ موڑنے، بخارات میں کمی لانے اور ماحولیاتی نظام کی بحالی میں معاون ہو، خصوصاً پانی کی قلت والے علاقوں میں زرعی پیداواریت بڑھانے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ نظام کاشت کاروں کو آبپاشی کے لیے غیر مرکزی بجلی اور نیٹ میٹرنگ اور فصل کی فروخت کے ذریعے آمدنی کمانے کا موقع بھی فراہم کرتے ہیں۔ ایکووولٹیک منصوبوں کو زیرِ زمین آبی ذخائر کی بھرائی کی مہمات کے ساتھ جوڑا جا سکتا ہے، جہاں شمسی پلیٹس کی صفوں کے نیچے منظم سیلاب یا پانی کی جاذبیت زیرِ زمین پانی کے ذخائر کی بحالی میں مدد دیتی ہے، جس سے خشک سالی کا شکار علاقوں میں پانی کی قلت کا براہِ راست ازالہ ہوتا ہے (فرنانڈیز-باؤاے ایس وگیر، 2024ء)۔ اسی طرح، اسٹرکچر پر نصف فوٹوووولٹیک نظام (FPV یا فلوٹوووولٹیکس) صاف توانائی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ آبی بخارات اور ایلجائی (algae) کی افزائش میں نمایاں کمی لاتے ہیں۔[79]

شمسی پینلز کے نیچے موجود رقبے کے استعمال کے ذیل طریقے—

جدول 2.3.2: ایگری وولٹائکس، ایکووولٹائکس اور فلوٹوولٹائکس کے نفاذ کے لیے اہم غور و خوض

ایگری وولٹائکس اور ایکووولٹائکس	فلوٹوولٹائکس
• فصلوں کا انتخاب	• ماحولیاتی اور آلات پر اثرات
• ماحولیاتی اور آلات پر اثرات	• سولر تنصیب اور ساختی ڈیزائن
• سولر کی تنصیب اور ساختی ڈیزائن	○ افقی تنصیب اور پکڑ
○ پینل کی اونچائی	○ مواد کی پائیداری
○ پینلز کے درمیان فاصلہ اور زاویہ	• مقام کے فوائد
• مقام	

[75] کوہنور گر اور زاسٹرو نے 1981ء میں پہلی بار جس تصور کو پیش کیا، اس کے مطابق ایگروولٹائکس میں شمسی توانائی کی پیداوار اور زراعت کو ایک ہی زمین پر یکجا کیا جاتا ہے۔ بعض تعریفوں میں ماحولیاتی فوائد کی حامل سرگرمیاں، مثلاً زیرگی کرنے والے جانداروں کے لیے مسکن (pollinator habitat)، بھی شامل ہیں۔ ایکووولٹائکس میں شمسی توانائی کی تنصیب کو حیاتیاتی تنوع، ماحولیاتی پائیداری اور مقامی سماجی و معاشی فوائد کے ساتھ مربوط کیا جاتا ہے۔ فلوٹو وولٹائکس یا تیرتے ہوئے سولر سسٹم سے مراد جھیلوں، آبی ذخائر، تالابوں اور نہروں جیسے آبی ذخائر پر نصب شمسی پلیٹس کا نظام ہیں۔

[76] پاکستان شمسی پینل درآمد کرنے والے ممالک میں دوسرے نمبر پر ہے؛ اس سے آگے صرف نیدرلینڈز ہے، جو اس کا بیشتر حصہ یورپ کی طرف سے دوبارہ درآمدی ترسیل کے مرکز کے طور پر کام کرتا ہے۔ ماخذ: وی اکانومسٹ۔

[77] پینلز کے نیچے نباتات بنیادی طور پر اوپٹرانسپیریشن کے ذریعے ٹھنڈا ماحول بناتے ہے، جہاں پودے آبی بخارات خارج کرتے ہیں، جو ماحول کی حرارت جذب کرتے ہیں۔ ٹھنڈے پینلز زیادہ مؤثر طریقے سے کام کرتے ہیں۔ 25 ڈگری سے اوپر ہر ڈگری پر پیداوار 0.3 تا 0.5 فیصد تک کم ہو جاتی ہے۔ (ہنٹن، تاریخ عدم دستیاب)

[78] کمپوسٹ کی تیاری نامیاتی فضلے، (بچا ہوا کھانا اور باغیچے کی چھنائی سے حاصل باقیات وغیرہ)، کو بیکٹیریا اور پھپھوندی کے ذریعے قدرتی اور محدود طور پر گلانے کا عمل ہے، جس کے حاصل کو کھاد کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

[79] فلوٹنگ فوٹوووولٹائک (FPV) نظام صاف بجلی پیدا کرنے کے ساتھ آبی بخارات بننے کے عمل میں 70 فیصد اور کائی کی افزائش میں 50 فیصد تک کمی لاتا ہے (نیومن، 2026ء)۔

نفاذ سے متعلق غور طلب امور:

ایگری وولٹیکس، ایکو وولٹیکس اور FPV زمین کے استعمال کے موثر استعمال اور قابلِ تجدید توانائی کے لیے نمایاں ضمنی فوائد فراہم کرتے ہیں، تاہم ان کے نفاذ کو چند چیلنجز درپیش ہیں۔ پاکستان میں ایگری وولٹیکس فی الوقت ایک مخصوص طبقے کے لیے بہتر حل ہے، جو بنیادی غذائی فصلوں کے بجائے سایہ برداشت کرنے والی اقسام کے لیے زیادہ موزوں ہے، جبکہ بھیڑ بکریوں جیسے مویشیوں کو شامل کرنے کے لیے مویشی منڈیوں کو باضابطہ بنانا اور چرواہوں کو بلند وولٹیج انفراسٹرکچر کے ساتھ احتیاط برتنے کی تربیت دینا ضروری ہے۔ مزید برآں، بڑے پیمانے پر اپنانے کا عمل بلند ابتدائی سرمایہ لاگت اور خصوصی انجینئرنگ کی ضروریات، جیسے بلند پینلز اور ہوا کے دباؤ کے مطابق تبدیلیوں، سے مشروط ہے (**جدول 2.3.2**)۔[80] ابتدائی لاگت کے باوجود، پاکستان کی مضبوط شمسی صلاحیت — جہاں بیشتر علاقوں میں روزانہ 4 سے 6 گھنٹے تپتی دھوپ میسر ہوتی ہے — ایگری وولٹیکس کے حوالے سے سرمایہ کاری پر متاثر کن نفع چھ سال کے اندر یقینی بناتی ہے (عبداللہ و دیگر، 2026ء)۔ اس مالی افادیت کو لاگت میں تیزی سے آنے والی کمی نے مزید تقویت دی ہے؛ مثال کے طور پر، فوٹووولٹیک (FPV) نظاموں کی لاگت 1.50 تا 2.50 ڈالر فی واٹ پیک (2012ء تا 2017ء) سے کم ہو کر 0.65 تا 1.10 ڈالر فی واٹ پیک (2025ء تا 2026ء) رہ گئی، جس کی بنیادی وجہ HDPE پونٹون فلوٹس اور میرین گریڈ المونیم ریکنگ کی بڑے پیمانے پر تیاری ہے۔[81] فوٹووولٹیک سے متعلق ایک اور تشویش ان کے انجینئرنگ اور ماحولیاتی چیلنجز ہیں، جیسے زنگ لگنے کے خطرات، عادی اتری، اور آبی نظاموں پر ممکنہ اثرات، جن پر تحقیق تاحال جاری ہے۔

عالمی طریقہ ہائے کار اور رجحانات

متعدد ممالک نے متنوع زرعی اور آبی ماحول میں ایگری وولٹیکس اور فلوٹوولٹیکس اپنائے ہیں (عبداللہ و دیگر، 2026ء)۔ جرمنی نے سب سے پہلے ایگری وولٹیکس کے میدان میں قدم رکھا، جس نے ابتدائی تحقیق اور بڑے پیمانے پر آزمائش کے بعد اسے عالمی سطح پر اپنانے کے لیے ایک نمونہ (بلیو پرنٹ) تشکیل دیا۔ جاپان نے زمین کی قلت کے باعث اسے اپنایا اور دھان کے کھیتوں کے اوپر شمسی پینلز نصب کر کے "سولر شیئرنگ" کا نظام وضع کیا۔[82] امریکہ میں پھلوں، سبزیوں اور جڑی بوٹیوں کی فصلوں کے اوپر شمسی پینلز نصب کیے گئے ہیں، جو تقریباً تین سو گھروں کو بجلی فراہم کرتے ہیں۔ فرانس نے گندم اور لیٹس پر ایگری وولٹیکس کا پہلا سائنسی تجربہ کیا۔[83] چین نے آبی زراعت (ایکوا کلچر) کے فارموں پر کامیابی سے اس کا اطلاق کیا۔[84] مزید برآں، نیو من (2026ء) کے مطابق، 2025ء میں عالمی فوٹووولٹیک استعداد 5 گیگاواٹ تک پہنچ چکی ہے، جس میں چین کا ڈیزرٹ شہر میں 320 میگاواٹ کا منصوبہ اور بھارت کا 600 میگاواٹ کا اومکاریشور منصوبہ نمایاں ہیں۔

پاکستان بھی چھوٹے پیمانے سے آغاز کرتے ہوئے اسے اپنا سکتا ہے، جیسے سبزیاں (پتوں والی سبز سبزیاں، جڑ والی سبزیاں وغیرہ)، بیریز (اسٹرابیری، رسبری اور بلیک بیری)، جڑی بوٹیاں (تلسی، پودینہ اور دھنیا)، کھمبیاں (اوئسٹر، شیٹاکی وغیرہ)، پھول اور چند موسمیاتی لحاظ سے موزوں مخصوص فصلیں کاشت کر کے شمسی پلیٹس کی صفوں کو انتہائی پیداواری اور آمدنی پیدا کرنے والے زرعی مراکز میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

ایگری وولٹیکس / ایکو وولٹیکس کاشتکاری کے لیے موزوں ترین فصلیں اور ان کے فوائد

ایگری وولٹیک اور ایکو وولٹیک نظاموں کے تحت فصل کے انتخاب میں سائے کا حجم، پانی کی دستیابی اور مقامی موسمیاتی حالات کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ سایہ برداشت کرنے والی سبزیاں اور جڑی بوٹیاں کم حرارت اور نمی کے ضیاع سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں، جبکہ چارے والی فصلیں مویشیوں کی معاونت اور مٹی کی سطح کو برقرار رکھنے میں مددگار ہو سکتی ہیں۔ کھمبیاں (مشروم) مناسب طور پر ٹھنڈے اور سایہ دار ماحول میں اگائی جا سکتی ہیں، جبکہ پھول دار پودے زیرگی (پولینیشن) اور حیاتیاتی تنوع میں مدد دے سکتے ہیں۔ زعفران، چائے پتی اور کافی جیسی بلند قدر فصلوں کو مخصوص مقام درکار ہوتا ہے اور ان کی کاشت کو صرف ان مقامات پر زیرِ غور لایا جانا چاہیے جہاں زرعی موسمیاتی حالات موزوں ہوں۔

چیلنجز اور پالیسی ترجیحات

ایگری وولٹیکس، ایکو وولٹیکس اور فوٹووولٹیک کو کامیابی سے وسعت دینے کے لیے زمین کے معاون استعمال کی پالیسیوں، ڈویلپرز کی دلچسپی، کمیونٹی کی شمولیت، مقامی سطح پر عملدرآمد اور آگاہی کی تشکیل درکار ہے۔ مالکاری تک رسائی کی حوصلہ افزائی، بالخصوص چھوٹے اور پسماندہ کاشت کاروں کے لیے؛ منصوبوں کی منظوری کو سہل، تجرباتی (پائلٹ) منصوبوں کے آغاز، کاشت کاروں کو تکنیکی معاونت کی فراہمی، اور

---

[80] فی ایکڑ پر 230 کلوواٹ استعداد کے ایگروولٹائکس نظام کے لیے روایتی سولر سسٹم کے مقابلے میں زیادہ ابتدائی سرمایہ درکار ہوتا ہے۔ ڈیلٹا انرجی کے مطابق اس کی لاگت تقریباً 75,000 ڈالر (20.9 ملین روپے) ہے۔ اس کی وجوہ میں خصوصی تربیت یافتہ افرادی قوت، 580 واٹ یا اس سے زیادہ استعداد کے اعلیٰ کارکردگی والے دوطرفہ پینل، مضبوط اونر ٹرز اور زراعت کے لیے جگہ فراہم کرنے کی غرض سے 8 تا 10 فٹ بلند جست کے ڈھانچے شامل ہیں۔ (عبداللہ و دیگر، 2026ء)

[81] Wp سے مراد واٹ پیک ہے۔ وہ ازحد طاقت جو شمسی پینل مثالی اور معیاری آزمائشی حالات میں پیدا کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

[82] ان پینلوں کی میعاد اندازاً 20 سال اور ان سے سالانہ 44,000 کلوواٹ آور بجلی پیدا کی جا سکتی ہے۔

[83] ڈوپرازو و دیگر (2011ء) کے مطابق پینلوں کے نیچے گندم اور سلاد کے پتے کامیابی سے اگائے گئے۔ مجموعی پیداوار اس نسبت 35 فیصد زیادہ تھی جو زمین کو صرف زراعت یا صرف شمسی توانائی کے لیے الگ الگ استعمال کرنے سے حاصل ہوتی۔

[84] صوبہ شان ڈونگ میں شمسی پینلوں کو آبی زراعت کے ساتھ مربوط کرنے سے جھینگوں اور سمندری کھیروں کی پیداوار میں 50 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ 113,000 گھروں کی ضروریات پوری کرنے کے مساوی بجلی بھی پیدا ہوئی تھی۔

سرکاری و نجی شراکت داری کی وساطت سے ایگرووولٹیکس کو شمسی توانائی کی پائیدار ترقی کے معیار کے طور پر فروغ دے کر اس امر کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ سرمائے کی بلند ابتدائی لاگت پر قابو پانے کی خاطر اسٹیٹ بینک کی گرین فنانسنگ اسکیموں اور رعایتی زرعی قرضوں جیسے موجودہ فریم ورک سے استفادہ کرتے ہوئے چھوٹے کاشت کاروں کو مالکاری کی ترغیب دلائی جاسکتی ہے۔

* اس باکس کی تحریر میں الماس کریم کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

i. Manitius, N. (2024). Dual-use solar: What it is and How it can Help Ease Tensions Between Clean Energy Deployment and Land Use. Available at https://www.catf.us/2024/01/dual-use-solar-help-ease-tensions-between-clean-energy-deployment-land-use/

ii. Fernandez-Bou, A. S., Rodriguez-Flores, J. M., Cuppari, R. I., & Yang, V. (2024). Agrivoltaics and Ecovoltaics: How Solar Power can Deliver Water Savings, Farm Success, and A Healthier Environment. Available at https://energyindemand.com/2024/08/02/how-solar-power-can-deliver-water-savings-farm-success-and-a-healthier-environment/

iii. SolarPunk. (2025). Best Crops for Agrivoltaics: Growing food & Harvesting Solar Energy. SolarPunk Blog, February 5, 2025 available at https://www.solarpunkhq.com/en/blog/best-crops

iv. Mehta, K., Jain, R., & Zörner, W. (2025). Agrivoltaics Around the World: Potential, Technology, Crops, and Policies to Address the Energy–Agriculture Nexus for Sustainable and Climate-Resilient Land Use. *Energies*, 18(24), 6417.

v. Neumann, R. (2026). Floating Solar Farms 2026: Clean Energy Benefits & Global Projects. SurgePV, May 25, 2026 available at https://www.surgepv.com/blog/floating-solar-farms-clean-energy

vi. Hinton, M. (n.d.). What Can You Grow Under Solar Panels? Depth of Light Ltd. available at https://www.depthoflight.co.uk/blog/what-can-you-grow-under-solar-panels/

vii. Abdullah, F., Rana, H. A., & Fatima, T. (2026). Is Agrivoltaics the Solution to Pakistan's Troubles? Paradigm Shift, May 6, 2026 available at https://www.paradigmshift.com.pk/agrivoltaics/

viii. Dupraz, C., Marrou, H., Talbot, G., Dufour, L., Nogier, A., & Ferard, Y. (2011). Combining Solar Photovoltaic Panels and Food Crops for Optimising Land Use: Towards New Agrivoltaic Schemes. *Renewable Energy*, 36(10), 2725-2732.

باکس 2.4: زرخیزای: ایک مربوط زرعی نظام کی تشکیل

پس منظر

پاکستان میں زراعت کا شعبہ معیشت میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ جو دیہی آبادی کے تقریباً ایک تہائی (33 فیصد) حصے کو روزگار فراہم کرتا ہے اور جی ڈی پی میں اس کا حصہ تقریباً 23.4 فیصد سے زائد ہے، اور اشیا سازی کے شعبے کے ساتھ اس کے مضبوط پس منظر اور پیش منظر روابط رکھتا ہے (وزارتِ خزانہ، 2026ء)۔ لیکن اپنی معاشی اہمیت کے باوجود، یہ شعبہ پسماندہ ہی رہا ہے، جس کی نمو بار بار آنے والے دھچکوں اور دیرینہ ساختی کمزوریوں کے باعث محدود رہی ہے۔

زرعی اراضی کی تقسیم، بالخصوص وراثت کے باعث، نے کھیتوں کے حجم کو پست کر دیا ہے، یوں فارم کا اوسط رقبہ 2010ء میں 6.4 ایکڑ سے کم ہو کر 2024ء میں 5.1 ایکڑ رہ گیا، جبکہ اسی عرصے کے دوران فارموں کی تعداد 8.26 ملین سے بڑھ کر 11.70 ملین تک پہنچ گئی (پاکستان دفتر شماریات، 2026ء)۔ چھوٹے فارموں کے مالکان کم پیداواریت، کم آمدنی اور جدید پیداواری تکنیکوں میں سرمایہ کاری کی محدود استعداد کے منفی چکر میں پھنسے ہوئے ہیں، جس سے وہ معاشی دھچکوں کے ہمراہ قدرتی آفات کے سامنے بھی غیر محفوظ ہو جاتے ہیں۔ تکنیکی مہارت کی کمی، معیاری زرعی خام مال تک محدود رسائی، فصل کی کٹائی کے بعد نقائص اور کمزور مارکیٹ روابط ان چیلنجز کو مزید سنگین بنا دیتے ہیں۔

موجودہ صورتِ حال

کاشت کاروں کی پست اور غیر یقینی آمدنی، کمزور ضمانتی صورتِ حال اور دھچکے برداشت کرنے کی محدود استعداد، باقاعدہ مالی اداروں تک ان کی رسائی کو بھی محدود کر دیتے ہیں۔ زراعت کا نجی شعبے کے کل قرضوں میں حصہ 10 فیصد سے کم ہے اور فارم مالکان میں سے ایک تہائی سے بھی کم کو باقاعدہ مالکاری تک رسائی حاصل ہے۔ مالی اداروں کے موجودہ 93 فیصد قرض گیر چھوٹے کاشت کاروں پر مشتمل ہیں، تاہم سالانہ تقسیم شدہ رقوم میں ان کا اوسط حصہ محض 40 فیصد کے لگ بھگ ہے، اور واجب الادا قرضوں میں ان کا حصہ 60 فیصد ہے (پاکستان دفتر شماریات، 2026ء)۔

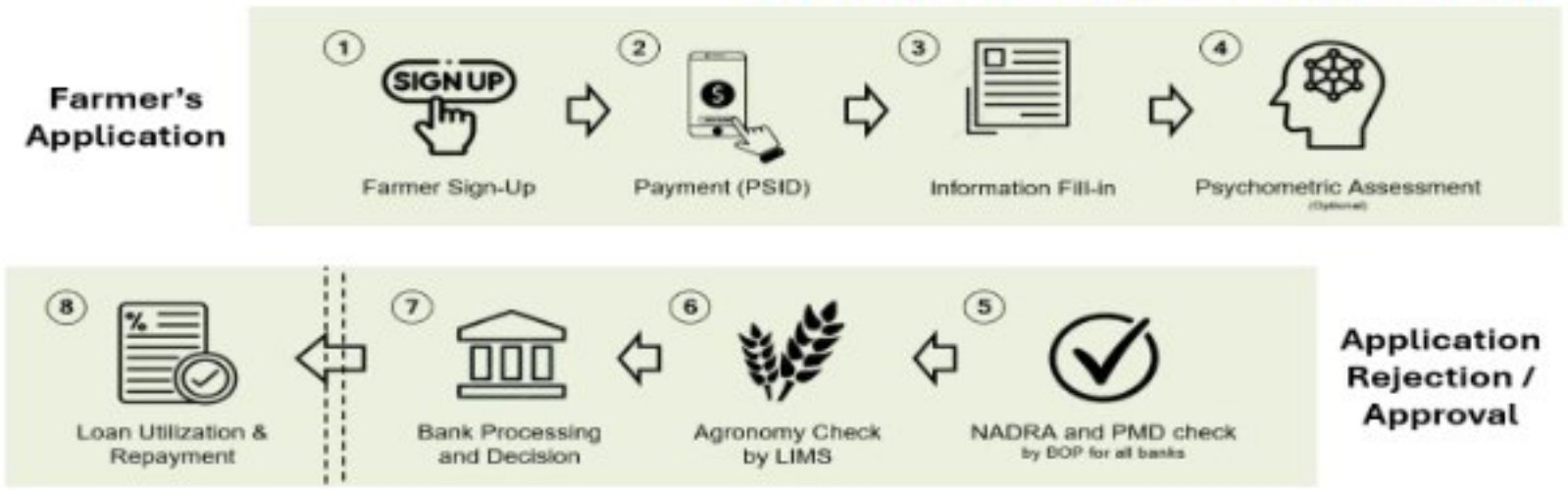
مزید برآں، کمرشل بینکوں کی شاخوں کے وسیع نیٹ ورک کے باوجود، تقریباً 68 فیصد چھوٹے قرض گیر مائیکروفنانس بینکوں، مائیکروفنانس اداروں اور مخصوص بینکوں کے ذریعے خدمات حاصل کرتے ہیں، جو زرعی مالکاری میں مرکزی دھارے کے بینکاری نظام کی مضبوط تر شمولیت کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔ کاشت کار عموماً باقاعدہ مالی اداروں سے رجوع کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں، کیونکہ انہیں رسائی کے مقامات، یعنی زرعی مالکاری فراہم کرنے والی شاخوں کی کمی، پیچیدہ دستاویزات، زیادہ ضمانتی تقاضوں اور ادائیگی کے سخت نظام الاوقات کا سامنا ہوتا ہے۔ دوسری جانب، مالی ادارے، بالخصوص کمرشل بینک، کمزور ضمانت، وصولی کی پست شرح، معاشی و موسمیاتی دھچکوں سے زود پزیری اور ناکافی قانونی نفاذ کے باعث زرعی مالکاری میں کم دلچسپی رکھتے ہیں۔

حل

ان چیلنجز کے پیش نظر، حکومتِ پاکستان اور اسٹیٹ بینک نے پاکستان مینکس ایسوسی ایشن کے اشتراک سے اکتوبر 2025ء میں "زرخیزای" کا آغاز کیا، جو زرعی مالکاری کے لیے ایک جامع ڈجیٹل پلیٹ فارم ہے اور اس کا مقصد مذکورہ بالا بیشتر چیلنجز کا ازالہ کرنا ہے۔ زرخیزای چھوٹے کاشت کاروں کے لیے بلا ضمانت مالکاری کا ہمہ گیر (اینڈ ٹو اینڈ) ڈجیٹل حل ہے۔

اپنے پہلے مرحلے میں، یہ پلیٹ فارم چھوٹے کاشت کاروں کو صرف پیداواری مقاصد کے لیے 10 لاکھ روپے تک بلا ضمانت مالکاری فراہم کرتا ہے۔[35] حکومتِ پاکستان بینکوں کو پہلے خسارے کی بنیاد پر 10 فیصد رسک کوریج اسکیم فراہم کرتی ہے، نیز سال کے دوران فی اضافی قرض دار 10,000 روپے کی رقم بھی دی جاتی ہے۔[36] 10 فیصد خسارے کی پہلی کوریج کو اسکیم اور زرخیزای کے ضوابطِ کار میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بینکوں کے خطرے کو کم کرنے، حقیقی کاشت کاروں کی مالکاری تک رسائی یقینی بنانے، اور خام مال کی خریداری و ادائیگیوں کو آسان بنانے کے لیے، پورٹل پر ایک مضبوط مگر مؤثر ٹیکنالوجی پر مبنی تصدیقی عمل موجود ہے اور اسے غیر نقد خریداریوں تک محدود رکھا گیا ہے۔ کاشت کاروں کو زرعی ٹیکنالوجی سے متعلق مشاورتی خدمات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ خاص طور پر، یہ پلیٹ فارم ڈجیٹل درخواستوں، نادرا اور پی ایم ڈی کے ذریعے مربوط شناختی تصدیق، اراضی معلوماتی نظام (ایل آئی ایم ایس) کے ذریعے زرعی تصدیق، معیاری اسکورنگ ماڈلز، مقررہ کارروائی کے اوقات، اور کثیر بینک روٹنگ میکانزم کے ذریعے قرض کے حصول کے عمل کو آسان بناتا ہے (شکل 2.4.1)۔ سرکاری دستاویزات نادرا/پی ایم ڈی کی جانچ، ایل آئی ایم ایس تشخیص، آن لائن کارروائی، اور مالکاری کے منظم ڈجیٹل استعمال کی تصدیق کرتی ہیں۔ یہ نظام قرضوں کے پیداواری استعمال کو یقینی بنانے کے لیے منظور شدہ زرعی خام مال فراہم کنندگان کے نیٹ ورک سے استفادہ کرتا ہے، اس طرح ایک مربوط طریقہ کار (کلوزڈ لوپ) تشکیل پاتا ہے جو قرضوں کے غلط استعمال کو کم سے کم اور اثر انگیزی کو توانا کرتا ہے۔

شکل 2.4.1: زرخیزی کے تحت مالکاری پر اسس اور ڈجیٹل قرض گاری کا سفر



ماخذ: اسٹیٹ بینک

[35] اہل قرض گیروں میں پنجاب اور خیبر پختونخوا میں 12.5 ایکڑ، سندھ میں 16 ایکڑ اور بلوچستان میں 32 ایکڑ تک اراضی مالکان اور مزارعین شامل ہیں۔ درخواست دہندگان کا پاکستانی شہری اور کاشت کار ہونا، عمر 21 تا 60 سال کے درمیان ہونا، نادرا کے ریکارڈ کے مطابق درست قومی شناختی کارڈ رکھنا، اور قرض خواہ کاشت کار کے اپنے نام پر رجسٹرڈ ایک موبائل سم ہونا ضروری ہے۔

[36] رسک کوریج اسکیم کی مزید تفصیلات اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ پر دستیاب ہیں، https://www.sbp.org.pk/acd/2025/C2.htm

اور زرخیز-ای سرکلر یہاں دستیاب ہے:

https://www.sbp.org.pk/acd/2025/CL1.htm

زرخیزای پاکستان بھر بشمول گلگت بلتستان اور آزاد جموں وکشمیر کے تمام اہل قرض گیر کاشت کاروں کے لیے دستیاب ہے۔ یہ اسکیم ستمبر 2026ء تک 85 فیصد سے زائد اضلاع تک پہنچ چکی ہے، جس میں تقریباً 60,000 کاشت کار رجسٹرڈ ہیں، 36,500 سے زائد درخواستیں جمع کرائی جاچکی ہیں، اور کاشت کار تا مالک تناسب تقریباً 60:40 ہے، جبکہ 7.5 ارب روپے مالیت کے 17,000 سے زائد قرضے منظور کیے جاچکے ہیں۔

دوسرا مرحلہ فی الوقت تشکیل کے زیرِ عمل ہے، جس میں زرخیزای کو ایک وسیع تر نظام میں ڈھالا جائے گا، جس میں مالکاری کے اختیارات کو لائیو اسٹاک کے شعبے اور ضمانتی مالکاری تک وسعت دینا، خام مال اور پیداوار کی آن لائن خرید و فروخت کی سہولت کے لیے مارکیٹ پلیسز کا انضمام، اور ٹیکنالوجی فراہم کنندگان و دیگر مارکیٹ شراکت داروں و اداروں کے ساتھ شراکت داری کو مزید وسیع کرنا شامل ہے۔ اگلے مرحلے میں پلیٹ فارم کو پائیدار بنانے کے لیے کاشت کاروں اور فیلڈ سطح کے متعلقہ فریقوں کی استعداد کاری پر زیادہ توجہ دی جائے گی۔ مقصد یہ ہے کہ زرخیزای کو قرض فراہمی کے ایک ڈجیٹل پلیٹ فارم سے بڑھا کر زرعی مالکاری، مارکیٹوں، مشاورتی خدمات، علم اور دیہی شمولیت کے ایک جامع سہولت کار میں تبدیل کیا جائے۔

* یہ باکس اسٹیٹ بینک کے شعبہ زرعی قرضہ اور مالی شمولیت کی جانب سے پیش کیا گیا ہے۔

حوالہ جات:

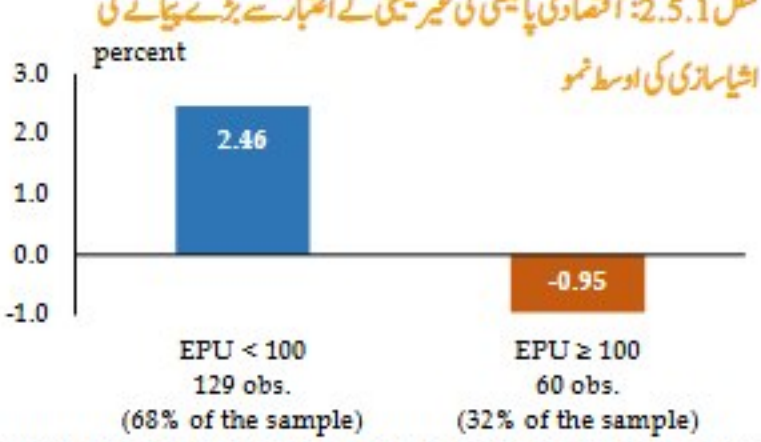
1. Ministry of Finance. (2026). *Pakistan Economic Survey 2025–26: Agriculture*. Government of Pakistan.

2. Pakistan Bureau of Statistics. (2026). *Agriculture Census 2024*. Government of Pakistan.

باکس 2.5: پاکستان میں معاشی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال اور اشیاسازی کی سرگرمی

ملک کے متواتر پالیسی دھچکوں کی وجہ سے گذشتہ دہائی میں معاشی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال بلند رہی ہے، جن میں توانائی کے نرخوں میں اچانک تبدیلیاں اور درآمدی دباؤ کے اقدامات میں شامل ہیں۔ یہ سب 22-2021ء کے دوران اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے اور حال ہی میں مشرق وسطیٰ کے تنازع سے پیدا ہونے والے بڑھتے ہوئے جغرافیائی سیاسی خطرات کے موقع پر وقوع پذیر ہوا (منمو 2022ء)۔ ان دونوں عوامل نے مل کر کاروباری احساسات کو نقصان پہنچایا، سرمایہ جاتی اخراجات میں تاخیر کی وجہ بنے اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی پیداوار پر اثرانداز ہوئے (**شکل 2.5.1**)۔ یہ باکس پاکستان میں صنعتی اور معاشی سرگرمیوں پر معاشی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال کے اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔

شکل 2.5.1: اقتصادی پالیسی کی غیر یقینی کے اعتبار سے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی اوسط نمو



Note: The EPU threshold of 100 is not statistically derived but is treated as an economically meaningful benchmark, which is consistent with the international EPU literature, where values above 100 typically correspond to periods of policy stress.

Sources: Haver; PBS

معاشی نظریہ اور تجرباتی لٹریچر اشیاسازی کی پیداوار پر اثرانداز ہونے والی غیر یقینی صورتِ حال کی کئی ایک عوامل تعین کرتے ہیں (**جدول 2.5.1 میں تلخیص کی گئی ہے**)۔ حوالہ دیے گئے لٹریچر میں زیرِ بحث متغیرات کی بنیاد پر، ہم اقتصادی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال (EPU) اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے درمیان طویل مدتی تعلق کو جوہانسن کوانٹیگریشن ٹیسٹ کے ذریعے جانچتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے، ہم نے جولائی 2015ء سے جون 2026ء تک ماہانہ ڈیٹا استعمال کیا ہے۔ اعداد و شمار اور میکز مم ایگن ویلیو ٹیسٹ دونوں نے ایک کوانٹیگریٹنگ ویکٹر کی موجودگی کی تصدیق کی، جس کے نتیجے میں ویکٹر ایرر کریکشن ماڈل (VECM) کا تخمینہ لگایا گیا۔ **جدول 2.5.2** طویل مدتی نتائج پیش کرتا ہے، جو ظاہر کرتے ہیں کہ معاشی پالیسی کی غیر یقینی صورتِ حال میں ایک فیصد اضافہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی پیداوار کو تقریباً 0.1 فیصد کم کرتا ہے، اور یہ اثر دھچکے کے ایک ماہ بعد ظاہر ہوتا ہے۔[87]

[87] موسمی اثرات کو شامل کرنے کے لیے 11 موسمی مصنوعی متغیرات شامل کیے گئے۔ وی اے آر میں وقفوں کی تعداد منتخب کرنے کے لیے اے آئی سی استعمال کیا گیا، جبکہ ایل ایم ٹیسٹ نے خودکار باہمی ربط نہ ہونے کی تصدیق کی۔

یہ اس معاشی منطق کے مطابق ہے کہ کمپنیوں کو پیداواری عمل میں ردوبدل کے لیے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ مزید برآں، جمع شدہ انوینٹری بھی اثرات کی تاخیر کا باعث بن سکتی ہے کیونکہ کمپنیاں خام مال کی انوینٹری یا رسد ختم ہونے تک پیداوار جاری رکھتی ہیں۔ مزید برآں، ویکٹر ایرر کریکشن ماڈل کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر یقینی صورتِ حال قلیل مدت میں پیداوار کو کم کرتی ہے کیونکہ پہلے عرصے میں صرف تقریباً 2.5 فیصد عدم توازن کی درستی ہوتی ہے۔[88]

نتائج دو مخصوص پالیسی ترجیحات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پہلی اور سب سے براہ راست، ایسی پالیسیاں جو معاشی پالیسی کی غیر یقینی کو کم کرتی ہیں، جن میں شفاف، قواعد پر مبنی مالیاتی اور ضوابطی فیصلوں کے فریم ورک، اور بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورتِ حال کے باعث واضح ابلاغ شامل ہیں؛ اس سے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی پیداوار پر مثبت اثرات مرتب کرنے توقع کی جاتی ہے۔ دوسرا، طویل اور قلیل دونوں مدات میں زرمبادلہ مارکیٹ کی صورتِ حال مستحکم رکھنے اور اسے زیادہ اتار چڑھاو سے بچانے کے حوالے سے شرح مبادلہ کے اہم کردار کو اجاگر کیا جاتا ہے، کیونکہ خام مال اور برآمدی مسابقت پر اس کے اثرات ہوتے ہیں۔

ماڈل پر مبنی ان مضمرات سے بالاتر، اشیاسازی کو تقویت دینے کے لیے ساختی اقدامات کی ضرورت ہے۔ ان میں توانائی کی تنوع، مکمل رسدی زنجیر کی ضو، اور کارکردگی بڑھانے والی سرمایہ کاری کے ذریعے درآمدی توانائی اور نیم تیار خام مال پر انحصار کم کرنا شامل ہیں، جس سے پیداواری لاگت میں کمی آئی گی اور درآمدات کی نسبت برآمدی قیمتوں میں کمی کے دھچکوں کا کم سامنا کرنا پڑے گا۔ درج بالا پالیسی ترجیحات کے ہمراہ، اس سے کاروباری ماحول کے قابلِ پیش گوئی ہونے میں بہتری آسکتی اور فرموں کی سطح کی منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کو سہارا مل سکتا ہے۔

جدول 2.5.1: غیر یقینی صورتِ حال اور اشیاسازی کی سرگرمی

ٹرانسمیشن چینل	شواہد/تبصرے
سرمایہ کاری کی تاخیر	غیر یقینی صورتِ حال کے تحت، کمپنیاں ناقابل واپسی سرمایہ کاری کے لیے پابند ہونے سے پہلے انتظار کرنے کا انتخاب کرتی ہیں، جس سے استعداد کاری میں کمی آتی ہے۔
جاری سرمائے کا سکڑنا	جب منظرنامہ غیر یقینی ہوتا ہے تو بینک قرض کے معیارات کو سخت کر دیتے ہیں اور کمپنیاں اپنی پیداواری سرگرمیاں سست کر دیتی ہیں۔
خام مال کی لاگت کے دباؤ اور شرح مبادلہ کی منتقلی	اشیاسازی کا شعبہ عام طور پر توانائی اور خام مال کی درآمدات پر مبنی ہوتا ہے۔ اس تناظر میں، شرح مبادلہ میں کمی سے خام مال کی لاگت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور پیداوار میں توسیع کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔
تیل کی قیمتوں کے دھچکے	تیل بڑے اشیاسازی کے شعبوں کے لیے بنیادی خام مال ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کے حالیہ تنازع کے بعد تیل کی قیمتوں میں اضافے نے درآمدی بل کو بڑھا دیا ہے اور اشیاسازی کی لاگت میں اضافہ کیا ہے۔
توقعات کے ذرائع	غیر یقینی صورتِ حال کے باعث مہنگائی کی توقعات غیر مستحکم ہیں، جس کے نتیجے میں بھرتی اور پیداواری منصوبوں متاثر ہو گئے ہیں۔

ماخذات: بینک، بلوم، اور ڈیوس، 2016ء؛ بلوم، 2009ء

* اس باکس کی تحریر میں روی کمار اور عبدالباسط کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

1. Bloom, N. (2009). The Impact of Uncertainty Shocks. *Econometrica*, 77(3), 623–685.
2. Tunio, M.W. (2022). Economic Policy Uncertainty and Industrial Activity: An Evidence from Pakistan. MPRA Paper No. 113544
3. Dbouk, W., Moussawi-Haidar, L., & Jaber, M. Y. (2020). The Effect of Economic Uncertainty on Inventory and Working Capital for Manufacturing Firms. *International Journal of Production Economics*, 230, 107888.
4. Mitra, G., Gupta, V., & Gupta, G. (2025). Economic Policy Uncertainty and Firm Performance: An Empirical Investigation of Indian Firms. *Journal of Indian Business Research*, 17(3), 193–220.
5. Mumtaz, H., & Ruch, F. U. (2025). Policy Uncertainty and Aggregate Fluctuations: Evidence from Emerging and Developed Economies. *The World Bank Economic Review*, 40(3), pp 543–564
6. Nusair, S. A. (2025). Economic Policy Uncertainty and Industrial Output in the G7 Countries: An asymmetric Analysis. *Economic Change and Restructuring*, 58(5), 1–40.
7. Zhu, S., & Yu, G. (2022). The Impact of Economic Policy Uncertainty on Industrial Output: The Regulatory Role of Technological Progress. *Sustainability*, 14(16), 10

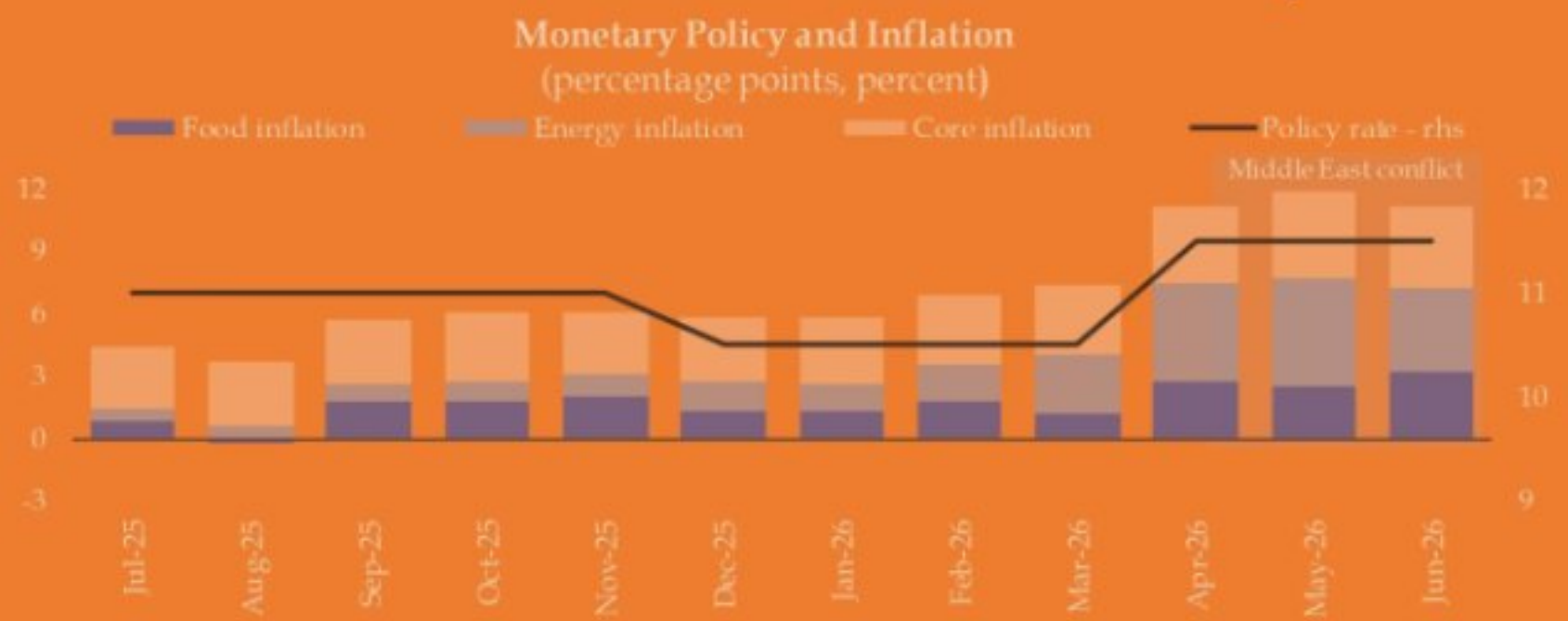
[88] غلطی کی 25 فیصد گنجائش سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے ارتعاش میں توازن معتدل رفتار سے ہوتا ہے۔



3

زری پالیسی اور مہنگائی

اوسط مہنگائی بلحاظِ قومی صارف اشاریہ قیمت مالی سال 26ء میں بڑھ کر 7.1 فیصد ہوگئی ، جبکہ گذشتہ سال یہ 4.5 فیصد تھی ۔ سال کے بیشتر عرصے کے دوران مہنگائی نسبتاً قابو میں رہی ، جس میں مربوط زری سختی اور مالیاتی یکجائی کے اقدامات نے اہم کردار ادا کیا ۔ ان اقدامات کے نتیجے میں ملکی طلب محدود رہی ، جبکہ اجناس کی سازگار عالمی قیمتوں اور بجلی کی قیمتوں میں موافق ردوبدل نے بھی مہنگائی کو قابو میں رکھنے میں معاونت فراہم کی ۔ سال بہ سال مہنگائی جولائی تا فروری 2026ء کے دوران وسط مدتی ہدف کی حد میں رہی ۔ تاہم ، سال کے اختتامی عرصے میں مہنگائی کے دباؤ میں شدت آئی ، کیونکہ مشرقِ وسطیٰ میں تنازعے کے آغاز کے نتیجے میں عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا ، جس کے باعث اپریل 2026ء سے مہنگائی دُہرے ہندسوں میں داخل ہوگئی ۔ اسی اثنا میں ، توانائی کی قیمتوں میں غیر متوقع ردوبدل ، ملک میں آنے والے سیلاب ، اجناس کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ اور عالمی تجارتی محصولات سے متعلق غیر یقینی صورت حال کے باعث مہنگائی کے متظرتامے میں بھی غیر یقینی بڑھ گئی ۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر ، زری پالیسی کمیٹی نے مالی سال 26ء کے دوران محتاط طرزِ عمل برقرار رکھا ۔ دریں اثنا ، گذشتہ برس پالیسی ریٹ میں ہونے والی کمی کے اثرات کی منتقلی کی بدولت ملکی معاشی حالات میں بہتری اور معاشی سرگرمیوں میں بتدریج بحالی کے نتیجے میں نجی شعبے کے قرضوں میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا ۔ اس کے علاوہ ، جدولی بینکوں سے حکومت کی بلند میزانی قرض گیری اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضوں میں اضافے نے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں اضافے کو تقویت دی ۔ اس کے ساتھ ساتھ ، اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں مسلسل اضافے کے نتیجے میں مالی سال 26ء میں زر کی رسد میں بھی زیادہ شرح سے اضافہ ہوا ۔



3 زری پالیسی اور مہنگائی

3.1 پالیسی جائزہ

زری پالیسی کمیٹی نے مہنگائی کے منظرنامے سے متعلق غیر یقینی صورت حال کے پیشِ نظر محتاط طرزِ عمل برقرار رکھا۔ دسمبر 2025ء میں کمیٹی نے پالیسی ریٹ 50 بیسس پوائنٹس کم کیا، کیونکہ کمیٹی کا اندازہ تھا کہ اجناس کی سازگار عالمی قیمتوں اور مہنگائی کی توقعات کے مستحکم رہنے کے باعث مہنگائی ہدف کی حد میں برقرار رہے گی۔ بعد ازاں، زری پالیسی کمیٹی نے جنوری اور مارچ 2026ء میں پالیسی ریٹ موجودہ سطح پر برقرار رکھا، تاہم مشرقِ وسطیٰ میں تنازعے کی وجہ سے مہنگائی کے منظرنامے میں غیر یقینی کے پیشِ نظر اپریل 2026ء میں پالیسی ریٹ میں 100 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کرتے ہوئے اسے 11.5 فیصد کردیا۔ سال کے دوران اختیار کیے گئے اس محتاط طرزِ عمل کے نتیجے میں، عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں کے دھچکوں اور رسدی زنجیر میں رکاوٹوں کے باوجود، مالی سال 26ء کے دوران اوسط مہنگائی بلحاظ قومی صارف اشاریہ قیمت وسط مدتی ہدف کی حد 5.0 تا 7.0 فیصد کی بالائی سطح کے قریب، یعنی 7.1 فیصد رہی۔

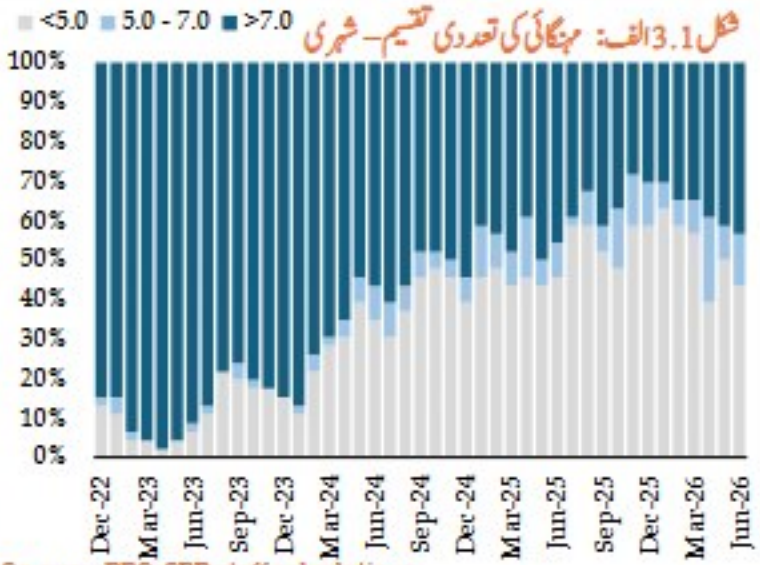
مالی سال 26ء کے آغاز پر، زری پالیسی کمیٹی کی توقع تھی کہ سال بہ سال مہنگائی زیادہ تر ہدف کی حد میں رہے گی، تاہم مالی سال کے اختتام کے قریب چند ماہ کے دوران اس میں عارضی انحراف ہو سکتا ہے۔ یہ اندازہ مناسب طور پر مثبت حقیقی پالیسی ریٹ، مالیاتی یکجائی کے تسلسل، بیرونی کھاتے کی بہتر صورتحال، جو شرحِ مبادلہ کے استحکام میں معاون تھی، اور اجناس کی عالمی قیمتوں کے عمومی طور پر سازگار منظرنامے پر مبنی تھا۔ تاہم، یہ منظرنامہ بعض خطرات سے مشروط تھا، جن میں توانائی کی سرکاری قیمتوں میں توقعات سے زیادہ ردوبدل، سیلاب کے باعث رسد میں ممکنہ رکاوٹیں، گندم کی منڈی میں پیدا ہونے والی مشکلات، اجناس کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ، اور عالمی تجارتی پالیسیوں سے متعلق غیر یقینی صورت حال شامل تھیں۔

زری پالیسی کمیٹی نے ابتدائی طور پر مالی سال 26ء کے لیے حقیقی مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کی شرحِ نمو 3.25 تا 4.25 فیصد رہنے کی پیش گوئی بھی کی تھی۔ زری پالیسی میں قبل ازیں کی گئی نرمی، کاروباری اعتماد میں بہتری اور زراعت میں متوقع بحالی کے مجموعی اثرات سے معاشی نمو کی رفتار برقرار رہنے کی توقع تھی۔ اگرچہ معاشی سرگرمیوں میں توسیع کے نتیجے میں درآمدات میں بھی اضافہ متوقع تھا، تاہم اس کے ساتھ ساتھ عالمی معاشی نمو میں سست روی سے برآمدات کے منظرنامے پر دباؤ پڑنے کی بھی توقع تھی۔ اس کے باوجود، کارکنوں کی ترسیلاتِ زر مضبوط رہنے کی توقع تھی، جس سے مالی سال 26ء میں جاری کھاتے کے خسارے کو جی ڈی پی کے صفر تا 1.0 فیصد کی حد میں رکھنے میں مدد ملنے کی توقع تھی۔

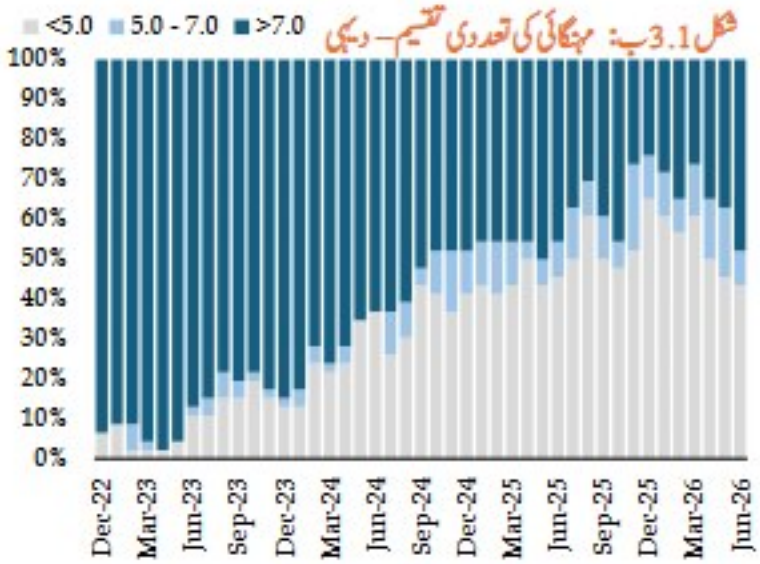
اگرچہ جون تا اگست 2025ء کے دوران مہنگائی وسط مدتی ہدف کی حد کی نچلی سطح سے کم رہی، تاہم کمیٹی نے اندازہ لگایا کہ ملکی اور عالمی دونوں سطح کے عوامل سے پیدا ہونے والی شدید غیر یقینی صورت حال کے باعث قلیل مدتی مہنگائی کا منظرنامہ غیر یقینی کا شکار ہے۔ گیس اور بجلی کے نرخوں میں متوقع ردوبدل سے توانائی کی قیمتیں بڑھنے کے خطرات بھی موجود تھے۔ اگست تا ستمبر مالی سال 26ء کے دوران آنے والے سیلاب نے بھی غیر یقینی صورت حال میں مزید اضافہ کیا، تاہم 2022ء کے سیلاب کے مقابلے میں ان کے اثرات محدود رہے۔

مزید برآں، گاڑیوں، سیمنٹ، کھاد اور پیٹرولیم، آئل اینڈ لبریکنٹس (پی او ایل) کی فروخت میں اضافے کے ساتھ ساتھ نجی شعبے کے قرضوں میں وسیع البنیاد اضافے نے بھی معاشی سرگرمیوں میں مضبوطی کی نشاندہی کی۔ قرض کی لاگت میں کمی اور بینکوں سے حکومت قرض گیری میں کمی نے قرضوں کے پھیلاؤ میں معاونت فراہم کی۔ مزید برآں، جولائی سے اگست مالی سال 26ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران اس میں کمی ریکارڈ کی گئی تھی۔

شکل 3.1الف: مہنگائی کی تعددی تقسیم- شہری



شکل 3.1ب: مہنگائی کی تعددی تقسیم- دیہی



Sources: PBS; SBP staff calculations

اکتوبر 2025ء تک معاشی نمو کے منظرنامے میں مزید بہتری آئی۔ تاہم، مسلسل بلند قوزی مہنگائی، غذائی اشیا اور اجناس کی عالمی قیمتوں سے متعلق غیر یقینی صورت حال، اور اس سے قبل پالیسی ریٹ میں کی گئی کمی کے اثرات کے سامنے آنے کے باعث محتاط طرزِ عمل برقرار رکھنا ضروری تھا۔ چنانچہ، زری پالیسی کمیٹی نے جولائی، ستمبر اور اکتوبر 2025ء کے اجلاسوں میں پالیسی ریٹ کو 11.0 فیصد کی سطح پر برقرار رکھا۔

دسمبر 2025ء تک خطرات کے توازن میں بہتری آئی، کیونکہ مہنگائی ہدف کی حد کے اندر رہی اور اس کے منظرنامے میں بہتری آئی، اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی، اور معاشی سرگرمیوں میں تیزی آئی، جبکہ مہنگائی اور جاری کھاتے پر ضرورت سے زیادہ دباؤ پیدا نہیں ہوا۔ بیرونی قرضوں کی نمایاں واپسی کے باوجود زرمبادلہ کے ذخائر میں بھی اضافہ ہوا۔ ان پیش رفتوں، بالخصوص مہنگائی کے بہتر منظرنامے نے حقیقی پالیسی ریٹ کو مناسب حد تک مثبت سطح پر برقرار رکھتے ہوئے پالیسی ریٹ محتاط انداز میں 50 بیسس پوائنٹس کم کرکے اسے 10.5 فیصد تک لانے کی گنجائش فراہم کی۔ بعد ازاں، زری پالیسی کمیٹی نے جنوری 2026ء میں مسلسل بلند قوزی گرانی اور توقعات سے زیادہ مضبوط معاشی سرگرمیوں کے پیشِ نظر پالیسی ریٹ موجودہ سطح پر برقرار رکھا، جس کی بدولت مالی سال 26ء کے لیے شرحِ نمو کے تخمینے پر نظرثانی کرکے 0.5 فیصدی درجے کا اضافہ کرتے ہوئے اسے 3.75 تا 4.75 فیصد کر دیا گیا۔ دریں اثنا، اسٹیٹ نے معاشی اساس میں بہتری کے عین مطابق بینکوں کے اوسط مطلوبہ نقد محفوظ 6 فیصد سے کم کرکے دوبارہ 5 فیصد کر دی۔[1]

تاہم، فروری 2026ء کے اواخر میں مشرقِ وسطیٰ میں تنازعے کے آغاز نے مستقبل قریب میں مہنگائی میں اضافے کے نمایاں خطرات پیدا کر دیے۔ عالمی سطح پر ایندھن کی قیمتوں، مال برداری اور بیمہ کی لاگت میں تیزی سے اضافہ ہوا، جبکہ تجارت اور نقل و حمل کے راستوں میں بھی خلل پڑا۔ تنازعے کے دورانیے اور شدت سے متعلق بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورت حال اور مہنگائی، معاشی نمو اور بیرونی کھاتے کو لاحق بڑھتے ہوئے خطرات کے پیشِ نظر، زری پالیسی کمیٹی نے مارچ 2026ء میں پالیسی ریٹ 10.5 فیصد پر برقرار رکھا۔

تنازع کے طول پکڑنے کے ساتھ ساتھ، مہنگائی پر اس کے اثرات میں بھی شدت اور وسعت آتی گئی۔ عالمی سطح پر توانائی کی قیمتیں تنازعے سے قبل کی سطح کے مقابلے میں نمایاں طور پر بڑھ گئیں، جبکہ حکومت نے بھی اس اضافے کا بوجھ مقامی صارفین کو منتقل کر دیا۔ نتیجتاً، مہنگائی بلحاظِ قومی صارف اشاریہ قیمت میں وسیع البنیاد اضافہ ہوا اور اپریل 2026ء تک یہ دہرے ہندسوں میں پہنچ گئی۔ قوزی مہنگائی میں بھی اضافہ ہوا، جبکہ مہنگائی کی توقعات اور صارفین و کاروباری اداروں کے اعتماد میں کمی آئی۔

مالی سال 26ء کی آخری سہ ماہی کے دوران صارف اشاریہ قیمت میں شامل اشیا کی ایک بڑی تعداد کی قیمتوں میں اضافے سے مہنگائی کے پھیلاؤ کی خاص طور پر عکاسی ہوئی، جس کے نتیجے میں مہنگائی وسط مدتی ہدف کی حد کی بالائی سطح سے تجاوز کر گئی

[1] نومبر 2021ء میں، اسٹیٹ بینک نے مقامی طلب کو قابو میں رکھنے کے لیے اوسط مطلوبہ نقد محفوظ کو 5 فیصد سے بڑھا کر 6 فیصد اور یومیہ کم از کم تقاضے کو 3 فیصد سے بڑھا کر 4 فیصد کر دیا۔

جدول 3.1: زری مجموعے – مالی سال 26ء

ارب روپے، نمو فیصد میں

	اسٹاکس کا اختتامی عرصہ		اسٹاک میں تبدیلی		نمو (سال بہ سال)	
	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء
زرِ وسیع (ایم ٹو)	40,506.3	46,460.1	4,624.5	5,953.8	12.9	14.7
خالص بیرونی اثاثے	464.9	2,138.5	1,602.8	1,673.7	-140.8	360.0
خالص ملکی اثاثے	40,041.5	44,321.6	3,021.7	4,280.1	8.2	10.7
میزانی قرض گیری	34,078.3	36,325.6	4,354.4	2,247.2	14.6	6.6
ایس بی پی	3,836.2	590.7	-691.5	-3,245.5	-15.3	-84.6
جدولی بینک	30,242.2	35,734.8	5,045.9	5,492.7	20.0	18.2
اجناسی سرگرمیاں	1,066.5	1,008.6	-311.8	-58.0	-22.6	-5.4
نجی شعبے کو قرض	9,948.7	11,412.0	1,081.9	1,463.3	12.2	14.7
سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض	2,104.4	2,338.7	-87.1	234.3	-4.0	11.1
دیگر اجزا خالص	-8,089.5	-7,419.9	-2,487.0	669.6	44.4	-8.3
زیرِ گردش کرنسی	10,634.5	11,941.5	1,481.4	1,307.0	16.2	12.3
ڈپازٹس	34,590.5	39,810.0	4,408.8	5,219.5	14.6	15.6
زرِ بنیاد	12,970.6	14,474.6	1,357.8	1,503.9	11.7	11.6

ماخذ: ایس بی پی

(شکل 3.1)۔ زری پالیسی کمیٹی نے اندازہ لگایا کہ مالی سال 27ء کے بیشتر عرصے کے دوران سال بہ سال مہنگائی ڈہرے ہندسوں میں رہے گی اور بدقی حد کی بالائی سطح سے تجاوز کرے گی۔ لہٰذا، کمیٹی نے تیل کی قیمتوں کے دھچکوں کے ممکنہ دورِ ثانی کے اثرات کو محدود رکھنے اور مہنگائی کی توقعات کو مستحکم رکھنے کے لیے اپریل 2026ء میں پالیسی ریٹ میں 100 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کرتے ہوئے اسے 11.5 فیصد کر دیا (**باکس 3.1 اور 3.2**)۔

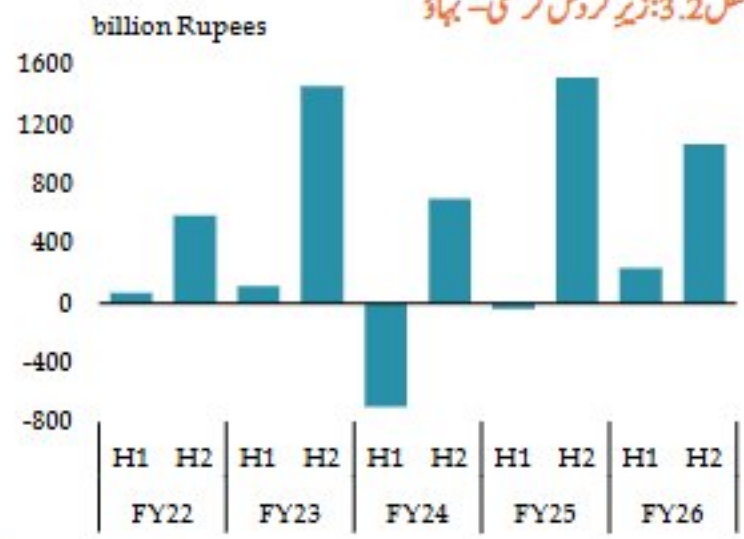
زری پالیسی کمیٹی نے عالمی رسدی دھچکوں کے حوالے سے بیرونی شعبے کی حساسیت کو کم کرنے کے لیے جامع ساختی اصلاحات کی فوری ضرورت پر بھی زور دیا۔ کمیٹی نے اس امر کا اعادہ کیا کہ مالیاتی یکجائی کے تسلسل کے ساتھ ساتھ ساختی اصلاحات کو منسلک کرنا ناگزیر ہے تاکہ ملکی معیشت کو ممکنہ رسدی رکاوٹوں سے محفوظ رکھا جاسکے اور رسدی دھچکوں کے دورِ ثانی کے اثرات کو معیشت میں مستقل طور پر جڑ پکڑنے سے روکا جاسکے۔

3.2 زری مجموعے

مالی حالات میں بہتری کے ماحول میں زرِ وسیع (ایم ٹو) کی نمو مالی سال 25ء کے 12.9 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 26ء میں بڑھ کر 14.7 فیصد ہوگئی۔ اس اضافے میں بنیادی کردار خالص ملکی اثاثوں میں توسیع کا رہا، جبکہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں بھی اضافہ ہوا (**جدول 3.1**)۔ گذشتہ سال کے مقابلے میں کم ہونے کے باوجود نمایاں میزانی قرض گیری کے ساتھ ساتھ نجی شعبے اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضوں میں اضافہ خالص ملکی اثاثوں میں توسیع کا باعث بنا۔ مزید برآں، بڑے پیمانے پر خریداریوں[2] کے ذریعے زرِمبادلہ ذخائر میں اضافے، بین الاقوامی سطح پر سونے کی قیمتوں میں نمایاں اضافے کے باعث اسٹیٹ بینک کے سونے کے ذخائر کی قدر بڑھنے اور بیرونی واجبات کی بازادائیگی کے نتیجے میں بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں توسیع ہوئی۔

[2] مالی سال 26ء کے دوران، اسٹیٹ بینک نے انٹربینک مبادلہ مارکیٹ سے 8.1 ارب ڈالر کی خالص خریداری کی، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ خریداری 7.7 ارب ڈالر تھی۔

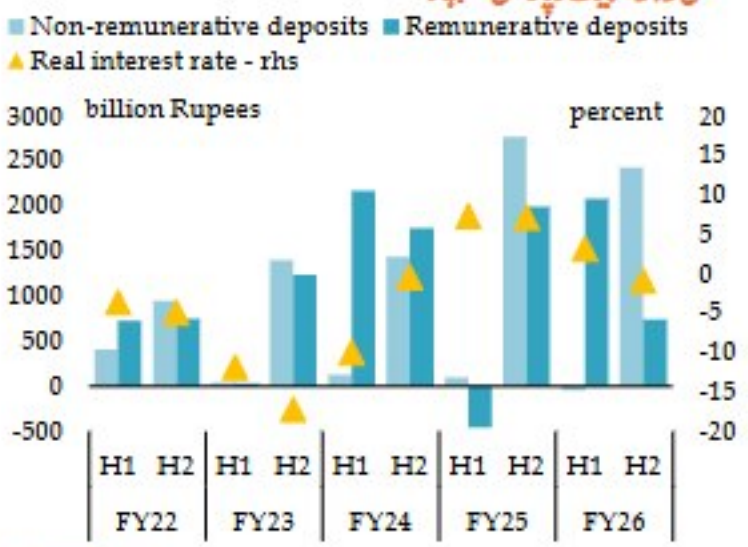
شکل 3.2: زیرِ گردش کرنسی- بہاؤ



Source: SBP

واجبات کے لحاظ سے، مالی سال 26ء کے دوران زیرِ گردش کرنسی میں 1.3 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا، جو مالی سال 25ء میں ہونے والے 1.5 ٹریلین روپے کے اضافے سے کم ہے (**شکل 3.2**)۔ تاہم، جی ڈی پی کے لحاظ سے زیرِ گردش کرنسی تقریباً 9 فیصد کی سطح پر بدستور برقرار رہی۔ اس اعتدال کی وجہ حقیقی شرحِ سود کا مثبت ہونا قرار دیا جاسکتا ہے۔ پورے مالی سال کے دوران اس معمولی اعتدال کے باوجود، مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں رمضان اور عید، ترسیلاتِ زر کی بلند آمد[3] اور معاشی سرگرمی میں بہتری کے باعث کرنسی کی طلب میں نمایاں اضافہ ہوا۔ علاقائی جغرافیائی و سیاسی غیر یقینی صورتِ حال میں اضافے نے بھی مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں احتیاطی طور پر نقد رقم رکھنے کے رجحان نے بھی ممکنہ طور پر اس میں کردار ادا کیا۔

شکل 3.3: بینک ڈپازٹس- بہاؤ



Source: SBP

بینکوں کے ڈپازٹس میں مالی سال 26ء کے دوران 5.2 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 25ء میں 4.4 ٹریلین روپے کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ ڈپازٹس کی اقسام کے لحاظ سے، نفع بخش ڈپازٹس نے کرنٹ اکاؤنٹ ڈپازٹس کے مقابلے میں قدرے زیادہ حصہ ڈالا۔ مزید برآں، سال کے دوران ڈپازٹس میں ہونے والی تبدیلی کا رجحان اور اس کے بنیادی عوامل بھی مختلف رہے۔ مالی سال 26ء کی پہلی ششماہی میں ڈپازٹس میں 2.0 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا، جس میں نفع بخش ڈپازٹس میں اضافے نے کرنٹ اکاؤنٹ ڈپازٹس میں ہونے والی معمولی کمی کے اثر کو مکمل طور پر زائل کر دیا۔ مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں ڈپازٹس میں 3.2 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا (**شکل 3.3**)، جس کی بنیادی وجہ کرنٹ اکاؤنٹ ڈپازٹس میں اضافہ تھا۔ ڈپازٹس میں اضافے کے موسمی رجحان کے بعد اس اضافے کا بیشتر حصہ مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی، بالخصوص جون 2026ء میں مرتکز رہا۔

سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضہ

سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو فراہم کردہ قرضوں میں مالی سال 26ء کے دوران 234.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جبکہ اس سے قبل کے دو برسوں میں قرضوں کی خالص واپسی ریکارڈ کی گئی تھی (**جدول 3.1**)۔ یہ اضافہ بڑی حد تک چند اداروں تک محدود رہا، جن میں سینٹرل پاور پرچیزنگ ایجنسی (سی پی پی اے)، پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او)، پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن (پی این ایس سی) اور پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز ہولڈنگ کمپنی شامل ہیں۔

حکومت اور شیڈول بینکوں کے درمیان طے شدہ انتظام کے تحت سی پی پی اے کی جانب سے قرض گیری میں اضافہ بجلی کے شعبے میں جمع شدہ واجبات کی ادائیگی کے لیے کیا گیا تھا۔[4] مزید برآں، پی ایس او نے اپنے بھاری قابلِ وصول واجبات کے

[3] تجرباتی لٹریچر کے مطابق ترسیلاتِ زر پاکستان میں زیرِ گردش کرنسی کو متاثر کرنے والے اہم عوامل میں شامل ہیں، کیونکہ یہ آمدنی میں اضافہ کرتی ہیں اور نتیجتاً نقد لین دین کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ (اعجاز و دیگر، 2019ء)، پاکستان میں زیرِ گردش کرنسی کی بڑھتی ہوئی طلب کا معمہ۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان، اسٹاف نوٹس نمبر 1/2020ء۔

[4] پریس ریلیز نمبر 264، اس لنک پر دستیاب ہے: https://pid.gov.pk/site/press_detail/30458

جدول 3.2: نیلامی کا خلاصہ – مالی سال 26ء

ارب روپے، تناسب

	ہدف	قبولیت	قبولیت (عرصیت کا خاص)	ہدف تا عرصیت	پیکش تا ہدف	قبولیت تا عرصیت
			ٹریژری بلز			
پہلی سہ ماہی – مالی سال 26ء	2,975.0	3,549.2	515.5	0.9	3.2	1.2
دوسری سہ ماہی – مالی سال 26ء	5,250.0	5,776.2	321.3	0.9	2.4	1.1
تیسری سہ ماہی – مالی سال 26ء	3,900.0	4,832.7	875.1	0.9	2.6	1.2
چوتھی سہ ماہی – مالی سال 26ء	7,400.0	8,494.7	1,389.6	1.0	3.1	1.2
مجموعہ	**19,475.0**	**22,652.9**	**3,101.6**	**1.0**	**2.8**	**1.2**
			پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز			
معینہ شرح						
پہلی سہ ماہی – مالی سال 26ء	1,000.0	1,635.5	1,050.6	1.7	5.0	2.8
دوسری سہ ماہی – مالی سال 26ء	1,250.0	1,744.4	1,092.8	1.9	4.4	2.7
تیسری سہ ماہی – مالی سال 26ء	1,300.0	1,563.5	1,563.5	–	3.6	–
چوتھی سہ ماہی – مالی سال 26ء	1,000.0	1,300.3	1,142.5	6.3	4.0	8.2
مجموعہ	**4,550**	**6,243.8**	**4,849.4**	**3.3**	**4.2**	**4.5**
رواں شرح						
پہلی سہ ماہی – مالی سال 26ء	1,850.0	1,556.7	674.2	2.1	4.7	1.8
دوسری سہ ماہی – مالی سال 26ء	–	–	−90.5	–	–	0.0
تیسری سہ ماہی – مالی سال 26ء	650.0	402.9	−114.9	1.3	12.9	0.8
چوتھی سہ ماہی – مالی سال 26ء	–	–	−1,213.6	–	–	0.0
مجموعہ	**2,500**	**1,959.6**	**−744.7**	**0.9**	**6.8**	**0.7**

نوٹ: اعداد و شمار میں تمام حسکات کی عرف مالیت دکھائی گئی، قبول شدہ رقم میں مسابقتی و غیر مسابقتی بولیاں شامل ہیں، جبکہ پی آئی بیز کے لیے نشارٹ سیل سٹرانزیکشنز بھی شامل ہیں۔

ماخذ: ایس بی پی

باعث نقد کے بہاؤ کو منظم رکھنے کے لیے قلیل مدتی قرضوں پر انحصار کیا۔[5] دریں اثناء پی این ایس سی نے نئے آئل ٹینکرز کی خریداری کے لیے مالی اعانت حاصل کرنے کی غرض سے قرض لیا،[6] جبکہ پی آئی اے ہولڈنگ کمپنی نے پہلے سے لیے ہوئے قرضوں کی لاگت پوری کرنے کے لیے مزید قرض لیا۔[7]

اجناس سرگرمیوں کی مالکاری

نجی شعبے کو گندم کی خریداری اور انتظام کی ترغیب دینے کے لیے حکومتی پالیسی میں تبدیلی کے پیش نظر، مالی سال 26ء میں اجناس سرگرمیوں کی مالکاری میں مسلسل تیسرے سال قرضوں کی خالص واپسی ریکارڈ کی گئی۔ سندھ حکومت نے مالی سال 26ء کے دوران گندم کے ذخائر جاری کرنے کے بعد اپنے واجب الادا قرض کی جزوی ادائیگی کی۔[8] پاکستان ایگریکلچرل اسٹوریج اینڈ سروسز کارپوریشن (پاسکو) نے بھی سال کے دوران اپنے واجب الادا اجناس قرضوں میں تخفیف کی، جبکہ پنجاب

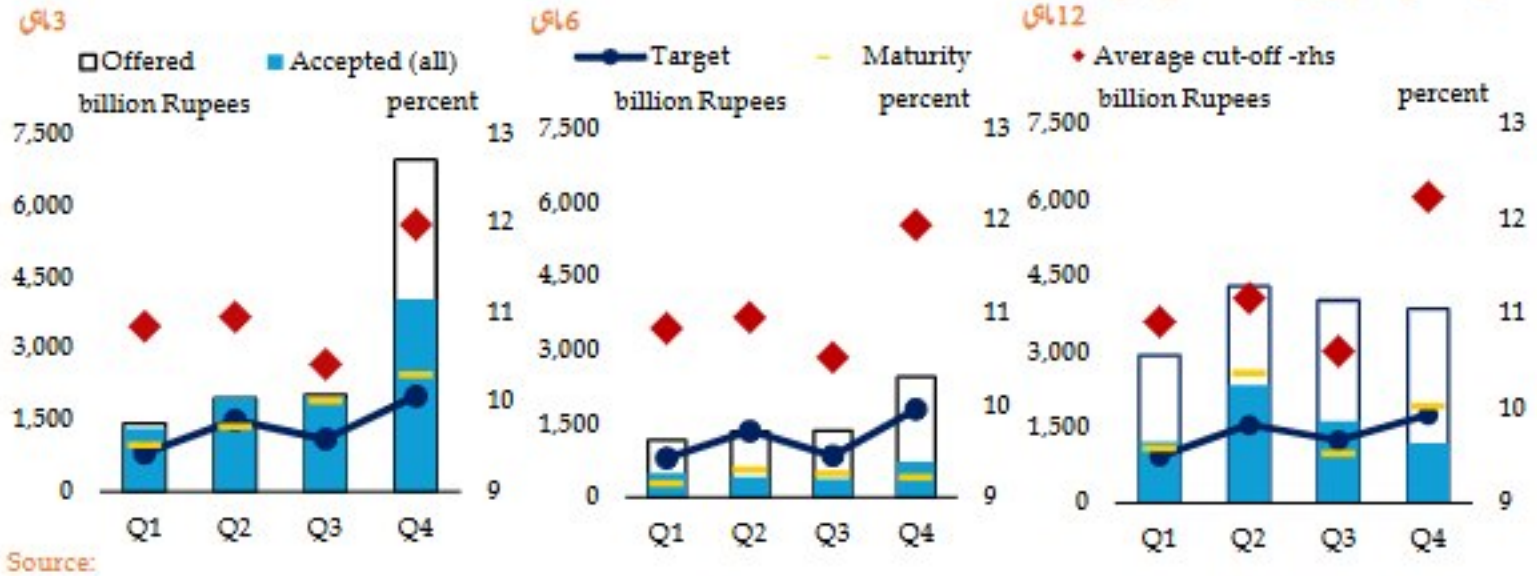
[5] پی ایس او (2026ء)۔ نوماہ کے غیر آڈٹ شدہ مختصر عبوری مالی گوشوارے۔ پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی۔

[6] پی این ایس سی (2026ء)۔ نوماہ کے لیے مجموعی مختصر عبوری مالی گوشوارے۔ پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن۔

[7] پی آئی اے ایچ سی ایل (2026ء)۔ تیسری سہ ماہی کے مالی نتائج۔ پی آئی اے ہولڈنگ کمپنی لمیٹڈ۔

[8] ماخذ: https://cm.sindh.gov.pk/news/sndh-aby--palysy-oharyn-la-sryar-palysy-mlazmn-ky-rygyoln-r-maholyaty-thfth-yn-ahm-sarn-jy-mnthory-cy-y

شکل 3.4: ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ – مالی سال 26ء



Source: SBP

حکومت نے مارکیٹ پر مبنی اجناسی سرگرمیوں کی جانب منتقلی کی پالیسی کے مطابق اپنے قرض کے اسٹاک کی مکمل ادائیگی کر دی۔[9]

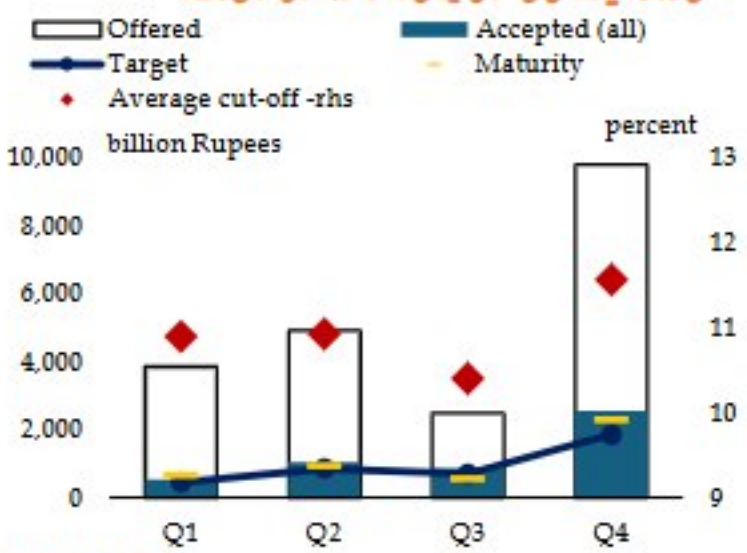
میزانی قرض گیری

بینکاری نظام سے حکومت کی خالص میزانی قرض گیری مالی سال 25ء میں 4.4 ٹریلین روپے کے مقابلے میں تقریباً نصف ہو کر مالی سال 26ء میں 2.2 ٹریلین روپے ہو گئی۔ اگرچہ حکومت نے شیڈول بینکوں سے اپنی قرض گیری میں اضافہ کیا، تاہم اسٹیٹ بینک کو کی جانے والی بڑی ادائیگیوں نے اس اضافے کے اثر کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔

حکومت نے اپنے ملکی قرض کے خاکہ عرصیت کو ہموار رکھنے کے لیے اسٹیٹ بینک کے قرض کی واپسی کی رفتار تیز کر دی۔ اس قرض کے ایک بڑے حصے کی عرصیت (maturity) مالی سال 29ء میں مقرر تھی۔[10] عرصیت مکمل ہونے سے قبل قرض کے ایک حصے کی ادائیگی کر کے حکومت نے مستقبل میں قرض کی نومالکاری کے بوجھ کو کم کیا اور قرض کی واپسی کو زیادہ مساوی انداز میں تقسیم کیا۔ مزید برآں، ملکی قرض کے خاکہ عرصیت کو طویل کرنے اور پست شرح سود سے فائدہ اٹھانے کے لیے حکومت نے مالی سال 26ء کے دوران ٹریژری بلز کے اہداف میچورٹیز کے مطابق مقرر کیے، جبکہ پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز) کے لیے بلند اہداف مقرر کیے (جدول 3.2)۔

ٹی بلز کی نیلامیوں میں سرمایہ کاروں کی توجہ زیادہ تر ایک سالہ مدت کے بلز میں مرتکز رہی۔ تاہم، سال کے بعد جغرافیائی و سیاسی کشیدگی اور اس سے وابستہ غیر یقینی صورت حال میں اضافے کے باعث مارکیٹ کی ترجیحات نسبتاً مختصر مدت کے بلز، بالخصوص ایک ماہی اور سہ ماہی ٹی بلز، کی جانب منتقل ہو گئیں (شکل 3.4 اور 3.5)۔

شکل 3.5: یک ماہی ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ – مالی سال 26ء



Source: SBP

[9] حکومت پنجاب (2025ء)۔ پنجاب ڈیبٹ بلیٹن۔ حکومت پنجاب۔

[10] آئی ایم ایف (2025ء)۔ پاکستان: توسیعی سہولت فنڈ کے توسیعی معاہدے کے تحت دوسرے جائزے کی رپورٹ۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ۔

جدول 3.3: پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز

تناسب

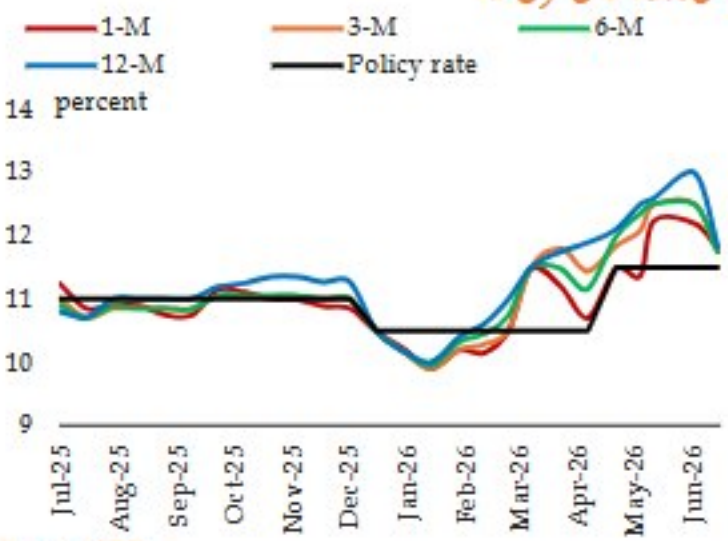
	پیشکش تا ہدف		تحویلت تا ہدف	
	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء
دو سالہ زیرو کوپن	2.8	2.4	0.8	0.6
تین سالہ معینہ	3.1	3.6	0.9	1.1
پانچ سالہ معینہ	3.6	3.5	1.3	1.4
دس سالہ معینہ	2.1	2.9	1.2	1.2
پندرہ سالہ زیرو کوپن	1.4	11.6	1.0	3.3
دو سالہ پی ایف ایل (ششماہی منافع)	1.6	–	0.03	–
پانچ سالہ پی ایف ایل (ششماہی منافع)	1.9	–	0.7	–
دس سالہ پی ایف ایل (ششماہی منافع)	3.5	6.8	1.6	0.8

ماخذ: اے ٹی بی پی

مالی سال 26ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹی بلز کی نیلامیوں میں قاطع شرح ہائے سود پالیسی ریٹ کے قریب آگئیں (**شکل 3.6**)۔ دسمبر 2025ء میں پالیسی ریٹ میں کمی کے بعد، مارکیٹ کے شرکا کو ابتدائی طور پر توقع تھی کہ اسٹیٹ بینک جنوری 2026ء میں پالیسی ریٹ مزید کم کرے گا۔ تاہم، مشرقِ وسطیٰ میں تنازع شروع ہونے کے باعث مہنگائی کی توقعات میں اضافہ ہوا اور مارکیٹ کے احساسات زیادہ سخت زری حالات کی جانب منتقل ہوگئے۔ چنانچہ، بعد کی نیلامیوں میں مارکیٹ نے زیادہ منافع کے لیے بلند شرحوں کے لیے پیشکشیں کیں۔ مزید برآں، مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی کے دوران حکومتی بجٹ خسارے کو پورا کرنے کے لیے مالیاتی ضروریات میں اضافے نے قاطع شرحوں پر مزید دباؤ بڑھایا۔ اس کے نتیجے میں قاطع شرح ہائے سود پالیسی ریٹ سے اوپر چلی گئیں اور ان میں اتار چڑھاؤ بھی بڑھ گیا۔ تاہم، جیسے ہی مارکیٹ میں غیر یقینی صورت حال بہتر ہونا شروع ہوئی، جون 2026ء میں قاطع شرحیں دوبارہ پالیسی ریٹ کے قریب آگئیں۔

مجموعی طور پر، حکومت نے ٹی بلز کے ذریعے خالص قرض گیری کی، جس میں زیادہ تر اضافہ مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی کے دوران ریکارڈ کیا گیا۔ مہنگائی میں اضافے

شکل 3.6: قاطع شرح سود



Source: SBP

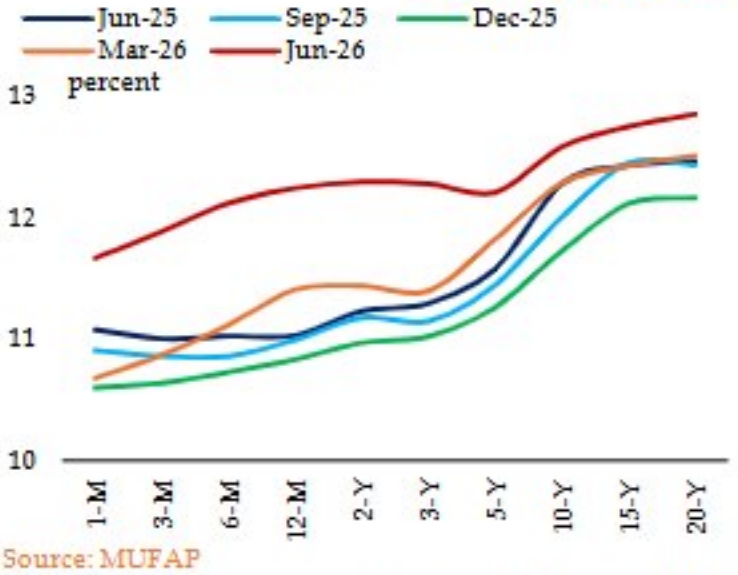
کے خطرات اور پالیسی ریٹ سے متعلق غیر یقینی بڑھنے کے باعث سرمایہ کاروں نے بلند منافع والے طویل مدتی معین شرح آلات پر زیادہ رغبت دکھائی۔ نتیجتاً، حکومت نے بالخصوص چوتھی سہ ماہی کے دوران قلیل مدتی ٹی بلز کے ذریعے زیادہ فنڈز اکٹھے کیے۔ اس حکمتِ عملی کے ذریعے حکومت نسبتاً کم لاگت پر اپنی فوری مالی ضروریات پوری کرنے میں کامیاب رہی۔

مالی سال 26ء کے دوران پی آئی بیز بدستور سرمایہ کاروں کی توجہ کا مرکز رہے، تاہم غیر یقینی صورت حال میں اضافے کے باعث دوسری ششماہی کے دوران پیشکشوں میں کسی حد تک کمی آئی۔ بالخصوص 15 سالہ زیرو کوپن پی آئی بیز اور 10 سالہ ششماہی منافع والے پی ایف ایلز کے لیے طلب خاصی مضبوط رہی، جن کے لیے سب سے زیادہ پیشکشیں موصول ہوئیں (**جدول 3.3**)۔ مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں سرمایہ کاروں نے زیادہ منافع بھی طلب کیا۔ حکومت نے نسبتاً بلند شرحوں پر قرض لینے سے گریز کرنے کے لیے کم رقوم قبول کیں اور بعض نیلامیوں میں تمام بولیاں مسترد کر دیں۔[11]

مالی سال 26ء کے دوران پی آئی بیز کی نیلامیوں میں حکومت کی طویل مدتی قرض گیری کی حکمتِ عملی میں نمایاں تبدیلی دیکھنے میں آئی۔ مالی سال 25ء میں رواں شرح والے ششماہی آلات روایتی طویل مدتی آلات پر غالب رہے تھے۔ تاہم، مالی سال 26ء کے دوران حکومت نے اپنی قرض گیری کا رخ معین شرح اور زیرو کوپن

[11] مثال کے طور پر، حکومت نے 28 اپریل 2026ء کی معینہ شرح والے پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز کی نیلامی میں موصول ہونے والی تمام بولیاں مسترد کر دیں، اور اسی طرح 15 سالہ اور 10 سالہ معینہ شرح والے پی آئی بیز اور 10 سالہ پی ایف ایلز کی متعدد دیگر نیلامیوں میں بھی ایسا کیا گیا۔

شکل 3.7: ثانوی بازار کا خطِ یافت



Source: MUFAP

پی آئی بیز کی جانب منتقل کر دیا (**جدول 3.3**)۔ اس حکمتِ عملی سے شرح سود کے خطرے میں کمی آئی اور مستقبل میں قرض کی لاگت سے متعلق پیش گوئی کی صلاحیت بہتر ہوئی۔

مالی سال 26ء کی پہلی ششماہی میں ثانوی مارکیٹ کی یافتوں میں کمی واقع ہوئی، جس سے بڑی حد تک پالیسی ریٹ میں کمی اور مزید زری نرمی کی توقعات کی عکاسی ہوتی ہے۔ تاہم، مارچ 2026ء سے غیر یقینی صورت حال میں اضافے کے باعث منافع کی شرحیں بڑھنا شروع ہو گئیں (**شکل 3.7**)۔ اس کے باوجود، خطِ یافت (Yield Curve) کا مثبت جھکاؤ برقرار رہا، جو مستقبل میں معاشی نمو اور مہنگائی کے حوالے سے پُرامیدی کے ساتھ ساتھ بلند غیر یقینی صورت حال کی بھی عکاسی کرتا ہے۔

بین البینک سیالیت

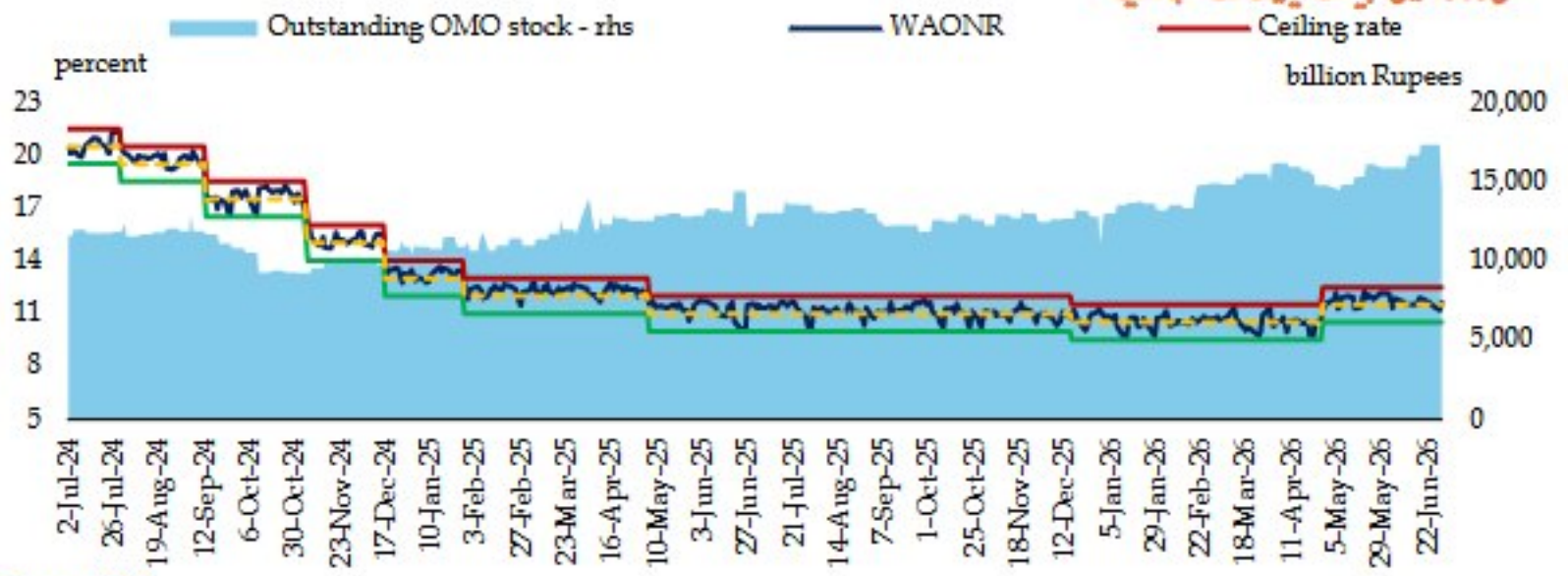
مالی سال 26ء میں بین البینک سیالیت دباؤ میں رہی، جس کی بنیادی وجوہ میں شیڈول بینکوں سے حکومت کی قرض گیری میں اضافہ، نجی شعبے کے قرضوں میں توسیع اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضوں میں اضافہ شامل تھے۔ ڈپازٹس میں مضبوط نمو، مطلوبہ نقد محفوظ کی شرائط میں کمی، اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ کی خالص خریداری، اجناسی سرگرمیوں کے لیے جاری کیے گئے قرضوں کی واپسی اور زیرِ گردش کرنسی میں اعتدال نے دباؤ کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔

سیالیت کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کی کارروائیوں نے دباؤ کو موثر طور پر منظم کیا، اس کے نتیجے میں مالی سال 26ء میں بازارِ زر کے سودوں (او ایم اوز) کے اوسط بقایا اسٹاک مالی سال 25ء کے 11.4 ٹریلین روپے کے مقابلے میں بڑھ کر 13.9 ٹریلین روپے پر پہنچ گئے۔ مارکیٹ میں مداخلت بنیادی طور پر 7 روزہ اور 14 روزہ مدت پر مرتکز رہی۔ سیالیت کی کارروائیاں مارکیٹ کے حالات سے قریبی مطابقت کے ساتھ جاری رہیں، جس سے شبینہ شرحوں کو پالیسی ریٹ کے قریب مستحکم رکھنے میں مدد ملی (**شکل 3.8**)۔ مالی سال 26ء کے دوران بہ وزن اوسط شبینہ ریپو ریٹ (WAONR) اوسطاً پالیسی ریٹ سے 9.4 بیسس پوائنٹس زیادہ رہا، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ فرق 23.4 بیسس پوائنٹس تھا (**شکل 3.9**)۔

سیالیت کے جاری دباؤ کے باوجود، مالی سال 26ء کے دوران بینکوں کی بالائی شرح کی سہولت سے استفادے میں کمی آئی۔ بالائی شرح کی سہولت سے استفادے کا دورانیہ 167 دنوں سے کم ہو کر 142 دن رہ گیا، جبکہ قرض لینے والے بینکوں کی اوسط تعداد تین سے کم ہو کر دو ہو گئی اور ہر سودے کے تحت حاصل کیے گئے قرض کی اوسط رقم 193.2 ارب روپے سے کم ہو کر 158.1 ارب روپے رہ گئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بازارِ زر کے سودوں کی باقاعدگی نے بڑی حد تک بینکوں کی سیالیت کی ضروریات پوری کر دیں اور اسٹیٹ بینک سے شبینہ شرح پر قرض لینے کی ضرورت کم ہو گئی۔ اسی طرح، نچلی شرح کی سہولت سے استفادے میں بھی 33 فیصد کمی ہوئی اور یہ تین سال کی کم ترین سطح، یعنی 164 دن، رہ گیا۔ ہر سودے میں شریک بینکوں کی اوسط تعداد بھی تین سے کم ہو کر دو رہ گئی، جبکہ اوسط اختصاص مالی سال 25ء کے 267.9 ارب روپے سے نمایاں طور پر کم ہو کر مالی سال 26ء میں 72 ارب روپے رہ گیا۔

اسلامی بینکوں کی سیالیت کی ضروریات شریعت سے ہم آہنگ بازارِ زر کے سودوں کے ذریعے پوری ہوتی رہیں۔ شریعت سے ہم آہنگ او ایم اوز کے ذریعے سیالیت کے ادخال کا اوسط حجم مالی سال 26ء کے دوران گذشتہ سال کے 205.1 ارب

شکل 3.8: بین البینک سیالیت کے اظہاریے



Source: SBP

روپے سے کم ہو کر 234.6 ارب روپے رہ گیا۔ اسی مناسبت سے، اسلامی بالائی شرح کی سہولت سے استفادے میں بھی اعتدال آیا۔[12]

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

نجی شعبے کے قرضوں میں مالی سال 26ء کے دوران 14.7 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ اضافہ 12.2 فیصد تھا۔ اس کے نتیجے میں قرض تا جی ڈی پی تناسب گذشتہ سال کے 8.7 فیصد سے بڑھ کر 9.0 فیصد ہو گیا (**شکل 3.10**)۔[13] نجی شعبے کے قرضوں میں زیادہ تر اضافہ مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں ہوا، کیونکہ پہلی ششماہی میں قرضوں کی نمو سست رہی۔ اس کی بنیادی وجہ گذشتہ سال بینکوں کی جانب سے قرض تا ڈپازٹ تناسب (اے ڈی آر) پر مبنی ٹیکس سے بچنے کے لیے قرضوں کی فراہمی میں اضافے کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بلند اساسی اثر تھا (**شکل 3.11**)۔[14]

نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو فراہم کیے گئے قرضے، جو نجی شعبے کے مجموعی قرضوں کا تقریباً 84.0 فیصد تھے،[15] مالی سال 26ء کے دوران 1.2 ٹریلین روپے بڑھے، جبکہ مالی سال 25ء میں ان میں تقریباً 1.0 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ اس اضافے میں جاری سرمائے اور معینہ سرمایہ کاری قرضوں، دونوں کا حصہ رہا، اور دونوں میں اضافہ گذشتہ سال کی سطح کے ساتھ ساتھ گذشتہ پانچ برسوں کی اوسط سطح سے بھی زیادہ رہا (**شکل 3.12**)۔ تاہم، مالی سال 26ء میں معینہ سرمایہ کاری قرضوں کا حصہ مالی سال 25ء کے مقابلے میں نمایاں طور پر زیادہ رہا۔

نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضوں میں اضافے کو طلب اور رسد، دونوں جانب کے عوامل سے تقویت ملی۔ طلب کے لحاظ سے، حقیقی معاشی سرگرمی میں بہتری اور صارفین کی طلب میں اضافے نے قرضوں کی طلب کو بڑھایا، جس کی عکاسی بڑی پیمانے کی اشیا سازی کی صنعت اور بلند تعدد والے طلب کے اظہاریوں میں مسلسل نمو سے ہوتی ہے۔ مزید برآں، نجی شعبے کے کاروباری اداروں کی جانب سے خام مال کی خریداری میں اضافے کے باعث جاری سرمائے کی ضرورت بڑھی۔

---

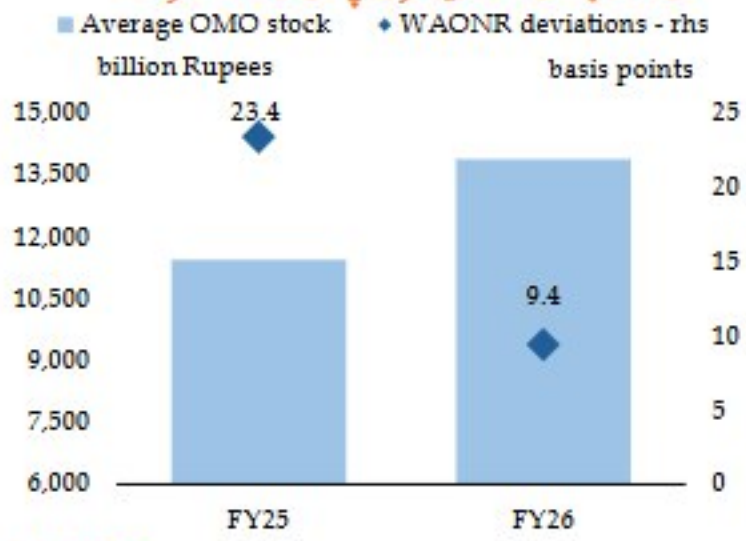
[12] اسلامی بالائی شرح کی سہولت سے استفادے کی تعداد مالی سال 25ء کے 115 دنوں سے کم ہو کر مالی سال 26ء میں 95 دن رہ گئی، جبکہ گروی رکھے گئے ضمانتی اثاثوں کی اوسط مالیت 6,495.7 ارب روپے سے کم ہو کر 5,599.1 ارب روپے رہ گئی۔

[13] مالی سال 26ء میں قرض تا جی ڈی پی تناسب اب بھی گذشتہ پانچ برسوں (مالی سال 21ء تا 25ء) کی اوسط 10.3 فیصد سے کم تھا۔

[14] مالی سال 25ء میں قرض تا ڈپازٹ تناسب (اے ڈی آر) سے منسلک ٹیکس شرح میں اضافے، خصوصاً سرکاری تمسکات سے بینکوں کو ہونے والی آمدنی نے بینکوں کو اے ڈی آر بہتر بنانے اور قرضہ جزوان وسیع کرنے کی ترغیب دی۔ اس کے نتیجے میں نجی شعبے کو بینک قرضوں میں نمایاں اضافہ ہوا (مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے: مالی استحکام کا جائزہ، 2024ء)۔

[15] نجی شعبے کو قرض کے دو اجزا ہیں: (اول) نجی شعبے کی تمسکات اور حصص میں سرمایہ کاری؛ اور (دوم) نجی شعبے کو دیے گئے قرضے۔ نجی شعبے کے قرضوں کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے، ٹرسٹ فنڈز اور غیر منافع بخش اداروں کو قرضے، ذاتی قرضے اور دیگر قرضے۔

شکل 3.9: بہ وزن اوسط شبینہ شرح کا پالیسی ریٹ سے انحراف



Source: SBP

شکل 3.10: نجی شعبے کا قرض تا جی ڈی پی تناسب



Source: SBP

مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں توانائی کی عالمی قیمتوں میں اضافے، جس سے پیداواری لاگت میں اضافہ ہوا، نے نجی شعبے کے کاروباری اداروں کی جاری سرمائے کی ضروریات میں مزید اضافہ کیا (**جدول 3.4**)۔

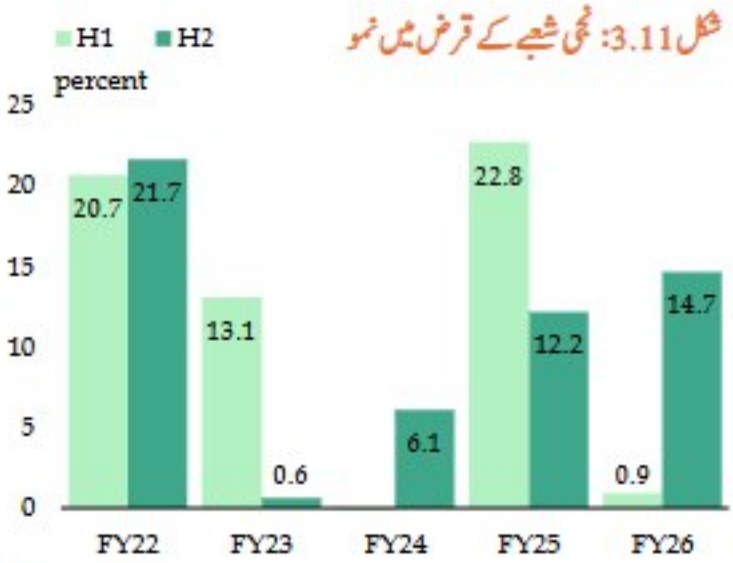
مزید برآں، صارفی مالکاری میں بھی اضافہ ہوا، جس میں آٹو فنانسنگ اور مکان کی تعمیر کی غرض سے قرضوں کا نمایاں حصہ رہا۔ دریں اثنا، مستحکم مجموعی معاشی حالات کے ساتھ ساتھ قرض کی پست لاگت نے معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں توسیع کو فروغ دیا۔

رسد کے لحاظ سے، جنوری 2026ء میں مطلوبہ نقد محفوظ کو 6 فیصد سے کم کرکے 5 فیصد کرنے سے بینکاری نظام میں اضافی سیالیت داخل ہوئی۔ اس کے ساتھ بینک ڈپازٹس میں مضبوط اضافے نے کمرشل بینکوں کی نجی شعبے کو قرض فراہم کرنے کی صلاحیت میں نمایاں اضافہ کیا۔

معاشی سرگرمیاں جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب میں اضافے کا سبب بنیں

نجی شعبے کے کاروباری اداروں نے مالی سال 26ء میں جاری سرمائے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے 629.1 ارب روپے قرض لیا، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ رقم 617.3 ارب روپے تھی۔ قلیل مدتی مالکاری حاصل کرنے والے بڑے شعبوں میں موٹر گاڑیوں کی تیاری، سیمنٹ، چونا اور پلاسٹر، چینی، ٹیکسٹائل، برقی آلات، اور تھوک و خردہ تجارت شامل تھے (**جدول 3.5 اور شکل 3.13**)۔

شکل 3.11: نجی شعبے کے قرض میں نمو



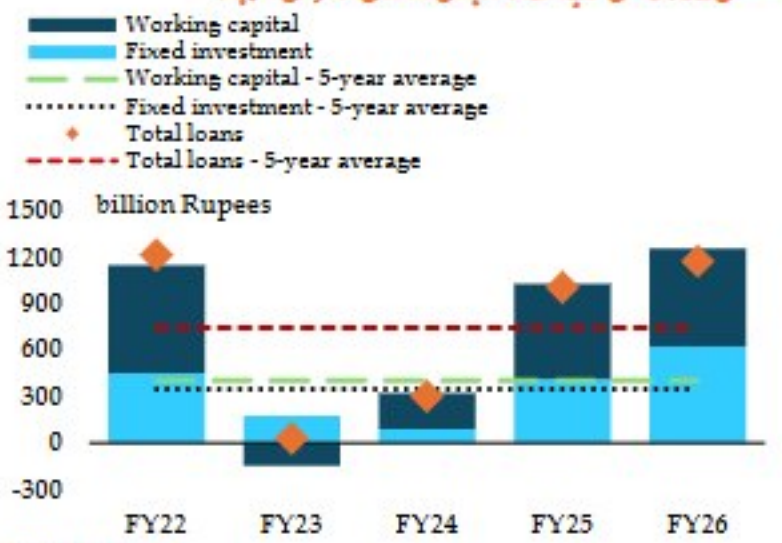
Source: SBP

سیمنٹ، چونا اور پلاسٹر سازی کے شعبے نے گذشتہ سال کے مقابلے میں دوگنا سے زیادہ قلیل مدتی قرضہ لیا۔ اس کی وجہ نجی اور سرکاری، دونوں شعبوں میں تعمیراتی سرگرمیوں کی بحالی کی بدولت طلب میں اضافے کو قرار دیا جاسکتا ہے، جسے سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کے مجموعی اخراجات میں اضافے اور حکومت کی کم لاگتی رہائشی اسکیم، بالخصوص "وزیرِ اعظم اپنا گھر پروگرام"، سے تقویت ملی (**معاشی نمو، باب 2**)۔[16],[17] اسی طرح، موٹر گاڑیوں کی تیاری کے شعبے

[16] سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرامز (پی ایس ڈی پی) کے اخراجات مالی سال 26ء میں جی ڈی پی کے 2.7 فیصد تک پہنچ گئے، جبکہ گذشتہ سال یہ 2.6 فیصد تھے۔

[17] مالی سال 26ء میں کوئلے کی قیمتوں میں 1.6 فیصد کمی واقع ہوئی، جبکہ مالی سال 25ء میں ان میں 16.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

شکل 3.12: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض- بہاؤ



Source: SBP

کی جانب سے جاری سرمایہ قرضوں کے زائد حصول سے پست شرح سود اور گاڑیوں کے پرزوں کی درآمد پر ٹیرف میں کمی کے باعث گاڑیوں کی فروخت اور پیداوار میں مضبوط اضافے کی عکاسی ہوتی ہے۔[18]

برقی آلات کی تیاری کے شعبے کی جانب سے حاصل کیے گئے جاری سرمایہ قرضوں میں اضافے کو حکومت کے پالیسی اقدامات کے نتیجے میں برقی پنکھوں اور ٹرانسفارمرز کی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ معیشت میں مجموعی طلب میں بہتری سے منسلک کیا جاسکتا ہے۔[19] اسی طرح، گنے کی پیداوار اور اس کی قیمت میں اضافے کے باعث مالی سال 26ء میں چینی تیار کرنے والے اداروں کی جاری سرمائے کی ضروریات میں اضافہ ہوا۔

اس کے برعکس، ٹیکسٹائل شعبے کی جانب سے جاری سرمایہ قرضوں کی طلب میں کمی ہوئی۔ اس کی بنیادی وجہ ملکی کپاس کی پیداوار میں کمی اور بین الاقوامی طلب میں کمزوری تھی، جن کے مجموعی اثر نے پست قدر اضافی والی ٹیکسٹائل مصنوعات کے لیے قلیل مدتی قرضوں کے استعمال کو محدود کیا۔[20]

نفع آوری نے بعض شعبوں کی جاری سرمائے کی ضروریات کو متاثر کیا

کوئلہ اور صاف شدہ پیٹرولیم مصنوعات کی تیاری اور گندم کی کاشت دیگر بڑے شعبے ہیں جنہوں نے گذشتہ سال قرضوں میں توسیع کے برعکس مالی سال 26ء میں جاری سرمائے کے قرضوں کی واپسی کی۔ بالخصوص، پیٹرولیم اور کوک ریفائننگ کے شعبے نے قلیل مدتی مالکاری پر اپنا انحصار کم کیا۔ فروخت کے مضبوط حجم، قیمتوں میں اضافے اور بہتر منافع کے مارجن کے باعث سیالیت میں بہتری نے مجموعی طور پر جاری سرمائے کی ضروریات کو موثر طور پر کم کیا، جو ان کے نقد کے بہاؤ میں بہتری کی عکاسی کرتی ہے۔[21]

اسی طرح، گندم کی کاشت کے رقبے میں 4.5 فیصد اضافے کے باوجود گندم کے کاشت کاروں نے جاری سرمائے کے قرضے واپس کیے۔ اس سے کاشت کاروں کی نقد مالی پوزیشن میں بہتری ظاہر ہوتی ہے، جس کی بنیادی وجوہات میں گندم کی مقامی قیمتوں میں نمایاں اضافہ اور حکومت کی جانب سے بابدف معاونت شامل تھیں، جنہوں نے کاشت کاروں کی سیالیت کی صورت حال بہتر کی۔[22] اس کے برعکس، عالمی مسابقت میں اضافے کے باعث چاول کی ملوں کی سیالیت متاثر ہونے اور برآمدات میں کمی کے نتیجے میں چاول کے پروسیسنگ یونٹس کی قلیل مدتی قرض گیری میں اضافہ ہوا۔[23]

مستحکم کُلّی معاشی ماحول نے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی حوصلہ افزائی کی

مالی سال 26ء میں معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں 625.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 25ء میں 413.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ اس توسیع میں سازگار معاشی ماحول، بالخصوص استعداد سے استفادے میں اضافہ (مالی سال 26ء کے دوران اوسط بنیاد پر)، شرح سود میں کمی، اور حکومت کے ایکسپورٹ امپورٹ بینک آف پاکستان-ایگزم (EXIM Bank) کی جانب سے پلانٹ اور مشینری کے لیے

[18] ماخذ: ایف بی آر، ایس آر او، 2025/(I)1151 . اور ایس آر او 2025/1152۔

[19] ماخذ: وزیر اعظم پچھا تبدیلی پروگرام، اس لنک پر دستیاب ہے: https://www.sbp.org.pk/circulars/shsfd-circular-no-01-of-2026

[20] فیروز 1888 ملز لمیٹڈ (2026ء)۔ مالی سال 26ء کی تیسری سہ ماہی کے مختصر عبوری مالی گوشوارے۔

[21] اٹک پیٹرولیم لمیٹڈ (2026ء)۔ عبوری رپورٹ اور مالی گوشوارے، مارچ 2026ء۔

[22] ایگرو ہولڈنگز (2026ء)۔ سہ ماہی رپورٹ، مارچ 2026ء۔

[23] میکو فوڈز لمیٹڈ (2026ء)۔ تیسری سہ ماہی رپورٹ، Reaching New Heights، 2026ء۔

جدول 3.4: نجی شعبے کو قرض کے بنیادی محرکات

فی صد میں، پھیلاؤ کا اشاریہ

	پہلی ششماہی مالی سال 25ء	دوسری ششماہی مالی سال 25ء	مالی سال 25ء	پہلی ششماہی مالی سال 26ء	دوسری ششماہی مالی سال 26ء	مالی سال 26ء
اجناس کی عالمی قیمتیں	-4.1	-1.3	-4.6	-7.6	12.5	5.3
توانائی کی عالمی قیمتیں	-8.3	-11.5	-9.1	-12.8	25.7	5.9
شرح مبادلہ (اوسط) (+اضافہ / -کمی، فیصد)	3.3	-0.2	1.3	-1.2	0.1	-0.3
قرض پر بہ وزن اوسط شرح سود (ڈبلیو اے ایل آر)*	17.1	12.7	14.9	12.2	12.1	12.2
تھوک اشاریہ قیمت (ڈبلیو پی آئی)	4.4	-0.5	1.9	0.3	7.5	3.9
موٹر اسپرٹ	-10.9	72.6	-9.3	3.8	28.1	15.9
ڈیزل	-15.3	-16.1	-11.5	6.7	43.6	25.1
بجلی	7.9	-17.3	-5.6	-15.4	-0.7	-8.5
مائع قدرتی گیس	37.8	-0.3	15.7	6.3	8.5	7.4
معاشی سرگرمی						
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	-1.8	0.3	-0.7	4.8	5.1	5
مصنوعات کی طلب**	59.1	64.2	61.6	62.7	69.2	65.9
پرچیزنگ منیجرز انڈیکس	49.9	56.7	53.3	54.9	52.5	53.7

*دورانیہ مدت، **پھیلاؤ کے اشاریوں کا اوسط۔

ماخذ: ایس بی پی، پی بی ایس اور لکڑیک

طویل مدتی مالکاری سہولت کا اہم کردار رہا۔[24] تاہم، اس بہتری کے باوجود، مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کے تناسب کے اعتبار سے معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں کمی کا رجحان برقرار رہا (**باکس 3.3**)۔

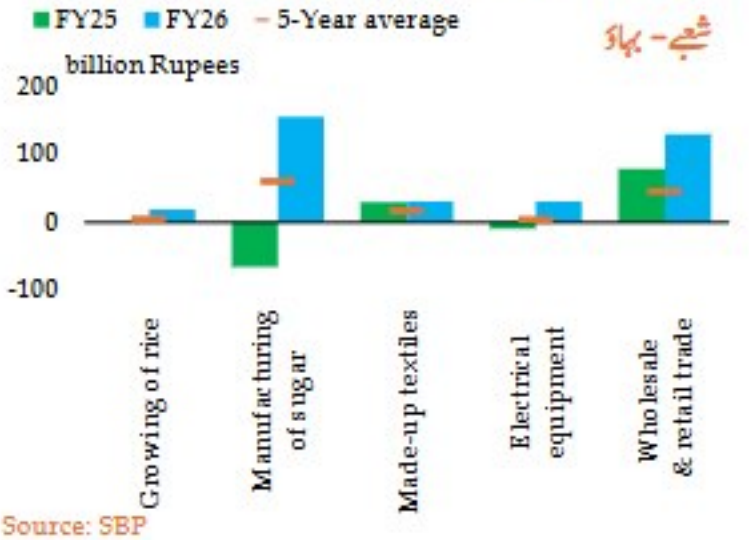
مالی سال 26ء کے دوران طویل مدتی مالکاری حاصل کرنے والے اہم شعبوں میں زرعی مشینری و آلات، کھاد اور نائٹروجن مرکبات، عمارتوں کی تعمیر اور ٹیکسٹائل کی تیاری کے شعبے شامل تھے (**شکل 3.14**)۔ ٹیکسٹائل مینوفیکچررز نے پیداواری صلاحیت میں اضافے کے لیے معینہ سرمایہ کاری قرضے بڑھائے، بالخصوص ٹیکسٹائل کی بڑی کمپنیوں نے پیداواری لاگت کم کرنے اور کارکردگی بہتر بنانے کے لیے شمسی توانائی پر منتقلی میں سرمایہ کاری کی۔[25]

زرعی شعبے کی جانب سے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے زائد حصول کو شمسی توانائی پر منتقلی کے ساتھ ساتھ زرعی مشینری اور آلات کی درآمد میں اضافے سے منسلک کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح، تعمیراتی شعبے کی جانب سے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے زیادہ حصول کا مقصد تعمیراتی مشینری کی درآمد تھا۔ کھاد اور نائٹروجن مرکبات کے شعبے نے متبادل گیس سپلائی لائنز میں سرمایہ کاری کے ذریعے پلانٹس کی عملی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے طویل مدتی قرضے حاصل کیے۔

[24] ای-ایل ٹی ایف ایف (E-LTFF) کے تحت مالی سال 26ء میں 110 ارب روپے کی نئی مالکاری کی حد فراہم کی گئی، جس میں سے تقریباً 58 ارب روپے کمرشل بینکوں نے جاری کیے۔ کاروباری اداروں کو یہ مالکاری پالیسی ریٹ سے 3 فیصد کم رعایتی شرح پر دستیاب تھی۔ لنک: https://eximbank.gov.pk/long-term-fi-ncing/

[25] اسٹائلرز انٹرنیشنل لمیٹڈ (2026ء) اور انٹرلوپ لمیٹڈ (2026ء)۔ سہ ماہی رپورٹس، مارچ 2026ء۔

شکل 3.13: جاری سرمائے کے قرضے حاصل کرنے والے اہم ذیلی شعبے - بہاؤ



Source: SBP

صارفی مالکاری

مالی سال 26ء میں صارفی مالکاری میں 231.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو مالی سال 25ء میں ہونے والے 111.2 ارب روپے اضافے سے دوگنا سے بھی زیادہ ہے۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر گاڑیوں کی مالکاری میں بحالی کی بدولت ہوا، جس کے بعد قرض کی پست لاگت کے سبب مکانات کی تعمیر کے لیے قرضوں اور کریڈٹ کارڈز (**شکل 3.15**)، سال کے بیشتر حصے کے دوران مہنگائی میں کمی اور گھرانوں کی طلب میں بتدریج بحالی نے بھی کردار ادا کیا۔

3.4 مہنگائی

گاڑیوں کے قرضوں میں توسیع کو قرض کی پست شرحوں سے تقویت ملی (**باکس 3.4**)۔ یہ اضافہ گاڑیوں کی فروخت اور پیداوار کے رجحانات سے ہم آہنگ تھا۔[26] مکانات کی تعمیر کے لیے قرضوں کے حصول میں بھی اضافہ ہوا، جس میں قرض کی پست شرحوں، تعمیراتی خام مال کی قیمتوں میں اعتدال اور رعایتی ہاؤسنگ اسکیموں کے آغاز نے معاونت فراہم کی (**شکل 3.16**)۔[27] دریں اثنا، کریڈٹ کارڈ فنانسنگ میں اضافے کا رجحان برقرار رہا، جسے کارڈز کے اجرا میں اضافے اور لین دین کے حجم اور فروخت میں اضافے سے تقویت ملی۔[28، 29]

ترجیحی شعبوں کو قرضوں کی فراہمی میں اضافہ ہوا

مالی سال 26ء میں کُل قرضوں میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) کو دیے گئے قرضوں کا حصہ گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں معمولی سا بڑھ گیا، (**شکل 3.17**)۔ اس اضافے میں حکومت اور اسٹیٹ بینک کے بامقصد اقدامات نے اہم کردار ادا کیا، جن میں بالخصوص چھوٹے کسانوں کے لیے خطرے کی کوریج کی اسکیم[30]، وزیراعظم یوتھ بزنس اینڈ ایگریکلچر لونز اور ایس ایم ایز کے لیے نظرثانی شدہ محتاطیہ ضوابط شامل ہیں۔[31] مزید برآں، چھوٹے کسانوں کے لیے اسٹیٹ بینک اور حکومت کی قرض کی ضمانت اسکیم (زرخیزی) اور حکومت کے کسان کارڈ اقدام نے بھی زرعی شعبے میں قرضوں کی فراہمی بڑھانے میں کردار ادا کیا۔

مالی سال 26ء میں اوسط مہنگائی بلحاظ قومی صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 7.1 فیصد ہو گئی، جو گذشتہ سال 4.5 فیصد تھی (**جدول 3.6**)۔ ماہانہ رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا فروری 2026ء کے دوران سال بہ سال مہنگائی وسط مدت کے ہدف کی

---

[26] مزید تفصیل کے لیے باب 2 ملاحظہ کریں۔

[27] "میرا گھر میری آشیانہ" اسکیم، جسے بعد ازاں "وزیراعظم اپنا گھر پروگرام" کا نام دیا گیا، رعایتی مارک اپ شرحوں پر کم لاگت رہائش کے فروغ کے لیے متعارف کرائی گئی۔ ماخذ: ایس ایچ اینڈ ایس ایف ڈی سرکلر نمبر 03۔ ایس بی پی۔

[28] مالی سال 26ء میں کریڈٹ کارڈز کے اجرا کی تعداد مالی سال 25ء کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ رہی۔ ماخذ: نظام ادائیگی کا سالانہ جائزہ۔ ایس بی پی۔

[29] حقوقی شواہد (Anecdotal Evidence) سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 26ء کی پہلی سہ ماہی میں مختلف زرعی اسکیموں کے تحت خصوصی کارڈز کی پیشکش کے باعث کارڈز کے اجرا میں نمایاں اضافہ ہوا۔

[30] خطرے کی کوریج کی اسکیم 20 اگست 2025ء کو چھوٹے اور پسماندہ کسانوں کو مالی سہولت فراہم کرنے کے لیے متعارف کرائی گئی۔ مزید تفصیلات اس لنک پر ملاحظہ کیجیے:
https://www.sbp.org.pk/circulars/acfid-circular-no-02-of-2025

[31] اہم اقدامات میں ایس ایم ای فنانسنگ کی حد 25 ملین روپے سے بڑھا کر 100 ملین روپے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کے لیے 100 ملین روپے سے بڑھا کر 500 ملین روپے کرنا؛ ریگولیٹری رسک ٹیل پورٹ فولیو کی حد 180 ملین روپے سے بڑھا کر 300 ملین روپے کرنا؛ ایس ایم ایز کے لیے قرض کی درخواست کے طریقہ کار کو آسان بنانا؛ ڈیجیٹل سپلائی چین فنانسنگ متعارف کرانا؛ برآمدات پر مبنی ایس ایم ایز کے لیے مراعات؛ ایکسپورٹ فنانس اسکیم میں توسیع کا مضمون؛ اور پلانٹ اور مشینری کی خریداری کے لیے ایکسپورٹ امپورٹ بینک (ایگزم بینک) کے زیر انتظام طویل مدتی فنانسنگ کی سہولت شامل ہیں۔ (ماخذ: ایس ایم ای فنانسنگ سے متعلق نظرثانی شدہ محتاطیہ ضوابط، اس لنک پر دستیاب ہے): https://www.sbp.org.pk/asscts/documcnts/laws_rcgulations/Updatcd_Prudcntial_Rcgulations_for_SME_Fi-ncing-July_16_2026.pdf

جدول 3.5: فنی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے

بہاؤ ارب روپے میں

	مجموعی قرضے*						جاری سرمایہ**		معینہ سرمایہ کاری	
	مالی سال 25ء			مالی سال 26ء			مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء
	پہلی ششماہی	دوسری ششماہی	مالی سال	پہلی ششماہی	دوسری ششماہی	مالی سال				
مجموعہ	1915.7	-909.1	1006.6	867.2	308.7	1175.9	617.3	631.8	413.8	625.4
الف۔ زراعت، جنگل بانی اور ماہی گیری	59.9	34	93.9	123.1	53.2	176.3	42.8	81.7	51.1	94.5
جس میں، گندم کی پیداوار	28.6	16.9	45.4	20.3	-16.8	3.5	36.6	-9	8.8	12.5
ب۔ کان کنی اور کھدائی	16.3	-16.9	-0.6	-3.5	-8	-11.5	-4.9	-10.9	4.3	-0.5
ج۔ اشیاسازی: جس میں	1401	-884.9	516.1	501.6	155.1	656.6	409.9	379.6	109.5	287
ٹیکسٹائل	504.8	-267.9	237	112.8	-60.1	52.7	237.2	15.9	2.5	39.6
ملبوسات	106.3	-51.4	54.9	23.6	-15.2	8.5	53.1	2.2	2	6.7
چاول کی پروسیسنگ	92.1	-57.8	34.3	106.1	-56.3	49.8	30.3	46.2	4	3.7
چینی	-26.7	-16.4	-43.2	-39.6	200.9	161.3	-65.8	155.9	20.5	8
نباتاتی و حیاتی تیل	17.6	-6.7	10.9	-28.1	0.8	-27.3	12.3	-25.3	-1.4	-2
سیمنٹ و پلاسٹر	107.1	-126.6	-19.5	5.4	27.5	32.9	8.2	21.1	-27.5	11.9
کھاد	45.8	2.5	48.4	37.6	36	73.6	28.1	-5.4	20.2	79
ریفائن شدہ پیٹرولیم	42.7	-11	31.7	26.9	-44.4	-17.5	5.1	-2.3	26.5	-15.2
موٹر گاڑیاں	27.9	-19.4	8.6	68.9	-38.9	30	11.5	15.9	-3	14.1
بنیادی لوہا اور فولاد	18.2	-2.7	15.5	6.1	3.1	9.2	1.1	-9	13.2	19.5
کاغذ اور اس کے مصنوعات	14.4	8.1	22.5	5.7	2.6	8.3	7.6	5.7	14.9	2.6
د۔ بجلی، گیس، بھاپ اور اے سی کی سپلائی	-24.8	-3	-27.8	-84.2	21	-63.2	0.1	-18	-27.4	-45.5
ہ۔ پانی کی سپلائی، سیوریج، ویسٹ مینجمنٹ	7.2	1.1	8.3	13.4	-1.2	12.2	-1.9	1.2	10.2	11
و۔ تعمیرات	25.9	-8.4	17.5	9	16.8	25.8	11.7	19.2	24.1	47.2
ز۔ تھوک و خردہ تجارت^	91.7	45.5	137.2	155.7	52.7	208.4	79.2	130	60.6	92
ح۔ ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری	-14.8	20.7	5.9	27.6	47.2	74.9	-17.3	13.5	20	58.1
ط۔ قیام و طعام کی خدمات	43	-0.8	42.2	13.1	4.3	17.4	-1.1	9.6	43.6	9.8
ی۔ اطلاعات و مواصلات	133.9	11.5	145.4	59.8	-16.6	43.2	42.6	17.7	102.5	25.8
دیگر	176.4	-107.8	68.5	51.5	-15.7	32.2	56.3	8.1	15.5	45.9

^ گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی مرمت بھی شامل ہے

* کل رقم میں تعمیراتی مالکاری بھی شامل ہے۔ IH&SMEFD سرکلر لیٹر نمبر 28 برائے 20ء کے مطابق، فنی شعبے کے کاروبار میں بین الشعبہ ایڈجسٹمنٹ کے باعث جون 20ء سے قرضوں کے اجرا و شمار پر نظر ثانی کی گئی ہے۔

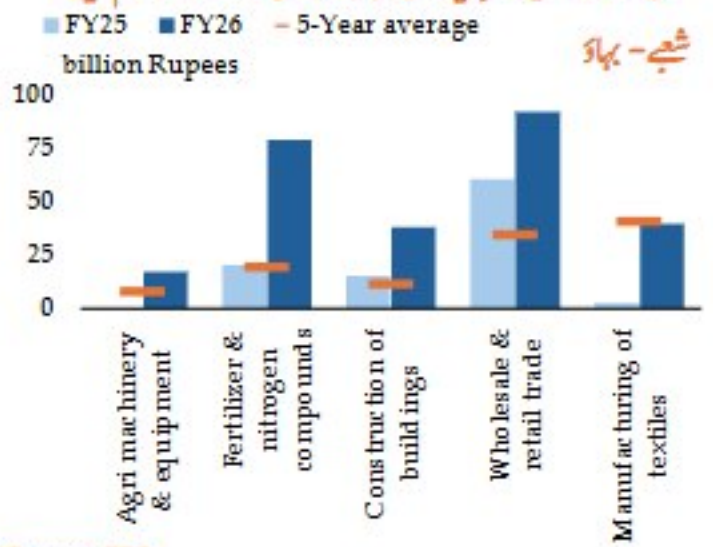
** تجارتی مالکاری شامل ہے

ماخذ: ایس بی پی

حد میں رہی، تاہم مالی سال کے آخری مہینوں میں اس میں تیزی آئی، جس کے نتیجے میں اوسط مہنگائی وسط مدت کے ہدف کی بالائی سطح سے معمولی طور پر تجاوز کر گئی۔

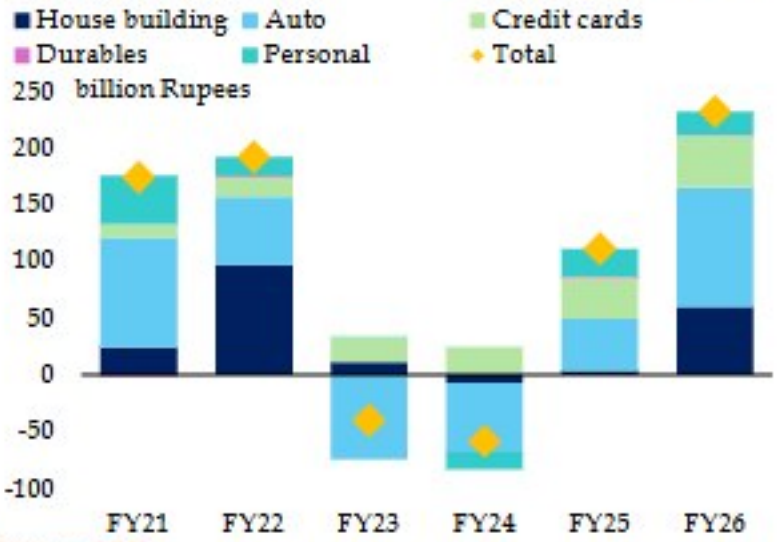
مجموعی لحاظ سے، مہنگائی میں اضافہ توانائی اور غذائی اشیا کے گروپس میں رسدی دباؤ کے باعث ہوا۔ رسد میں رکاوٹوں اور نقل و حمل کے بلند اخراجات کے ساتھ ساتھ سیلاب کے باعث فصلوں کو پہنچنے والے نقصان نے پورے سال غذائی مہنگائی میں اضافہ کیا۔ مزید برآں، مشرقِ وسطیٰ میں تنازع شروع ہونے کے بعد توانائی کی عالمی

شکل 3.14: معینہ سرمایہ کاری قرضے حاصل کرنے والے اہم ذیلی شعبے – بہاؤ



Source: SBP

شکل 3.15: صارفی مالکاری کا بہاؤ



Source: SBP

قیمتوں میں اضافے کے اثرات ملکی معیشت میں منتقل ہونے سے مارچ 2026ء سے مہنگائی کے دباؤ میں مزید شدت آئی۔

توانائی کی عالمی قیمتوں میں نمایاں اضافے کے باعث ملکی سطح پر ایندھن، بجلی اور نقل وحمل کے نرخوں میں اضافہ ہوا، جس نے توانائی اور غیر توانائی دونوں شعبوں کو متاثر کیا۔ اگرچہ مالی سال 26ء کے دوران قوزی مہنگائی میں کمی آئی، تاہم یہ مجموعی مہنگائی میں سب سے زیادہ حصہ ڈالنے والا جزو رہا اور شہری و دیہی دونوں باسکٹس میں اوسط مہنگائی کے تقریباً نصف کا باعث بنا۔ تاہم، سال کے دوران مہنگائی کے اجزائے ترکیبی میں تبدیلی آئی، اور شہری علاقوں میں مہنگائی میں توانائی کے حصے کا تناسب جولائی تا فروری مالی سال 26ء کے 20 فیصد سے بڑھ کر مارچ تا جون مالی سال 26ء میں تقریباً 40 فیصد ہو گیا (**شکل 3.18**)[32]۔

رسدی زنجیر میں رکاوٹیں مالی سال 26ء میں غذائی مہنگائی کا سبب بنیں

غذائی مہنگائی میں اضافہ شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں غیر تلف پذیر اشیا کی قیمتوں کے باعث ہوا۔ اس کے برعکس، تلف پذیر اشیا کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی، جس کی وجہ آلو سمیت تازہ سبزیوں کی مقامی رسد میں بہتری تھی۔[33] اگرچہ ٹماٹر اور پیاز کی پیداوار میں کمی ہوئی، تاہم مغربی سرحد کی بندش سے مقامی سطح پر ان اشیا کی دستیابی بہتر ہوئی، جس کے نتیجے میں قیمتوں میں کمی کا رجحان پیدا ہوا۔

غیر تلف پذیر اشیا میں گندم اور گندم کے آٹے کی قیمتوں میں اضافے نے غذائی مہنگائی میں اضافے کا بڑا حصہ ڈالا۔ دیگر غذائی اشیا، بشمول دودھ، گوشت اور چینی کی قیمتوں میں اضافے نے بھی غذائی مہنگائی بڑھانے میں کردار ادا کیا۔

مالی سال 26ء میں گندم اور اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے کئی عوامل تھے۔ اوّل، مالی سال 25ء میں حکومت کی جانب سے بڑے پیمانے پر سرکاری سطح پر خریداری سے دستبرداری اور نجی شعبے کی جانب سے گندم کی خریداری کے انتظامات کو عملی جامہ پہنانے میں تاخیر کے عبوری اثرات نے منڈی میں غیر یقینی صورت حال پیدا کی۔[34] دوم، مالی سال 25ء میں فصل کی پیداوار میں کمی نے مجموعی رسد پر منفی اثر ڈالا۔ سوم، سیلاب سے ہونے والے نقصانات نے رسد میں کمی کے خدشات کے باعث قیمتوں کے دباؤ میں مزید اضافہ کیا جس کے باعث سال کے شروع میں دستیاب ابتدائی ذخائر کم ہو گئے (**شکل 3.19**)۔[35] چہارم، توانائی کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے باعث نقل وحمل کے اخراجات میں اضافہ ہوا، جس نے اپریل 2026ء سے گندم کی قیمتوں میں مزید اضافے میں کردار ادا کیا۔

---

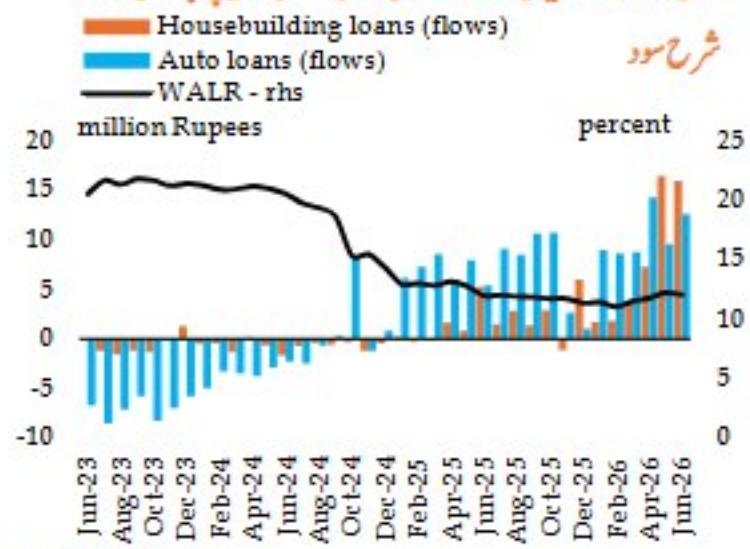
[32] اسی طرح دیہی باسکٹ میں توانائی کا حصہ مالی سال 26ء کے جولائی تا فروری کے عرصے میں تقریباً 10 فیصد سے بڑھ کر مارچ تا جون میں 31 فیصد ہو گیا۔

[33] مالی سال 26ء میں آلو کی پیداوار دوگنی ہو گئی۔ ایم اوایف (2026ء)۔ پاکستان اقتصادی سروے 26-2025ء، وزارت خزانہ

[34] یو ایس ڈی اے (2026ء)۔ گرین اینڈ فیڈ اپ ڈیٹ، ستمبر 2026ء رپورٹ نمبر ی کے 0012-2026۔

[35] یو ایس ڈی اے (2025ء)۔ گرین اینڈ فیڈ اپ ڈیٹ، ستمبر 2025ء رپورٹ نمبر ی کے 0011-2025۔

شکل 3.16: گاڑیوں اور مکانات کی تعمیر کے قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود

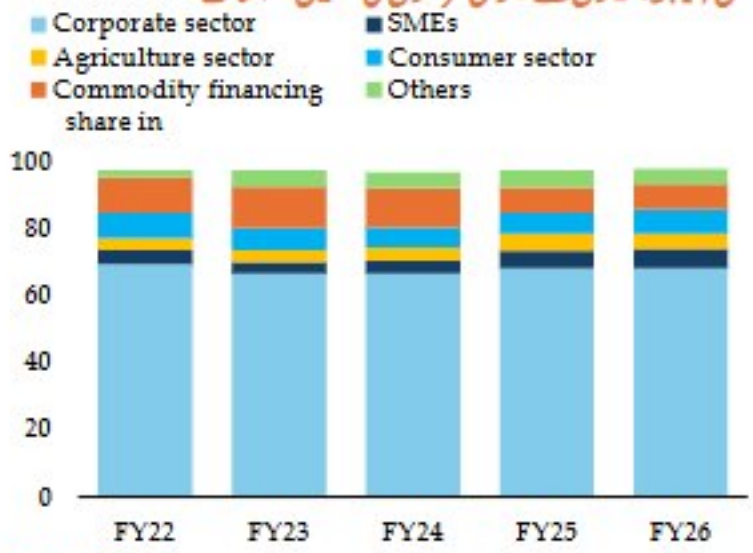


Source: SBP

اسی طرح، بجلی اور ایندھن کی قیمتوں میں اضافہ مالی سال 26ء کی آخری سہ ماہی میں گوشت اور تازہ دودھ کی قیمتیں بڑھنے کی وجہ بنا (**شکل 3.20**)۔ مئی 2026ء میں عیدالاضحیٰ کے باعث بجلی اور ایندھن کی طلب میں ہونے والے موسمی اضافے نے اس اثر کو مزید تقویت دی۔

چینی کی قیمتوں پر بھی مقامی منڈی کی رکاوٹوں اور رسد سے متعلق خدشات کے باعث اضافے کا دباؤ رہا۔ مالی سال 25ء میں گنے کی پیداوار میں کمی کے باعث مالی سال 26ء میں چینی کی ممکنہ قلت کے بارے میں خدشات پیدا ہوئے۔[36] اس کے نتیجے میں حکومت نے ستمبر تا نومبر مالی سال 26ء کے دوران ہنگامی بنیادوں پر چینی درآمد کی،[37] جس سے ملکی پیداوار میں ممکنہ کمی کے حوالے سے منڈی کے خدشات مزید بڑھے۔ اس صورت حال کے نتیجے میں منڈی کے بعض شرکا کی جانب سے قیاس آرائی پر مبنی سرگرمیاں بڑھیں، جس کے باعث مالی سال 26ء میں چینی کی قیمتیں بلند سطح پر رہیں۔[38]

شکل 3.17: بینکوں کے مجموعی قرضوں کی تفصیل– اسٹاک



Source: SBP

مشرقِ وسطیٰ کا تنازع توانائی کی مہنگائی میں اضافے کا سبب بنا

مالی سال 26ء میں توانائی کی مہنگائی میں تیزی آئی، جبکہ گذشتہ سال یہ کئی برسوں کی کم ترین سطح پر آگئی تھی۔ اگرچہ اجناس کی سازگار عالمی قیمتوں اور بجلی کے شعبے میں اصلاحات نے سال کے بیشتر عرصے کے دوران توانائی کی قیمتوں میں کمی لانے میں مدد دی، تاہم مشرقِ وسطیٰ کے تنازعے کے باعث پیدا ہونے والے رسدی دھچکے نے مارچ 2026ء سے اس رجحان کو پلٹ دیا۔

مالی سال 26ء کی پہلی ششماہی میں گیس کے نرخوں میں نمایاں اضافے کے باوجود توانائی کی مہنگائی قابو میں رہی، کیونکہ عالمی سطح پر خام تیل کی کم قیمتوں اور بجلی کے نرخوں میں کمی کے اقدامات نے گیس کی سرکاری قیمتوں میں نظرثانی کے اثرات کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔ گیس کے نرخوں میں اضافہ بنیادی طور پر توانائی کے شعبے میں جاری اصلاحات کا عکاس تھا، جن کا مقصد لاگت کی وصولی کو بہتر بنانا اور گردشی قرضے میں اضافے کو محدود کرنا تھا۔[39] مجموعی طور پر، ماہانہ مقررہ چارجز میں اضافے کے باعث مالی سال 26ء میں گھریلو صارفین کے لیے گیس کی قیمتوں میں 23 فیصد اضافہ ہوا،[40] جس کے نتیجے میں گیس کے چارجز سال کے دوران توانائی کی مہنگائی میں سب سے بڑا حصہ ڈالنے والا جزو بن گئے (**شکل 3.21 الف اور ب**)۔[41]

[36] مالی سال 25ء میں چینی کی پیداوار میں 3,500 میٹرک ٹن کی کمی ہوئی، جس سے مالی سال 26ء میں متوقع کمی کے خدشات پیدا ہوئے۔ ماخذ: یو ایس ڈی اے

[37] مالی سال 26ء کی پہلی ششماہی میں چینی کی درآمدات کا حجم تقریباً 308404 میٹرک ٹن رہا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

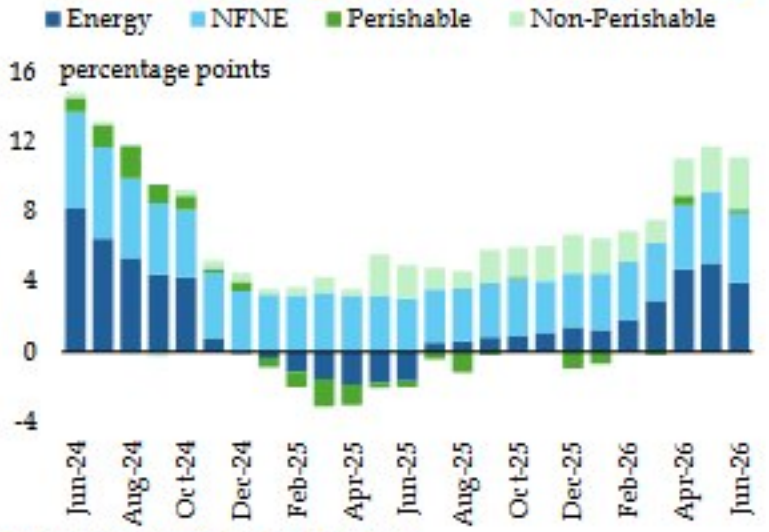
[38] وزارتِ قومی غذائی تحفظ و تحقیق کی پریس ریلیز، مورخہ 31 جولائی 2025ء۔

[39] پاکستان: توسیعی سہولت فنڈ کے تحت تیسرا جائزہ، مئی 2026ء، آئی ایم ایف اسٹاف رپورٹ۔

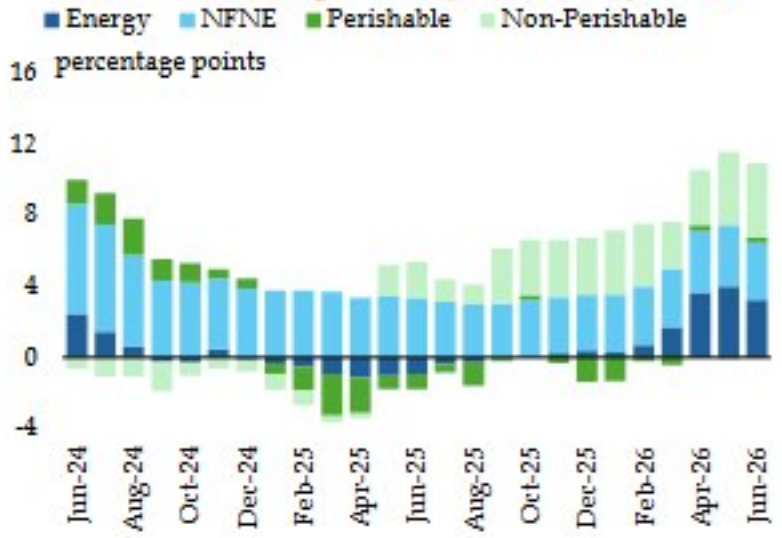
[40] ماخذ: اوگرا نوٹیفکیشن، مورخہ 9 جون 2025ء۔

[41] مالی سال 26 میں شہری توانائی کی مہنگائی میں اضافے کا نصف سے زیادہ حصہ گیس کے نرخوں میں اضافے سے آیا۔

شکل 3.18الف: شہری مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی



شکل 3.18ب: دیہی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی



Sources: PBS; SBP staff calculations

مزید برآں، مالی سال 26ء کی پہلی ششماہی میں محدود رہنے کے بعد، دوسری ششماہی میں بجلی کے نرخوں میں بھی دوہندسی اضافہ ہوا۔ پہلی ششماہی کے دوران منفی سہ ماہی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ (کیوٹی اے) نے صارفین کو عارضی ریلیف فراہم کیا۔ تاہم، دسمبر 2025ء میں (کیوٹی اے) ایڈجسٹمنٹ میں اضافے کے نتیجے میں سال کے باقی عرصے کے دوران توانائی کی لاگت میں اضافہ ہوا۔[42] مزید اضافہ سالانہ ری بیسنگ کے باعث ہوا، جسے نیپرا کی ری بیسنگ ٹائم لائن میں تبدیلی کے بعد جولائی 2025 سے موثر کرکے جنوری 2026ء کر دیا گیا تھا۔[43]

تاہم، بجلی کے شعبے میں اصلاحات نے سہ ماہی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ میں مزید شدید اضافے کو موثر طور پر روکے رکھا۔ خاص طور پر، آف دی گرڈ (کیپٹو پاور پلانٹس) لیوی ایکٹ، 2025ء کے تحت صنعتی صارفین کی قومی گرڈ میں شمولیت، اور اس کے ساتھ معاشی سرگرمیوں میں معمولی بہتری نے بجلی کی طلب میں اضافہ کیا۔ اس کے نتیجے میں کیپسٹی ادائیگیوں میں کامیابی سے کمی آئی، جو سہ ماہی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ کا ایک نمایاں حصہ تھیں۔ مزید برآں، مارچ 2026ء سے بین الاقوامی سطح پر خام تیل کی قیمتوں میں اضافے کے باعث پیداواری لاگت بڑھی جس نے فیول چارجز ایڈجسٹمنٹس (ایف سی اے) کو مثبت کر دیا اور بجلی کے خردہ نرخ متاثر ہوئے۔[44]

توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے اثرات سب سے زیادہ موٹر اینڈھن اور مائع ہائیڈروکاربن کی قیمتوں میں نمایاں ہوئے۔ سال کے آغاز سے ہی پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) میں اضافے اور جولائی 2025ء سے کلائمٹ سپورٹ لیوی کے نفاذ کے باعث موٹر اینڈھن کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔ توانائی کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے بعد اس رجحان میں مزید شدت آگئی (**شکل 3.22**)۔ اجناس کی عالمی قیمتوں میں شدید اتار چڑھاؤ کے پیش نظر، حکومت نے مارچ 2026ء تک ملکی طلب کو قابو میں رکھنے کے لیے اینڈھن کی قیمتوں میں ردوبدل کے دورانیے کو 15 روزہ سے کم کرکے ہفتہ وار کر دیا۔[45] اس فیصلے کے مہنگائی کی حرکیات پر اثرات مرتب ہوئے ہیں (**باکس 3.5**)۔

اگرچہ حکومت نے صارفین کو ریلیف فراہم کرنے کے لیے اپریل اور مئی 2026ء میں عارضی طور پر پی ڈی ایل میں کمی کی، تاہم ایکس ڈپو قیمتوں میں کمی کے بعد جون 2026ء میں یہ لیوی دوبارہ بڑھا دی گئی۔ اسی طرح، توانائی کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ نے مائع ہائیڈروکاربن، یعنی ایل این جی اور آر ایل این جی، کی قیمتوں کو بھی متاثر کیا، جن میں توانائی کے شعبے کے دیگر ملکی اجزا کے مقابلے میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا۔[46] قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ، عالمی توانائی کے دھچکوں کی ملکی قیمتوں

---

[42] سہ ماہی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ ہر تین ماہ بعد کی جاتی ہے۔ یہ صرف اینڈھن کی لاگت میں تبدیلیوں کو ہی نہیں بلکہ کیپسٹی پیمنٹس، ترسیل و تقسیم کے اخراجات، متغیر آپریشن اور دیکھ بھال کے اخراجات، یوز آف سسٹم چارجز اور ڈسکوز کے دیگر منظور شدہ لاگتی اجزا کو بھی مدنظر رکھتی ہے۔ ماخذ: نیپرا

[43] پی آر نمبر 150، 17 جنوری، 2025ء، وزارتِ اطلاعات و نشریات، حکومتِ پاکستان۔

[44] ایف سی اے ماہانہ بنیاد پر اینڈھن کی لاگت کی منتقلی کا نظام ہے، جو بجلی کی پیداوار میں استعمال ہونے والے اینڈھن کے اخراج، شرحِ مبادلہ اور اینڈھن کی عالمی قیمتوں میں تبدیلیوں سے براہِ راست منسلک ہوتا ہے۔ ماخذ: نیپرا

[45] اوگرا نوٹیفکیشن، مورخہ یکم مارچ 2026ء۔

[46] وزارتِ خزانہ (2026ء)۔ پاکستان اقتصادی سروے 26-2025ء، وزارتِ خزانہ

جدول 3.6: اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت

ٹھوس فیصد، حصہ فیصدی درجوں میں

اجزا		اوسط مہنگائی			حصہ		
	وزن	م س26ء کی شش1	م س26ء کی شش2	م س26ء	م س26ء کی شش1	م س26ء کی شش2	م س26ء
قومی مہنگائی صارف اشاریہ قیمت	100	5.1	9.0	7.1	5.1	9.0	7.1
شہری مہنگائی صارف اشاریہ قیمت	100	5.2	9.0	7.1	5.2	9.0	7.1
خوراک	36.8	3.1	5.4	4.2	1.2	2.1	1.7
تف پذیر	4.4	-8.7	-0.4	-5.1	-0.4	0.0	-0.2
غیر تف پذیر	32.4	4.8	6.0	5.4	1.7	2.1	1.9
غیر غذائی غیر توانائی (توزی مہنگائی)	53.7	7.0	7.9	7.4	3.1	3.6	3.3
توانائی	9.5	5.6	22.0	13.5	0.9	3.3	2.1
دیہی مہنگائی صارف اشاریہ قیمت	100	5.0	8.9	7.0	5.0	8.9	7.0
خوراک	45.9	3.9	6.9	5.4	1.9	3.3	2.6
تف پذیر	5.7	-8.8	-4.3	-7.1	-0.6	-0.2	-0.4
غیر تف پذیر	40.3	5.9	8.2	7.0	2.5	3.5	3.0
غیر غذائی غیر توانائی (توزی مہنگائی)	42.6	8.1	8.3	8.2	3.1	3.3	3.2
توانائی	11.4	-0.3	19.1	9.2	0.0	2.3	1.1

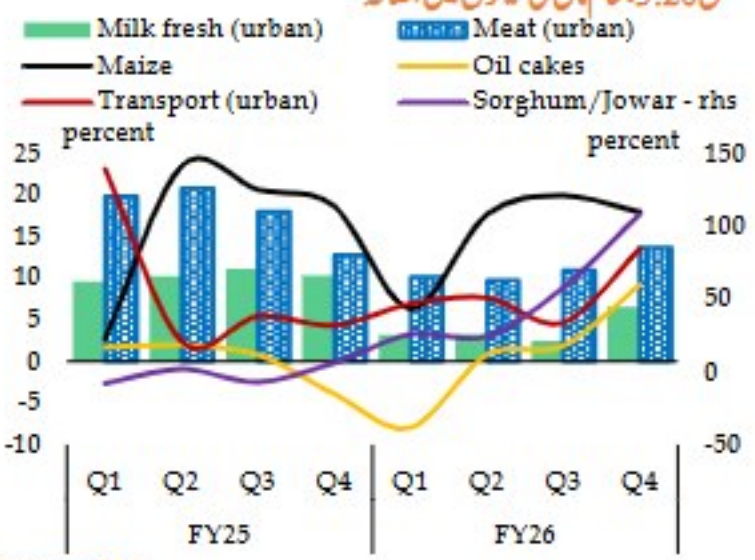
ماخذات: پاکستان دفتر شماریات، اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

پر براہِ راست منتقلی کا زیادہ بوجھ زیادہ بجلی استعمال کرنے والے صارفین پر پڑا (باکس 3.6)۔

مالی سال 26ء میں قوزی مہنگائی میں کمی آئی ، تاہم بنیادی قیمتوں کا دباؤ برقرار رہا

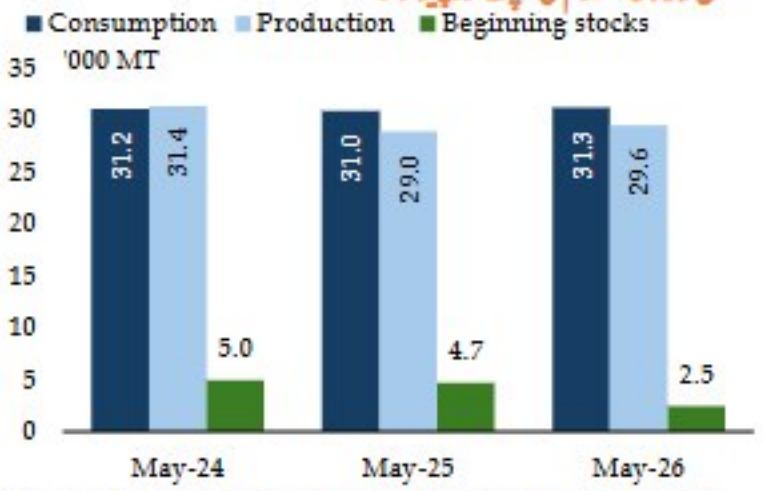
مالی سال 25ء میں دیکھے گئے مہنگائی میں کمی کے رجحان کو جاری رکھتے ہوئے، مالی سال 26ء میں شہری اور دیہی دونوں باسکٹس میں قوزی گرانی میں مزید کمی آئی (**شکل 3.23 الف اور ب**)۔[47] یہ اعتدال ، جو مالی سال 26ء کی پہلی ششماہی کے دوران زیادہ نمایاں تھا، مربوط طرزی اور مالیاتی سختی کے باعث ممکن ہوا، جس نے ملکی طلب میں غیر ضروری توسیع کو روکے رکھا، جبکہ اجناس کی عالمی قیمتیں بھی سازگار

شکل 3.20: خام مال کی قیمتوں میں اضافہ



Source: PBS

شکل 3.19: گندم کی کھپت اور پیداوار

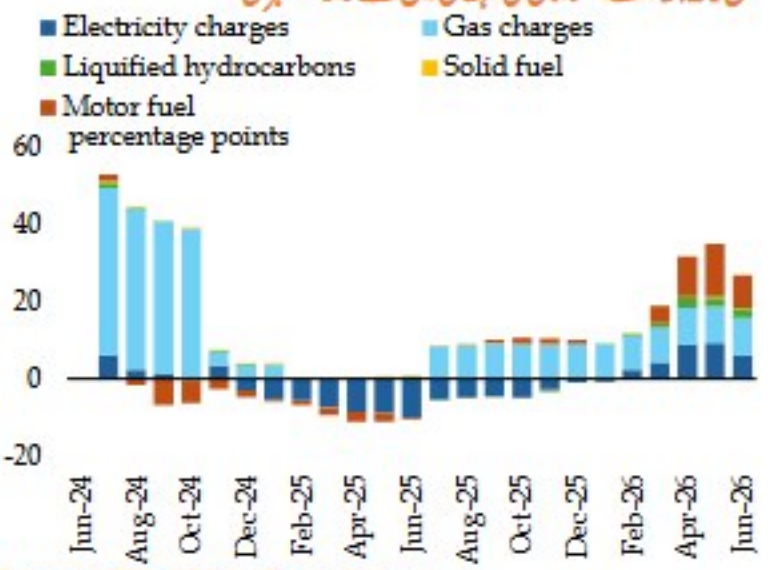


* Stocks are shown as of May which marks the start of the wheat market year

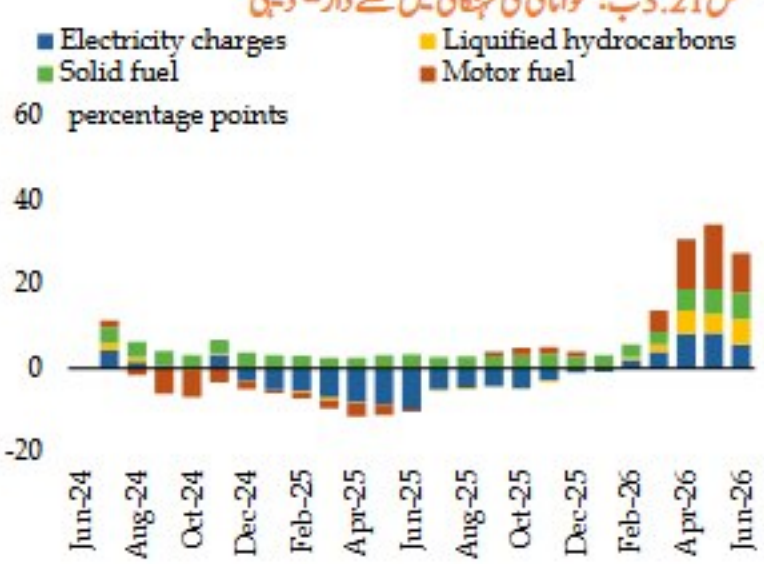
Source: USDA

[47] شہری قوزی مہنگائی مالی سال 25ء کے 8.5 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 26ء میں 7.4 فیصد رہ گئی۔ ذاتی استعمال کی اشیا کو خارج کرنے کے بعد، جن میں بڑی حد تک سونے کی قیمتوں میں ہونے والی تبدیلیاں منعکس ہوتی ہیں، قوزی مہنگائی کی شرح میں مزید نمایاں کمی واقع ہوئی اور یہ 8.3 فیصد سے گھٹ کر 6.3 فیصد رہ گئی۔

شکل 3.21الف: توانائی کی مہنگائی میں حصے دار- شہری



شکل 3.21ب: توانائی کی مہنگائی میں حصے دار- دیہی

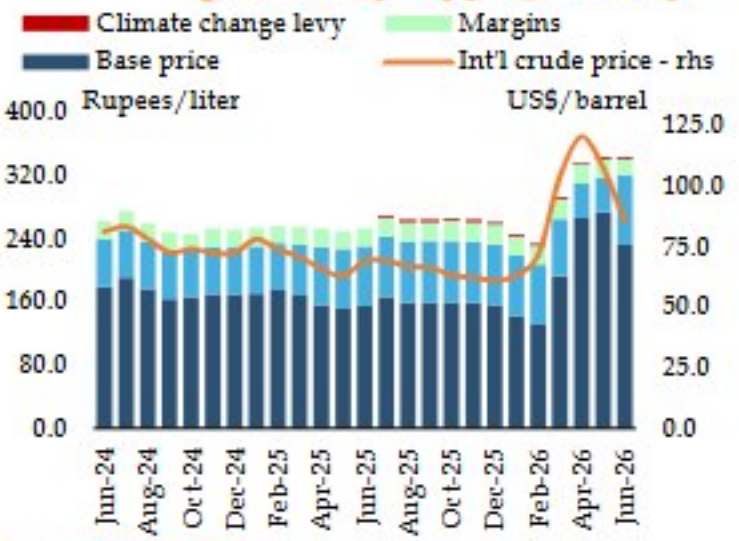


Sources: PBS; SBP staff calculations

رہیں۔ تاہم، مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں مہنگائی کی شرح میں کمی کا عمل پلٹ گیا۔

قوزی مہنگائی میں ابتدائی اعتدال بنیادی اشیا اور خدمات کی قیمتوں کے دباؤ میں کمی کے باعث آیا، خاص طور پر تفریح اور ثقافت، جوتے اور سوتی کپڑے کی قیمتوں میں (**شکل 3.24**)۔ درآمدی قیمتوں میں کمی اور ٹیکسٹائل ملوں کی جانب سے کمزور طلب نے سوتی کپڑے کی قیمتوں پر دباؤ کم کرنے میں مدد دی۔[48] مزید برآں، ٹیکس کی شرحوں میں نرمی اور گذشتہ سال کے بلند اساسی اثر نے بالترتیب تفریح و ثقافت اور جوتوں کی قیمتوں میں کمی کی وضاحت کی۔[49، 50] تاہم، ان فوائد کو ذاتی استعمال کی اشیا کی قیمتوں میں تقریباً 40 فیصد اضافے نے جزوی طور پر زائل کر دیا۔ مالی سال 26ء میں ذاتی استعمال کی اشیا نے قوزی مہنگائی میں تقریباً 20 فیصد حصہ ڈالا، جو اوسط 5 فیصد کے مقابلے میں نمایاں طور پر زیادہ تھا۔[51] ذاتی استعمال کی اشیا کے حصے میں یہ نمایاں اضافہ جغرافیائی و سیاسی کشیدگی میں اضافے کے باعث سونے اور چاندی کی قیمتیں بڑھنے سے ہوا، جس نے قیمتی دھاتوں کی طلب کو مزید بڑھا دیا۔ تاہم مشرق وسطیٰ میں تنازع کے آغاز کے نتیجے میں قیمتی دھاتوں کی قیمتوں میں کسی حد تک اعتدال آیا، کیونکہ نقد رقوم کی طلب میں اضافہ ہو گیا تھا (**شکل 3.25**)۔[52]

شکل 3.22: موٹر ایندھن کی قیمتوں کے اجزائے ترکیبی



Sources: OGRA; WB

تاہم، مالی سال 26ء کے آخری مہینوں میں قوزی مہنگائی میں کمی کا رجحان پلٹ گیا، بالخصوص مشرق وسطیٰ کا تنازع شروع ہونے کے بعد۔ یہ رجحان بڑی حد تک مالی سال 26ء کی آخری سہ ماہی کے دوران خدمات کی مہنگائی میں اضافے سے منسوب کیا

[48] ماخذ: ماہانہ کاٹن ریویو، جون 2026ء، پاکستان سینٹرل کاٹن کمیٹی۔

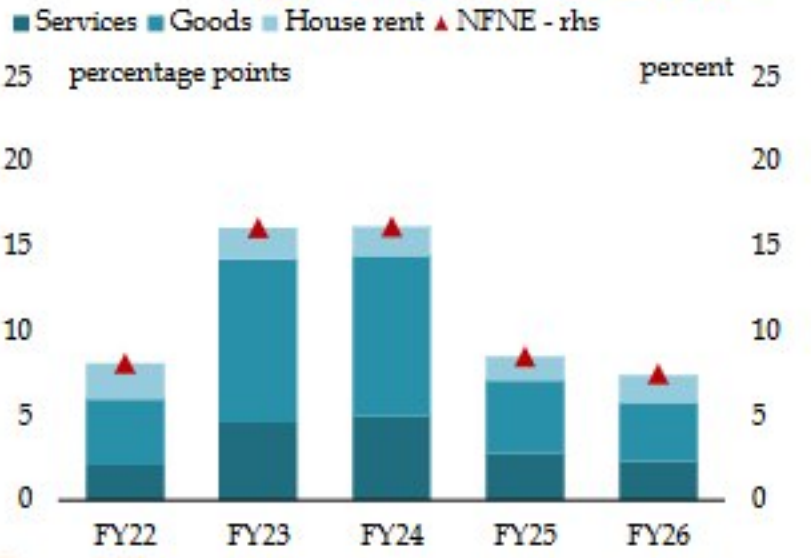
[49] درآمدی لیپ ٹاپس کی کم کسٹمز ویلیوایشن اور سندھ میں کیبل ٹی وی خدمات پر جی ایس ٹی میں کمی نے تفریح و ثقافت کے شعبے میں قیمتوں کے دباؤ کو کم کرنے میں معاونت کی۔ ماخذ: ویلیوایشن رولنگ نمبر 2025/2000، ڈائریکٹوریٹ جنرل آف کسٹمز ویلیوایشنز

[50] ماخذ: سندھ فنانس ایکٹ 2025ء۔

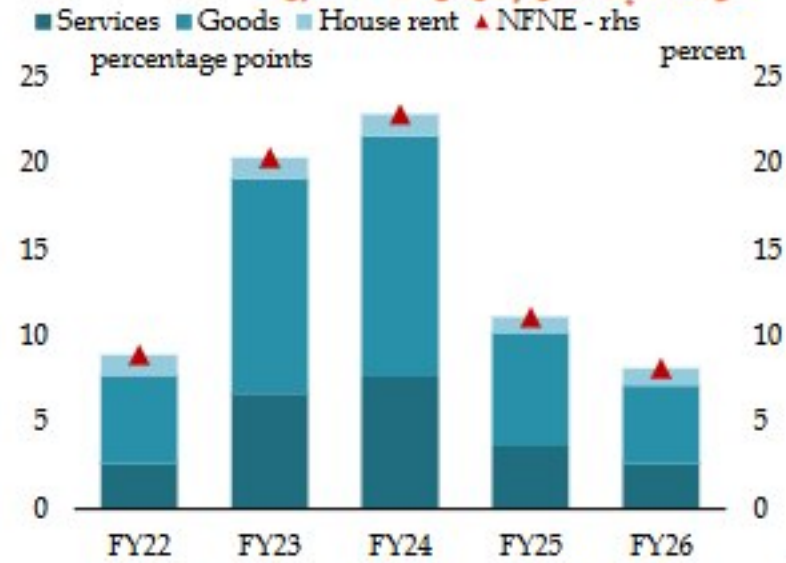
[51] مالی سال 17ء تا مالی سال 25ء کے دوران قوزی مہنگائی میں ذاتی استعمال کی اشیا کا اوسط حصہ 5 فیصد رہا۔

[52] سونے اور چاندی کی قیمتیں فروری 2026ء میں اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں۔ اسی ماہ ذاتی استعمال کی متفرق اشیا کا قوزی مہنگائی میں حصہ 28.8 فیصد تھا۔ مالی سال 26ء میں سونے کی قیمتوں میں 54.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ پانچ برسوں کی اوسط شرح اضافہ 26.8 فیصد رہی۔ سی پی آئی باسکٹ میں ذاتی استعمال کی متفرق اشیا کے زمرے کا تقریباً نصف حصہ سونے اور چاندی پر مشتمل ہے۔

شکل 3.23الف: قوزی مہنگائی میں حصے دار- شہری



شکل 3.23ب: قوزی مہنگائی میں حصے دار- دیہی

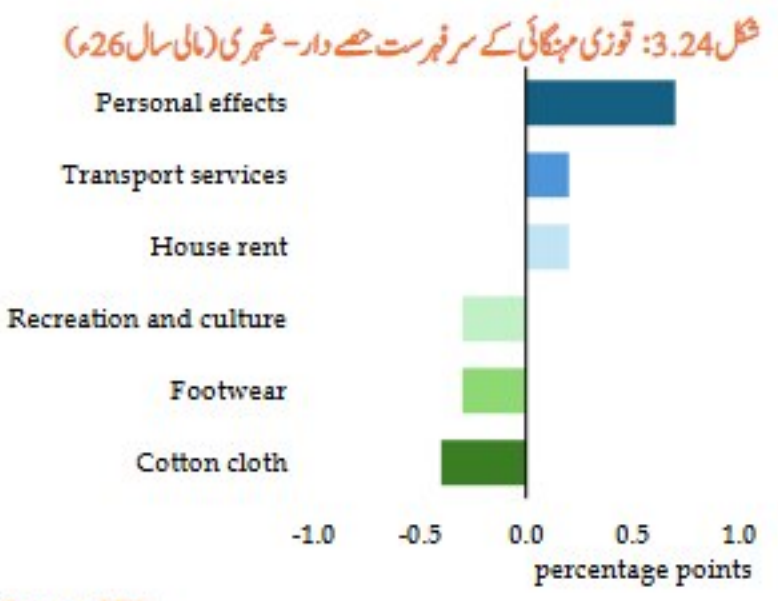


Source: PBS

گیا۔[53] ٹرانسپورٹ سروسز نے مہنگائی میں اضافے میں سب سے زیادہ حصہ ڈالا، کیونکہ توانائی کی عالمی قیمتوں کے دھچکے کے نتیجے میں ایندھن کی بلند قیمتوں نے بلاواسطہ بس، ریل اور آٹو رکشہ کے کرایوں میں اضافہ کیا، جبکہ اپریل اور مئی 2026ء کے دوران فضائی کرایوں میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔[54] ڈاک کی خدمات نے بھی مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ کیا، کیونکہ سال کے دوران کوریئر چارجز بڑھے۔

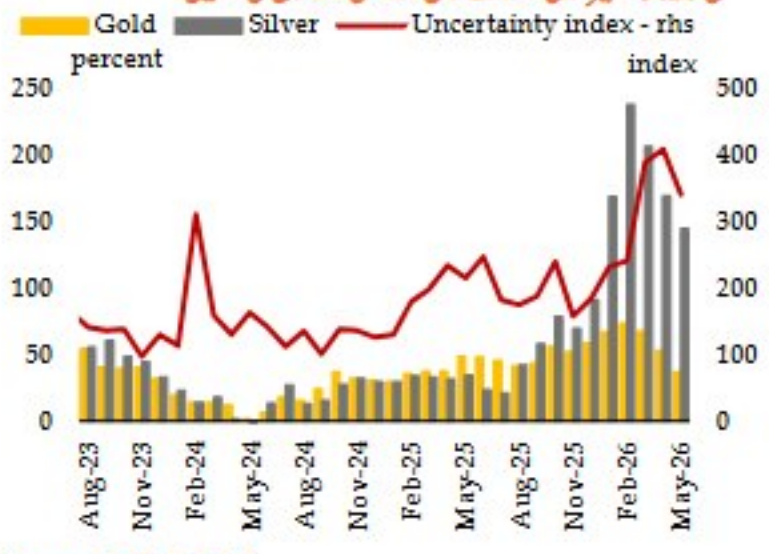
مزید برآں، مالی سال 26ء کے دوران مکان کے کرایوں میں بتدریج اضافے کا رجحان برقرار رہا، جس کی بنیادی وجہ رہائشی مکانات کی مارکیٹ میں مسلسل ساختی عدم توازن تھا۔ پاکستان کو تقریباً 10 ملین رہائشی یونٹس کی کمی کا سامنا ہے، جس کا بڑا حصہ پست اور متوسط آمدنی والے گھرانوں میں مرتکز ہے۔[55] رسد کی ان رکاوٹوں کے عین مطابق، بڑے شہری مراکز میں چھوٹے یونٹس کے کرایوں میں زیادہ نمایاں اضافہ ہوا۔[56]

شکل 3.24: قوزی مہنگائی کے سرفہرست حصے دار- شہری (مالی سال 26ء)



Source: PBS

شکل 3.25: غیر یقینی صورت حال اور قیمتی دھاتوں کی قیمتیں



Sources: PBS; Fed US

[53] شہری قوزی مہنگائی میں خدمات کے شعبے کا حصہ پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران تقریباً 0.9 فیصدی درجے پر مستحکم رہا تاہم آخری سہ ماہی میں بڑھ کر 1.5 فیصدی درجہ ہو گیا۔

[54] بس کرائے، جو نقل و حمل کی خدمات کے باسکٹ کا تقریباً نصف حصہ رکھتے ہیں، میں مالی سال 26ء کے دوران اوسطاً 34.3 فیصد اضافہ ہوا۔

[55] ماخذ: ایس ایم ای، ایس ایچ اینڈ ایس ایف ٹی، اسٹیٹ بینک آف پاکستان۔

[56] ماخذ: زمین پراپرٹی انڈیکس۔

اگرچہ مالی سال 26ء کے دوران قوزی مہنگائی میں کمی آگئی ہے، تاہم یہ سال کے بیشتر عرصے میں وسط مدتی ہدف کی بالائی سطح سے بھی مسلسل بلند رہی۔ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ بنیادی مہنگائی کے دباؤ میں ابھی مکمل طور پر کمی واقع نہیں ہوئی ہے **(باکس 3.7)**۔

باکس 3.1: توانائی کی قیمتوں کے دھچکوں پر زری پالیسی ردِ عمل

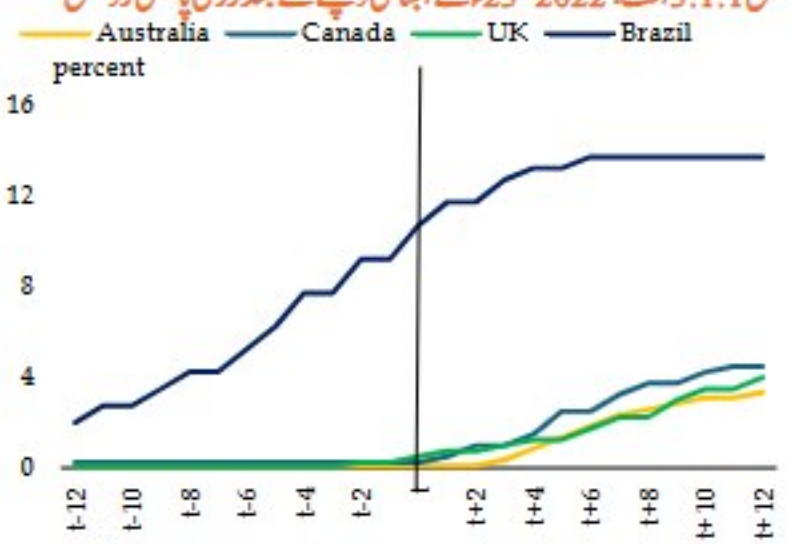
توانائی کی قیمتوں کے دھچکے زری پالیسی کے مناسب تعین کے لیے ایک چیلنج ہیں، کیونکہ مہنگائی کا ابتدائی دباؤ رسد کی جانب سے پیدا ہوتا ہے، جبکہ زری پالیسی طلب کے انتظام کے لیے ہوتی ہے۔ مزید برآں، توانائی کی قیمتوں میں اچانک اضافے کے عمومی مہنگائی پر اثرات کو کم کرنے کے لیے زری سختی کا اقدام پیداوار میں سکڑاؤ کا باعث بن سکتا ہے (Bodenstein et al., 2008)۔ تاہم، ردِ عمل کی ضرورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ابتدائی دھچکہ پیداواری لاگت، اجرتوں، قیمتوں کے تعین کے رویے اور مہنگائی کی توقعات کے ذریعے قیمتوں کی وسیع تر اقسام میں سرایت کرنا شروع کردے۔ ایسی صورت حال میں مہنگائی میں توانائی پر مبنی عارضی اضافہ مستقل اور وسیع البنیاد اضافے میں تبدیل ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا، زری پالیسی کا کوئی ردِ عمل نہ دینا یا اس میں تاخیر مہنگائی کی توقعات بے قابو ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔

اس تناظر میں، یہ باکس متعلقہ لٹریچر اور بڑے مرکزی بینکوں کے ردِ عمل کا جائزہ لیتا ہے تاکہ مہنگائی پر ان دھچکوں کے اثرات کم کرنے کے لیے مناسب زری پالیسی ردِ عمل کی بابت رہنمائی حاصل کی جاسکے۔

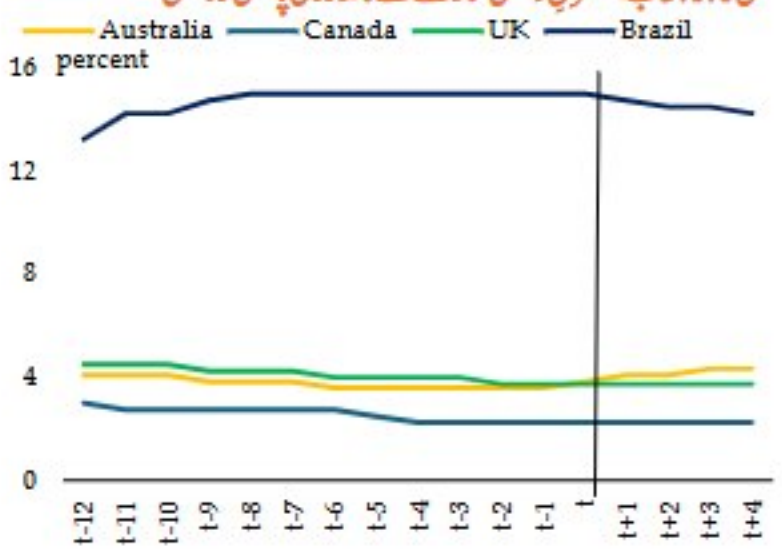
لٹریچر ظاہر کرتا ہے کہ زری پالیسی ردعمل محض نسبتی قیمتوں کے دھچکے پر نہیں بلکہ اس کے پائیدار اثرات پر ہونا چاہیے۔ تیل کی قیمت میں اضافے کی صورت میں مرکزی بینکوں کو ان دوررثانی کے اثرات پر ردِ عمل دینا چاہیے جو مہنگائی کے تخمینے کو ہدف سے منحرف کرتے ہیں[Carare et al. 2021]۔ یہ بات پاکستان جیسی ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے خاص طور پر اہم ہے، جہاں صارف اشاریہ قیمت میں غذائی اشیا کے نمایاں حصے کے باعث غذائی مہنگائی پر دوررثانی کا اثر زیادہ ہوتا ہے[Gelos and Ustyugova, 2012]۔ چنانچہ، جب دھچکہ برقرار رہے اور اجرتوں، توقعات اور قیمتوں کے تعین کے وسیع تر رویے کو متاثر کرنا شروع کردے تو زری سختی کے اقدام کی ضرورت کا جواز زیادہ مضبوط ہوجاتا ہے۔

ملکوں کے حالیہ تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ توانائی کی قیمتوں کے دھچکوں پر مختلف مرکزی بینکوں نے مختلف ردِعمل دیا۔ بینک آف کینیڈا نے مارچ 2026ء میں اپنا پالیسی ریٹ برقرار رکھا، اس امر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ مہنگائی ہدف کے قریب تھی اور بنیادی دباؤ محدود رہے تھے۔ بینک نے واضح طور پر عندیہ دیا کہ وہ تیل کی قیمتوں میں فوری اضافے کے اثر کو نظر انداز کرتے ہوئے اس بات کی نگرانی کرے گا کہ آیا بلند لاگت دیگر اشیا اور خدمات تک منتقل ہو کر مستقل نوعیت اختیار کرتی ہے یا نہیں[Bank of Ca-da, 2026]۔ اسی طرح، یورپی مرکزی بینک نے مارچ 2026ء میں اپنی پالیسی شرح برقرار رکھی، کیونکہ مہنگائی ہدف کے قریب تھی اور طویل مدتی مہنگائی کی توقعات قابو میں رہیں[ECB, 2026]۔ امریکی فیڈرل ریزرو نے بھی مارچ 2026ء اور اپریل 2026ء میں اپنا پالیسی ریٹ برقرار رکھا اور موقف اپنایا کہ اگرچہ توانائی کی بلند قیمتوں نے قلیل مدتی مہنگائی کی توقعات میں اضافہ کیا، تاہم طویل مدتی توقعات مجموعی طور پر قابو میں رہیں [Federal Reserve, 2026]۔ اس کے برعکس، ریزرو بینک آف آسٹریلیا نے مارچ 2026ء اور مئی 2026ء میں اپنا پالیسی ریٹ بڑھایا، جس کی وجہ توانائی کی بلند قیمتوں کے ساتھ پہلے سے موجود زائد طلب، بلند بنیادی مہنگائی اور قلیل مدت میں مہنگائی کی بلند توقعات بھی تھی، جس سے یہ خطرہ بڑھ گیا کہ بیرونی دھچکہ زیادہ پائیدار مہنگائی کا باعث بن سکتا ہے[RBA, 2026]۔

شکل 3.1.1الف: 2022-23ء کے اجناسی دھچکے کے بعد زری پالیسی ردعمل



شکل 3.1.1ب: مشرقِ وسطیٰ تنازعے کے بعد زری پالیسی ردعمل



Source: Haver Analytics

مندرجہ بالا بحث کی بنیاد پر، مناسب ردِ عمل کے تعین میں درج ذیل امور کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

اوّل ۔ یہ فرق کرنا نہایت اہم ہے کہ دھچکہ عارضی ہے یا پائیداری اختیار کر رہا ہے ۔ طویل عرصے تک بلند رہنے والی توانائی کی قیمتیں اکثر لاگت میں اضافے کا سبب بنتی ہیں جو اجرتوں اور فرموں کے قیمتوں کے تعین کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتا ہے، جسے اجرتوں اور قیمتوں میں اضافے کا باہمی عمل کہا جاتا ہے۔ لیبر (افرادی قوت) مارکیٹ کے حالات بھی اہم ہیں، کیونکہ لیبر مارکیٹ میں سستی کارکنوں کی اجرتوں اور مراعات کے لیے کی سودے بازی کی صلاحیت کو کم کر سکتی ہے، جبکہ فرموں کی یہ صلاحیت بھی محدود ہو جاتی ہے کہ وہ بڑھتی ہوئی لاگت کو مکمل طور پر حتمی قیمتوں پر منتقل کر سکیں۔ تاہم، ان عوامل کے حوالے سے زیادہ تر شواہد عموماً کچھ تاخیر سے سامنے آتے ہیں۔

دوم ۔ دورِ ثانی کے اثرات کا جائزہ مناسبزری پالیسی ردِعمل کے لیے مرکزی اہمیت کا حامل ہے ۔ مہنگائی کو ہدف بنانے والے مرکزی بینک، جیسا کہ بینک آف انگلینڈ، توانائی کی بلند قیمتوں کے ایندھن اور یوٹیلیٹیز پر براہِ راست اثر اور اس کے بعد دھچکے کے پھیلاؤ میں فرق کرتے ہیں، اور یہ واضح کرتے ہیں کہ پالیسی عموماً براہِ راست اثرات کو نظر انداز کرے گی، [بینک آف انگلینڈ 2026ء]۔[57] محض عمومی مہنگائی پر انحصار کرنے کے بجائے یہ زیادہ مفید ہے کہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ آیا توانائی کا دھچکہ بتدریج وسیع البنیاد ہو رہا ہے یا نہیں، قیمتوں میں اضافے کی تقسیم اور وسعت کیا ہے، فرموں کی قیمتوں سے متعلق توقعات اور لاگت کی منتقلی کی صورت حال کیا ہے، اجرتوں میں اضافے کی توقع کیا تھی اور حقیقتاً اس میں کتنا اضافہ ہوا، گھرانوں اور مارکیٹ کی مہنگائی سے متعلق توقعات کیا ہیں، اور فرموں کے منافع کے مارجنز کس سمت میں جا رہے ہیں [بینک آف انگلینڈ 2026ء]۔

سوم ۔ مناسب پالیسی سازی کے لیے ابتدائی حالات بھی اہم ہیں ۔ یہ امر توانائی کی قیمتوں کے حالیہ دھچکوں اور روس۔یوکرین جنگ کے باعث 23-2022ء کے اجناس کی قیمتوں کے دھچکوں کے دوران کیے گئے پالیسی فیصلوں کے تقابل میں سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ زیادہ تر مرکزی بینکوں نے 23-2022ء کے دھچکوں کے بعد پالیسی ریٹس میں اضافہ کیا، کیونکہ یہ دھچکہ عالمی وبا کے بعد کے دھچکے کے ساتھ آیا (**شکل 3.1.1**)، جس کے نتیجے میں قوزی مہنگائی بلند اور پائیدار رہی۔ اس کے مقابلے میں مشرقِ وسطیٰ کے تنازعے نے توانائی کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ پیدا کیا ہے، تاہم بنیادی اشیا کی قیمتوں پر اس دھچکے کے اثرات ابھی سامنے آنا باقی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ، پالیسی ردِ عمل توانائی کے دھچکے کی نوعیت، دورانیے اور پائیداری، نیز معیشت میں ابتدائی مہنگائی اور طلب کی صورت حال پر منحصر ہوتا ہے۔ توانائی کی قیمتوں میں عارضی اضافہ، مہنگائی کی توقعات کے قابو میں رہنے اور بنیادی مہنگائی کے محدود ہونے کی صورت میں اس کے براہِ راست اور ممکنہ طور پر بعض بالواسطہ اثرات کو نظر انداز کرنے کی زیادہ گنجائش فراہم کرتا ہے۔ اس کے برعکس، اگر یہ دھچکہ پائیدار توعیت اختیار کرلے اور اجرتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ مہنگائی کی توقعات کو بھی بلند کر دے تو معیشت میں مہنگائی کو جڑ پکڑنے سے روکنے دینے کے لیے سخت زری پالیسی اپنانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔

اس باکس کی تحریر میں مہرین طارق غنی اور حافظہ بسمہ قدوس کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے ۔

حوالہ جات:

i. Baba, C., & Lee, J. (2022). "تیل کی قیمتوں کے دھچکوں کے دورِ ثانی کے اثرات: یورپ کے مہنگائی کے منظر نامے کے لیے مضمرات۔" IMF Working Paper No. 2022/173. Inter-tio-l Monetary Fund.

ii. Bank of Ca-da. (2026). "گورننگ کونسل کے غور و خوض کا خلاصہ: 18 مارچ کی مقررہ اعلان کی تاریخ۔"

iii. Bank of England. (2026). Monetary Policy Report – April 2026.

iv. Bodenstein, M., Erceg, C. J., & Guerrieri, L. (2008). "قوزی اور عمومی مہنگائی کی مختلف شرحوں کے ساتھ بہتر یزری پالیسی۔" Federal Reserve Board Inter-tio-l Fi-nce Discussion Paper No. 941.

v. Cuevas, A., & Topak, S. (2008). "مہنگائی کو ہدف بنانے والے جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک میں زری پالیسی اور نسبتی قیمت کے دھچکے۔" IMF Working Paper No. 08/289. Inter-tio-l Monetary Fund.

[57] 38 مرکزی بینکوں کے نمونے میں سے 33 نے توانائی کے دھچکے کے تین ماہ بعد تک اپنی شرحِ سود میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ماخذ: بینک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹس ڈیٹا پورٹل

vi. Drechsel, T., McLeay, M., Tenreyro, S., & Turri, E. D. (2026). "مرکزی بینکوں کو اجناس کی قیمتوں کے دھچکوں پر کیسے ردِ عمل دینا چاہیے؟ اجناس پر انحصار کرنے والی معیشتوں کے لیے بہتر پیزری اور شرح مبادلہ کے فریم ورک۔" Bank of England Staff Working Paper No. 1,186.

vii. Gelos, G., & Ustyugova, Y. (2012). "اجناس کی قیمتوں کے دھچکوں پر مہنگائی کا ردِ عمل: مختلف ممالک کے ردِ عمل میں فرق کیسے اور کیوں ہوتا ہے؟" IMF Working Paper No. 12/225. Inter-tio-l Monetary Fund.

viii. Reserve Bank of Australia. (2026a). "زری پالیسی بورڈ کا بیان: زری پالیسی کا فیصلہ، 17 مارچ۔"

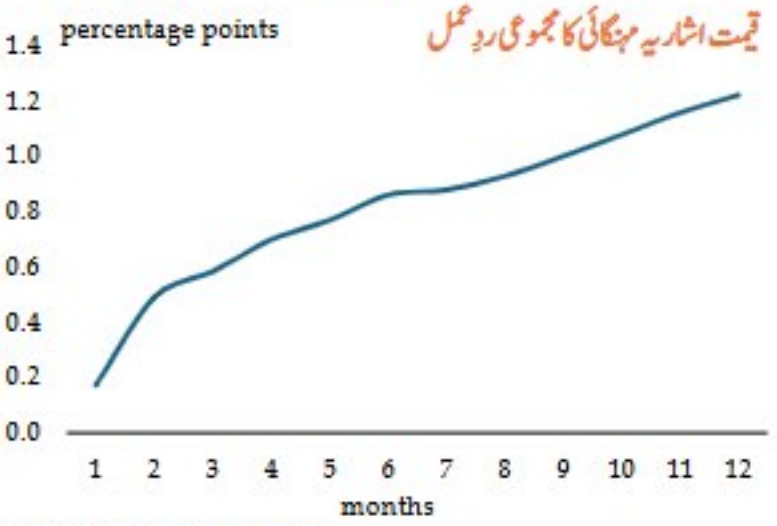
ix. Reserve Bank of Australia. (2026b). "زری پالیسی بورڈ کا بیان: زری پالیسی کا فیصلہ، 5 مئی۔"

باکس 3.2: پاکستان میں توانائی کی عالمی قیمتوں کے دھچکوں کے دور بھانی کے اثرات کا جائزہ

عالمی سطح پر توانائی کی قیمتوں میں آنے والے دھچکے مہنگائی پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں، جو یوٹیلٹی اور ایندھن کی لاگت میں اضافے کے ذریعے ہوتا ہے، جبکہ بالواسطہ طور پر اس کے دور بھانی کے اثرات اجرتوں اور لاگت میں بعد ازاں ہونے والی ردوبدل اور مہنگائی کی توقعات کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں۔ Ruch and Du Plessis (2015) نے اجاگر کیا ہے کہ دور بھانی کے اثرات لاگت کے ذریعے اور توقعات کے ذریعے، دونوں ذرائع سے سامنے آتے ہیں۔ لاگت کے ذریعے سامنے آنے والے اثرات کے تحت خام مال کی بلند قیمتیں فرموں کی پیداواری لاگت میں اضافے کا باعث بنتی ہیں، جبکہ توقعات کے ذریعے سامنے آنے والے اثرات کے تحت گھرانے اور کارکن مستقبل میں قیمتوں میں اضافے کی توقع کرتے ہوئے اجرتوں میں اضافے کا مطالبہ کرتے ہیں، جس سے ایندھن، اجرت اور قیمتوں کے باہمی اضافے کا چکر پیدا ہو سکتا ہے۔ تجرباتی لٹریچر سے ظاہر ہوتا ہے کہ توانائی کی قیمتوں کے دھچکے مہنگائی کی توقعات اور قومی مہنگائی پر نمایاں دور بھانی کے اثرات مرتب کرتے ہیں [Allon-Pineda et al. (2025)، Alp (2023)]۔

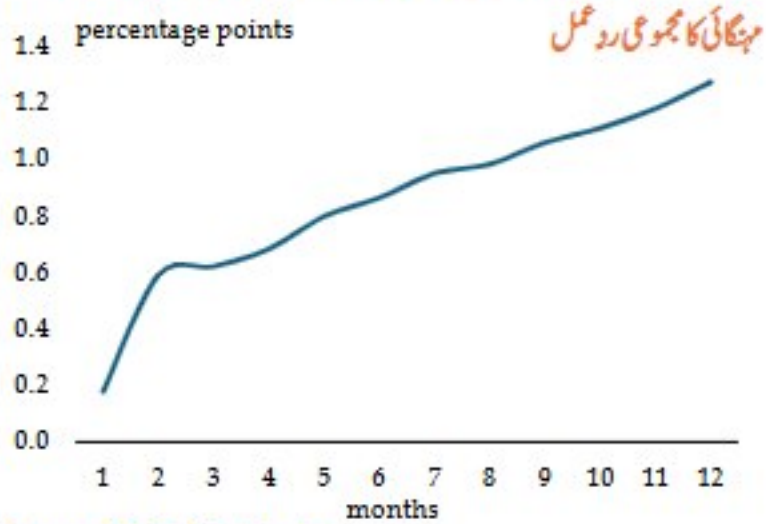
توانائی کی قیمتوں کے دھچکے کے دور بھانی کے اثرات کا جائزہ لینا ضروری ہے، کیونکہ یہ طویل عرصے تک مہنگائی میں شامل رہتے ہیں۔ مناسب زری پالیسی ردِ عمل کی تشکیل کے تناظر میں بھی یہ امر خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی پس منظر میں، یہ باکس پاکستان میں تیل کی قیمتوں کے دھچکوں کے دور بھانی کے اثرات کی مقداری پیمائش پیش کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے جنوری 2004ء سے جون 2026ء تک ماہانہ اعداد و شمار کی

شکل 3.2.1: توانائی کی عالمی قیمتوں میں 10 فیصد اضافے کے دھچکے پر صارف قیمت اشاریہ مہنگائی کا مجموعی ردِ عمل



Source: SBP staff estimates

شکل 3.2.2: توانائی کی عالمی قیمتوں میں 10 فیصد اضافے کے دھچکے پر غذائی مہنگائی کا مجموعی ردِ عمل

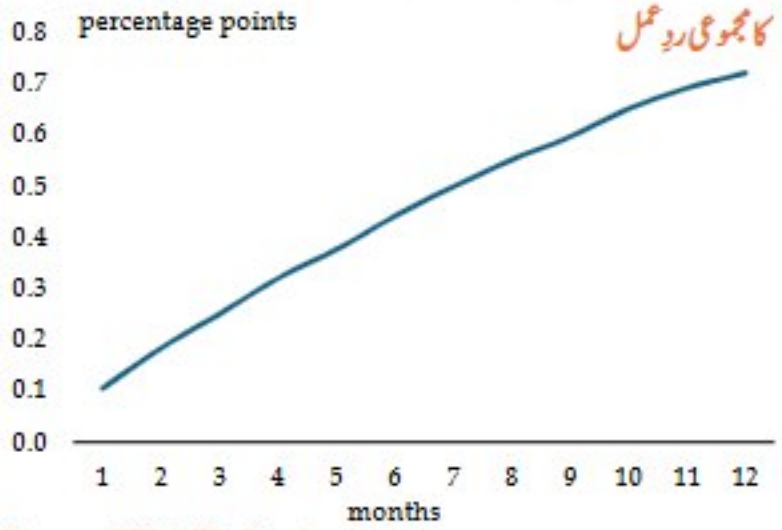


Source: SBP staff estimates

بنیاد پر ساختی متغیرات (SVAR) کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔[58] ان متغیرات میں توانائی کی عالمی قیمت کا اشاریہ[59]، نامیہ شرح مبادلہ، مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت، پالیسی ریٹ، بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا اشاریہ، غذائی مہنگائی، متوقع مہنگائی اور قوزی مہنگائی کو شامل کیا گیا ہے۔[60-61]

نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ توانائی کی عالمی قیمتوں میں 10 فیصد اضافے کے نتیجے میں دھچکے کے ایک سال بعد مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں 1.2 فیصدی پوائنٹس کا اضافہ ہوتا ہے، جبکہ اس کے اثرات دو سال تک برقرار رہتے ہیں (**شکل 3.2.1**)۔ غذائی مہنگائی میں ایک سال بعد 1.3 فیصدی پوائنٹس کا اضافہ ہوتا ہے (**شکل 3.2.2**)، جبکہ قوزی مہنگائی میں 0.7 فیصدی پوائنٹس کا اضافہ ہوتا ہے (**شکل 3.2.3**)۔ یہ تخمینے Ruch and Du Plessis (2015)[62]، Christine J. et al. (2024) اور Alp et al. (2023)، Conflitti, C. & Luciani, M. (2017) اور Conflitti, C. & (2017). Luciani, M. (2017) کے نتائج سے ہم آہنگ ہیں۔[63]

شکل 3.2.3: توانائی کی عالمی قیمتوں میں 10 فیصد اضافے کے دھچکے پر قوزی مہنگائی کا مجموعی ردِعمل



Source: SBP staff estimates

مندرجہ بالا نتائج کی روشنی میں، توانائی کی عالمی قیمتوں کے دھچکوں کے ممکنہ دور رس اثرات سے نمٹنے کے لیے مرکزی بینک کو زری پالیسی سخت کرنی چاہیے۔ لٹریچر سے ظاہر ہوتا ہے کہ بروقت اور مناسب ردِعمل ان اثرات کی شدت کے بارے میں غیر یقینی کو کم کرتا ہے اور مہنگائی کی توقعات کو مستحکم رکھنے میں مدد دیتا ہے، تاکہ یہ توقعات معیشت میں مستقل طور پر جڑ نہ پکڑ سکیں [Soderstrom (2002)]۔ اس کے برعکس، ان اثرات کو نظر انداز کرنے سے مہنگائی کی توقعات کے معیشت میں مستقل طور پر جڑ پکڑنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، جس کے نتیجے میں بعد ازاں قیمتوں کے استحکام کی بحالی کے لیے زیادہ سخت زری پالیسی اختیار کرنا پڑ سکتی ہے اور یہ پیداوار میں خاطر خواہ کمی کا سبب بنتا ہے۔

*اس باکس کی تحریر میں عبدالباسط عرف شہزاد کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

i. Ruch, F. U., & Du Plessis, S. (2015). خوراک اور توانائی کی قیمتوں کے دور رس اثرات: An SBVAR approach. South African Reserve Bank Working Paper، 15(05)۔

ii. Allon-Pineda, J. C. S., Ocampo, J. C. G., & Santos, E. R. D. (2025). مہنگائی پر تیل اور غذائی قیمتوں کے دھچکوں کے دور رس اثرات اور عدم توازن۔ Latin American Jour-l of Central Banking۔100180

iii. Alp, H., Klepacz, M., & Saxe-, A. (2023). ترقی یافتہ غیر ملکی معیشتوں میں مہنگائی پر تیل کی قیمتوں کے دور رس اثرات۔

iv. Conflitti, C., & Luciani, M. (2017). قوزی مہنگائی پر تیل کی قیمتوں کی منتقلی۔ The Energy Jour-140،(6)،221-248۔

مصنفین نے تخمینہ لگایا کہ تیل کی عالمی قیمتوں میں 10 فیصد غیر متوقع اضافے سے قوزی مہنگائی میں 0.1 فیصدی پوائنٹ اضافہ ہوتا ہے، اور امریکی معیشت میں یہ اثر چار سال سے زائد عرصے تک نمایاں رہتا ہے۔

---

[58] چولسکی تجزیے کے ذریعے متغیرات کی ترتیب نگہداری بنیادوں پر متعین کی گئی۔

[59] توانائی کی عالمی قیمت ایک مرکب اشاریہ ہے جس میں تین اہم اجزا خام تیل، قدرتی گیس اور کوئلے کی قیمتیں شامل ہیں۔ ماخذ: پنک شیٹ اس لنک پر دستیاب ہے:
https://www.worldbank.org/en/research/commodity-markets

[60] تمام متغیرات اپنی سطح پر غیر جامد تھے۔

[61] اے آئی سی معیار کے مطابق ایس وی اے آر ماڈل کے لیے چھ وقفے (Lags) موزوں قرار پائے۔

[62] مصنفین کے تخمینے کے مطابق دنیٰ خام تیل کی قیمت میں 10 فیصد اضافے سے قوزی اور غیر قوزی مہنگائی پر مجموعی (بلاواسطہ اور بالواسطہ) اثر مرتب ہوتا ہے، جو 18 ماہ تک برقرار رہتا ہے اور 13 ویں ماہ میں 0.28 فیصدی درجے کی بلند ترین سطح پر پہنچتا ہے۔

[63] مصنفین کے مطابق تیل کی عالمی قیمتوں میں 10 فیصد غیر متوقع اضافے سے امریکی معیشت میں قوزی مہنگائی 0.1 فیصدی درجے بڑھ جاتی ہے، اور اس کا اثر چار سال سے زیادہ عرصے تک نمایاں رہتا ہے۔

v. Baba, C., & Lee, M. J. (2022). تیل کی قیمتوں کے دھچکوں کے دور رس اثرات — یورپ کے مہنگائی کے منظرنامے کے لیے مضمرات (No. 2022-2173) Inter-tio-l Monetary Fund۔

vi. مصنفین نے تخمینہ لگایا کہ دبئی کروڈ آئل کی قیمتوں میں 10 فیصد اضافے کے نتیجے میں قوزی اور عمومی مہنگائی پر مجموعی (براہ راست اور بالواسطہ) اثر 18 ماہ تک برقرار رہتا ہے اور 13 ویں ماہ میں 0.28 فیصدی پوائنٹس کی بلند ترین سطح تک پہنچ جاتا ہے۔

ماخذ: Bankgko Sentral ng Pilipi-s (BSP)، Monetary Policy Report، فروری 2024ء۔

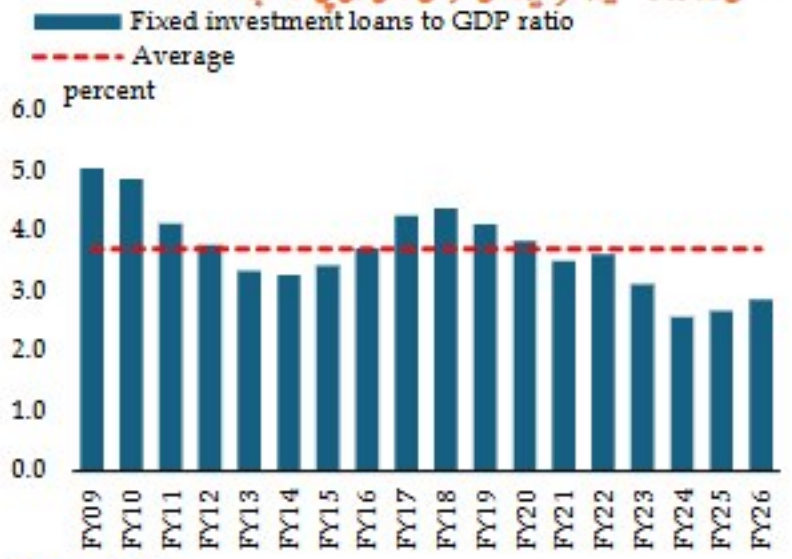
vii. Söderström, U. (2002). غیر یقینی پیرامیٹرز کے ساتھ زری پالیسی۔ Scandi-vian Jour-l of Economics 104، (1)، 125-145۔

viii. UK Monetary Policy Report (MPR) April 2026۔

باکس 3.3: معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے محرکات

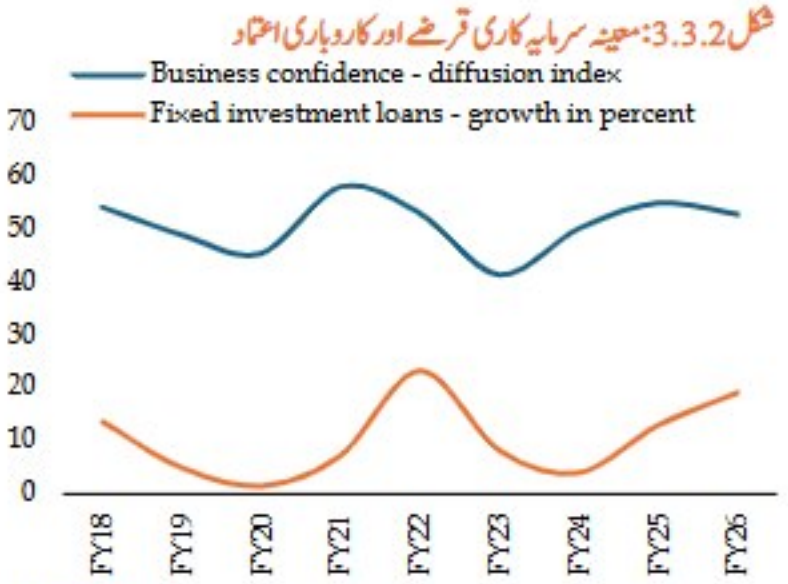
پاکستان میں معینہ سرمایہ کاری قرضے مالی سال 2010ء میں 8.3 فیصد بڑھے جبکہ مالی سال 26ء میں ان کی شرح نمو 19.0 فیصد رہی۔ تاہم، مجموعی ملکی پیداوار کے تناسب سے ان قرضوں کا حصہ مالی سال 10ء کے 5.0 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 26ء میں 2.9 فیصد رہ گیا (**شکل 3.3.1**)۔ اس کمی کے طویل مدتی معاشی نمو کی صلاحیت، برآمدی مسابقت اور روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ

شکل 3.3.1: معینہ سرمایہ کاری قرض تا جی ڈی پی تناسب



Source: SBP

شکل 3.3.2: معینہ سرمایہ کاری قرضے اور کاروباری اعتماد



Source: SBP

باکس معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے اہم محرکات کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔ لٹریچر میں پالیسی سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال، حقیقی شرح ہائے سود، استعداد سے استفادے اور عملی منافع کو معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے اہم عوامل قرار دیا گیا ہے۔ ذیل میں ان عوامل میں سے ہر ایک کا پاکستان کے تناظر میں تجزیہ کیا گیا ہے۔

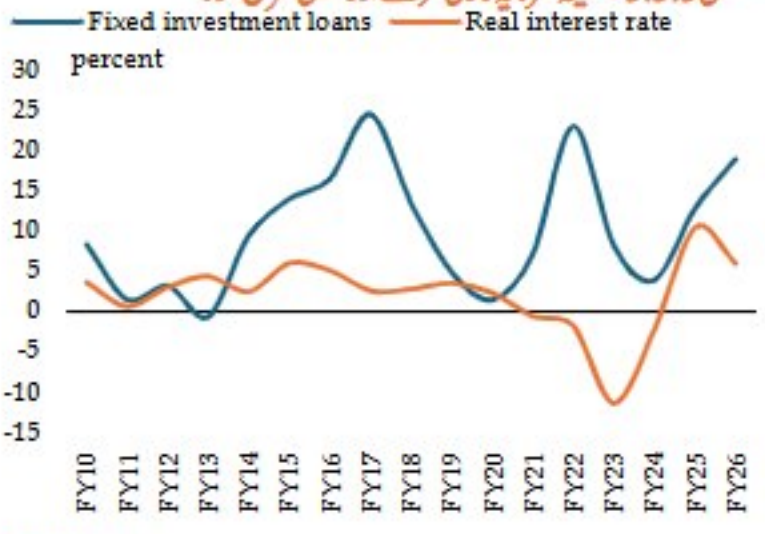
اقتصادی پالیسی سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال

اقتصادی پالیسی سے متعلق بلند غیر یقینی صورتِ حال طویل مدتی قرض لینے کے حوالے سے فرموں کی حوصلہ شکنی کرتی ہے (**شکل 3.3.2**)۔ Latif & Siddiqi (2025) اور Quddus et al. (2022) نے کارپوریٹ سرمایہ کاری پر اقتصادی پالیسی سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال کے نمایاں منفی اثرات کی نشاندہی کی ہے۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے معیشت میں قابلِ پیش گوئی ماحول یقینی بنانا ضروری ہے۔ اس میں قابلِ بھروسہ مالیاتی فریم ورک اپنانا، قابلِ پیش گوئی توانائی پالیسی وضع کرنا، بنیادی ڈھانچے کو مضبوط کرنا اور مستحکم معاشی ماحول کو یقینی بنانا شامل ہے۔

قرض کی لاگت

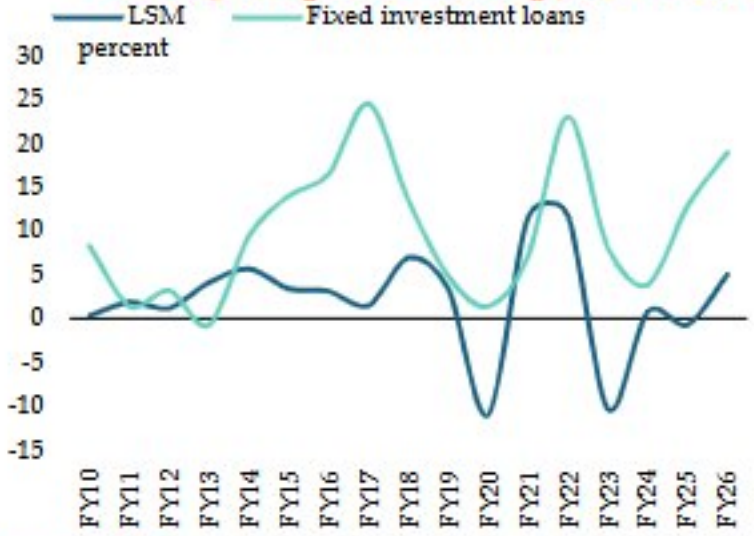
قرض کی بلند لاگت ان عوامل میں شامل ہے جو فرموں کی طویل مدتی سرمایہ کاری کو متاثر کرتے ہیں۔ Zahid et al. (2026) نے معلوم کیا کہ بلند حقیقی شرح ہائے سود سرمایہ کاری میں کمی کا باعث بنتی ہیں، بالخصوص کساد بازاری کے دوران (**شکل 3.3.3**)۔ اس ضمن میں، زری پالیسی کی ساکھ کو یقینی بنانا مہنگائی کی توقعات کو مستحکم رکھنے اور شرح سود میں جارحانہ اضافے کی ضرورت کو کم کرتا ہے۔ مزید برآں، ماتحت، چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (MSMEs) کے لیے حکومت کی جانب سے بامقصد معاونت صنعتی شعبے کے لیے قرض کی لاگت کو موثر طور پر کم کر سکتی ہے۔

شکل 3.3.3: معینہ سرمایہ کاری قرضے اور حقیقی شرح سود



Source: SBP

شکل 3.3.4: معینہ سرمایہ کاری قرضے اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں نمو



Source: SBP

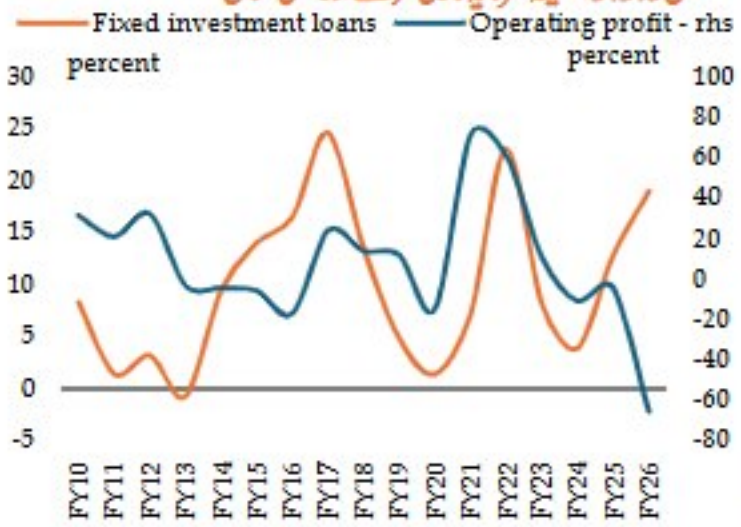
استعداد سے استفادہ

مینوفیکچرنگ فرموں کی جانب سے پیداواری صلاحیت کے کم استعمال سے سرمایہ کاری کی طلب کمزور ہوتی ہے، اور اس کے برعکس بھی یہی صورتِ حال ہوتی ہے [Artica (2023)]۔ جب موجودہ پلانٹ کی پیداواری صلاحیت کا استعمال بلند ہو اور معیشت میں طلب بڑھ رہی ہو تو فرمز سرمائے میں توسیع کے لیے قرض لیتی ہیں۔ مزید برآں، پیداواری صلاحیت کا کم استعمال اس امر کی بھی عکاسی کرتا ہے کہ فرمز زیادہ لاگت پر پیداوار کر رہی ہیں، جس سے نفع آوری اور قرض حاصل کرنے کی اہلیت متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ ادائیگی قرض کی صلاحیت بھی کم ہوتی ہے (**شکل 3.3.4**)۔ مستحکم معاشی ماحول، قابلِ بھروسہ انفراسٹرکچر اور برآمدات تک بہتر رسائی پائیدار نمو کو فروغ دینے اور معیشت کی استعداد سے بھرپور استفادہ کرنے کے لیے ایک مستحکم ماحول فراہم کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

عملی منافع

نفع آوری میں اضافہ کاروباری اداروں کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے سرمایہ کاری کے فیصلے پر مثبت اثر ڈالتا ہے (**شکل 3.3.5**)۔ مزید برآں، عملی منافع میں اضافہ فرموں کے بیلنس شیٹ کو مضبوط بناتا ہے، کیونکہ اس سے طویل مدتی قرضوں کی ادائیگی کی ان کی صلاحیت بہتر ہوتی ہے۔ زیادہ عملی منافع والی سرمایہ پر مبنی بڑی فرموں کو چھوٹی فرموں کے مقابلے میں زیادہ بہتر شرائط پر طویل مدتی قرض دستیاب ہوتا ہے [Saif-Alyousfi, A. Y. et al. (2025)]۔ مستحکم معاشی ماحول، جس میں مہنگائی کو پست اور مستحکم رکھنا، تحقیق و ترقی کی حوصلہ افزائی اور ماحول دوست ٹیکنالوجیز کو اپنانا شامل ہے، فرموں کی عملی کارکردگی بہتر بنانے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

شکل 3.3.5: معینہ سرمایہ کاری قرضے اور عملی منافع



Source: SBP

نتیجہ

پاکستان میں کاروباری معینہ سرمایہ کاری کی بحالی کے لیے بنیادی معاشی عوامل سے متعلق مسائل کو حل کرنا ضروری ہے۔ اہم ترجیحات میں معاشی پالیسیوں کی ساکھ کو بہتر بنانا، طویل مدتی معاشی استحکام یقینی بنانا، ٹیکسوں کو معقول بنانا، اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور برآمدات کے فروغ کے ذریعے استعداد سے استفادے کو بڑھانا شامل ہیں۔

*اس باکس کی تحریر میں عبدالباسط عرف شہزاد کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

i. Bilsborrow, R. E. (1977)۔ ترقی پذیر ملک میں مینوفیکچرنگ فرموں کی معینہ سرمایہ کاری کا تعین کرنے والے عوامل۔ Inter-tio-l Economic Review:697-717۔

ii. Ndikuma-, L. (1999)۔ قرض کی ادائیگی، مالکاری کی رکاوٹیں اور معینہ سرمایہ کاری: پینل ڈیٹا سے شواہد۔ Jour-l of Post Keynesian Economics21 ،(3):455-478۔

iii. Latif, A. S., & Siddiqi, M. F. (2025)۔ معاشی پالیسی کی غیر یقینی صورت حال فرموں کی مالکاری اور سرمایہ کاری کو کس طرح متاثر کرتی ہے: پاکستان کے تناظر میں۔ Advance Jour-l of Econometrics and Fi-nce3،(2)،78-87۔

iv. Quddus, A., Pavelkova, D., Hussain, S., & Pham, T. P. (2022)۔ معاشی پالیسی کی غیر یقینی صورت حال میں اعتدال کے تحت فرم کی مالی کارکردگی پر سرمایہ کاری کے فیصلوں کے اثرات: پاکستان کے مینوفیکچرنگ شعبے سے شواہد۔ Asian Economic and Fi-ncial Review12،(11)،969-981۔

v. Source: https://www.bndes.gov.br/SiteBNDES/bndes/bndes_en/conteudos/noticia/BNDES-reduces-rates-and-extends-loans-terms-to-encourage-investment/

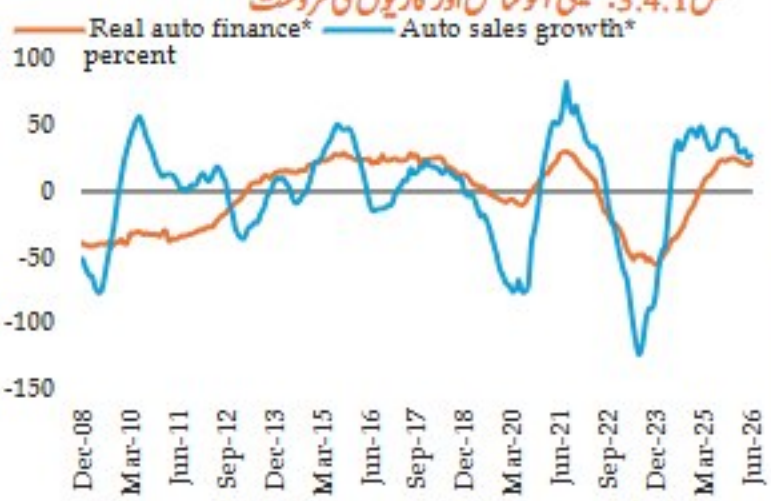
vi. Artica, R. P. (2023) اضافی پیداواری گنجائش کا سرمایہ کاری میں کمی پر اثر۔ Panoeconomicus70،(3)-،403-428۔

vii. Saif-Alyousfi, A. Y., Alsadan, A., & Alalmaee, H. (2025) نفع آوری اور سرمایہ کی شدت: قرض کی مالی اعانت کا تعدیلی کردار۔ Economies13،(11)،324۔

باکس 3.4: آٹو شعبے کا زری پالیسی پر ردِ عمل کا جائزہ

عالمی سطح پر دیکھا گیا ہے کہ صارفی قرضے شرح سود میں تبدیلیوں سے حساسیت رکھتے ہیں ہیں۔ پاکستان میں آٹو قرضے صارفین کو فراہم کیے جانے والے قرضوں کے ایک تہائی سے زیادہ حصے پر مشتمل ہیں، اس لیے آٹو موبل شعبہ اس اہم ترسیلی ذریعے کا جائزہ لینے کے لیے ایک موزوں تناظر فراہم کرتا ہے۔ معاشی لٹریچر بھی اس موقف کی تائید کرتا ہے۔ جانسن و دیگر (2014ء) نے پایا کہ قرض کی شرائط گاڑیوں کی خریداری کا ایک اہم عنصر ہے، جبکہ قرض پر زیادہ انحصار کرنے والے قرض کی شرائط کے حوالے سے بالخصوص زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ Ustabaş & Buyun (2024ء) نے بھی گاڑیوں کی طلب کے قرض کی شرائط کے حوالے سے حساسیت کی تصدیق کی ہے۔ **شکل 3.4.1** پاکستان میں حقیقی آٹو فنانس کی نمو اور گاڑیوں کی فروخت کے مابین قریبی باہمی تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ سخت زری حالات میں آٹو فنانس میں عموماً کمزوری آتی ہے، جبکہ قرض کی شرائط نرم ہونے پر اس میں بحالی آجاتی ہے (**شکل 3.4.2**)۔ اس پس منظر میں، یہ باکس اس امر کا جائزہ لیتا ہے کہ آیا حقیقی آٹو فنانس میں تبدیلیاں پاکستان میں گاڑیوں کی فروخت کے رجحان میں تبدیلیوں سے وابستہ ہیں۔ تجزیے میں مکمل ناک ڈاؤن کٹس (سی کے ڈی) کی درآمدات کے ذریعے گاڑیوں کی دستیابی، ترسیلاتِ زر اور دیگر متعلقہ متغیرات کو بھی مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

شکل 3.4.1: حقیقی آٹو فنانس اور گاڑیوں کی فروخت



*Auto sales growth is measured as the six-month moving average of the growth rate in automobile unit sales.
Sources: SBP & PAMA

اس تعلق کا جائزہ لینے کے لیے نومبر 2008ء سے جون 2026ء تک کے ماہانہ اعداد و شمار کو استعمال کرتے ہوئے آٹو regressive distributed lag (ARDL) ماڈل کا تخمینہ لگایا گیا ہے (**جدول 3.4.1**)۔ حقیقی آٹو فنانس کا عددی سر (coefficient) مثبت اور شماریاتی طور پر کمزور حد تک نمایاں پایا گیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقی آٹو فنانس کی نمو میں ایک فیصدی پوائنٹ کی تیزی گاڑیوں کی فروخت کی نمو میں تقریباً 3.2 فیصدی پوائنٹس کے اضافے کا سبب بنتی ہے۔ اس سے اس امر کے شواہد ملتے ہیں کہ آٹو فنانس ایک ایسا موزوں ذریعہ ہے جس سے زری حالات صارفین کی طلب تک منتقل ہوتے ہیں۔ ترسیلاتِ زر بھی گاڑیوں کی فروخت پر مثبت اثر ڈالتی ہیں، جس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ترسیلاتِ زر سے پوری ہونے والی طلب، بینک فنانسنگ کے ساتھ ساتھ کام کرتی ہے۔ مزید برآں، سی کے ڈی درآمدات مختلف مراحل میں گاڑیوں کی فروخت پر اثر انداز ہوتے ہیں، بالخصوص چوتھے مرحلے پر، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ درآمد شدہ کٹس کی دستیابی گاڑیوں کی پیداوار، انوینٹری اور ترسیل کے لیے اہم ہے۔

جدول 3.4.1: اے ڈی آر ایل کے نتائج (تابع متغیر گاڑیوں کی فروخت)

متغیر	عددی سر	معیاری انحراف	ٹی اسٹیٹسٹک	امکان کا تناسب
حقیقی آٹو فنانس	3.2	1.9	1.7	0.1
سی کے ڈی امپورٹس	0.0	0.1	-0.2	0.9
سی کے ڈی امپورٹس(-1)	0.3	0.1	3.0	0.0
سی کے ڈی امپورٹس(-2)	0.1	0.1	0.5	0.6
سی کے ڈی امپورٹس(-3)	-0.4	0.1	-3.7	0.0

سی کے ڈی امپورٹس(4-)	1.0	0.1	10.5	0.0
ترسیلات	0.6	0.3	1.9	0.1
سال بہ سال فروخت(1-)	0.1	0.1	2.6	0.0
سال بہ سال فروخت(2-)	-0.1	0.1	-2.5	0.0
C	-12.2	6.0	-2.0	0.0
کووڈ جھٹکے کا فرضی متغیر	-233.2	41.6	-5.6	0.0
ترمیم شدہ آر-اسکوائر	0.6			
ایف-اسٹیٹسٹک	34.4		امکان(ایف-اسٹیٹسٹک)	0.0

نوٹ: تمام بصری سرکوائف کی شماریاتی اہمیت کا 10 فیصد کی سطح پر جائزہ لیا گیا۔

سی کے ڈی کی تمام اصطلاحات مجموعی طور پر شماریاتی لحاظ سے اہم ہیں (والڈ ایف=30.2، پی<0.01)۔

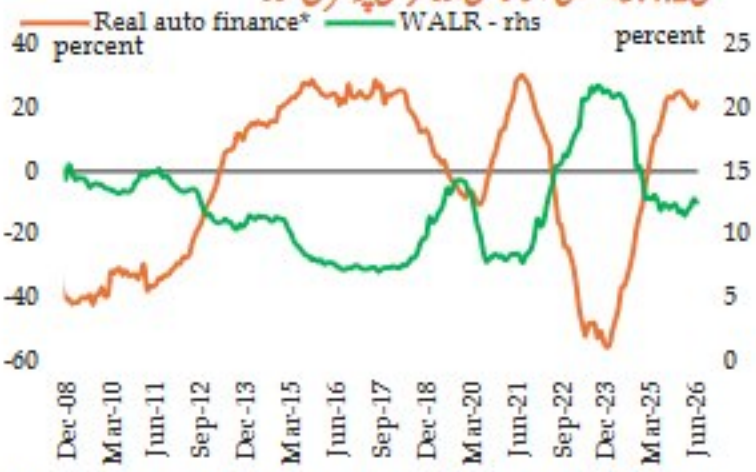
ایل ایم ٹیسٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلسلہ وار باہمی تعلق موجود نہیں ہے۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

سی کے ڈی درآمدات کا کردار مقامی سطح پر تیاری (localisation) کی اہمیت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ چونکہ فروخت ہونے والی ہر گاڑی کی مالیت کا ایک بڑا حصہ درآمد شدہ ہوتا ہے، اس لیے امکان ہے کہ آٹو فنانسنگ میں تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ گاڑیوں کی درآمدات میں بھی تبدیلیاں آئیں گی۔ لوکلائزیشن میں اضافہ ہر گاڑی میں درآمد شدہ اجزا کے تناسب کو کم کرے گا اور اس طرح اس تعلق کو کمزور کرے گا، جس سے فنانسنگ کی شرائط میں تبدیلیاں بیرونی کھاتے میں نسبتاً کم تبدیلی کے ساتھ ملکی طلب کو متاثر کر سکیں گی۔

*اس باکس کی تحریر میں محمد ذوہیب کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

شکل 3.4.2: حقیقی آٹو فنانس اور قرض پر شرح سود



*Real auto finance is calculated by adjusting auto finance for inflation.

Sources: SBP & PAMA

حوالہ جات:

i. Johnson et al. (2014) آٹو سیلز اور کریڈٹ سپلائی۔ Fi-nce and Economics Discussion Series No. 2014-82۔ Washington, DC: Board of Governors of the Federal Reserve System۔

ii. Ustabaş. A & Buyun. B (2024) کیا زری پالیسی گاڑیوں کی طلب کو متاثر کرتی ہے؟ ترکی سے ایک تجرباتی مثال۔

باکس 3.5: ایندھن کی قیمتوں میں یومیہ ردوبدل اور اس کی مہنگائی میں منتقلی

حکومت نے 2026ء کے دوران تیل کی عالمی قیمتوں میں بڑھتی ہوئی تغیر پذیری کے پیش نظر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کے تعین کے دورانیے کو بتدریج مختصر کیا۔ مارچ میں 15 روزہ جائزے سے ہفتہ وار جائزے کی طرف منتقلی کی گئی اور پھر 17 جولائی 2026ء کو قیمتوں کے روزانہ جائزے کا آغاز کیا گیا۔ ایک روزہ نوٹیفکیشن کا پہلا اطلاق 21 جولائی کو ہوا، جس کے بعد اوگرا نے یومیہ ایکس ڈپو قیمتیں شائع کرنا شروع کر دیں۔ اس اقدام سے بین الاقوامی قیمتوں میں تبدیلیوں اور ملکی قیمتوں کے درمیان انتظامی وقفہ کم ہوا اور قیمتوں کے تعین کے فارمولے میں مارکیٹ سے منسلک لاگت میں تبدیلیوں کو شامل کرنے کی فریکوئنسی بڑھ گئی۔[66]

[66] حکومتِ پاکستان، پیٹرولیم ڈویژن کے 14، 21 اور 28 مارچ 2026ء کے نوٹیفکیشنز: قیمتوں کے تعین سے متعلق 17 جولائی 2026ء کی کابینہ سے منظور ترمیم شدہ ہدایات؛ اور پیٹرولیم ڈویژن کی رپورٹ "وزیرِ پیٹرولیم کی قیمتوں کے یومیہ تعین سے متعلق اسٹیک ہولڈرز سے مشاورت"۔ پہلی یومیہ قیمت کا اطلاق 21 جولائی 2026ء کو ہوا۔

قیمتوں کے یومیہ تعین کا مطلب تازہ ترین بین الاقوامی قیمت کے ساتھ یک بہ یک اشاریہ بندی نہیں ہے۔ درحقیقت، موٹر ایندھن کے لیے اوگرا درآمدی لاگت، آئی ایف ای ایم، مقررہ مارجنز، لیویز اور ٹیکسز کے ساتھ پلیٹس عرب گلف (Platts Arab Gulf) کی مصنوعات کی قیمتوں اور روپے اور ڈالر کے شرح مبادلہ کی سات کاروباری دنوں کی اوسط استعمال کرتا ہے۔[65] اوگرا معمول کے مطابق وفاقی منظوری کے بغیر حاصل ہونے والی ایکس ڈپو قیمت کا تعین اور اعلان کرتا ہے، جبکہ حکومت ٹیکسز، لیویز اور مقررہ ضوابط پر اپنا اختیار برقرار رکھتی ہے۔ لہٰذا یہ نظام مارکیٹ سے زیادہ منسلک ہے، تاہم مکمل ری ٹیل ڈی ریگولیشن سے بدستور مختلف ہے۔[66]

ردوبدل کا تنفد مہنگائی کے لیے کیوں اہم ہے؟

توانائی کی بلند بین الاقوامی قیمتیں ابتدائی طور پر ایندھن کی قیمتوں میں اضافے کے ذریعے مہنگائی کو براہِ راست متاثر کرتی ہیں؛ دھچکے کی مدت اور شدت کے لحاظ سے ایندھن کی بلند قیمتیں بعد ازاں نقل و حمل اور پیداواری لاگت میں منتقل ہو سکتی ہیں اور بالآخر غذائی اور دیگر غیر توانائی قیمتوں کو متاثر کر سکتی ہیں۔ قیمتوں میں کم وقفے کے ساتھ ردوبدل، ایندھن کی بین الاقوامی قیمتوں اور شرح مبادلہ میں تبدیلیوں کے اثرات ملک کے پیٹرول پمپس کی قیمتوں تک منتقلی کی رفتار اور وقت کو تبدیل کرتا ہے۔

مختلف ممالک کے شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیمتوں کے تعین کا ملکی نظام ایندھن کی عالمی قیمتوں کی منتقلی کا ایک اہم محرک ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر قیمتیں طے کرنے کے نظام کے تحت، سات دنوں کی اوور لیپنگ (بیک وقت جاری رہنے والی) اوسط کی وجہ سے بیرونی اخراجات میں ہونے والی تبدیلیاں 15 روزہ قیمتوں کے تعین کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے ملکی ایندھن کی قیمتوں میں شامل ہو جاتی ہیں۔ کوڈی و دیگر (2012ء) یہ واضح کرتے ہیں کہ قیمتوں کے تعین کا خودکار فارمولا اس منتقلی کو برقرار رکھ سکتا ہے، جبکہ متحرک اوسط کے طریقے قلیل مدتی اتار چڑھاؤ کو ہموار کرتے ہیں۔ لہٰذا قیمتوں کا یومیہ تعین ابتدائی مرحلے کی منتقلی میں انتظامی وقفے کو کم کرتا ہے، تاہم اس کا مطلب بین الاقوامی قیمتوں میں روزانہ ہونے والی تبدیلی کے ساتھ یک بہ یک ردوبدل نہیں ہے۔ 2000–2014ء کے دوران 109 ترقی پذیر معیشتوں کے اعداد و شمار استعمال کرتے ہوئے کپوڈار اور لام (2020ء) نے پایا کہ قیمتوں کے تعین کے زیادہ لچک دار طریقہ کار کے تحت منتقلی اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب بین الاقوامی قیمتوں میں تبدیلیاں نسبتاً معتدل ہوں اور ان میں اتار چڑھاؤ بھی کم ہو۔

مہنگائی کے لیے مضمرات

مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے لیے منتقلی کے مختصر وقفے کو بیرونی دھچکوں سے ابھرنے والے مہنگائی کے مجموعی اثر سے علیحدہ رکھنا ضروری ہے۔ کم وقفوں سے قیمتوں میں ردوبدل غیر منتقل شدہ لاگت کو جمع ہونے سے روکتا ہے اور اس کے نتیجے میں ملکی ایندھن کی قیمتوں میں نسبتاً بڑی یکمشت اصلاحات کی ضرورت کم ہو جاتی ہے۔ کوڈی و دیگر (2012ء) یہ واضح کرتے ہیں کہ قیمتوں کا ایک ایسا خودکار نظام جس میں اتار چڑھاؤ کو ہموار کرنے کا طریقہ کار موجود ہو، ملکی قیمتوں کو طویل عرصے تک برقرار رکھنے یا نہ بدلنے کی اس صورت حال سے بچا سکتا ہے جو قیمتوں کے ایڈہاک (عارضی) تعین سے جڑی ہوتی ہے، اور ساتھ ہی ان نسبتاً بڑی تبدیلیوں سے بھی بچاتا ہے جو بعد میں ناگزیر ہو سکتی ہیں۔

زیادہ کثرت سے قیمتوں میں ردوبدل، فارمولے کے تحت ہونے والے ردوبدل کے وقت کے معاملے میں صوابدیدی اختیارات کو بھی کم کرتا ہے۔ قیمتوں کی منتقلی میں تاخیر کرنے سے بیرونی دھچکے کی لاگت ختم نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کے بجائے یہ ایندھن کے ٹیکسوں کی مد میں ہونے والے نقصان، اعلانیہ یا غیر اعلانیہ سبسڈیز، سپلائرز کے بقایاجات، یا بعد میں قیمتوں میں کی جانے والی زیادہ بڑی تبدیلیوں کی شکل میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس کے برعکس، قیمتوں کے تعین کا ایک مستقل اور یکساں اصول مارکیٹ کی طے کردہ لاگت کو دونوں سمتوں (اضافے اور کمی) میں منتقل ہونے دیتا ہے اور ان کے اثرات کو محدود کرنے کے کسی بھی فیصلے کو واضح مالیاتی پالیسی کا انتخاب بناتا ہے۔ یہ بات بالخصوص اس وقت زیادہ اہم ہو جاتی ہے جب عالمی سطح پر توانائی کی بلند قیمتیں بیرونی تجارت کے نقصانات کے مطابق ملکی طلب کو ڈھالنے کا تقاضہ کرتی ہیں۔

لہٰذا، روزانہ کی بنیاد پر قیمتوں کا تعین بیرونی دھچکے کے اصل حجم کو بدلنے کے بجائے اس کے مقامی قیمتوں تک منتقل ہونے کے وقت کو متاثر کرتا ہے۔ تاہم، صارف اشاریہ قیمت پر اس کے حتمی اثر کا انحصار دھچکے کی پائیداری اور بالواسطہ دوسرے دور کے اثرات کی شدت پر ہوتا ہے۔

---

[65] ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمتوں کے تعین کے فریم ورک پر اگست 2026ء میں نظر ثانی کی گئی، جس کے تحت قیمتوں کا تعین دبئی خام تیل کی قیمت کے علاوہ ڈیزل کے ریفائننگ مارجن (Crack Sprcad) کی بنیاد پر کیا جانے لگا، جس کی زیادہ سے زیادہ حد 41.89 ڈالر فی بیرل مقرر کی گئی، تاکہ بین الاقوامی سطح پر ریفائننگ مارجن میں غیر معمولی اضافے کا اثر مقامی قیمتوں میں منتقل ہونے کو محدود کیا جا سکے۔ اس فریم ورک کا مسلسل جائزہ لیا جا رہا ہے، جس میں قیمتوں میں غیر معمولی اضافے کے دھچکوں سے نمٹنے کے لیے قواعد پر مبنی اقدامات بھی زیرِ غور ہیں۔ ماخذ: پیٹرولیم ڈویژن

[66] اوگرا، پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی یومیہ قیمتوں کا تفصیلی حساب؛ حکومت پاکستان، قیمتوں کے تعین سے متعلق نظر ثانی شدہ رہنما اصول، 17 جولائی 2026ء۔ وفاقی کابینہ کی ہدایات کے مطابق قیمتوں کے تعین کے لیے پلیٹس (Platts) کی سات کاروباری دنوں کی اوسط استعمال کی جائے گی اور معمول کے مطابق وفاقی حکومت یا وزیرِ اعظم کی منظوری درکار نہیں ہو گی؛ اوگرا کی پرائس شیٹ میں قیمتوں کے تعین کی تفصیلات فراہم کی جاتی ہیں۔

*اس باکس کی تحریر میں سید حمزہ علی اور مہرین طارق غنی کی تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

i. Coady, D., Arze del Gra-do, J., Eyraud, L., and Tuladhar, A. (2012)۔

"قیمتوں میں ہمواری کے ساتھ ایندھن کی قیمتوں کے تعین کے خودکار طریقہ کار: ڈیزائن، نفاذ اور مالیاتی مضمرات"۔

IMF Technical Notes and Manuals No. 12/03۔ Inter-tio-l Monetary Fund۔

ii. Kpodar, K. R., and Imam, P. A. (2020)

"ترقی پذیر ممالک میں ایندھن کی بین الاقوامی قیمتوں میں تبدیلیوں کو ملکی ایندھن کی قیمتوں میں منتقل کرنا (یا نہ کرنا): اس کے عوامل کیا ہیں؟

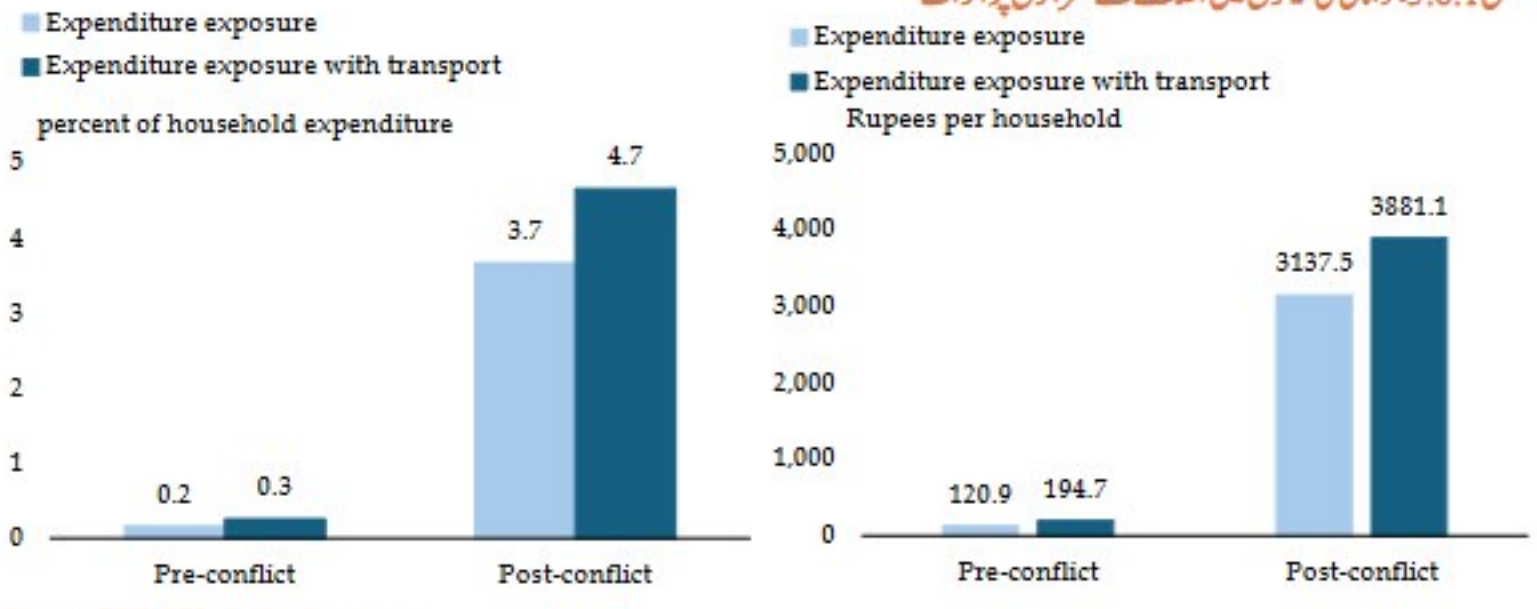
IMF Working Paper No. 20/194. Inter-tio-l Monetary Fund.

باکس 3.6: توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے گھرانوں پر اثرات

مشرقِ وسطیٰ کے تنازعے کے اثرات تیزی سے توانائی کی ملکی قیمتوں میں منتقل ہوئے، جس کے نتیجے میں اپریل تا جون مالی سال 26ء کے دوران شہری اور دیہی، دونوں علاقوں میں توانائی کی مہنگائی تقریباً 31 فیصد تک پہنچ گئی۔ تاہم، ایسے دھچکوں کے لوگوں پر فلاحی اثرات کا اندازہ محض مجموعی مہنگائی سے نہیں لگایا جاسکتا۔ قیمتوں کا ایک ہی دھچکہ مختلف گھرانوں پر مختلف طرح کا بوجھ ڈال سکتا ہے، کیونکہ توانائی کا استعمال اور ساخت آمدنی، تجارتی ایندھن تک رسائی، ذرائع نقل و حمل کے استعمال، رہائش کے مقام اور گھرانے کی دیگر خصوصیات کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ بین الاقوامی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ کھپت کی باسکٹ میں فرق توانائی کے دھچکوں کے گھرانوں پر پڑنے والے اثرات میں نمایاں فرق پیدا کر سکتا ہے، اگرچہ آمدنی کے مختلف گروہوں پر اس کے اثرات کا انحصار ملک کے مخصوص کھپت کے رجحانات اور گھرانوں کی اخراجات میں ردوبدل کرنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے (Battistini et al., 2023; OECD, 2023)

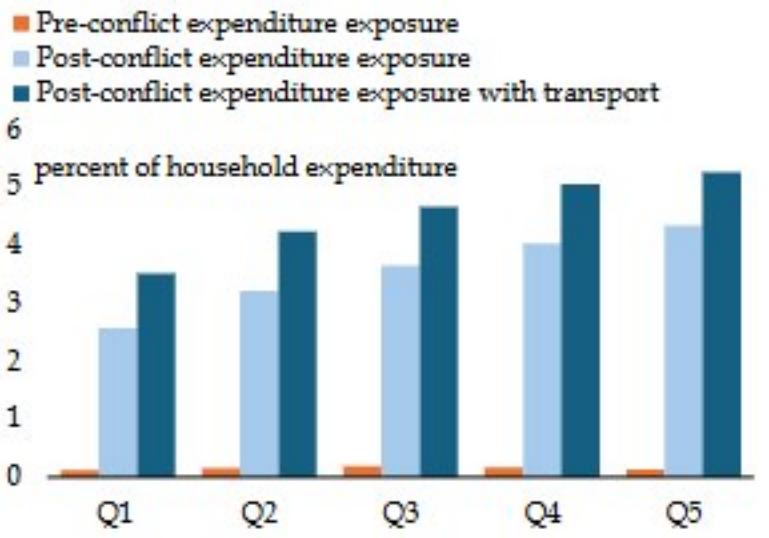
اس پس منظر میں، یہ باکس پاکستان میں توانائی کی قیمتوں میں حالیہ اضافے کے مختلف معاشی طبقات پر اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔ یہ اس اضافی گھریلو اخراجات کا تخمینہ لگاتا ہے جو قیمتوں کے اس دھچکے سے پہلے کے استعمال کے طریقہ کار کو برقرار رکھنے کے لیے درکار ہیں، اور یہ جائزہ لیتا ہے کہ اخراجات کا یہ بوجھ مختلف اخراجاتی طبقات اور توانائی کے ذرائع کے لحاظ سے کیسے بدلتا ہے۔ یہ تجزیہ نشاندہی کرتا ہے کہ توانائی کی مختلف اقسام — بشمول بجلی، موٹر فیول (پیٹرول / ڈیزل)، قدرتی گیس، ایل پی جی (LPG) اور مٹی کا تیل، اور ٹھوس ایندھن — اخراجات کے مجموعی بوجھ میں کتنا حصہ ڈالتی ہیں، اور ساتھ ہی ان گھرانوں کے تناسب کا بھی جائزہ لیتا ہے جنہیں نسبتاً زیادہ مالی دباؤ کا سامنا ہے۔ ایسا کرنے سے، یہ مجموعی مہنگائی کے تجزیے کو ایک ایسے جائزے کے ساتھ مکمل کرتا ہے جو توانائی کی بلند قیمتوں کے نتیجے میں گھرانوں کی قوتِ خرید پر پڑنے والے فوری اثرات کو واضح کرتا ہے۔

شکل 3.6.1: توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے گھرانوں پر اثرات

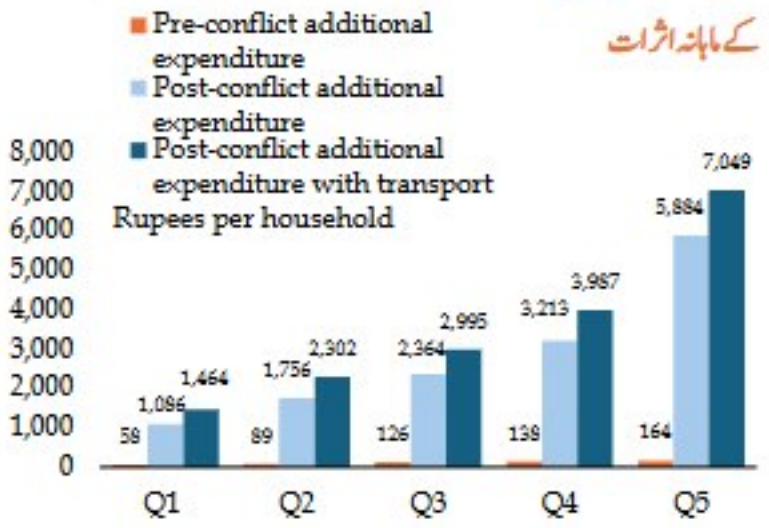


Source: PBS; SBP staff estimates

شکل 3.6.2 الف: کھپت کے کونٹائل کے لحاظ سے توانائی کے اخراجات



شکل 3.6.2 ب: کھپت کے کونٹائل کے لحاظ سے توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے ماہانہ اثرات



Source: PBS; SBP staff estimates

طریقہ کار

اس تجزیے میں شہری اور دیہی علاقوں میں متعلقہ ذرائع کے لحاظ سے صارف قیمت اشاریہ باسکٹ میں ہونے والی قیمتوں کی تبدیلیوں کو ہاؤس ہولڈ انٹیگریٹڈ اکنامک سروے (ایچ آئی ای ایس 25-2024ء) کے 30,123 گھرانوں کے مائکرو ڈیٹا کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے۔ ہر گھرانے کے لیے، بجلی، قدرتی گیس، ایل پی جی و مٹی کے تیل، ٹھوس ایندھن، اور موٹر فیول اخراجات کو قیمتوں میں ہونے والی متعلقہ تبدیلی سے ضرب دیا گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں ماہانہ اخراجات میں ہونے والے اضافے کو گھرانے کے کل ماہانہ استعمال کے اخراجات کے تناسب کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے، تاکہ گھرانے کے براہ راست اخراجاتی بوجھ (direct expenditure exposure) کا ایک پیمانہ حاصل کیا جاسکے۔ ایک وسیع تر پیمانے میں خریدی گئی ٹرانسپورٹ خدمات کے اخراجات کو بھی شامل کیا گیا ہے، جس میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ موٹر فیول کی قیمتوں میں ہونے والا پورا اضافہ ٹرانسپورٹ کے اخراجات میں منتقل ہو جاتا ہے۔

یہ طریقہ کار کوسا اور دیگر (2022ء) اور ہوا اور شی (2024ء) کے استعمال کردہ گھریلو بجٹ کے طریقہ کار کی پیروی کرتا ہے، جو قیمتوں کے دھچکوں کے پہلے مرحلے کے تقسیمی اثرات کا تخمینہ لگانے کے لیے مخصوص گھرانوں کے اخراجاتی حصوں کو زمروں کی سطح پر قیمتوں کی تبدیلیوں کے ساتھ یکجا کرتا ہے۔ یہ تخمینے پہلے مرحلے کے اخراجاتی بوجھ کا احاطہ کرتے ہیں، اور ان میں ایندھن کے متبادل ذرائع کا استعمال، توانائی کے استعمال میں کمی، گھرانوں کے لیے مخصوص معروف سلیب، آمدنی میں تبدیلی کے اثرات، مالی معاونت یا توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے دیگر اشیا و خدمات پر پڑنے والے بالواسطہ اثرات کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

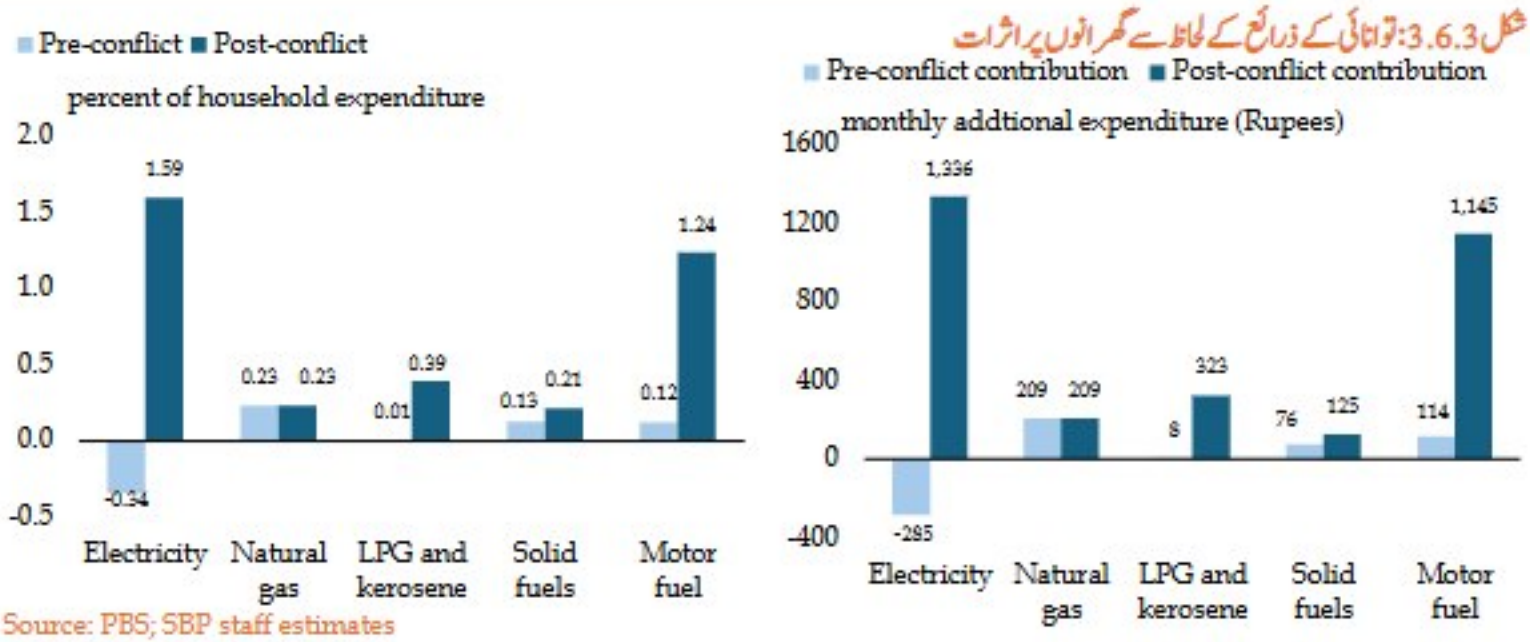
نتائج

توانائی کی قیمتوں کے اس دھچکے نے گھرانوں کے لیے قیمتوں میں اضافے سے پہلے کے استعمال کی سطح کو برقرار رکھنے کے لیے درکار اخراجات میں نمایاں اضافہ کیا۔ اوسطاً، کھپت کے پہلے کونٹائل (کھپت کے لحاظ سے نچلے 20 فیصد گھرانے) کے لیے اضافی اخراجات دھچکے سے پہلے کے گھریلو اخراجات کے 0.15 فیصد سے بڑھ کر دھچکے کے بعد 3.67 فیصد ہو گئے، جو کہ فی گھرانہ 121 روپے سے بڑھ کر 3,137 روپے ماہانہ کے برابر ہے۔ خریدی گئی ٹرانسپورٹ خدمات کے اخراجات شامل کرنے سے دھچکے کے بعد درکار اخراجات کا بوجھ بڑھ کر گھریلو استعمال کا 4.65 فیصد یا 3,881 روپے ماہانہ ہو جاتا ہے (**شکل 3.6.1**)۔

توانائی کی کھپت کے اعتبار سے تقسیم میں اوپر کی طرف جانے سے اخراجات کا یہ بوجھ مزید بڑھتا جاتا ہے۔ دھچکے کے بعد کا براہ راست بوجھ کھپت کے پہلے کوئنٹائل (کھپت کے لحاظ سے نچلے 20 فیصد گھرانے) کے لیے 2.57 فیصد سے بڑھ کر پانچویں کوئنٹائل (کھپت کے لحاظ سے بالائی 20 فیصد گھرانے) کے لیے 4.34 فیصد ہو جاتا ہے۔ بڑا نسپورٹ اخراجات کو شامل کرنے سے یہ متعلقہ بوجھ بالترتیب 3.53 اور 5.27 فیصد تک بڑھ جاتا ہے (**شکل 3.6.2 الف اور 3.6.2 ب**)۔ روپے کے لحاظ سے یہ فرق کہیں زیادہ بڑا ہے: توانائی کے استعمال کی دھچکے سے پہلے والی سطح کو برقرار رکھنے کے لیے درکار اضافی ماہانہ اخراجات پہلے کھپت کے کوئنٹائل میں 1,086 روپے سے بڑھ کر پانچویں کھپت کے کوئنٹائل میں 5,884 روپے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح، پانچویں کھپت کے کوئنٹائل کے گھرانوں کو روپے کی مد میں پہلے کوئنٹائل کے گھرانوں کے مقابلے میں تقریباً 5.4 گنا زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے، جبکہ ان کا تناسبی اخراجاتی بوجھ تقریباً 1.7 گنا زیادہ ہے۔[67]

کھپت کی تقسیم میں طبقہ وار اضافے کے ساتھ اخراجاتی بوجھ میں ہونے والا اضافہ، ترقی یافتہ معیشتوں میں توانائی کی قیمتوں کے دھچکوں کے عموماً مشاہدہ کیے جانے والے رجعت پسندانہ اثرات سے مختلف ہے، جہاں کم آمدنی والے گھرانے عام طور پر یوٹیلٹی خدمات اور گھر کے درجہ حرارت کو کنٹرول کرنے پر اپنے بجٹ کا نسبتاً زیادہ حصہ مختص کرتے ہیں (Battistini, Bobasu and Gareis, 2023; Causa et al., 2022)۔ پاکستان کے لیے یہ نتیجہ اخراجاتی تقسیم کے مختلف درجات میں تجارتی توانائی کے استعمال میں پائے جانے والے فرق کی نشاندہی کرتا ہے۔ زیادہ کھپت والے گھرانوں کی عموماً تجارتی توانائی تک رسائی زیادہ ہوتی ہے، ان کے پاس برقی آلات زیادہ ہوتے ہیں اور ان کی ذاتی نقل و حمل (گاڑیوں وغیرہ) کا استعمال بھی زیادہ ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں بجلی، گیس اور موٹر فیول پر ان کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اس

شکل 3.6.3: توانائی کے ذرائع کے لحاظ سے گھرانوں پر اثرات



Source: PBS; SBP staff estimates

کے برعکس، کم کھپت والے گھرانے تجارتی توانائی کا نسبتاً کم استعمال کرتے ہیں یا غیر خرید شدہ ایندھن (جیسے لکڑی وغیرہ) پر زیادہ انحصار کرتے ہیں، جس سے ان کا پیا کٹی بالواسطہ اخراجاتی بوجھ کم ہو جاتا ہے۔[68]

قیمتوں کے اس دھچکے کے اجزائے ترکیبی اس تقسیمی رجحان کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔ بجلی اور موٹر فیول گھرانوں پر پڑنے والے اخراجاتی بوجھ میں نمایاں حصہ رکھتے ہیں، اور تنازعے کے بعد کے براہ راست اخراجاتی بوجھ میں بالترتیب 1.59 اور 1.24 فیصد پوائنٹس کا اضافہ کرتے ہیں۔ یہ دونوں مجموعی طور پر تخمین شدہ تناسبی اخراجاتی بوجھ کا تقریباً 77 فیصد اور اضافی ماہانہ اخراجات کا تقریباً 80 فیصد حصہ بنتے ہیں۔ ایل پی جی اور مٹی کا تیل 0.39 فیصدی پوائنٹ کا حصہ ڈالتے ہیں، جبکہ قدرتی گیس اور ٹھوس ایندھن بالترتیب 0.23 اور 0.21 فیصدی پوائنٹ کا اضافہ کرتے ہیں (**شکل 3.6.3**)۔

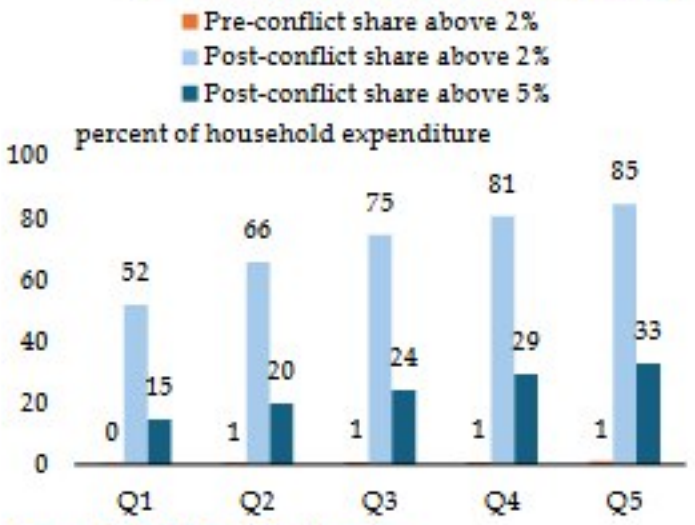
تاہم، کھپت کے ہر گروہ (کوئنٹائل) میں اوسط مالی بوجھ اس حقیقت کو چھپا دیتا ہے کہ ایک ہی گروہ کے گھرانوں پر پڑنے والے اثرات میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ دھچکے سے قبل، کسی بھی کوئنٹائل میں ایک فیصد سے زیادہ گھرانے ایسے نہیں تھے جن کا براہ راست اخراجاتی بوجھ گھریلو استعمال کے 2 فیصد سے زیادہ ہو۔ دھچکے کے بعد، یہ تناسب پہلے کھپت کے کوئنٹائل میں بڑھ کر 52 فیصد اور پانچویں کھپت کے کوئنٹائل میں

[67] رپورٹ شدہ گھریلو آمدنی کے تناسب سے دیکھا جائے تو تنازع کے بعد ہونے والے اضافی اخراجات کھپت کے پہلے کوئنٹائل (Q1) کے لیے تقریباً 5 فیصد جبکہ پانچویں کوئنٹائل (Q5) کے لیے 18 فیصد کے برابر ہیں، جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ زیادہ کھپت والے گھرانے تجارتی توانائی کا نسبتاً زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

[68] اس نتیجے کو اس بات کے ثبوت کے طور پر نہیں لیا جانا چاہیے کہ کم آمدنی والے گھرانے قیمتوں کے دھچکے کو برداشت کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ براہ راست اخراجاتی بوجھ قیمتوں میں اضافے سے متاثر ہونے کی شدت کو ماپتا ہے، نہ کہ بچت، نقدی کی دستیابی، غذائی تحفظ یا اثرات سے نمٹنے کے ذرائع تک رسائی کو۔

85 فیصد ہو جاتا ہے۔ مزید شدید اخراجاتی بوجھ، یعنی گھریلو استعمال کے 5 فیصد سے زیادہ، پہلے کھپت کے کونٹائل کے 15 فیصد گھرانوں اور پانچویں کھپت کونٹائل کے 33 فیصد گھرانوں کو متاثر کرتا ہے (**شکل 3.6.4**)۔[ee]

شکل 3.6.4 : گھریلو اخراجات میں توانائی کی بلند قیمتوں کا حصہ



Source: PBS; SBP staff estimates

پالیسی کے مضمرات

عالمی سطح پر توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کا بوجھ ملکی قیمتوں پر مکمل طور پر منتقل کرنے کا حکومت کا پالیسی فیصلہ توانائی کی طلب قابو میں رکھنے اور قیمتوں کو مصنوعی طور پر دبانے سے منسلک مالیاتی بوجھ کو محدود کرنے کے لیے تھا۔ یہ خاص طور پر زیادہ کھپت والے گھرانوں کے لیے اہم تھا، جو توانائی کی زیادہ مقدار استعمال کرتے ہیں اور جیسا کہ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے، دھچکے کے بعد اخراجات میں نمایاں اضافے کا سامنا کرتے ہیں۔ لہٰذا جہاں توانائی کا استعمال نسبتاً زیادہ ہو وہاں بلند قیمتیں طلب میں ردوبدل کی زیادہ ترغیب دیتی ہیں۔

تاہم، کھپت کی تقسیم کے نچلے سرے (کھپت کے لحاظ سے نچلے 20 فیصد گھرانے) کا پیمائش شدہ پست بوجھ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ان میں اس دھچکے کو برداشت کرنے کی صلاحیت زیادہ ہے۔ کم آمدنی والے گھرانوں کے پاس توانائی کے بڑھتے ہوئے اخراجات کو برداشت کرنے کی گنجائش کم ہوتی ہے اور انہیں توانائی کا استعمال کم کرنا پڑ سکتا ہے یا دیگر ناگزیر اشیا و خدمات پر اپنے اخراجات کو محدود کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس سے عمومی طور پر قیمتوں کو دبانے کے بجائے بدنی معاونت کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، جس سے کمزور گھرانوں کو تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ قیمتوں کے درست اشاروں کو برقرار رکھا جا سکتا ہے اور زیادہ توانائی استعمال کرنے والے گھرانوں سے طلب سے متعلق متوقع ردعمل بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ماضی کے شواہد بھی حکومت کی جانب سے بدنی سبسڈیز کے اقدام کی حمایت کرتے ہیں کہ ہر طبقے کے لیے یکساں بجلی کی سبسڈیز کا زیادہ تر فائدہ نسبتاً خوش حال گھرانوں کو پہنچتا ہے (ٹرمبل و دیگر، 2011ء؛ واکر اور دیگر، 2017ء)۔ اس کے ساتھ ہی، کم کھپت کے کوانٹائلز میں بھی شدید متاثرہ گھرانوں کی موجودگی اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ صرف استعمال کی سطح کی بنیاد پر ٹارگٹڈ مالی اعانت ممکنہ طور پر بعض مستحق گھرانوں کو نظر انداز کر سکتی ہے؛ لہٰذا، توانائی کے اخراجات میں اضافے سے متاثر ہونے کی شدت کو بھی مدِ نظر رکھنے سے معاونت کو زیادہ موثر انداز میں مستحق گھرانوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

اس باکس کی تحریر میں سید حمزہ علی کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

i. Battistini, N., Bobasu, A. and Gareis, J. (2023): *Who foots the bill? The uneven impact of the recent energy price shock*؛ ECB Economic Bulletin، 2023/2، شمارہ 2؛

ii. Causa, O., Soldani, E., Luu, N. and Soriolo, C. (2022): *A cost-of-living squeeze? Distributio-l implications of rising inflation*؛ OECD Economics Department Working Papers، 1744 نمبر؛

iii. Hua, S. and Shi, W. (2024): *The Cost-of-Living Crisis: Impact and Policy Support to Households, Evidence from Micro-Level Data: Greece*؛ IMF Selected Issues Paper؛ SIP/2024/007،

iv. Walker et al. (2017): *Residential Electricity Subsidies in Pakistan*؛ World Bank،

v. Trimble, Yoshida and Saqib (2011): *Rethinking Electricity Tariffs and Subsidies in Pakistan*؛ World Bank Policy Note؛ Report No. 62971-PK،

[ee] یہ اعداد و شمار کسی کونٹائل کی اوسط اور مقررہ حد کے درمیان موازنہ نہیں ہیں۔ اس کے بجائے، نمونے میں شامل 30,123 گھرانوں میں سے ہر ایک کی درجہ بندی پہلے اس کے اپنے توانائی کے اخراجات اور کل کھپت کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اس کے بعد چارٹ میں ہر کونٹائل کے اندر مقررہ حد سے تجاوز کرنے والے گھرانوں کا سروے کے لحاظ سے بہ وزن تناسب ظاہر کیا جاتا ہے۔

باکس 3.7: قوزی مہنگائی کی مشترک اور عارضی اجزا میں تقسیم

قوزی مہنگائی سے متعلق لٹریچر میں اس امر پر زور دیا جاتا ہے کہ مجموعی معیشت میں مستقل رہنے والی مہنگائی کو نسبتی قیمتوں میں ردوبدل اور اشیا سے متعلق دیگر عارضی مخصوص عوامل سے الگ کیا جائے (Bryan and Cecchetti, 1994; Quah and Vahey, 1995; Stock and Watson, 2016)۔ زری پالیسی کے نفاذ کے لیے یہ امتیاز کرنا اہم ہے، کیونکہ مشترک عوامل سے پیدا ہونے والی مستقل مہنگائی، بنیادی مہنگائی کے دباؤ کا جائزہ لینے کے لیے کسی ایک شے کی قیمت میں تبدیلی سے پیدا ہونے والی عارضی تحریک کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔

قیمتوں میں استحکام حاصل کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے مرکزی بینک عموماً پوری معیشت میں رونما ہونے والے ایسے دھچکوں پر ردِعمل دیتا ہے جو اشیا اور خدمات کی وسیع تعداد اور، نتیجتاً، قیمتوں کی عمومی سطح کو متاثر کرتے ہیں، نہ کہ شعبہ جاتی عوامل کے باعث انفرادی قیمتوں میں ہونے والی عارضی تبدیلی پر۔ مہنگائی کا مشترک جزو معیشت کے عوامل سے منسوب قیمتوں میں تبدیلیوں کی عکاسی کرتا ہے، جن میں استعداد سے استفادہ، غیر محنتی پیداواری لاگت میں تبدیلی، مثلاً اجناس کی قیمتوں میں ردوبدل، اور درآمد شدہ اشیا و خدمات کی قیمتوں میں تبدیلیاں شامل ہیں۔ یہ باکس Bańbura and Bobeica (2020) کے وضع کردہ طریقہ کار کے مطابق، مالی سال 20 تا 26ء کے دوران پاکستان میں اشیا کی سطح پر ماہانہ قوزی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے اعداد و شمار سے پرنسپل کمپونٹ اینالیسس (PCA) استعمال کرتے ہوئے قوزی مہنگائی کے مستقل اور مشترک جزو (Core-PCCI) کا تخمینہ لگاتا ہے۔

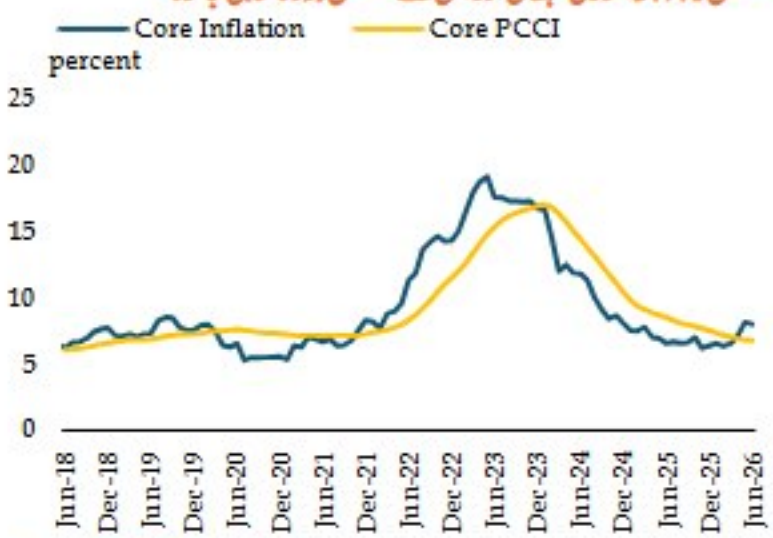
یہ پیمانہ بنیادی اشیا کی قیمتوں میں مشترک تبدیلی کا خلاصہ کرتا ہے اور اس کے مستقل حصے کو برقرار رکھتا ہے۔ تخمینہ کے نتائج **شکل 3.7.1** میں دکھائے گئے ہیں۔ قوزی مہنگائی زر اور Core-PCCI کے درمیان فرق اشیا سے متعلق مخصوص اجزا کی نمائندگی کرتا ہے۔ مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کے دوران، مہنگائی میں اضافے سے قبل، مشاہدہ شدہ قوزی مہنگائی اور Core-PCCI عمومی طور پر ایک دوسرے کے قریب رہے، اگرچہ قلیل مدتی فرق بھی سامنے آئے۔ یہ محدود فرق اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ قوزی مہنگائی میں مشاہدہ شدہ تبدیلی کی بڑی حد تک وضاحت مشترک جزو میں تبدیلیوں سے ہوتی تھی، جبکہ اشیا سے متعلق مخصوص عوامل کا کردار محدود تھا۔ مالی سال 22ء اور مالی سال 23ء کے دوران مشاہدہ شدہ قوزی مہنگائی، Core-PCCI سے بڑھ گئی۔ اس انحراف سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عرصے کے دوران شعبہ جاتی عوامل نے قوزی مہنگائی پر نسبتاً زیادہ اثر ڈالا تھا۔

مالی سال 24ء سے مالی سال 26ء تک مشاہدہ شدہ قوزی مہنگائی، Core-PCCI کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے کم ہوئی، جس کے نتیجے میں اس عرصے کے بیشتر حصے میں مستقل مشترک جزو (پی سی سی) روایتی قوزی مہنگائی سے بلند رہا۔ اس بڑھتے ہوئے فرق سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشیا سے متعلق موافق تبدیلیوں نے مشاہدہ شدہ مہنگائی میں کمی میں زیادہ کردار ادا کیا، جبکہ مجموعی معیشت میں مستقل رہنے والے قیمتوں کے دباؤ میں ماضی کے دھچکوں کے پیداواری لاگت اور قیمتوں کے تعین کے طرزِ عمل پر تاخیر سے سامنے آنے والے اثرات کے باعث بتدریج کمی آئی۔ مالی سال 26ء کے اختتام کی جانب یہ فرق پلٹ گیا، کیونکہ قوزی مہنگائی میں اضافہ ہوا، جبکہ Core-PCCI میں کمی کا سلسلہ جاری رہا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالیہ اضافہ بڑی حد تک مشترک قیمتوں کے بجائے دباؤ کے بڑی حد تک اشیا سے متعلق مخصوص عوامل سے وابستہ تھا۔

مجموعی طور پر، مالی سال 24 تا مالی سال 26ء کے بیشتر عرصے میں مشترک جزو کا مشاہدہ شدہ قوزی مہنگائی سے بلند رہنا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ قیمتوں کے بنیادی دباؤ میں روایتی قوزی مہنگائی سے ظاہر ہونے والی رفتار کے مقابلے میں زیادہ بتدریج کمی آئی۔ لہٰذا، Core-PCCI مہنگائی کے بنیادی رجحان کی پیمائش کے لیے ایک مفید پیمانہ فراہم کر سکتا ہے، کیونکہ یہ اشیا سے متعلق مخصوص نقل و حرکت کو الگ کرتے ہوئے ان قیمتوں میں تبدیلیوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے جو بنیادی اشیا کی باسکٹ میں مشترک اور وقت کے ساتھ مستقل رہتی ہیں۔

*اس باکس کو تحریر کرنے میں سید حمزہ علی کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

شکل 3.7.1: قوزی مہنگائی اور اس کے مستقل جزو کا تقابلی جائزہ



Source: SBP staff estimates

حوالہ جات

i. Bańbura, M., and Bobeica, E. (2020). *PCCI: A data-rich measure of underlying inflation in the euro area*. ECB Statistics Paper Series No. 38.

ii. Bryan, M. F., and Cecchetti, S. G. (1994). *Measuring Core Inflation*. In N. G. Mankiw (ed.), *Monetary Policy*. University of Chicago Press.

iii. Quah, D., and Vahey, S. P. (1995). *Measuring Core Inflation*. The Economic Jour-1105. (432).

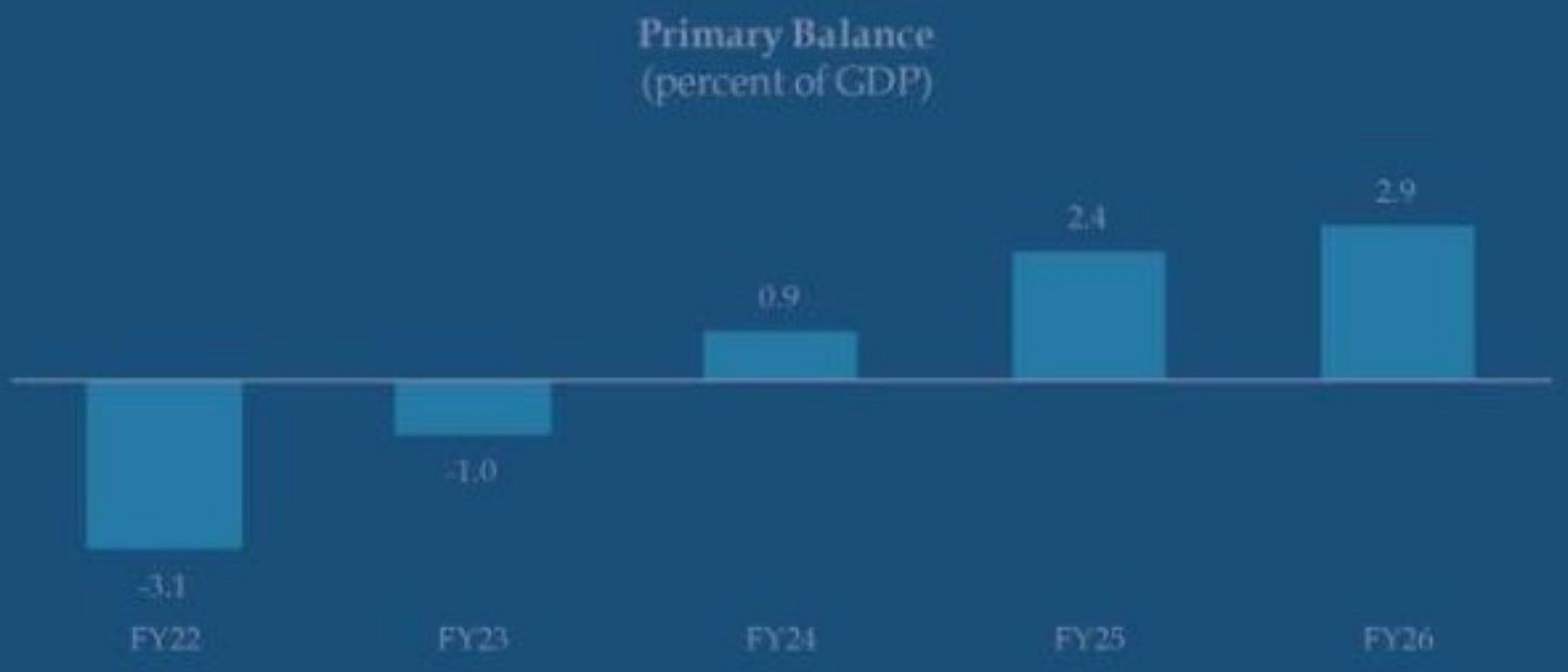
iv. State Bank of Pakistan (2025). *Persistence in Core Inflation in Pakistan*. The State of Pakistan's Economy. Annual Report 2024-25. باکس 3.2.

v. Stock, J. H., and Watson, M. W. (2016). *Core Inflation and Trend Inflation*. Review of Economics and Statistics 98. (4).

4

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرض

مالیاتی یکجائی کا تسلسل چوتھے سال برقرار رہا ، اور مالی سال 26ء میں مالیاتی اور بنیادی توازن میں بہتری آ گئی ۔ اس بہتری میں بنیادی کردار قرضوں کی قابل ذکر واپسی نے ادا کیا ، جس نے مجموعی محصولات میں معمولی کمی کی تلافی کر دی ۔ مالی سال 26ء میں مارک اپ ادائیگیوں میں خاطرخواہ کمی کے باعث مجموعی اخراجات میں خاصی کمی آ گئی ۔ غیر سودی اخراجات بھی کم رہے ، جن سے زراعانت اور صوبائی جاری اخراجات کے گھٹنے کی عکاسی ہوتی ہے ۔ مسلسل مالیاتی یکجائی کے سبب سرکاری قرضوں کے بڑھنے کی رفتار سست ہو ئی ، جس سے آخر مالی سال 26ء تک سرکاری قرض اور جی ڈی پی کا تناسب کم ہو کر 68.6 فیصد پر آ گیا ، جو گذشتہ برس 70.5 فیصد تھا ۔ مزید برآں ، وسط تا طویل مدتی تمسکات کے اجرا میں اضافے سے سرکاری قرض کا خاکہ بہتر ہوا اور ری فنانسنگ اور شرح سود کے خطرات میں کمی پر منتج ہوا ۔ مزید برآں ، زرمبادلہ کے ذخائر میں جاری اضافے اور شرح سود کی ادائیگیوں میں کمی سے ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریوں اور حکومت کی قرض واپس کرنے کی صلاحیت میں بہتری کی عکاسی ہوتی ہے ۔



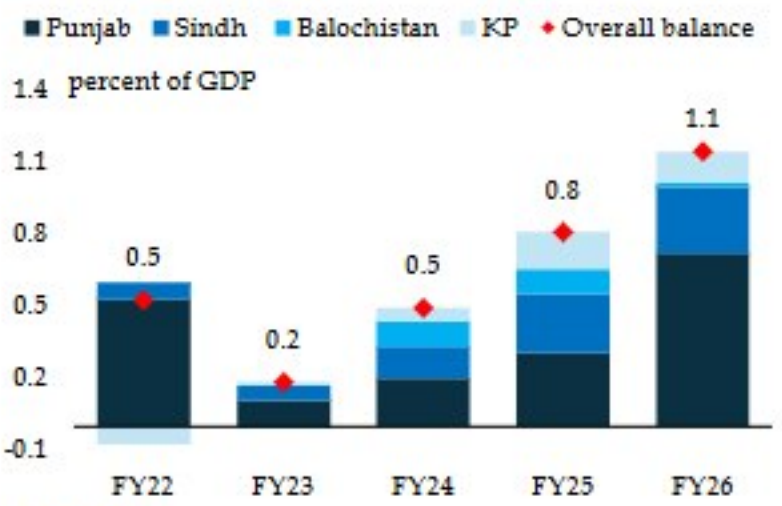
4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرض

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی کا جائزہ

مالی سال 26ء میں مسلسل چوتھے سال مالیاتی سمیجائی کا عمل جاری رہا۔ گذشتہ سال کے مقابلے میں جی ڈی پی کے تناسب سے مالیاتی اور بنیادی دونوں توازنوں میں بہتری آئی، اور ان دونوں نے مالی سال 26ء کے تخمینوں سے کہیں زیادہ بہتر کارکردگی دکھائی (**شکل 4.1الف** اور **4.1ب**)۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ مجموعی اخراجات میں نمایاں کمی تھی، جسے مارک اَپ ادائیگیوں میں کمی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اخراجات میں اس کمی نے جی ڈی پی کے تناسب سے مجموعی محصولات میں کمی کے اثرات کو بھی زائل کر دیا۔[1] اہم بات یہ ہے کہ صوبائی فاضل رقوم میں مسلسل اضافہ ہوا، جس سے مجموعی مالیاتی توازن کو تقویت ملی (**شکل 4.2**)۔

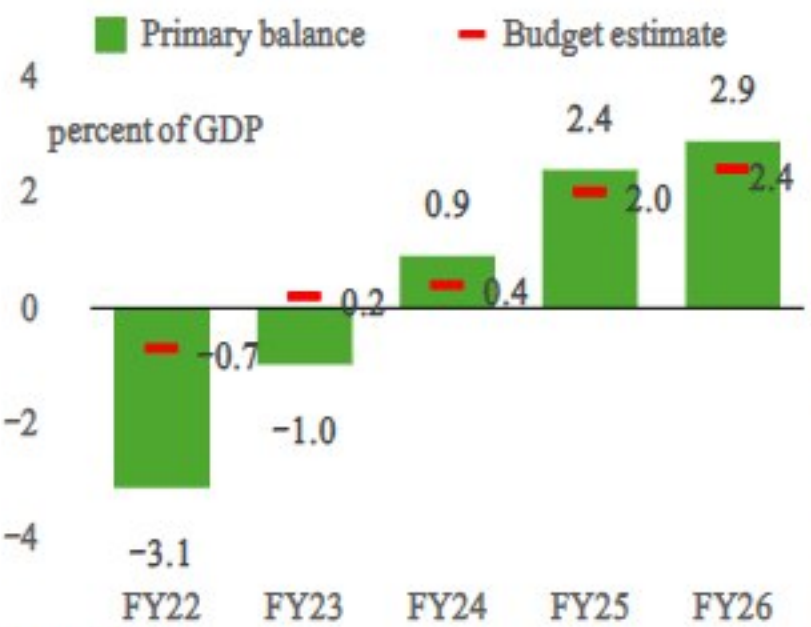
مالی سال 26ء میں مجموعی محصولات (جی ڈی پی کے لحاظ سے) میں کمی کا بنیادی سبب غیر ٹیکس محاصل میں کمی تھی، جبکہ ٹیکس وصولیوں (جی ڈی پی کے لحاظ سے) میں گذشتہ برس کی سطح کے مقابلے میں معمولی بہتری آئی۔ غیر ٹیکس محاصل گھٹنے کا سبب اسٹیٹ بینک کا کم لیکن پھر بھی مضبوط منافع تھا، جبکہ پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولی میں جی ڈی پی کے لحاظ سے اضافہ دیکھا گیا۔

شکل 4.2 : صوبائی توازن



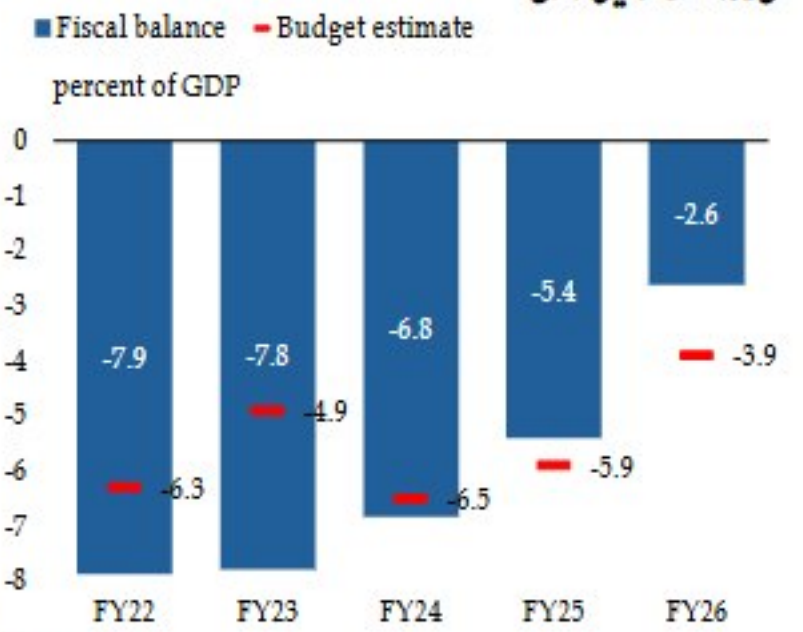
Source: MoF

شکل 4.1ب: بنیادی توازن



Source: MoF

شکل 4.1الف: مالیاتی توازن



Source: MoF

[1] مالی سال 26ء میں بلند مالیاتی فاضل رقوم میں بڑے شماریاتی فرق نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ تاہم، شماریاتی فرق میں ردوبدل کے بعد بھی مالی سال 26ء میں بنیادی فاضل گذشتہ سال کے مقابلے میں زیادہ رہا۔

جدول 4.1: مجموعی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے، نمو فیصد میں

	مالیت		بلحاظ جی ڈی پی فیصد		نمو	
	م س25ء	م س26ء	م س25ء	م س26ء	م س25ء	م س26ء
1۔ مجموعی محصولات (الف+ب)	**17,997**	**19,774**	**15.8**	**15.6**	**35.6**	**9.9**
(الف) ٹیکس محاصل	12,723	14,219	11.2	11.2	26.2	11.8
جس میں: ایف بی آر کے ٹیکس	11,744	13,010	10.3	10.3	26.1	10.8
(ب) غیر ٹیکس محاصل	5,275	5,555	4.6	4.4	65.7	5.3
2۔ مجموعی اخراجات (ا+ب+ج)	**24,166**	**23,087**	**21.2**	**18.2**	**18.0**	**-4.5**
(الف) جاری اخراجات	21,529	20,686	18.9	16.3	15.9	-3.9
جس میں: مارک اپ ادائیگیاں	8,887	6,948	7.8	5.5	8.9	-21.8
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	2,966	3,254	2.6	2.6	42.7	9.7
جس میں سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی)	2,983	3,428	2.6	2.7	47.2	14.9
(ج) شماریاتی فرق	-329	-853	-0.3	-0.7	89.6	159.4
3۔ مالیاتی توازن	**-6,168**	**-3,313**	**-5.4**	**-2.6**	**-14.4**	**-46.3**
4۔ بنیادی توازن	**2,719**	**3,634**	**2.4**	**2.9**	**185.4**	**33.6**
5۔ محصولاتی توازن	**-3,531**	**-912**	**-3.1**	**-0.7**	**-33.4**	**-74.2**
6۔ صوبائی توازن	**921**	**1,450**	**0.8**	**1.1**	**77.8**	**57.3**
7۔ قرضے (الف+ب)	**6,168**	**3,313**	**5.4**	**2.6**	-	-
الف) بیرونی (خالص)	619	1,178	0.5	0.9	-	-
ب) ملکی (خالص)	5,549	2,136	4.9	1.7	-	-

نوٹ: 1) مالیاتی توازن = مجموعی محصولات - مجموعی اخراجات: بنیادی توازن = مالیاتی توازن علاوہ مارک اپ ادائیگیاں: محصولاتی توازن = مجموعی محصولات - مجموعی جاری اخراجات۔

ماخذ: وزارت خزانہ

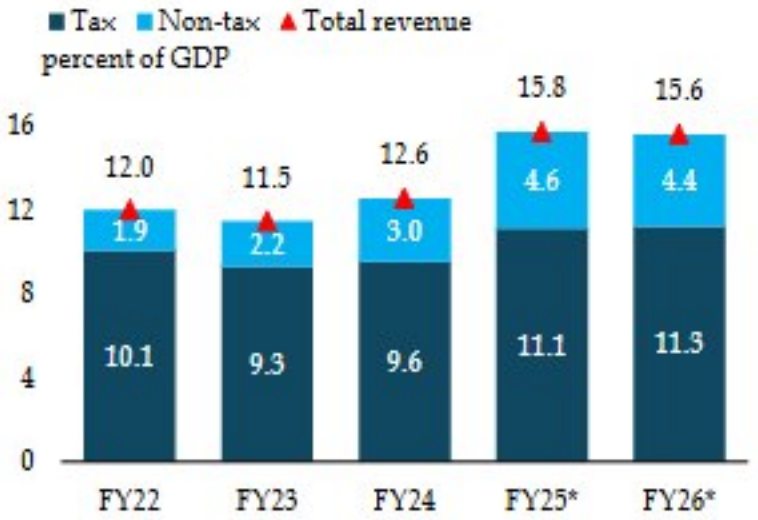
ٹیکس اور جی ڈی پی کے تناسب میں معمولی اضافہ صوبائی محاصل میں اضافی فوائد کی بدولت ہوا، جبکہ ایف بی آر کے ٹیکسوں میں نمو مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران معاشی سرگرمی میں اعتدال کے باعث سست رہی، جو مشرقِ وسطیٰ تنازع کے اثرات کی عکاسی کرتی ہے۔[2] ایف بی آر کے ٹیکس محصولات کی شرحِ نمو میں یہ سست رفتاری مالی سال 26ء کے بجٹ میں اعلان کردہ اضافی محصولات جمع کرنے کے اقدامات اور حکومت کی انتظامی کوششوں کے باوجود دیکھی گئی۔ ایف بی آر اپنے ابتدائی ہدف (بجٹ تخمینہ) کے حصول میں ناکام رہا، تاہم مالی سال 26ء کے لیے نظرِ ثانی شدہ (کم) ہدف کو حاصل کر لیا گیا۔ اس سے قطع نظر، مالی سال 01ء کے بعد مالی سال 26ء میں پہلی مرتبہ ایف بی آر کے مجموعی ٹیکس محصولات میں بلاواسطہ ٹیکسوں کا حصہ بالواسطہ ٹیکسوں سے تجاوز کر گیا۔

مالی سال 26ء میں مجموعی اخراجات اور جی ڈی پی کے تناسب میں قابلِ ذکر کمی ہوئی، جسے جاری اخراجات میں خاصی کمی، بنیادی طور پر مارک اپ ادائیگیوں سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ غیر سودی آمدنی میں بھی کمی آئی، جس کا سبب زراعانت اور صوبائی اخراجات میں کمی تھی۔

[2] مالی سال کی چوتھی سہ ماہی میں عموماً ایف بی آر کے ٹیکس محصولات میں زیادہ نمو ریکارڈ کی جاتی ہے۔ گذشتہ پانچ سال کے دوران اس نمو کی اوسط شرح 22.5 فیصد رہی ہے۔ تاہم، مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں اس کی شرح نمو صرف 12.6 فیصد رہی، جو محصولات جمع کرنے میں مشرقِ وسطیٰ تنازع کے اثرات کی عکاسی کرتی ہے۔

مالی سال 26ء میں بجٹ کی فنانسنگ کے آمیزے کا جھکاؤ بدستور بینکاری نظام کی طرف رہا، جس میں غیر بینک ذرائع کو خالص رقوم واپس کی گئیں اور نجکاری سے آمدنی کا حصہ معمولی رہا۔ بیرونی ذرائع سے فنانسنگ کے حصول میں بھی قابل ذکر اضافہ ہوا۔[3]

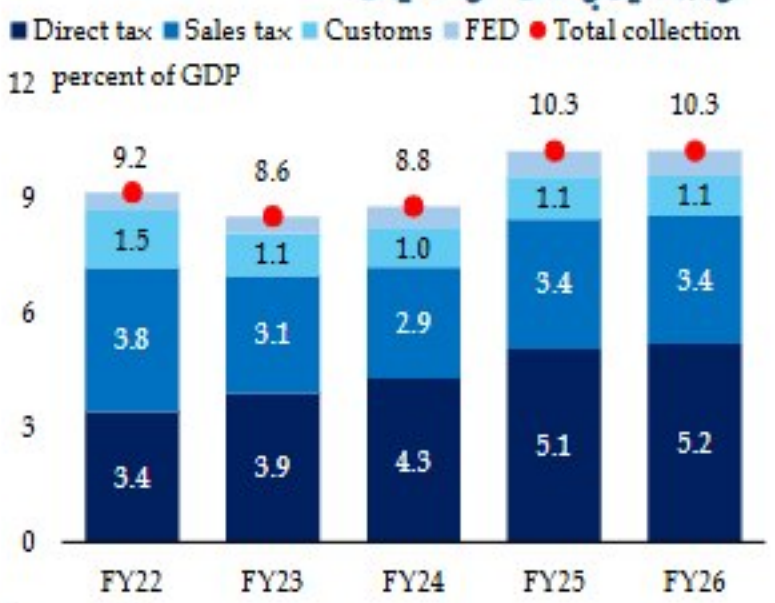
شکل 4.3: مجموعی محصولات: تفصیلات



* The numbers might not add up due to rounding off

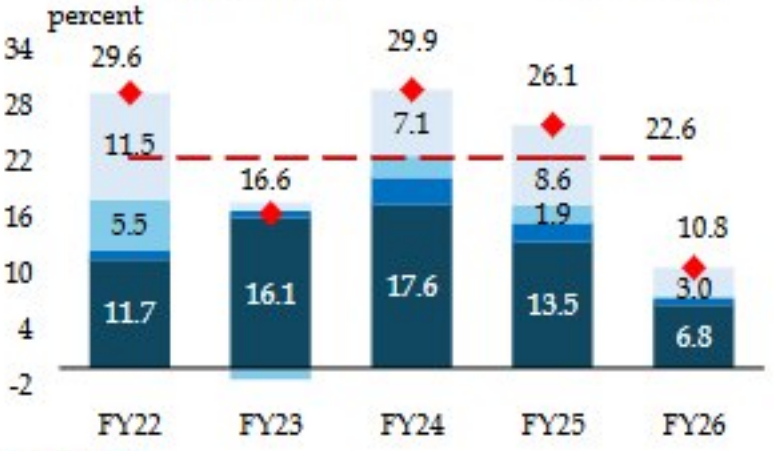
Source: MoF

شکل 4.4: ایف بی آر کے ٹیکس: تفصیلات



Source: FBR

شکل 4.5: ایف بی آر کے ٹیکسوں کی نمو میں حصہ



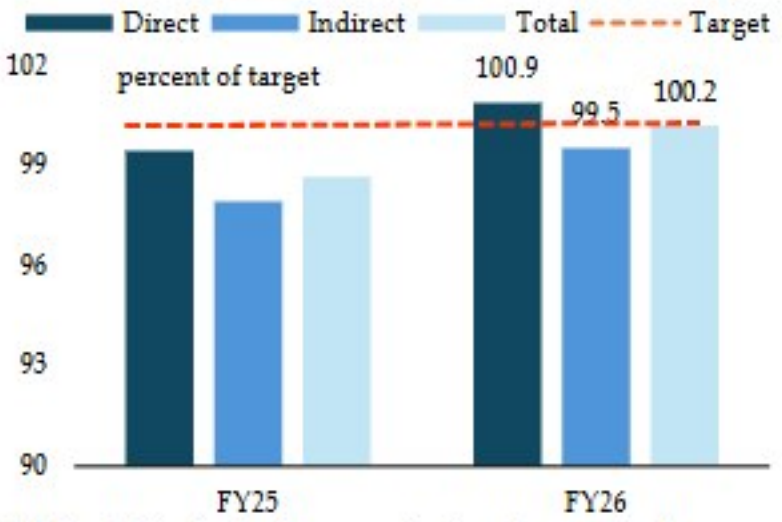
Source: FBR

پائیدار مالیاتی یکجائی کے ساتھ کم سودی ادائیگیوں اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کے نتیجے میں آخر جون 2026ء تک سرکاری قرض اور جی ڈی پی کا تناسب 1.9 فیصدی درجے کمی کے ساتھ 68.6 فیصد پر آگیا۔ اس کے ساتھ وسط تا طویل مدتی تمسکات کے ذریعے قرضوں پر اسٹریٹجک منتقلی کے باعث قرضوں کے مجموعی خاکے میں بہتری آگئی۔ خصوصاً، اوسط وقت تا عرصیت طویل ہوگیا اور شرح سود کے خطرے میں کمی آگئی۔

قرضوں کے محرکات میں بہتری کے ساتھ زرمبادلہ کی بلند آمدنی، زرمبادلہ کے ذخائر میں مسلسل اضافہ اور شرح سود کی ادائیگیوں میں خاصی کمی کے باعث قرض واپسی کی صلاحیت اور ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریوں میں خاصی کمی آگئی۔ تاہم، مالی سال 26ء میں سیالیت کے اظہاریوں میں بگاڑ دیکھا گیا، جس کی وجہ 8.5 ارب ڈالر کے طویل مدتی بیرونی قرض کی قلیل مدت میں دوبارہ درجہ بندی تھی۔

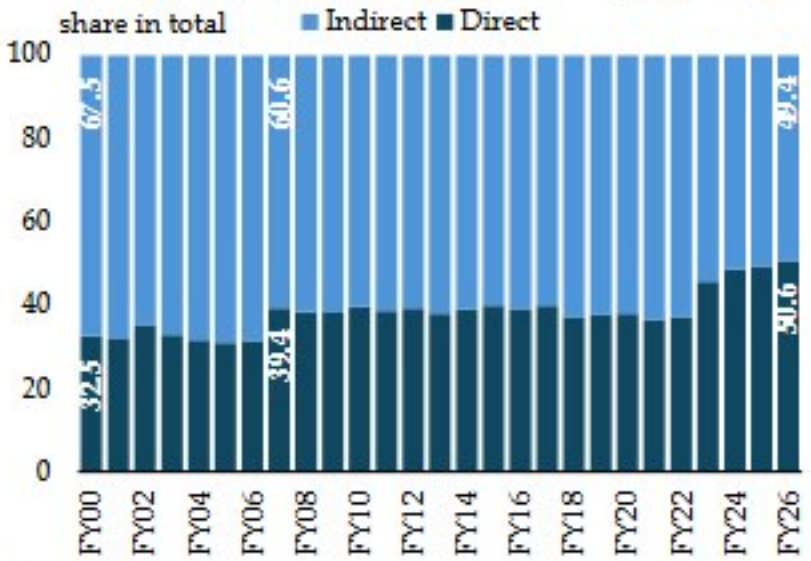
[3] یہ 3.5 ارب امریکی ڈالر کے بیرونی واجبات کی ادائیگی (غیر میزانی اعانت) اور بجٹ کی معاونت کے لیے 3 ارب امریکی ڈالر کی آمد کی عکاسی کرتا ہے، جو سرکاری بیرونی قرضے کا حصہ بن گئی۔

شکل 4.6: ایف بی آر کے ٹیکس (اصل بمقابلہ نظر ثانی شدہ ہدف*)



* Below 100 indicates the respective target was missed.
Source: FBR

شکل 4.7: ایف بی آر کے ٹیکسوں میں بلاواسطہ اور بالواسطہ ٹیکسوں کا حصہ



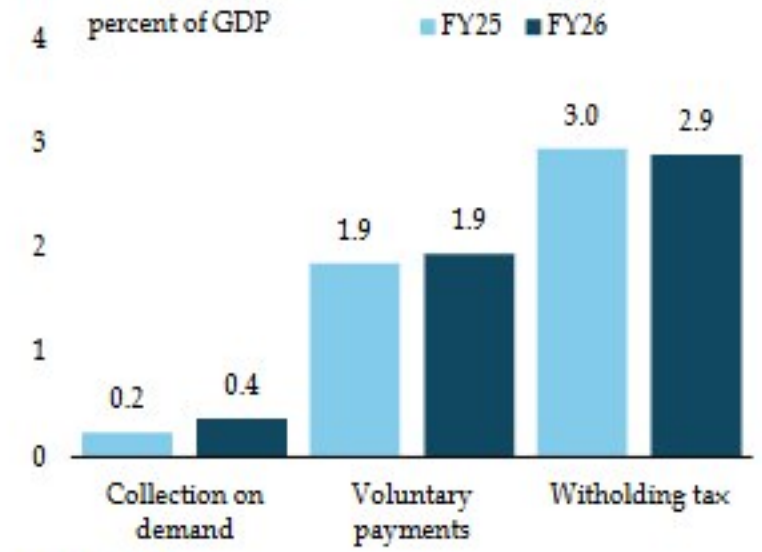
Source: FBR

حالیہ مالیاتی استحکام بنیادی طور پر غیر ٹیکس محصولات میں نمایاں اضافے اور سودی ادائیگیوں میں خاصی کمی کے باعث حاصل کیا گیا۔ تاہم، ٹیکسوں اور جی ڈی پی کا تناسب طویل مدتی اوسط یعنی تقریباً 10 فیصد کے قریب ہی رہا۔[4] اگرچہ خطیر غیر ٹیکس محصولات اور سودی ادائیگیوں میں کمی نے مالیاتی استحکام کے لیے ضروری معاونت فراہم کی ہے، لیکن ٹیکس نیٹ کو وسعت دے کر جی ڈی پی اور ٹیکس محصولات کے تناسب میں اضافہ کیے بغیر استحکام کو برقرار رکھنا ایک چیلنج ہو گا۔ مزید برآں، محصولات کے لیے لیویز بالخصوص پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی پر زیادہ انحصار توانائی کی لاگت میں اضافہ کرتا ہے اور مسابقتی صلاحیت کو متاثر کر سکتا ہے۔ خسارے میں چلنے والے سرکاری ملکیتی اداروں کی نجکاری یا ان کی تشکیل نو، نیز اہم بنیادی ڈھانچے میں حکومتی سرمایہ کاری کی بحالی بھی کلیدی ترجیحات میں شامل رہنی چاہیے۔

4.2 محصولات

مالی سال 26ء میں مجموعی محاصل 0.1 فیصدی درجے کمی کے ساتھ جی ڈی پی کے 15.6 فیصد پر آ گئے۔[5] اس کا سبب غیر ٹیکس محاصل میں 0.2 فیصدی درجے کمی تھی، کیونکہ ٹیکس محصولات معمولی بہتری کے ساتھ جی ڈی پی کے 11.3 فیصد پر آ گئے (**جدول 4.1** اور **شکل 4.3**)۔

شکل 4.8: بلاواسطہ ٹیکسوں کے اجزا



Source: FBR

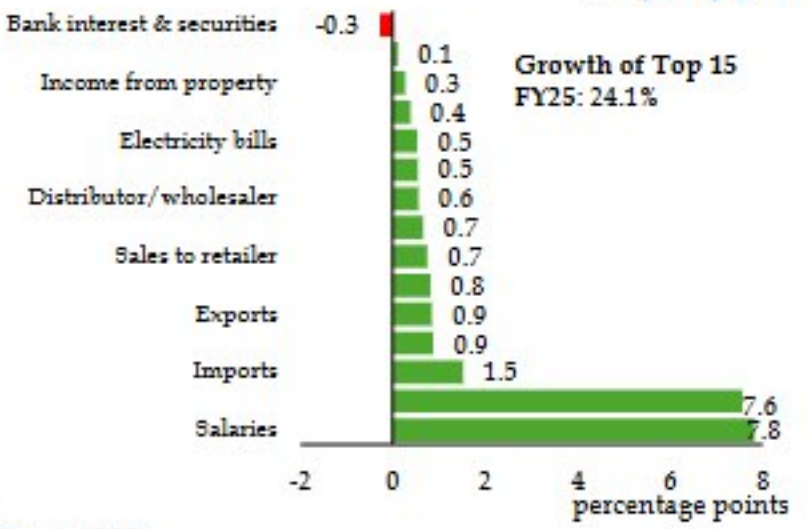
ٹیکس محصولات

ٹیکس محصولات اور جی ڈی پی کے تناسب میں معمولی بہتری میں اہم کردار صوبائی ٹیکس تناسب میں معمولی بہتری نے ادا کیا، جبکہ جی ڈی پی کے لحاظ سے وفاقی ٹیکس

[4] مالی سال 17ء سے مالی سال 26ء تک ٹیکس محصولات کی دس سالہ اوسط اور جی ڈی پی کا تناسب۔

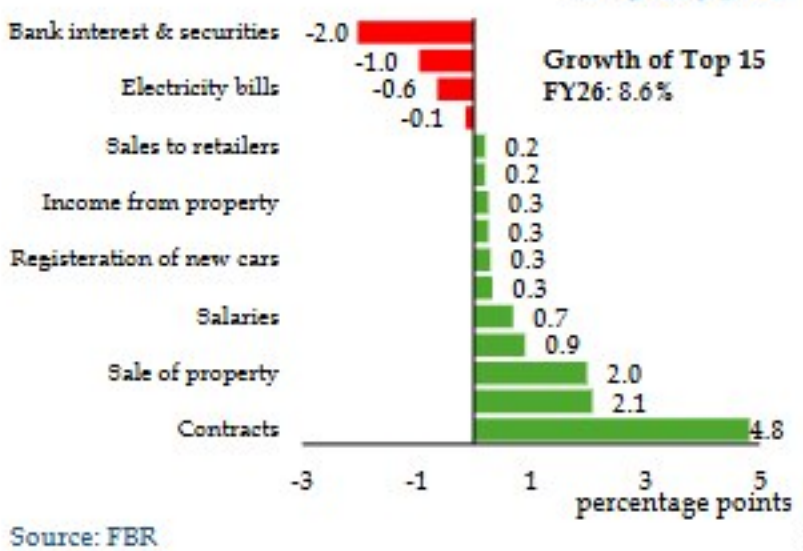
[5] اعداد و شمار کے تناسب میں درست تبدیلی **جدول 4.1** کے سنگل اعشاری مقام پر راؤنڈ آف کرنے کے سبب اس کے مساوی نہیں ہو سکتی۔

شکل 4.9الف: م س25ء میں سرفہرست 15 بڑے ٹیکس دہندہ شعبوں کا ودہولڈنگ ٹیکسوں کی نمو میں حصہ



Source: FBR

شکل 4.9ب: م س26ء میں سرفہرست 15 بڑے ٹیکس دہندہ شعبوں کا ودہولڈنگ ٹیکسوں کی نمو میں حصہ



Source: FBR

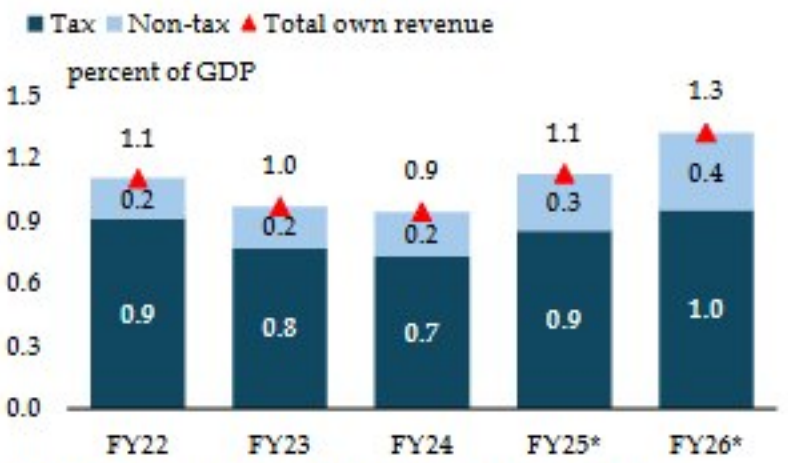
منجمد رہے۔ مالی سال 26ء میں وفاقی ٹیکس وصولی جی ڈی پی تناسب کے لحاظ سے 10.3 فیصد کی ہموار سطح پر رہی (**شکل 4.4**)۔ اس کا سبب کم بالواسطہ ٹیکس تھے، کیونکہ جی ڈی پی کے لحاظ سے براہ راست ٹیکسوں میں اضافہ دیکھا گیا۔ نمو کے لحاظ سے ایف بی آر کے ٹیکسوں میں وسیع البنیاد سست رفتاری دیکھی گئی (**شکل 4.5**)۔

یہ سست روی سیلز ٹیکس اور کسٹمز ڈیوٹی کی وصولیوں میں زیادہ نمایاں تھی، جس سے مالی سال 26ء کے آخر میں مشرق وسطیٰ تنازع کے اثرات کے سبب ملکی فروخت اور درآمدات میں سست رفتاری ظاہر ہوتی ہے۔ نتیجتاً، ایف بی آر نے بجٹ ہدف کے مقابلے میں 1,120 ارب روپے کم جمع کیے، لیکن اس نے اپنے 12,983 ارب روپے کے نظر ثانی شدہ ہدف سے 27.8 ارب روپے زائد جمع کیے (**شکل 4.6**)۔

بلاواسطہ ٹیکس

مالی سال 26ء کے دوران جی ڈی پی تناسب کے لحاظ سے بلاواسطہ ٹیکسوں کی وصولی میں معمولی اضافہ ہوا۔ نتیجتاً، ایف بی آر کی مجموعی ٹیکس وصولیوں میں بلاواسطہ ٹیکسوں کا حصہ تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا، اور پہلی بار بالواسطہ ٹیکسوں سے تجاوز کر گیا (**شکل 4.7**)۔[6] بلاواسطہ ٹیکسوں میں اضافہ عندالطلب وصولیوں کی بلند سطح کے باعث ہوا، رضاکارانہ ادائیگیاں گذشتہ برس کی سطح پر رہیں، جبکہ ودہولڈنگ ٹیکسوں کی وصولی میں جی ڈی پی کے لحاظ سے معمولی کمی ہوئی (**شکل 4.8**)۔ عندالطلب وصولیوں میں قابل ذکر اضافے کا سبب ٹیکسوں کے نظام پر مؤثر عمل درآمد اور ٹیکس انتظامیہ کی جانب سے ٹیکس تنازعات کا حل نکالنا شامل ہیں۔[7]

شکل 4.10: صوبائی محاصل: تفصیلات



* The numbers might not add up due to rounding off

Source: MoF

غیر منقولہ جائیداد کی فروخت پر عائد بلند شرحوں، بعض میوچل فنڈز سے منافع منقسمہ اور قرض پر منافع کے باوجود مالی سال 26ء میں ودہولڈنگ ٹیکس وصولی میں

[6] مالیاتی آپریشنز کے اعداد و شمار کی مالی سال 2001ء میں اشاعت کے آغاز سے اب تک۔

[7] ماخذ: پاکستان اور آئی ایم ایف کے درمیان توسیعی فنڈ سہولت کے تحت دوسرا جائزہ، دسمبر 2025ء۔

جی ڈی پی کے لحاظ سے معمولی کمی آئی۔ مزید برآں، حکومت نے ای کامرس پلیٹ فارموں اور پنشنوں[8] کی ڈجیٹل ٹرانزیکشنوں کو دیا گیا استثنا ختم کر دیا، جس سے انہیں ٹیکس نیٹ کے اندر لانے میں مدد ملی۔ ودہولڈنگ ٹیکسوں میں گذشتہ برس تمام اہم ٹیکس دہندگان نے مثبت حصہ ڈالا تھا، تاہم اس کے برعکس مالی سال 26ء میں چار بڑے ٹیکس دہندگان وصولی میں کمی کا باعث بنے۔[9] مزید برآں، پراپرٹی کی فروخت اور درآمدات کے سوا بیشتر دیگر ٹیکس دہندگان کا حصہ کم رہا (**شکل 4.9 الف** اور **شکل 4.9 ب**)۔ پراپرٹی کے ودہولڈنگ ٹیکسوں میں اضافے کا سبب ان کی شرحوں میں اضافہ تھا، جبکہ مؤخر الذکر کی نمو درآمدی قدروں میں اضافے کی عکاسی کرتی ہے۔

جدول 4.2: ایف بی آر کے ٹیکس: تفصیلات

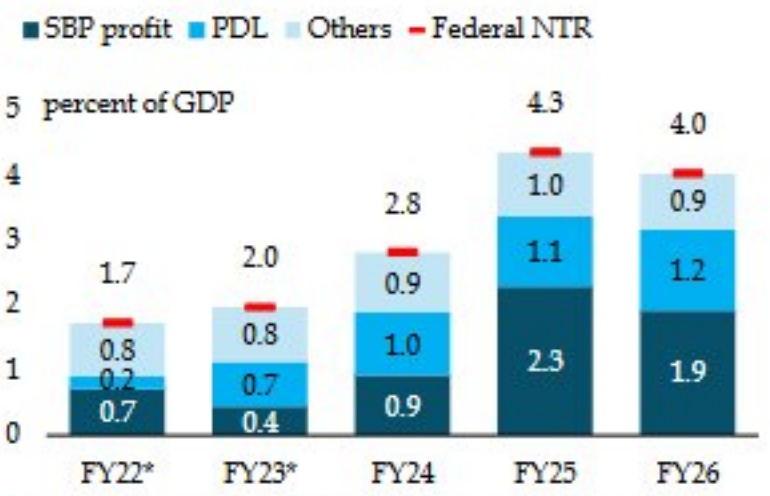
مالیت ارب روپے، نمو فیصد میں

	مالیت		جی ڈی پی کا فیصد		نمو	
	م س25ء	م س26ء	م س25ء	م س26ء	م س25ء	م س26ء
بلاواسطہ ٹیکس	5,792	6,586	5.1	5.2	27.8	13.7
بالواسطہ ٹیکس	5,953	6,425	5.2	5.1	24.5	7.9
فروخت	3,901	4,254	3.4	3.4	25.9	9.0
کسٹمز ڈیوٹی	1,285	1,331	1.1	1.0	16.4	3.6
ایف ای ڈی	767	840	0.7	0.7	32.8	9.6
کل ایف بی آر ٹیکسز	**11,744**	**13,011**	**10.3**	**10.3**	**26.1**	**10.8**

نوٹ: سیلز ٹیکس، کسٹمز ڈیوٹی اور ایف ای ڈی (بلحاظ جی ڈی پی فیصد) میں دو اعشاری مقامات پر کمی ظاہر کرتے ہیں: راؤنڈ آف کیے گئے اعداد و شمار کو متن سے ہم آہنگ کرنے پڑھا جانا چاہیے۔

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر)

شکل 4.11: وفاقی این ٹی آر: تفصیلات



* The numbers might not add up due to rounding off

Source: MoF

دوسری جانب، ڈپازٹ جمع کرنے (حجم کا اثر) میں بہتری کے باوجود بینک سود اور تمسکات کے تحت وصولیوں میں کمی کا سبب بہ وزن اوسط ڈپازٹ ریٹ (نرخ کا اثر) میں کمی کے نتیجے میں آمدنی میں کمی تھی۔[10] مزید برآں، پراپرٹی کی مالیتوں کے مختلف زمروں پر عائد ٹیکس شرحوں میں کمی کی وجہ سے غیر منقولہ جائیداد کی خریداری/ٹرانسفر میں کمی آگئی۔ بجلی کے بلوں سے ودہولڈنگ ٹیکسوں کی وصولی بھی ٹیکس وصولیوں کا ایک اور بڑا ذریعہ ہے، جسے کم کرنے میں دو عوامل نے اہم کردار ادا کیا: (i) منفی اوسط سہ ماہی ٹیرف ردوبدل[11]؛ اور (ii) سولرائزیشن کے اثرات جن کا نتیجہ گرڈ بجلی کے کم استعمال کی صورت میں نکلا۔[12] برآمدات سے ودہولڈنگ ٹیکس وصولیوں میں کمی کو برآمدات میں کمی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ آخر میں، حکومت نے مالی سال 26ء کے بجٹ میں 3.2 ملین روپے سالانہ والے تنخواہوں کے زمرے میں بھی ریلیف دیا، جس کے نتیجے میں تنخواہ سے آمدنی پر ودہولڈنگ ٹیکس کی نمو میں قابل ذکر کمی آگئی۔

[8] سالانہ 10 ملین روپے سے زیادہ کی پنشن پر 5 فیصد کی حتمی شرح سے ٹیکس عائد تھا۔ ماخذ: فنانس ایکٹ 2025ء، ایف بی آر۔

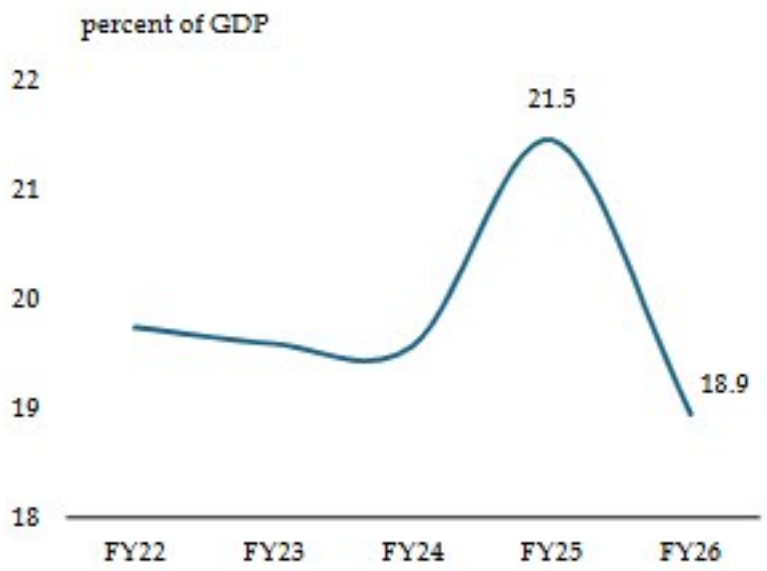
[9] مالی سال 26ء میں ودہولڈنگ ٹیکس کے 15 بڑے ٹیکس دہندگان نے مجموعی ودہولڈنگ ٹیکس وصولیوں میں 95.6 فیصد حصہ ڈالا۔ ماخذ: ایف بی آر۔

[10] بینکوں کی بہ وزن اوسط ڈپازٹ شرح مالی سال 25ء کے 12.1 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 26ء میں 8.3 فیصد رہ گئی، جس نے بینکوں کے منافع بخش ڈپازٹس میں 14.0 فیصد اضافے کا اثر بھی زائل کر دیا۔ نتیجتاً، ڈپازٹس پر آمدنی (جس کا تخمینہ شعبۂ بینکاری کے سودی اخراجات سے لگایا جاتا ہے) مالی سال 26ء میں 22.0 فیصد کم رہی۔ ماخذ: بینکاری شعبے کے مالی استحکام کے اظہاریے، بینک دولت پاکستان۔

[11] مجموعی بنیادوں پر مالی سال 26ء کے دوران رہائشی صارفین کے لیے سہ ماہی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ منفی 7.32 روپے فی کلووولٹ گھنٹہ رہی، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ صرف منفی 1.51 روپے فی کلووولٹ گھنٹہ تھی۔ ماخذ: نیپرا۔

[12] دفعہ 235 کے تحت ایسے گھریلو صارفین کے بجلی کے بلوں پر ودہولڈنگ ٹیکس لاگو ہوتا ہے جو تان فائلر ہوں اور جن کا ماہانہ بل 25,000 روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ ماخذ: انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء، ایف بی آر۔

شکل 4.12: مجموعی اخراجات



Source: MoF

بالواسطہ ٹیکس

مالی سال 26ء میں جی ڈی پی کے لحاظ سے بالواسطہ ٹیکس وصولی میں معمولی کمی آئی، جس کا اہم سبب کسٹم ڈیوٹی، سیلز ٹیکس میں تھوڑی سی کمی تھی، جبکہ جی ڈی پی کے تناسب کے لحاظ سے ایف ای ڈی کی وصولی گذشتہ برس کی سطح پر منجمد رہی (**جدول 4.2**)۔ نامیہ جی ڈی پی کی نمو کے مقابلے میں سیلز ٹیکس وصولیوں میں سست نمو کو شعبہ بجلی میں کم وصولیوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس کا سبب منفی کیوٹی ایز اور مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں بجلی کا کم استعمال تھا۔ دوسری جانب، مالی سال 26ء میں ایف ای ڈی وصولی تقریباً پچھلے برس کی سطح پر رہی جس کا سبب سگریٹوں سے محصولات میں کمی تھی، کیونکہ ممکن ہے سگریٹ کی بلند قیمتوں کی وجہ سے غیر قانونی برانڈز کا استعمال بڑھ گیا ہو، جس کے نتیجے میں باضابطہ شعبے کے سگریٹوں کی فروخت کم ہوگئی۔[13],[14]

جدول 4.3: کسٹمز ڈیوٹی دینے والے اہم اجزا

ارب روپے، حصہ فیصدی درجے میں

	رقم		نمو میں حصہ	
	م س25ء	م س26ء	م س25ء	م س26ء
فولاد حساس آلات	69	70	1.8	0.1
بوائلرز اور مشینری	68	60	2.2	-0.6
حیوانی / نباتاتی چکنائی	50	57	0.7	0.6
لوہا اور فولاد	77	55	0.9	-1.7
پلاسٹکس اور آرٹیکلز	48	43	0.7	-0.4
کافی، چائے اور مصالحہ جات	30	29	0.0	-0.1
کاغذ اور کاغذی بورڈ	27	25	0.2	-0.2
روغنی بیج، اناج اور پھل	18	16	0.0	-0.2
چمڑا سازی اور رنگائی	14	12	0.2	-0.1
نامیاتی کیمیکلز	15	7	1.0	-0.6
دیگر	868	957	9.4	6.9
مجموعہ	**1,285**	**1,331**	**16.4**	**3.6**

ماخذ: ایف بی آر

درآمدات میں اضافے کے باوجود کسٹم ڈیوٹی میں معمولی کمی قومی ٹیرف پالیسی برائے 30-2025ء کے تحت ٹیرف کو حقیقت پسندانہ بنانے کے اثرات کی عکاس ہے۔[15] اہم اقدامات میں متعدد ٹیرف لائنز پر کسٹم ڈیوٹی میں کمی یا رعایتی نرخوں کی عمومی حیثیت کا خاتمہ شامل ہیں۔[16] ان تبدیلیوں کا نتیجہ لوہے اور فولاد، بوائلرز اور مشینری،[17] نامیاتی کیمیکلز، کاغذ اور پلاسٹک کی درآمدات میں کمی کی صورت میں نکلا

---

[13] ماخذ: سالنامہ 2025-2024ء، ایف بی آر۔

[14] پاکستان میں 2013ء سے 2023ء کے دوران ادا شدہ ڈیوٹی والے سگریٹوں (حقیقی لحاظ سے) کی قیمتوں اور سگریٹوں کی غیر رسمی مارکیٹ کے حجم کے درمیان مضبوط مثبت باہمی تعلق (80 فیصد) پایا گیا۔ ادا شدہ ڈیوٹی والے سگریٹوں کی حقیقی قیمتوں میں 5.2 فیصد اضافے کے نتیجے میں غیر رسمی سگریٹوں کا منڈی میں حصہ 2013ء کے 23.0 فیصد سے بڑھ کر 2023ء میں 58.0 فیصد ہوگیا۔ ماخذ: آکسفورڈ اکنامکس (2024)، غیر قانونی سگریٹوں کی تجارت کے محرکات کا معاشی جائزہ، نومبر 2024ء دستیاب ہے: https://www.oxfordeconomics.com/resource/an-economic-assessment-of-the-drivers-of-the-illicit-trade-in-cigarettes/

[15] مالی سال 26ء میں پاکستانی روپے کے لحاظ سے درآمدات میں 8.7 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ اضافہ 6.5 فیصد تھا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[16] ماخذ: کسٹمز ایکٹ 2026ء اور پاکستان کسٹمز ٹیرف (مالی سال 25 اور 26ء)، ایف بی آر، اور قومی ٹیرف پالیسی (30-2025)، وزارتِ کامرس۔

[17] مزید برآں، پاکستانی روپے کے لحاظ سے مشینری گروپ کی درآمدات میں نمو کافی سست رہی۔ اس کی بنیادی وجہ بجلی پیدا کرنے والی مشینری اور دیگر مشینری کی درآمدات میں تیزی سے کمی کے ساتھ برقی مشینری اور آلات کی درآمدات میں کمی تھی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

(**جدول 4.3**)۔[18] شرح مبادلہ میں معمولی اضافے سے بھی بالواسطہ ٹیکسوں پر بلند درآمدی حجم کے اثرات کی تلافی ہوگئی (**باب 5**)۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 26ء میں درآمدی مرحلے پر ٹیکسوں کی وصولی میں نمو گر کر 13.2 فیصد رہ گئی، جو مالی سال 25ء میں 23.4 فیصد تھی۔

اس اعتدال کے باوجود ٹیکس اساس وسیع کرنے کے اقدامات سے بالواسطہ ٹیکسوں کو تقویت ملی۔ ان اقدامات میں سولر پینلز کی درآمد اور رسد، اور لوہے اور فولاد کے اسکریپ پر سیلز ٹیکس استثنیٰ کا خاتمہ شامل تھے۔ مزید برآں، مختلف درآمدی اجزا پر سیلز ٹیکس عائد کیا گیا۔[19] ٹیکسوں کو حقیقت پسندانہ بنانے کے اقدامات درست سمت میں اٹھایا جانے والا قدم ہے، کیونکہ اس طرح ٹیکس اخراجات مزید کم کرنے میں مدد ملے گی اور ملک کے ٹیکس محاصل کو مزید تقویت ملے گی (**جدول 4.4**)۔

جدول 4.4: ٹیکس اخراجات کی تفصیلات

رقم ارب روپے

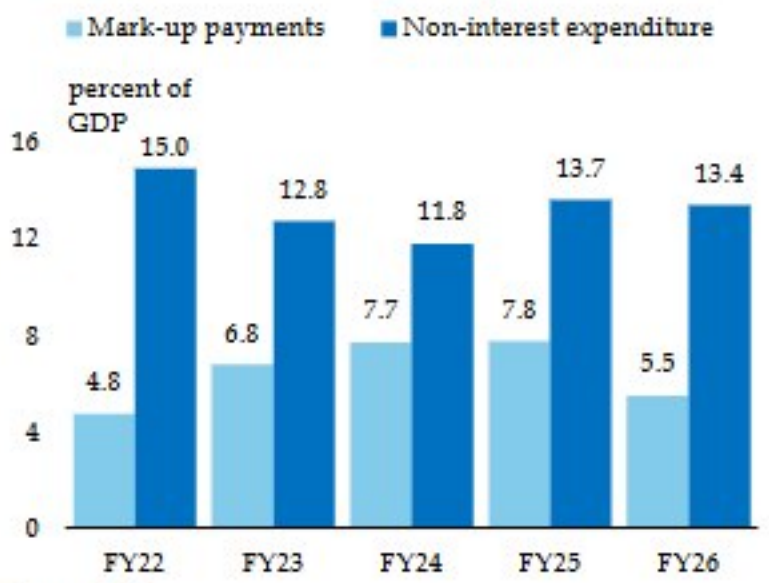
	رقم		بلحاظ جی ڈی پی فیصد	
	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء
انکم ٹیکس	545	580	0.5	0.5
سیلز ٹیکس	1,237	1,274	1.1	1.0
کسٹمز ڈیوٹی	652	499	0.6	0.4
کل	**2,435**	**2,353**	**2.1**	**1.9**

نوٹ: جی ڈی پی فیصد کے اعداد و شمار نظر ثانی شدہ جی ڈی پی پر مبنی ہیں۔

ماخذ: ایف بی آر

حالیہ برسوں کے دوران محصولات کی نمو میں اہم کردار بلند ٹیکس شرحوں نے ادا کیا، تاہم اب یہ اثر کمزور ہو گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اضافی آمدنی کے لیے شرحیں بڑھانے پر انحصار کرنے کے بجائے ٹیکس بنیاد میں توسیع کرنا ٹیکس اور جی ڈی پی کے کم تناسب کو بڑھانے اور رجعت پسند بالواسطہ ٹیکسوں پر انحصار میں کمی کے لیے ضروری ہے۔[20]

شکل 4.13: سودی اور غیر سودی اخراجات



Source: MoF

صوبائی ٹیکس

مالی سال 26ء کے دوران صوبائی ٹیکسوں میں مسلسل دوسرے برس جی ڈی پی کے 1.0 فیصد تک اضافہ ہوا (**شکل 4.10**)۔ اس بہتری کا اہم سبب ٹیکس بنیاد میں توسیع کی کوششیں تھیں، جن میں خدمات پر استثنا کا خاتمہ اور ان کی جنرل سیلز ٹیکس نظام میں شمولیت شامل تھیں۔[21] یہ اقدامات صوبوں کی اپنے محصولات کی وصولیوں کو مضبوط بنانے اور قومی وسائل جمع کرنے کے لیے کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔

غیر ٹیکس محاصل

مسلسل تین برسوں تک اپنی رفتار برقرار رکھنے کے بعد مالی سال 26ء میں غیر ٹیکس محاصل کم ہو کر جی ڈی پی کے 4.4 فیصد پر آ گئے (**شکل 4.11**)۔ اس کا اہم سبب

[18] تاہم، پاکستانی روپے کے لحاظ سے لوہے اور فولادی اسکریپ، پلاسٹک، اور دیگر کیمیائی مصنوعات کی درآمدات میں بلند نمو ہوئی، جبکہ کاغذ کی درآمد گذشتہ برس کے مقابلے میں کافی سست رہی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

[19] ان میں درآمد شدہ پالتو جانوروں کی خوراک، چاکلیٹس، کافی اور سیریل بارز شامل ہیں، جو خردہ پیکنگ میں فروخت کیے جاتے ہیں۔ ماخذ: ایف بی آر۔

[20] مثلاً، کارپوریٹ انکم ٹیکس کی شرح 29 فیصد ہے، جو پاکستان کے لیے تخمینہ شدہ موزوں شرح 26 فیصد سے زیادہ ہے۔ ماخذ: محمود و دیگر (2022ء)، "کیا پاکستانی ٹیکسوں کے ڈھانچے میں خطِ لیفر (Laffer curve) موجود ہے؟ رجحتی دہلیز کا تجزیہ"، جرنل آف اکنامک ایمپکٹ، سائنس ایمپکٹ پبلشرز۔

[21] ماخذ: پاکستان اور آئی ایم ایف کے درمیان توسیعی فنڈ سہولت کے تحت دوسرا جائزہ، دسمبر 2025ء۔

جدول 4.5: مجموعی اخراجات کی تفصیلات

ارب روپے، نمو فیصد میں

	رقوم		بلحاظ جی ڈی پی فیصد		نمو	
	م س25ء	م س26ء	م س25ء	م س26ء	م س25ء	م س26ء
مجموعی اخراجات	24,494	23,940	21.5	18.9	18.6	-2.3
1۔ جاری اخراجات	21,529	20,686	18.9	16.4	15.9	-3.9
(الف) وفاقی (ا+ب)	15,696	14,449	13.7	11.4	12.4	-7.9
مارک اپ ادائیگیاں	8,887	6,948	7.8	5.5	8.9	-21.8
ملکی	7,997	6,030	7.0	4.8	11.6	-24.6
بیرونی	890	917	0.8	0.7	-10.6	3.0
دفاعی امور اور خدمات	2,194	2,588	1.9	2.0	18.0	17.9
پنشن	911	1,002	0.8	0.8	12.8	10.0
سول حکومت چلانا	892	1,034	0.8	0.8	13.7	15.9
زراعانت	1,298	1,014	1.1	0.8	21.6	-21.9
دیگر کو گرانٹس	1,514	1,865	1.3	1.5	17.2	23.2
(ب) صوبائی	5,833	6,238	5.1	4.9	26.8	6.9
2۔ ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	2,966	3,254	2.6	2.6	42.7	9.7
(الف) مجموعی ترقیاتی اخراجات	2,983	3,428	2.6	2.7	47.2	14.9
سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی)	2,983	3,428	2.6	2.7	47.2	14.9
وفاقی	786	727	0.7	0.6	23.7	-7.4
صوبائی	2,198	2,701	1.9	2.1	57.9	22.9
(ب) پبلک سیکٹر انٹرپرائزز کو خالص قرض گاری	-18	-174	0.0	-0.1	-134.2	886.8
یادداشتی اجزا:						
غیر سودی (مجموعی) اخراجات	15,607	16,993	13.7	13.4	25.0	8.9
جی ڈی پی*	114,177	126,360	-	-	8.2	10.7

* نظر ثانی شدہ ڈیٹا پاکستان دفتر شماریات کا استعمال کیا گیا ہے۔

ماخذ: وزارت خزانہ

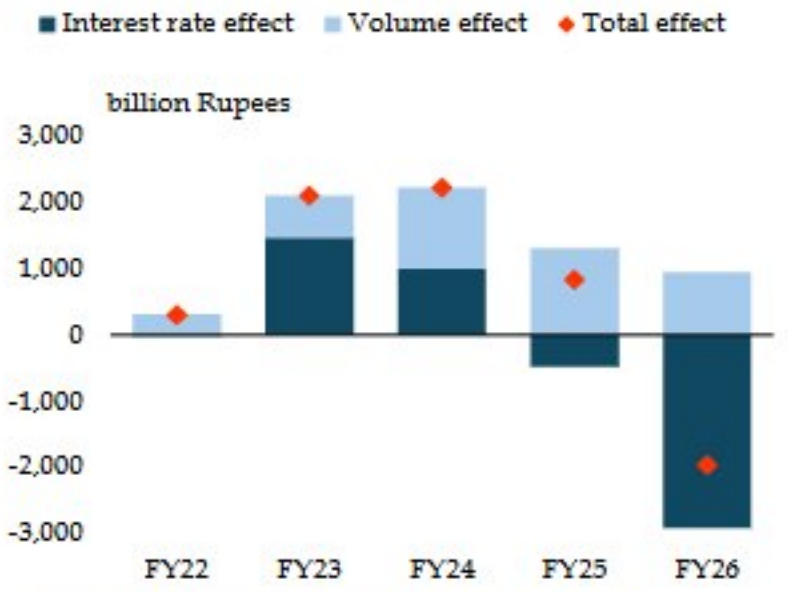
اسٹیٹ بینک کے منافع میں کمی تھی، جو اگرچہ بجٹ تخمینے سے زائد رہی، لیکن مالی سال 25ء کے مقابلے میں کم تھی۔[22] تاہم پیٹرولیم مصنوعات کی بلند فروخت اور پیٹرول پر اوسطاً بلند پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی سے مالی سال 26ء میں اس کی وصولیوں کو بڑھانے میں مدد ملی۔[23]

حکومت نے پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل پر پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی شرح میں اضافہ کر دیا، تاکہ مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں مشرق وسطیٰ تنازع کے سبب ٹیکسوں کی کم وصولی کی تلافی ممکن ہو سکے۔ تاہم، حکومت نے پیٹرول پر قدرے بلند لیوی عائد کیا اور ڈیزل پر کم تاکہ مہنگائی کے اثرات کو کم از کم سطح پر رکھا جا سکے۔

[22] اسٹیٹ بینک کے منافع میں کمی کو مالی سال 26ء کے دوران اوسط شرح سود میں کمی سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔

[23] مالی سال 26ء میں ہائی اسپیڈ ڈیزل اور پیٹرول کی فروخت میں بالترتیب 0.6 فیصد اور 1.3 فیصد اضافہ ہوا۔ پیٹرول پر پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی اوسط شرح مالی سال 25ء کے 64.1 روپے فی لیٹر سے بڑھ کر مالی سال 26ء میں 85.4 روپے فی لیٹر ہو گئی، جبکہ ہائی اسپیڈ ڈیزل پر اوسط پی ڈی ایل مالی سال 2025ء کے 64.4 روپے فی لیٹر سے کم ہو کر مالی سال 26ء میں 63.0 روپے فی لیٹر رہ گئی۔ ماخذ: او سی اے سی، پی ایس او، اور او گرا۔

شکل 4.14: ملکی مارک اپ ادائیگیوں میں تبدیلی



Sources: SBP staff calculations based on MoF; SBP

4.3 اخراجات[24]

مالی سال 26ء میں مجموعی اخراجات کم ہو کر جی ڈی پی کے 18.9 فیصد پر آ گئے، جو گذشتہ برس 21.5 فیصد تھے (**شکل 4.12**)۔ اس کمی کا اہم سبب مارک اپ ادائیگیوں میں خاصی کمی اور محدود غیر سودی اخراجات تھے (**شکل 4.13** اور **جدول 4.5**)۔

سودی اخراجات

مالی سال 26ء میں مارک اپ ادائیگیاں 2.3 فیصدی درجے کمی کے ساتھ جی ڈی پی کے 5.5 فیصد تک پہنچ گئیں (**شکل 4.13** اور **شکل 4.14**)۔ مارک اپ ادائیگیوں میں زیادہ کمی کو تین عوامل سے منسوب کیا جا سکتا ہے: (i) مالی سال 25ء کے دوران پالیسی ریٹ میں کمی کے بعد اوسط ملکی شرح سود میں کمی،[25] (ii) معین شرح تمسکات اور زیرو کوپن طویل مدتی بانڈز پر فراستی منتقلی، (iii) اسٹیٹ بینک کو 1.9 ٹریلین روپے کے قرضوں کی جلد واپسی۔[26] مالی سال 26ء میں قرضوں کی واپسی بجٹ تخمینے کے مقابلے میں تقریباً 15.3 فیصد کم رہی۔ قرضوں کی واپسی میں اس کمی نے مالیاتی خسارے کو گھٹانے میں اہم کردار ادا کیا۔

غیر سودی اخراجات

مالی سال 26ء میں غیر سودی اخراجات جی ڈی پی کے 13.7 فیصد سے کم ہو کر 13.4 فیصد پر آ گئے (**شکل 4.13**)۔ غیر سودی اخراجات میں کمی کی اہم وجوہات میں زراعانت میں کمی اور صوبائی اخراجات کا گھٹنا شامل تھے۔[27] تاہم، زراعانت میں نمایاں کمی کا اثر گرانٹس اور دفاعی اخراجات میں اضافے سے زائل ہو گیا۔ پنشنوں اور سول انتظامیہ کو چلانے پر اخراجات جی ڈی پی فیصد کے لحاظ سے کسی تبدیلی کے بغیر اپنی سطح پر برقرار رہے۔

شکل 4.15: صوبائی اخراجات: تفصیلات

Source: MoF

مالی سال 26ء میں ترقیاتی اخراجات 0.1 فیصدی درجے اضافے کے ساتھ جی ڈی پی کے 2.7 فیصد تک پہنچ گئے۔ وفاقی پی ایس ڈی پی میں کمی واقع ہوئی اور یہ اخراجات بجٹ میں مختص رقوم سے کم رہے، تاہم بلند صوبائی اخراجات نے اس کمی کی مکمل تلافی کر دی۔ اس اضافے میں پنجاب سرفہرست رہا، جس کے بعد صوبہ سندھ،

[24] اس سیکشن میں پچھلی رپورٹس کے مطابق شماریاتی فرق کو خارج کیا گیا ہے۔

[25] اوسط پالیسی ریٹ، مالی سال 25ء کے 14.3 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 26ء میں 11.0 فیصد رہ گیا۔

[26] ان عوامل کے نتیجے میں حکومت نے مالی سال 26ء میں گذشتہ سال کے مقابلے میں ملکی قرضوں کی ادائیگی پر تقریباً 1.97 ٹریلین روپے بچت کی۔ ماخذ: وزارتِ خزانہ۔

[27] اکاؤنٹنگ کے تناظر میں صوبائی اخراجات میں کمی شماریاتی فرق کی وجہ سے ظاہر ہوئی۔ اگر اس فرق کو صفر تصور کیا جائے تو مجموعی اخراجات گذشتہ سال کی سطح پر برقرار رہتے ہیں۔

خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے اخراجات رہے۔ صوبائی پی ایس ڈی پی کی ترجیحات میں کمیونٹی کی ترقی، تعلیم، تعمیرات اور ٹرانسپورٹ، اور زراعت، غذا، جنگل بانی اور ماہی گیری شامل ہیں۔ دوسری جانب، وفاقی حکومت نے مالی سال 26ء کی دوسری ششماہی میں مشرق وسطیٰ تنازع کے نتیجے میں درپیش چیلنجوں کے حالات میں کمزور طبقات کو توانائی پر ریلیف دینے کی جگہ بنانے کے لیے پی ایس ڈی پی میں کٹوتی کی۔

جدول 4.6: زراعت اور گرانٹس کی تفصیلات

ارب روپے، بجٹ میں حصہ اور نمو فیصد میں

	اصل مالیت		حقیقی، میزانیہ کے فیصد کے طور پر		نمو
	م س25ء	م س26	م س25ء	م س26ء	م س26ء
زراعت					
کل	1,298	1,014	95.2	85.5	-21.9
بجلی کا زراعت	1,212	796	123.1	76.8	-34.3
جس میں: آئی پی پیز	753	254	350.1	267.8	-66.2
آزاد جموں و کشمیر (ٹی ڈی ایس)	80	87	73.8	117.0	8.5
انٹر ڈسکو۔ ٹی ڈی ایس	288	379	104.3	152.0	31.5
غیر بجلی زراعت	86	218	22.8	145.5	152.4
دیگر					
وزیر اعظم کفایت شعاری فنڈ	-	127	-	-	-
صوبوں کو گرانٹس	119	149	105.2	99.5	25.5
دیگر کو گرانٹس	1,514	1,865	91.0	104.9	23.2
بینظیر انکم سپورٹ پروگرام	592	706	100.0	98.6	19.2
آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان	173	225	100.0	102.1	29.9
ترسیلات زر کے چارجز	65	120	100	-	84.9
دانش اینجوکیشن ٹرسٹ	-	55	-	-	-
مجموعی گرانٹس	1,633	2,014	91.9	104.5	23.3

ٹی ڈی ایس: ٹیرف کے فرق پر زراعت

ماخذ: وزارت خزانہ

زراعت میں کمی کا سبب بجلی کے شعبے پر اعانت، خصوصاً انڈی پینڈنٹ پاور پروڈیوسرز (آئی پی پیز) کو اس مد میں دی جانے والی رقم تھی (**جدول 4.6**)۔ مالی سال 25ء میں حکومت نے گردشی قرضے کو کم کرنے کی خاطر آئی پی پیز کو اوسط[28] زراعت سے زیادہ ادائیگی کی۔ تاہم، مالی سال 26ء میں حکومت نے گردشی قرضے[29] سے متعلق واجبات کی چکتائی کے لیے شعبۂ بینکاری سے 1.2 ٹریلین روپے کے قرضوں کا بندوبست کیا۔ اس کے نتیجے میں حکومت نے مالی سال 26ء کے دوران آئی پی پیز کو زراعت کی مد میں خاصی کم ادائیگیاں کیں۔

دوسری جانب، بجلی کے علاوہ زراعت میں وزیر اعظم کے کفایت شعاری اقدامات کے باعث قابل ذکر اضافہ ہوا، جس کا مقصد مشرق وسطیٰ تنازع کے حالات میں آبادی کے کمزور طبقات کو بدفی ریلیف دینا تھا۔ یہ زراعت بجٹ کا حصہ نہیں تھا، تاہم حکومت نے اضافی اقدامات اور بجٹ میں ردوبدل سے ان کے اثرات کو زائل کر دیا۔

اس مقصد کے لیے حکومت نے اندرونی اخراجات، صوبائی بوجھ میں شراکت، عارضی کفایت شعاری اقدامات اور خود مختار اداروں کے ملازمین کی تنخواہوں کے کچھ حصے کی وصولی کو یکجا کیا۔ اس طرح حکومت مالی سال 26ء میں مالیاتی کھاتوں پر ریلیف اقدامات کے اثر کو کم از کم سطح پر برقرار رکھنے میں کامیاب رہی، جس سے زراعت کے تناسب کو جی ڈی پی کے 0.8 فیصد تک محدود رکھنے میں مدد ملی۔[30] یہ دیگر پچھلے دھچکوں، جیسے روس ویوکرین تنازع، سے مختلف تھا، جس کی وجہ سے زراعت مالی سال 21ء کی سطح 0.8 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 22ء میں جی ڈی پی کے 2.3 فیصد پر آگیا تھا۔

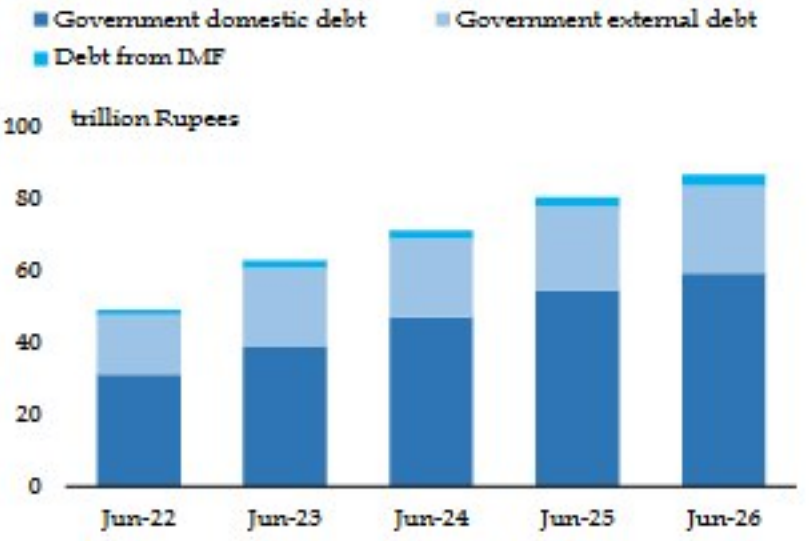
مالی سال 26ء میں زراعت کو محدود رکھنے سے نہ صرف آئی پی پی کی ادائیگیوں میں اعتدال کی عکاسی ہوتی ہے، بلکہ منقسم شمسی توانائی کے نئے پروزیومر کے معاوضے پر

[28] مالی سال 22ء سے مالی سال 26ء تک کی اوسط۔

[29] فائنسنگ کے معاہدے میں 660 ارب روپے کے موجودہ قرضوں کی تکمیل نو اور بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کی زائد المیعاد ادائیگیوں کی چکتائی کے لیے 565 ارب روپے کی نئی فائنسنگ شامل ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس انتظام سے صارفین پر کوئی نیا بوجھ نہیں پڑے گا، کیونکہ قرضوں کی ادائیگی پہلے سے عائد 3.23 روپے فی یونٹ سرچارج کے ذریعے ہوگی۔ ماخذ: پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ، حکومت پاکستان۔

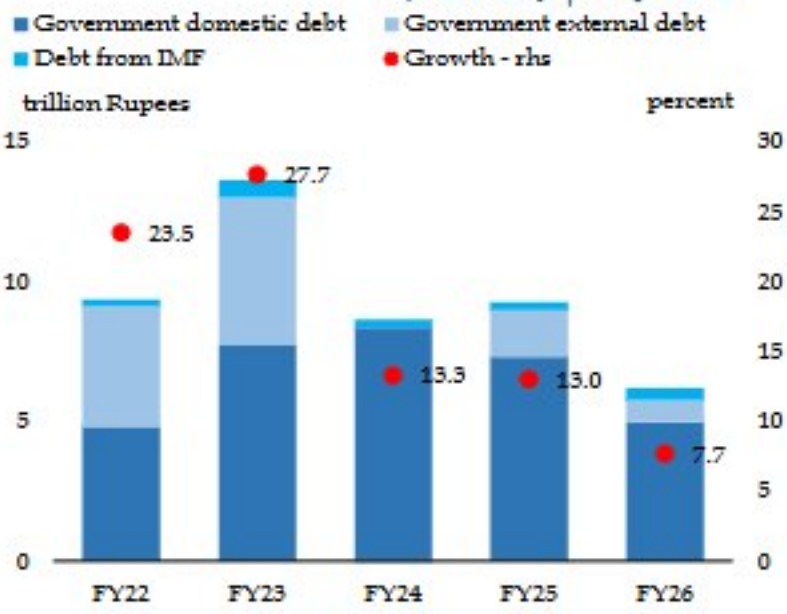
[30] زراعت مالی سال 25ء میں جی ڈی پی کا 1.1 فیصد تھا، جس میں کمی دیکھی گئی۔

شکل 4.16الف: خام سرکاری قرض۔ اسٹاک



Source: SBP

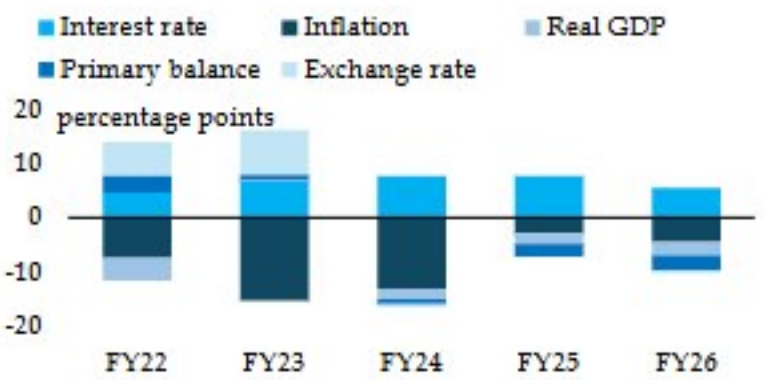
شکل 4.16ب: خام سرکاری قرض۔ بہاؤ



Source: SBP

نظر ثانی بھی کی گئی ہے۔ پروزیومر ضوابط کو فروری 2026ء میں متعارف کرایا گیا، جس کے تحت ون ٹو ون نیٹ میٹرنگ فریم ورک کی جگہ نیٹ بلنگ سسٹم لاگو کیا گیا، جس سے پروزیومر کے نئے کنکشنوں سے بجلی کے شعبے پر زراعانت کا بوجھ کم ہو گیا، جس نے بجلی کے شعبے کی مالیات کی وسط مدتی پائیداری میں کردار ادا کیا۔ اس منتقلی کے لیے ڈیزائن، مالیاتی مضمرات اور بین الاقوامی مثالوں پر **باکس 4.3** میں بحث کی گئی ہے۔

شکل 4.17: خام سرکاری قرض اور جی ڈی پی تبدیل کرنے والے اہم عوامل



*Based on methodology of Escolano, J. (2010). *A practical guide to public debt dynamics, fiscal sustainability, and cyclical adjustment of budgetary aggregates* (Vol. 2). Washington, DC: International Monetary Fund

Source: SBP

مذکورہ اقدامات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مالیاتی گنجائش کو گرانٹس میں اضافے کے لیے استعمال کیا گیا۔ گرانٹس کے اضافے میں بی آئی ایس پی[31] سرفہرست رہا، جس کے بعد ترسیلات زر کے چارجز کی واپسی اور دانش ایجوکیشن ٹرسٹ شامل ہیں۔ مالی سال 26ء میں ترسیلات زر کی مضبوط آمد کے ساتھ رقم واپسی پروگرام میں مبادلہ کمپنیوں کی شمولیت گرانٹس کی اس مد میں واپسی کی رقم کو بڑھانے کا باعث بنی۔[32] دانش ایجوکیشن ٹرسٹ سے متعلق گرانٹس کا مقصد دیگر صوبوں میں دانش اسکولوں کو توسیع دینا تھا۔[33]

مالی سال 26ء میں صوبائی اخراجات بھی کم ہو کر 6.8 فیصد پر آ گئے، جبکہ مالی سال 25ء میں ان کا تناسب جی ڈی پی کے 7.0 فیصد پر تھا۔ اس کمی کا سبب جاری اخراجات

[31] جنوری 2026ء میں کفالت پروگرام کے تحت غیر مشروط نقد رقوم کی منتقلی میں مہنگائی کے اثرات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اضافہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ کفالت اور مشروط نقد رقوم کی منتقلی کے پروگراموں میں توسیع بھی منصوبے کا حصہ تھی۔ ماخذ: آئی ایم ایف (2026ء)۔

[32] ماخذ: ایکسچینج پالیسی ڈپارٹمنٹ (ای پی ڈی) کا سرکلر لیٹر نمبر 4 برائے 2025ء۔

[33] مثلاً، مالی سال 26ء میں بلوچستان میں 6 نئے دانش اسکولوں کی منظوری دی گئی۔ ماخذ: وزارتِ منصوبہ بندی، ترقی و خصوصی اقدامات۔

جدول 4.7: پاکستان کے قرضوں اور واجبات کا خلاصہ

اسٹاک اور بہاؤ ارب روپے میں، نمو فیصد میں

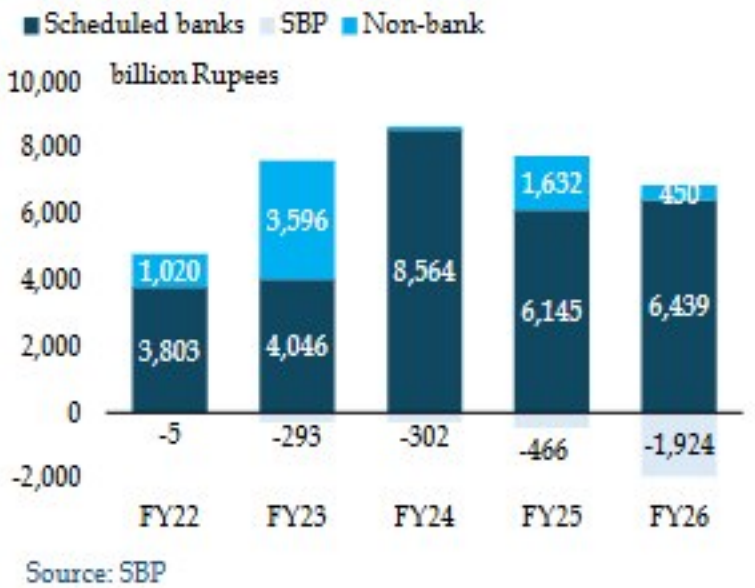
	اسٹاک			بہاؤ		نمو	
	جون24ء	جون25ء	جون26ء	جون25ء	جون26ء	جون25ء	جون26ء
مجموعی قرضے اور واجبات	**87,122**	**96,041**	**101,301**	**8,919**	**5,260**	**10.2**	**5.5**
خام ملکی قرض(I+II+III)	**71,246**	**80,518**	**86,715**	**9,272**	**6,197**	**13.0**	**7.7**
I۔ حکومت کا ملکی قرض	47,160	54,472	59,441	7,311	4,970	15.5	9.1
II۔ حکومت کا بیرونی قرض	21,754	23,417	24,201	1,663	784	7.6	3.3
III۔ آئی ایم ایف سے قرض	2,332	2,630	3,073	298	443	12.8	16.8
IV۔ بیرونی واجبات	3,266	3,392	2,414	127	-978	3.9	-28.8
V۔ نجی شعبے کا بیرونی قرض	5,467	5,253	5,253	-214	1	-3.9	0.0
VI۔ پی ایس ایز کا بیرونی قرض	2,068	2,200	2,184	132	-16	6.4	-0.7
VII۔ پبلک سیکٹر انٹرپرائزز کا قرض	2,105	2,016	2,238	-89	223	-4.2	11.0
VIII۔ اجناس کی سرگرمیاں	1,378	1,067	1,009	-312	-58	-22.6	-5.4
IX۔ انٹر کمپنی بیرونی قرض	1,592	1,595	1,487	3	-108	0.2	-6.8
	بلحاظ جی ڈی پی فیصد						
خام ملکی قرض	67.5	70.5	68.6	–	–	–	–
حکومت کا ملکی قرض	44.7	47.7	47.0	–	–	–	–
حکومت کا بیرونی قرض	22.8	22.8	21.6	–	–	–	–
مجموعی قرضے اور واجبات	34.6	33.7	30.6	–	–	–	–

ماخذ: بینک دولت پاکستان (ایس بی پی)

تھے، جبکہ مالی سال 26ء میں ترقیاتی اخراجات کا تناسب جی ڈی پی کے 1.9 فیصد سے بڑھ کر 2.1 فیصد پر آگیا، کیونکہ صوبائی حکومتیں ترقیاتی پروگراموں اور منصوبوں کے لیے مختص رقوم میں مسلسل اضافہ کرتی رہیں (**شکل 4.15**)۔

مالی سال 26ء میں صوبائی جاری اخراجات کا تناسب کم ہو کر جی ڈی پی کے 5.0 فیصد پر آگیا، جو اس میں جی ڈی پی کے لحاظ سے 0.2 فیصدی درجے کمی ظاہر کرتا ہے۔ اس کا اہم سبب عمومی سرکاری خدمات اور اقتصادی امور (جی ڈی پی کے لحاظ سے) میں اخراجات کی کمی تھی۔ پنجاب، خیبر پختونخوا اور بلوچستان نے عمومی سرکاری خدمات کے لیے بجٹ میں مختص رقوم سے کم خرچ کیے، جبکہ پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا نے اقتصادی امور کے لیے اپنے بجٹ میں مختص کم رقوم کا استعمال کیا۔ جاری اخراجات میں کمی ترقیاتی اخراجات میں اضافے سے ہم آہنگ تھی، جس میں بڑے اخراجات ہاؤسنگ اور کمیونٹی سہولتوں پر خرچ ہوئے۔ سندھ اور بلوچستان نے زیادہ اخراجات سماجی تحفظ کے لیے وقف کیے، اور اس زمرے میں اپنے اصل ترقیاتی

شکل 4.18: ملکی قرض کا ادارہ جاتی بہاؤ

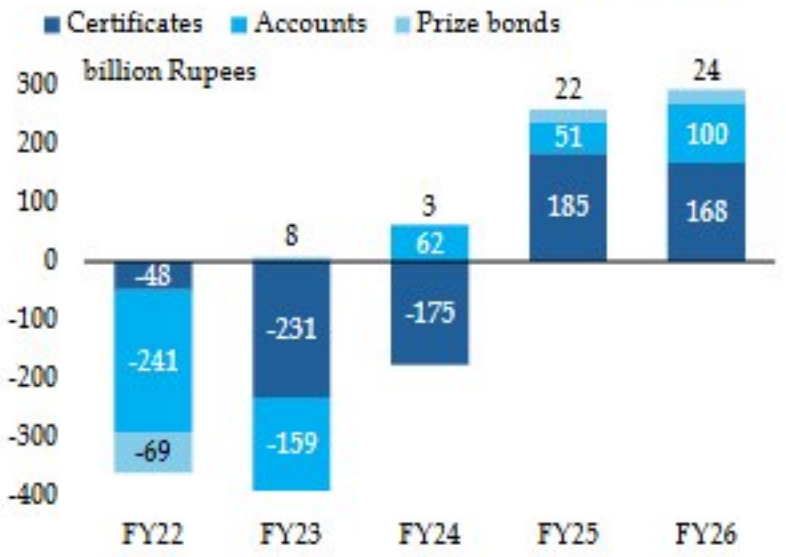


Source: SBP

اخراجات کا 47 اور 15 فیصد استعمال کیا۔[34] ترقیاتی اخراجات میں اضافے کے باوجود صوبوں کی جانب سے بجٹ میں مجموعی مختص رقوم کا استعمال تقریباً 88 فیصد رہا۔

[34] اس کے برعکس، پنجاب اور خیبر پختونخوا نے اس زمرے میں بالترتیب 1 فیصد اور 2 فیصد اخراجات کیے۔

شکل 4.19: قومی بچت اسکیمیں: بہاؤ

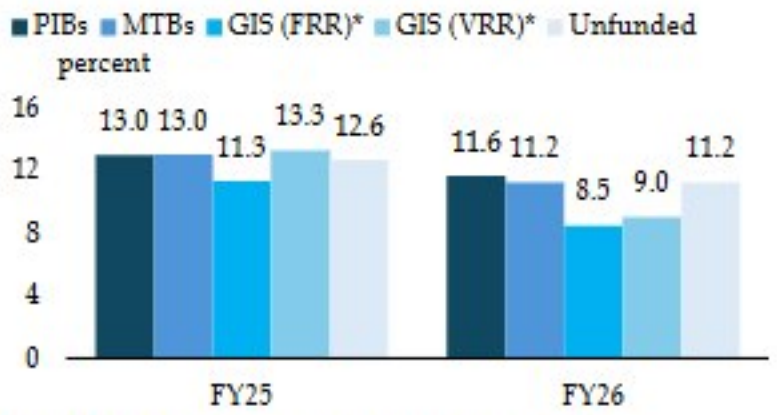


Source: SBP

بجٹ میں مختص رقوم کا کم استعمال آبادی کے کمزور طبقات کو توانائی میں ریلیف فراہم کرنے کی وفاقی حکومت کی کوششوں میں معاونت کا عکاس ہے، جس کے تحت صوبوں نے ریلیف کا بوجھ وفاقی حکومت کے ساتھ مل کر اٹھایا۔[35]

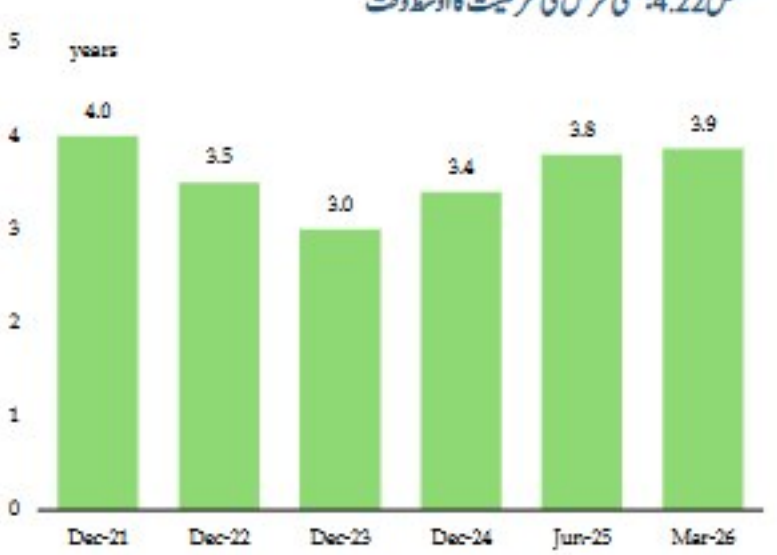
اس سے قطع نظر، صوبوں نے مالی سال 24ء سے پی ایس ڈی پی اخراجات میں بتدریج اضافہ کیا ہے، جس سے اشد ضروری سرمایہ کاری ممکن ہو سکی، جو روزگار کی تخلیق میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترقیاتی اخراجات کا روزگار کے مواقع پیدا کرنے پر قدرے بلند اثر پڑتا ہے **(باکس 4.1)**۔

شکل 4.21: حکومتی تمسکات پر اوسط یافت



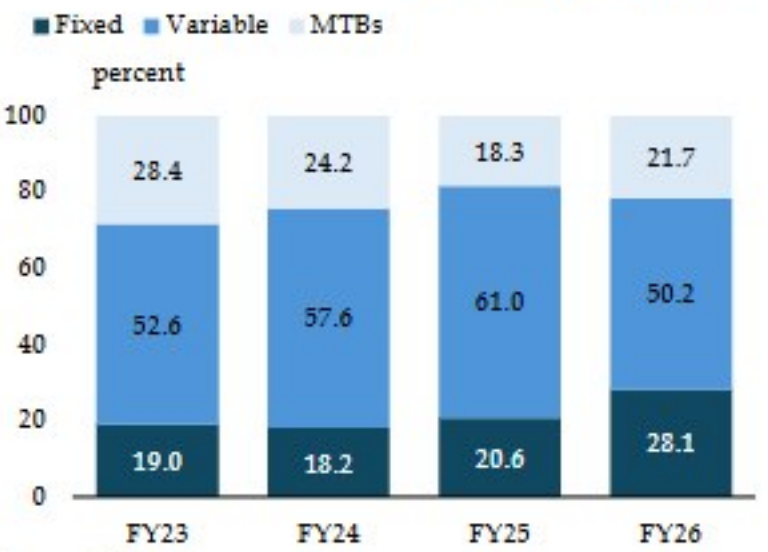
Note: PIB= Pakistan investment bond; MTB= Market treasury bill; GIS= Government Ijarah sukuk; FRR= Fixed rental rate; VRR= Variable rental rate
* Estimated from cutoff rates
Sources: SBP; PSX

شکل 4.22: ملکی قرض کی عرصیت کا اوسط وقت



Source: MoF

شکل 4.20: حکومتی تمسکات میں حصہ



Source: SBP

[35] صوبوں نے انرجی ریلیف فنڈ میں تقریباً 48 فیصد حصہ ڈالا۔ ماخذ: فائنانس ڈویژن، وزارتِ خزانہ۔

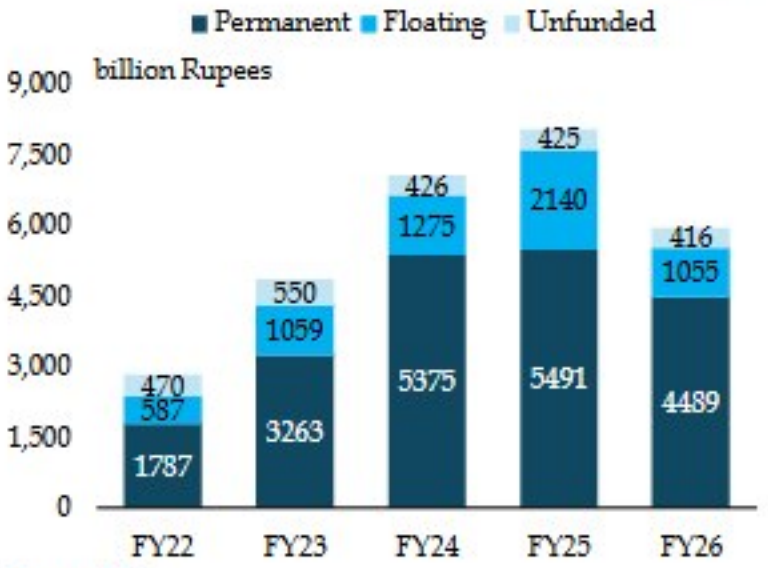
4.4 سرکاری قرض

مالی سال 26ء کے دوران سرکاری قرض میں اضافے کی رفتار خاصی سست ہو کر 7.7 فیصد پر آگئی، جو مالی سال 25ء میں 13.0 فیصد تھی، جبکہ گذشتہ پانچ برسوں کی اوسط 17.4 فیصد بنتی ہے (**شکل 4.16الف**، **شکل 4.16ب** اور **جدول 4.7**)۔[36] یہ سست رفتاری ملکی اور بیرونی قرض میں وسیع البنیاد تھی۔ سرکاری قرض بڑھنے میں سست رفتاری اور مجموعی معاشی حالات میں بہتری کے بعد قرضوں اور جی ڈی پی کا تناسب بھی آخر مالی سال 26ء میں کمی کے ساتھ 68.6 فیصد پر آگیا، جو پچھلے مالی سال کے آخر میں 70.5 فیصد تھا۔ سرکاری قرضوں اور جی ڈی پی کے تناسب کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑا حصہ معتدل مہنگائی اور قابل ذکر بنیادی فاضل سے حاصل ہوا، جس کے بعد بہتر معاشی نمو، مؤثر شرح سود میں کمی اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں اضافے نے اہم کردار ادا کیا (**شکل 4.17**)۔

مالی سال 26ء کے دوران درمیانے سے طویل مدتی تمسکات کے بلند اجرا کے باعث سرکاری قرضے کے خاکے میں بھی بہتری آئی۔ نتیجتاً، قرضوں کی ری فنانسنگ اور شرح سود کے خطرات میں کمی آئی، جس میں طویل مدتی اے ٹی ایم اور معین شرح تمسکات کے بڑھتے ہوئے حصے نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ، حکومتی تمسکات میں صکوک کا حصہ بتدریج بڑھنے سے سرمایہ کاروں کی اساس بھی وسیع ہوئی۔[37]

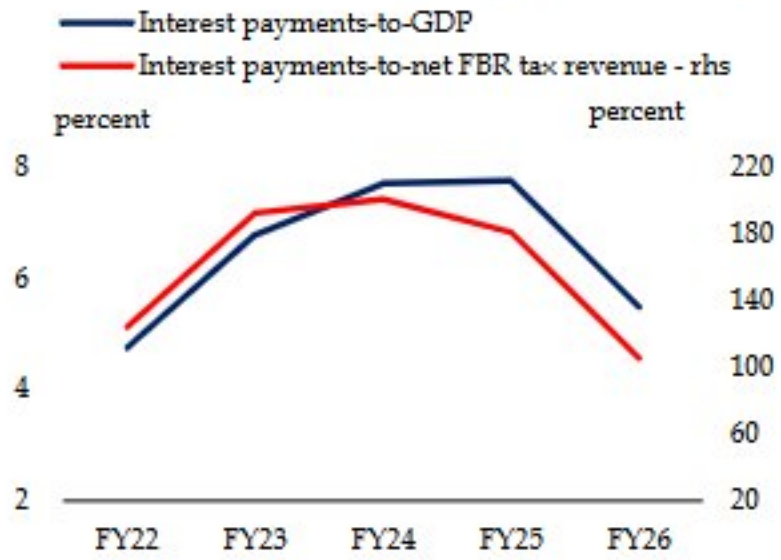
مزید برآں، مالیاتی خسارے میں نمایاں کمی، زرمبادلہ کی آمدنی میں اضافہ اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں نمایاں اضافے سے حکومت کی ادائیگی قرض کی صلاحیت اور ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریوں میں بہتری آئی۔ اس سے قطع نظر، مالی سال 26ء کے دوران بنیادی طور پر بیرونی طویل مدتی دوطرفہ اور تجارتی قرضوں کی ازسرنو درجہ بندی کرکے انہیں قلیل مدتی قرضوں میں شامل کرنے کے باعث سیالیت کے اظہاریوں میں بگاڑ دیکھا گیا۔

شکل 4.23: ملکی قرض پر سودی ادائیگیاں



Source: SBP

شکل 4.24: حکومت کی قرض واپسی کی استعداد



Sources: MoF; SBP

ملکی قرضہ

مالی سال 26ء کے دوران ملکی قرضے کی نمو سست ہو کر 9.1 فیصد رہ گئی جو مالی سال 25ء میں 15.5 فیصد تھی۔[38] اس کمی کو سودی ادائیگیوں میں قابل ذکر کمی اور بنیادی فاضل میں مسلسل اضافے سے منسلک کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، سرکاری تمسکات

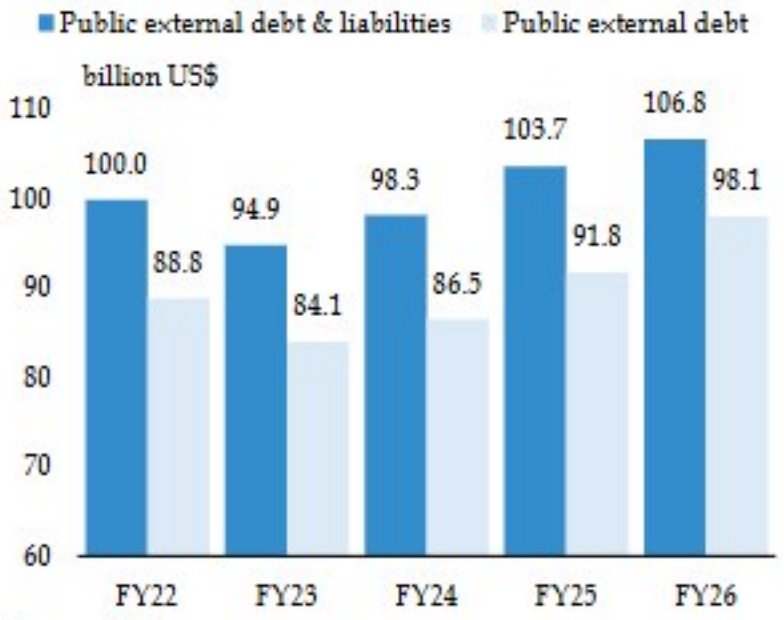
[36] مالی سال 21ء تا مالی سال 25ء کی اوسط۔

[37] ملکی تمسکات میں غیر بینک شعبے (بشمول صوبائی حکومت) کا حصہ آخر مالی سال 25ء کے 21.1 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 26ء کے اختتام تک 21.7 فیصد ہو گیا۔ دسمبر 2023ء میں آغاز سے لے کر مالی سال 26ء کے اختتام تک شریعت سے ہم آہنگ سرکاری تمسکات (حاصل شدہ مالیت) کی مجموعی مالیت تقریباً 6 ٹریلین روپے رہی۔

[38] آخر مالی سال 26ء تک ملکی قرضوں کا حجم 59.4 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا۔

کی بازخریداری اور اسٹیٹ بینک کے بعض قرضوں کی قبل از وقت واپسی نے بھی مالی سال 26ء کے دوران ملکی قرض کی نمو کو محدود رکھا۔[39، 40]

شکل 4.25: بیرونی قرضہ (آخر جون کا اسٹاک)



Source: SBP

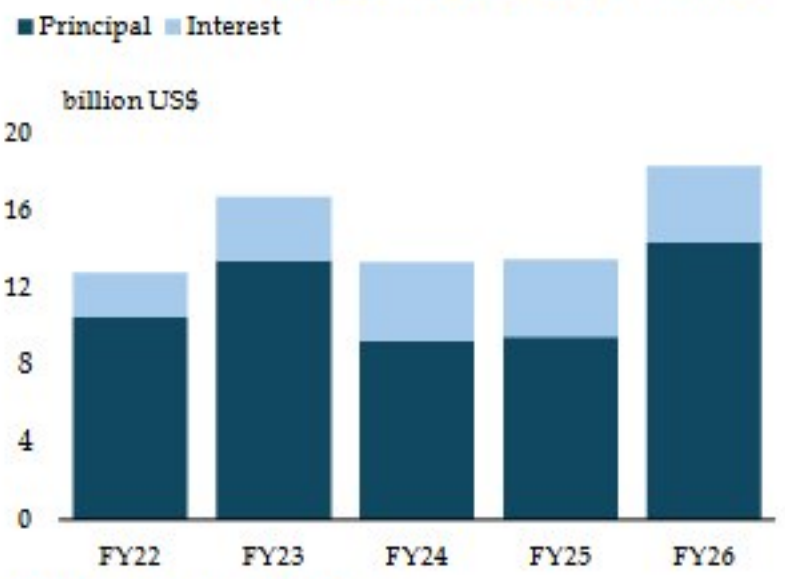
مالی سال 26ء میں بیشتر ملکی قرضہ کمرشل بینکوں سے حاصل کیا گیا، کیونکہ غیر بینک ذرائع سے فنانسنگ میں نسبتاً کم اضافہ ہوا، جبکہ حکومت نے مالی سال 26ء میں اسٹیٹ بینک کو قرضوں کی خالص واپسی جاری رکھی (**شکل 4.18**)۔ مالی سال 26ء میں بینکوں سے نسبتاً بلند قرض گیری سے بینکوں کی سرکاری تمسکات سے حاصل ہونے والی آمدنی پر اے ڈی آر سے منسلک ٹیکس واپس لیے جانے کی عکاسی ہوتی ہے، جس کے تحت بینکوں (قرضوں اور ڈپازٹس کے تناسبات بہتر بنانے کے لیے) نے غیر بینک مالی اداروں (این بی ایف آئیز) کو قرضے دیے، جنہوں نے اس کی سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری کی، جس کی عکاسی مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں غیر بینک ذرائع سے میزانیہ قرضوں میں نمایاں اضافے اور دوسری ششماہی میں قرضوں کی واپسی سے ہوتی ہے۔

شکل 4.26: اعانت میزانیہ کے لیے قرضوں کی تقسیم



Note: SFD= Saudi fund for development; CDB=China development bank; SCB= Standard chartered bank
Source: SBP

شکل 4.27: سرکاری بیرونی قرض اور واجبات کی واپسی



* Public external debt & liabilities
Source: SBP

اس سے قطع نظر، غیر بینک ذرائع میں حکومت نے قومی بچت اسکیموں (این ایس ایس) سے نسبتاً بلند فنانسنگ حاصل کی، جس میں انعامی بانڈز بھی شامل ہیں (**شکل**

[39] مالی سال 26ء میں دوبارہ خریداری کی مالیت 996 ارب روپے، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ 1,299 ارب روپے تھی۔ حکومت نے مالی سال 26ء کے دوران اسٹیٹ بینک آف پاکستان کو 1.9 ٹریلین روپے کا قرض بھی واپس کیا۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک۔

[40] حکومت نے خام قرضوں کی ضروریات کم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کے منافع کو اپنا قرض واپس کرنے کے لیے استعمال کیا۔ یہ حکمت عملی آئی ایم ایف پروگرام سے ہم آہنگ ہے، جس کے تحت کسی بھی مالی سال میں اگر اسٹیٹ بینک کا منافع جی ڈی پی کے 1.0 فیصد سے تجاوز کر جائے تو حکومت کے لیے قرض کی واپسی لازمی ہو جاتی ہے۔ ماخذ: پاکستان اور آئی ایم ایف کے درمیان توسیعی فنڈ سہولت کا پہلا جائزہ، مئی 2025ء۔

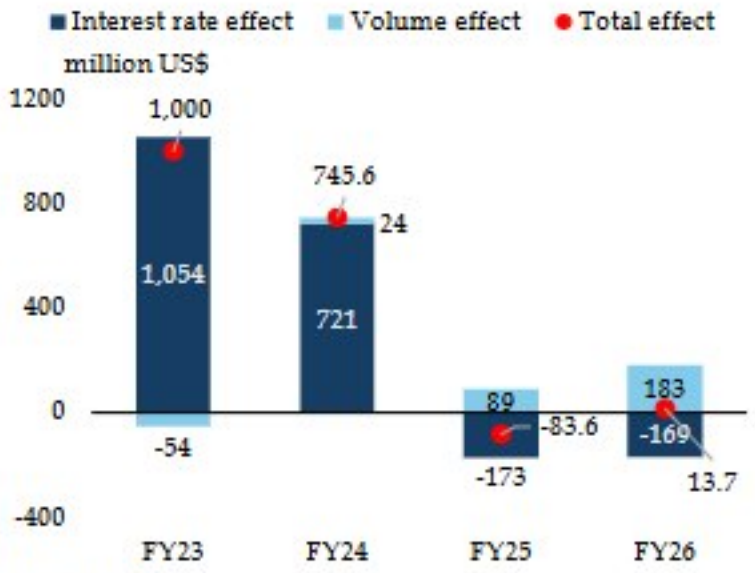
4.19)۔[41] مالی سال 26ء کے دوران این ایس ایس میں سرمایہ کاری بنیادی طور پر بہبود سیونگ سرٹیفکیٹس (بی ایس سی)، ریگولر انکم سرٹیفکیٹس (آر آئی سی) اور پنشنرز بینیفٹ اکاؤنٹ (پی بی اے) میں مرتکز رہی۔

سرکاری قرضے میں بہتری کا ایک اہم پہلو معین شرح تمسکات کے حصے میں نمایاں اضافہ اور صکوک کے ذریعے ملکی قرض گیری کے تناسب میں اضافہ تھا (**شکل 4.20**)۔[42] پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز) میں معین شرح پی آئی بیز کا تناسب مالی سال 26ء کے اختتام پر بڑھ کر 40.4 فیصد ہو گیا جبکہ مالی سال 25ء کے اختتام پر 29.3 فیصد تھا۔ معین شرح تمسکات کا بڑھتا ہوا حصہ شرح سود کے خطرے کو محدود کرنے اور داخلی سطح پر حقیقی ایس آئی این (sin) کے مسئلے کو کم کرنے کے لیے سازگار ہے۔ اس اصطلاح سے مراد کسی ملک کی مقامی کرنسی میں معین شرح سود پر طویل مدتی عرصیتوں کے قرض حاصل کرنے کی صلاحیت کا فقدان ہے (**پاکستانی معیشت کی کیفیت پر سالانہ رپورٹ، مالی سال 25-2024ء، باکس 4.2**)۔ مزید برآں، مالی سال 26ء کے دوران طویل مدتی آلات پر نسبتاً کم شرح سود نے بھی حکومت کو ملکی قرضوں کی واپسی کو محدود رکھنے میں مدد دی (**شکل 4.21**)۔ حکومت نے سرکاری قرضوں کے آلات کے دستیاب مجموعے کو وسعت دی، بالخصوص شریعت سے ہم آہنگ آلات میں اضافہ کیا، اور فنانسنگ کے ذرائع کو متنوع بنایا (**باکس 4.2**)۔

چونکہ حکومت نے طویل مدتی تمسکات کے ذریعے فنانسنگ حاصل کی، اس لیے مالی سال 26ء کے دوران ملکی قرضے کی عرصیت کے خاکے میں مزید بہتری آئی۔ داخلی قرضے کی مجموعی اے ٹی ایم جون 2025ء کے 3.8 سال سے بڑھ کر مارچ 2026ء کے اختتام پر 3.9 سال ہو گئی (**شکل 4.22**)۔[43]

فروری 2026ء کے بعد مشرقِ وسطیٰ کے تنازع سے منسلک غیر یقینی صورتِ حال میں اضافے کے باعث سرمایہ کاروں کی ترجیحات قلیل مدتی آلات کی طرف منتقل ہو گئیں۔ نتیجتاً، ایم ٹی بیز کا حصہ (اضافی ملکی قرض میں) مالی سال 26ء کے جولائی تا فروری کے 17.0 فیصد سے بڑھ کر مارچ تا جون کے دوران 65.4 فیصد ہو گیا۔

شکل 4.28: سرکاری بیرونی قرض اور واجبات کی ادائیگی میں تبدیلی



Source: MoF

ملکی قرض کی واپسی

ملکی شرح سود میں کمی کے باعث مالی سال 26ء کے دوران ملکی قرضوں کی واپسی گذشتہ سال کے 8.1 ٹریلین روپے سے کم ہو کر 6.0 ٹریلین روپے رہ گئی (**شکل 4.23**)۔ اس کمی کی بنیادی وجہ رواں قرضے پر سودی ادائیگیوں میں نمایاں کمی تھی، جس کے بعد مستقل قرضے پر سودی ادائیگیوں کا کم ہونا تھا۔ رواں قرضے میں 12 ماہ کے ٹی بلز پر سودی ادائیگیوں میں نمایاں کمی ریکارڈ کی گئی۔ اسی طرح، ملکی قرضے میں مستقل قرضے کے بڑے حصے کے باعث اس پر سودی ادائیگیوں میں کمی بنیادی طور پر پی آئی بیز سے منسلک تھی۔ غیر فنڈ قرضوں پر سودی ادائیگیوں میں کمی زیادہ تر ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس سے آئی۔[44] مزید برآں، سرکاری تمسکات کی باز خریداری اور قبل از وقت ادائیگیوں سے بھی سودی لاگت میں کمی آئی۔ قرضوں کی واپسی کی لاگت

---

[41] قومی بچت اسکیموں (این ایس ایس) میں مالی سال 26ء کے دوران 268.5 ارب روپے کی خالص رقوم کی آمد ہوئی، جو گذشتہ سال کی 236.5 ارب روپے کی آمد سے زیادہ تھیں۔ ماخذ: ایس بی پی۔

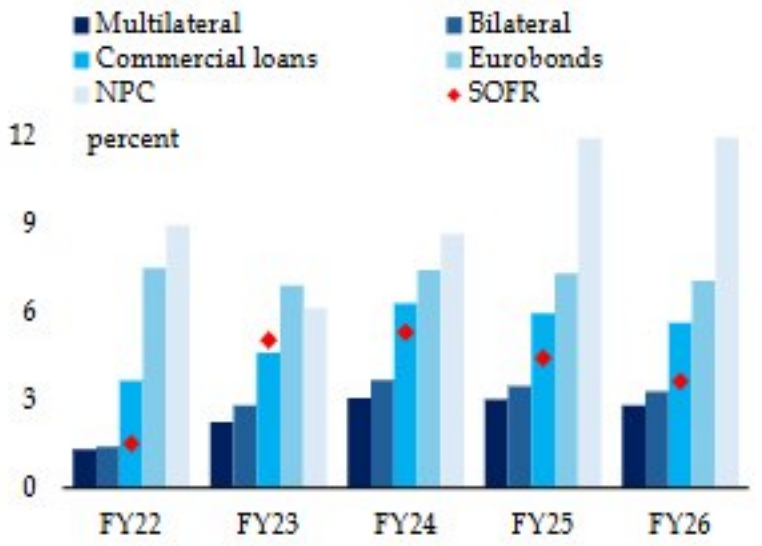
[42] مالی سال 26ء میں ملکی قرضوں اور واجبات میں اضافے میں صکوک کا حصہ تقریباً 35 فیصد حصہ رہا، جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں یہ تناسب 20.4 فیصد تھا۔

[43] پاکستان اقتصادی سروے 26-2025ء۔

[44] غیر فنڈ قرضوں پر سودی ادائیگیاں مالی سال 25ء کے 61.1 ارب روپے سے کم ہو کر مالی سال 26ء میں 26.7 ارب روپے رہ گئیں۔ ماخذ: ایس بی پی۔

میں کمی کے نتیجے میں مالی سال 26ء کے دوران ملکی قرضوں کی واپسی کی حکومتی صلاحیت میں نمایاں بہتری آگئی (**شکل 4.24**)۔[45]

شکل 4.29: سرکاری بیرونی قرض پر مؤثر شرح سود



Source: SBP

سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات

سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات (پی ای ڈی ایل) مالی سال 26ء کے دوران 3.0 ارب ڈالر کے اضافے سے جون 2026ء کے اختتام پر 106.8 ارب ڈالر ہوگئے، جو گذشتہ سال کے 5.5 ارب ڈالر کے اضافے سے کم تھے۔ بیرونی واجبات (مرکزی بینک کے ڈپازٹس) کی 3.5 ارب ڈالر کی بازادائیگی نے مالی سال 26ء کے دوران پی ای ڈی ایل میں مجموعی اضافے کو محدود رکھا۔ تاہم، سرکاری بیرونی قرضے (پی ای ڈی) میں مالی سال 26ء کے دوران 6.3 ارب ڈالر اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ سال یہ اضافہ 5.3 ارب ڈالر تھا (**شکل 4.25**)۔[46]

سرکاری بیرونی قرضے میں اضافہ بنیادی طور پر آئی ایم ایف سے حاصل ہونے والے 1.8 ارب ڈالر قرضے کے باعث ہوا، جس کے بعد کثیر جہتی قرض دہندگان سے حاصل کردہ قرضوں کا حصہ 1.6 ارب ڈالر رہا۔ مزید برآں، مالی سال 26ء میں

جدول 4.8: بیرونی رقوم کی تقسیم کا مقصد

ملین ڈالر

مقصد	قسم	گرانٹس	قرضے	کل
غیر منصوبہ جاتی رقوم	اعانت میزانیہ	3	9,371	9,374
	آئی ایس ڈی بی (تکمیل مدت)		1,019	1,019
	پروگرام	44	1,285	1,329
	ایس ایف ڈی تیل کی سہولت		1,000	1,000
	ذیلی مجموعی	**47**	**12,676**	**12,723**
منصوبہ جاتی	سندھ ہائوسنگ ری کنسٹرکشن			268
	واسو ہائیڈرو ٹرانسمیشن لائن			130
	پاکستان۔ ایم ایم ون۔ سیلیلائٹ			98
	سندھ لرجنسی ہائوسنگ ری کنسٹرکشن			96
	سیلاب میں اعانت			71
	جامشورو پاور جنریشن			63
	ایس ای سی پاور ٹرانسمیشن انہانسمنٹ			60
	سی اے آر ای سی کوریڈور			57
	ذیلی مجموعہ	**102**	**3,333**	**3,435**
	مجموعی رقم	**150**	**16,008**	**16,158**

ماخذ: ای اے ڈی

نیا پاکستان سرٹیفکیٹس اور مقامی کرنسی کے قرضہ تمسکات میں سرمایہ کاری میں بھی اضافہ ہوا۔ دوسری جانب، این پی سیز کے سرمایہ کاروں، کثیر فریقی قرض دہندگان، کمرشل قرضوں اور یورو بانڈز کے اصل زر کی ادائیگیوں نے سرکاری بیرونی قرضے میں اضافے کی رفتار کو نمایاں طور پر محدود کیا۔ کرنسی کی صورت حال بھی سازگار رہی، کیونکہ دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر بڑھنے سے مالی سال 26ء میں سرکاری بیرونی قرضے میں 369 ملین ڈالر کی کمی ہوئی۔ مزید برآں، مالی سال 26ء میں قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضے میں 9.1 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ بڑی حد تک 8.5 ارب ڈالر کے طویل مدتی دوطرفہ اور کمرشل قرضوں کی قلیل مدتی قرضوں میں دوبارہ درجہ بندی کی عکاسی کرتا ہے۔[47]

---

[45] قرضوں کی ادائیگی کی صلاحیت کا اندازہ ملکی سودی ادائیگیوں اور ایف بی آر کی خالص ٹیکس وصولیوں و ملکی سودی ادائیگیوں اور خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کے تناسب سے لگایا جاتا ہے۔

[46] 3.5 ارب امریکی ڈالر کے بیرونی واجبات کی ادائیگی کے باعث پی ای ڈی ایل میں اضافہ، پی ای ڈی میں اضافے سے کم رہا۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان۔

[47] اس سے قبل، مقررہ مدت کے لیے رکھے گئے کچھ دوطرفہ قلیل مدتی میعادی ڈپازٹس کی درجہ بندی طویل مدت میں کی گئی۔

بیرونی ادائیگیاں

بہتر ہوتی ہوئی کلی معاشی صورتِ حال اور آئی ایم ایف پروگرام کے تحت پیش رفت کے باعث مالی سال 26ء کے دوران بیرونی رقوم کی ادائیگی گذشتہ سال کے 12.1 ارب ڈالر سے بڑھ کر 16.2 ارب ڈالر ہوگئی بیرونی رقوم کی تقسیم کا سب سے بڑا ذریعہ کثیر فریقی قرض دہندگان تھے، جس کے بعد اس میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس میں سرمایہ کاری، ایک دوست ملک کے میعادی ڈپازٹس، کمرشل بینکوں کے قرضے اور دوطرفہ ذرائع شامل رہے۔ کثیر فریقی ذرائع میں ایشیائی ترقیاتی بینک (اے ڈی بی)، بین الاقوامی ترقیاتی انجمن (آئی ڈی اے) اور اسلامی ترقیاتی بینک (آئی ایس ڈی بی) نے کثیر فریقی قرضوں میں تقریباً 86 فیصد حصہ ڈالا۔ مزید برآں، سعودی عرب، چین اور ڈنمارک نے مالی سال 26ء کے دوران بیرونی فنانسنگ کے لیے دوطرفہ قرضوں کا بڑا حصہ فراہم کیا۔

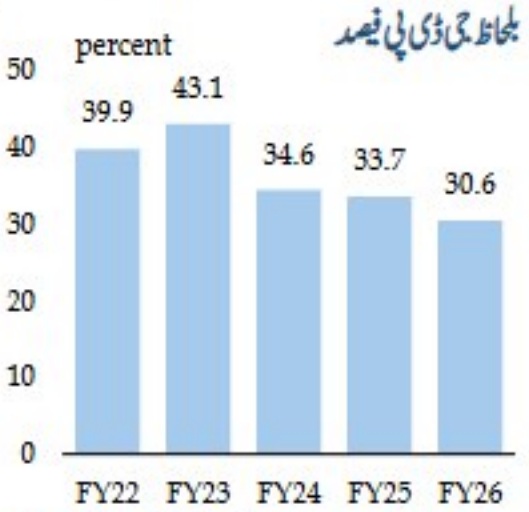
بیرونی رقوم کی آمد میں اضافہ بیرونی قرض دہندگان اور سرمایہ کاروں کے اعتماد میں بہتری کی عکاسی کرتا ہے، جس کی وجہ اصلاحات پر مسلسل پیش رفت اور معیشت کا بہتر منظر نامہ تھا، جو بین الاقوامی ریٹنگ ایجنسیوں کی جانب سے پاکستان کی ریٹنگ میں اضافے سے بھی ظاہر ہے (**باب 5**)۔

بیرونی رقوم کی آمد کے بلحاظ مقصد تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً 80 فیصد قرضے غیر منصوبہ جاتی فنانسنگ کے لیے فراہم کیے گئے۔ غیر منصوبہ جاتی فنانسنگ میں 9.4 ارب ڈالر کا بڑا حصہ (جو غیر منصوبہ جاتی رقوم کی مجموعی آمد کا 73.7 فیصد تھا)، اعانت میزانیہ کے لیے مختص کیا گیا (**شکل 4.26**)۔ منصوبہ وار بیرونی رقوم کی آمد کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ قرضے مختلف منصوبوں کے لیے مختص تھے، جن میں سیلاب سے متعلق تعمیرِ نو کی سرگرمیاں اور بجلی کی پیداوار نمایاں رہے۔

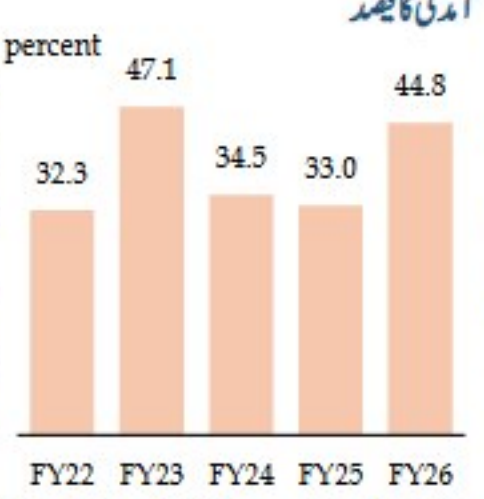
فنڈنگ کا نسبتاً بلند حصہ سندھ فلڈ ہاؤسنگ ری کنسٹرکشن پروجیکٹ کے لیے فراہم کیا گیا، جس کا مقصد 2022ء کے سیلاب کے دوران تباہ ہونے والے 350,000 رہائشی مکانات کی تعمیرِ نو اور بحالی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، کثیر فریقی اداروں نے سندھ فلڈ ایمرجنسی ری ہیبلی ٹیشن اور سندھ ایمرجنسی ہاؤسنگ ری کنسٹرکشن منصوبوں کے لیے بھی معاونت فراہم کی۔

یہ اقدامات بنیادی طور پر انفراسٹرکچر کی بحالی، ضروری خدمات کی فراہمی اور بالخصوص کمزور طبقات اور کم آمدنی والے گھرانوں کے لیے گھروں کی تعمیرِ نو پر مرکوز تھے۔ سیلاب سے فوری بحالی کے علاوہ، طویل مدتی ترقیاتی منصوبوں کے لیے بھی رقوم فراہم کی گئیں، جن میں پن بجلی کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے داسو ہائیڈرو پاور ٹرانسمیشن لائن، قومی مواصلاتی نیٹ ورک کو مضبوط بنانے کے لیے پاکستان ملٹی مشن کمیونی کیشن سیٹلائٹ سسٹم، اور ملک میں بجلی کے ترسیلی گرڈ کو بہتر بنانے کے لیے سیکنڈ پاور ٹرانسمیشن انہانسمنٹ انویسٹمنٹ پروگرام شامل ہیں (**جدول 4.8**)۔

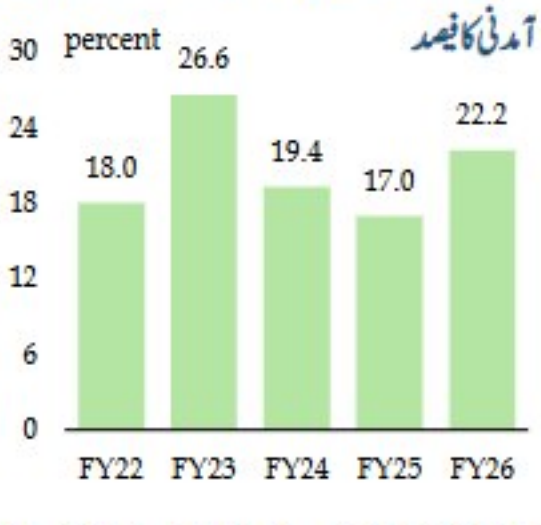
شکل 4.30الف: مجموعی بیرونی قرضے اور واجبات بلحاظ جی ڈی پی فیصد



شکل 4.30ب: بیرونی قرض کی ادائیگی بلحاظ برآمدی آمدنی کا فیصد



شکل 4.30ج: بیرونی قرض کی ادائیگی بلحاظ زرمبادلہ آمدنی کا فیصد



Note: TEDL= Total external debt & liabilities; EDS= External debt servicing; EE= Export earnings; FEE= Foreign exchange earnings

بیرونی قرضے کی واپسی

مالی سال 26ء کے دوران بیرونی قرضوں کی واپسی (بشمول اصل زر اور سودی ادائیگیاں) بڑھ کر 18.3 ارب ڈالر ہو گئیں جبکہ گذشتہ سال یہ 13.5 ارب ڈالر تھیں (**شکل 4.27**)۔ سرکاری بیرونی قرضے کے ضمن میں اس اضافے کی بنیادی وجہ کثیر فریقی قرض دہندگان، نیا پاکستان سرٹیفکیٹس کے حامل، یورو بانڈز کے حامل اور کمرشل قرض دہندگان کو اصل زر کی ادائیگیاں تھیں۔ مزید برآں، زرمبادلہ واجبات (مرکزی بینک کے ڈپازٹس) کی 3.5 ارب ڈالر کی ادائیگی مالی سال 26ء کے دوران اصل زر کی ادائیگیوں کا سب سے بڑا جزو رہی۔

سودی ادائیگیاں، بشمول واجبات پر اخراجات، 3.9 ارب ڈالر تھیں، جو مالی سال 25ء کے مقابلے میں 13.7 ملین ڈالر زیادہ تھیں۔ بیشتر ادائیگیاں کثیر فریقی قرض دہندگان، دوطرفہ ذرائع، یورو بانڈز اور کمرشل قرضوں کے سلسلے میں کی گئیں۔ اس کے علاوہ، آئی ایم ایف اور مرکزی بینک کے ڈپازٹس پر سودی ادائیگیوں نے بھی سرکاری بیرونی قرضوں اور واجبات پر مجموعی سودی اخراجات میں اضافہ کیا۔

سودی ادائیگیوں میں اضافے کی وجہ حجم کے اثر کو قرار دیا جاسکتا ہے (**شکل 4.28**)۔ مالی سال 26ء کے دوران نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز) کے علاوہ بیرونی قرضوں کے بیشتر زمروں میں مؤثر شرح سود میں کمی آئی۔ یہ عالمی شرح سود میں کمی کے رجحان کی عکاسی کرتا ہے، جس کی نشاندہی محفوظ شبینہ مالکاری شرح (ایس او ایف آر) سے بھی ہوتی ہے (**شکل 4.29**)۔

بیرونی قرض کی پائیداری

بیرونی قرضوں کی پائیداری کے اظہاریوں نے مالی سال 26ء کے دوران ملی جلی تصویر پیش کی۔ ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے، جن کی پیمائش مجموعی بیرونی قرضوں اور واجبات (ٹی ای ڈی ایل) اور مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کے تناسب سے کی جاتی ہے، میں مسلسل کمی کا رجحان برقرار رہا، جو بیرونی قرضوں کی پائیداری میں بہتری کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس کے برعکس، دیگر دو اظہاریے، یعنی بیرونی قرضوں کی واپسی (ای ڈی ایس) اور زرمبادلہ آمدنی (ایف ای ای) کے تناسب، نیز ای ڈی ایس اور برآمدی آمدنی (ای ای) کے تناسب، قرض واپس کرنے کی صلاحیت میں کمی کے عکاس تھے۔ مؤخر الذکر کو مالی سال 26ء کے دوران بیرونی قرضوں کی بلند واپسی، جس میں بنیادی طور پر 3.5 ارب ڈالر زرمبادلہ واجبات کی اصل رقم کی ادائیگی شامل تھی، سے منسوب کیا جا سکتا ہے (**شکل 4.30الف، 4.30ب اور 4.30ج**)۔

جدول 4.9: سیالیت کے اظہاریے

	م س22ء	م س23ء	م س24ء	م س25ء	م س26ء
ایس ٹی پی ای ڈی / پی ای ڈی ایل	1.3	0.2	0.8	0.7	9.2
ایس ٹی پی ای ڈی / مجموعی ذخائر (سال)	8.7	1.7	5.4	3.8	42.3
ایس ٹی پی ای ڈی / اسٹیٹ بینک کے ذخائر	13.7	3.6	8.1	5.1	53.5

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان۔

مزید برآں، قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضوں (ایس ٹی پی ای ڈی) اور سرکاری بیرونی قرضوں و واجبات (پی ای ڈی ایل) کے تناسب، نیز قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضوں اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر کے تناسب پر مبنی سیالیت کے اظہاریے بھی بیرونی قرضوں کی پائیداری میں کمی کی نشاندہی کرتے ہیں (**جدول 4.9**)۔[48] یہ ابتری بنیادی طور پر زیر جائزہ مدت کے دوران 8.5 ارب ڈالر کے طویل مدتی قرضوں کی قلیل مدتی قرضوں میں دوبارہ درجہ بندی سے باعث پیدا ہوئی، جس کی اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں نمایاں اضافے اور معاشی حالات میں بہتری کے تناظر میں محتاط تشریح ضروری ہے۔

[48] قلیل مدتی قرضوں کی دوبارہ درجہ بندی کرکے انہیں طویل مدتی قرضوں میں شامل کرنے کے بعد سیالیت کے اظہاریے معمولی بگاڑ کی عکاسی کرتے ہیں۔

باکس 4.1: پاکستان میں حکومتی اخراجات کے اجزائے ترکیبی اور روزگار کی تخلیق

پاکستان میں روزگار کا مسئلہ مسلسل ایک معاشی چیلنج بنا ہوا ہے۔ اگرچہ دنیا بھر میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں نجی شعبہ اہم کردار ادا کرتا ہے، تاہم پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں حکومت کا کردار بھی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ لٹریچر سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومتی اخراجات روزگار پیدا کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں، تاہم اس کے اثرات کی شدت کا انحصار سرکاری اخراجات کے اجزائے ترکیبی اور ان شعبوں پر ہوتا ہے جنہیں بالآخر ان اخراجات سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسے عموماً معاشی نمو پر ضارب کا اثر کہا جاتا ہے، جو روزگار میں بلند اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔

لٹریچر کے مطابق سرکاری اخراجات باہم مربوط متعدد ذرائع سے روزگار پیدا کرسکتے ہیں۔ اول، حکومتی سرمایہ کاری سرکاری فنڈز سے چلنے والے منصوبوں، مثلاً انفراسٹرکچر کی ترقی، مزدوروں کی طلب میں اضافہ کرکے براہِ راست یا ابتدائی مرحلے میں روزگار پیدا کرتی ہے جبکہ روزگار پر اس کے اثرات کا انحصار سرمایہ کاری کے حجم، شعبہ جاتی ساخت اور افرادی قوت کے استعمال کی شدت پر ہوتا ہے (IMF, 2020; Antonopoulos et al., 2010)۔ دوم، یہ سرمایہ کاری بالواسطہ یا دورِ ثانی میں روزگار کے مواقع پیدا کرتی ہے، کیونکہ ٹھیکے دار اور ذیلی ٹھیکے دار خام مال اور ثانوی اشیا کے آرڈر دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں ان اشیا کے تیار کنندگان مزید کارکنوں کو بھرتی کرتے ہیں۔ ان ملازمتوں سے گھرانوں کے خرچ میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے، جس کے نتیجے میں معیشت بھر میں طلب کے ضمنی اثرات پیدا ہوتے ہیں اور روزگار کے مزید مواقع پیدا ہوتے ہیں (Wilson, 2012)۔ مثال کے طور پر، پاکستان میں وزارتِ منصوبہ بندی کے تخمینے کے مطابق ترقیاتی اخراجات کے نتیجے میں مالی سال 26ء کے دوران براہِ راست 289,153 اور بالواسطہ 424,052 روزگار کے مواقع پیدا ہوئے۔

روزگار پر حکومتی اخراجات کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے ہم نے حقیقی جی ڈی پی کے حوالے سے اخراجاتی ضاربوں اور روزگار کی لچک کا تخمینہ لگایا (Jha, 2009; PIDE, 2019; SBP, 2026)۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں سرکاری اخراجات کی اثر انگیزی میں کمی آتی جارہی ہے، جس سے اخراجات میں ہر ایک فیصد اضافے کے مقابلے میں پیدا ہونے والی ملازمتوں کی تعداد کم رہی ہے۔ موجودہ لٹریچر سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ پاکستان میں ترقیاتی اخراجات، اخراجاتِ جاریہ کے مقابلے میں روزگار پیدا کرنے میں نسبتاً زیادہ مؤثر ثابت ہوئے ہیں (**جدول 4.1.1**)۔ نتائج کے مطابق، 2000ء سے 2025ء کے دوران اخراجاتِ جاریہ اور ترقیاتی اخراجات میں ایک فیصد اضافے سے روزگار میں بالترتیب 0.03 فیصد اور 0.05 فیصد اضافہ ہوسکتا ہے۔

جدول 4.1.1: حکومتی اخراجات میں ایک فیصد اضافے کا روزگار پر اثر

مفکرنامہ	1972-78ء	1978-87ء	1990-00ء	2000-10ء	2011-18ء	2000-18ء	2000-25ء
لچکداری اور ضارب کی مالیت							
الف) حالیہ اخراجات کا ضارب	0.24	0.24	0.24	0.24	0.24	0.24	0.24
ب) ترقیاتی اخراجات کا ضارب	0.42	0.42	0.42	0.42	0.42	0.42	0.42
ج) نمو میں روزگار کی لچکداری	0.64	0.36	0.41	0.23	0.25	0.20	0.11
روزگار پر اثر (فیصد)							
د) جاری اخراجات (الف)*(ج)	0.15	0.09	0.10	0.06	0.06	0.05	0.03
و) ترقیاتی اخراجات (ب)*(ج)	0.27	0.15	0.17	0.10	0.11	0.08	0.05

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

اس کے برعکس، روزگار میں ایک فیصد اضافہ حاصل کرنے کے لیے اخراجاتِ جاریہ اور ترقیاتی اخراجات میں بالترتیب 17.0 فیصد اور 12.0 فیصد اضافہ کرنا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روزگار کے نقطۂ نظر سے ترقیاتی اخراجات نسبتاً زیادہ مؤثر ثابت ہوسکتے ہیں۔ یہ نتائج لٹریچر سے مطابقت رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، Antonopoulos et al. (2010) کے تخمینے کے مطابق سماجی بہبود کے شعبے میں 50 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری سے تقریباً 1.2 ملین ملازمتیں پیدا ہوسکتی ہیں، جبکہ انفراسٹرکچر کی تعمیر میں اتنی ہی سرمایہ کاری سے 556,000 ملازمتیں پیدا ہوں گی۔ یہ نتائج واضح کرتے ہیں کہ اخراجات کے اجزائے ترکیبی روزگار کی تخلیق کا ایک اہم تعین کنندہ ہے۔

ان نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں پائیدار بنیادوں پر روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے مالیاتی یکجائی کی حکمتِ عملی میں ترقیاتی اخراجات کے بجائے اخراجاتِ جاریہ میں کمی کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

اس باکس کی تحریر میں محمد مصعب عمران اور علی احمد شاہ کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

آ. Antonopoulos, R., Kim, K., Masterson, T., & Zacharias, A. (2010). Investing in Care: A Strategy for Effective and Equitable Job Creation. Bard College Levy Economics Institute Working Paper, (610)

ب. International Monetary Fund. (2020). Fiscal monitor: Policies for the Recovery. International Monetary Fund. https://doi.org/10.5089/9781513552705.089

ج. Jha, V. (2009). The Effects of Fiscal Stimulus Packages on Employment. Employment Working Paper No.34, International Labour Office.

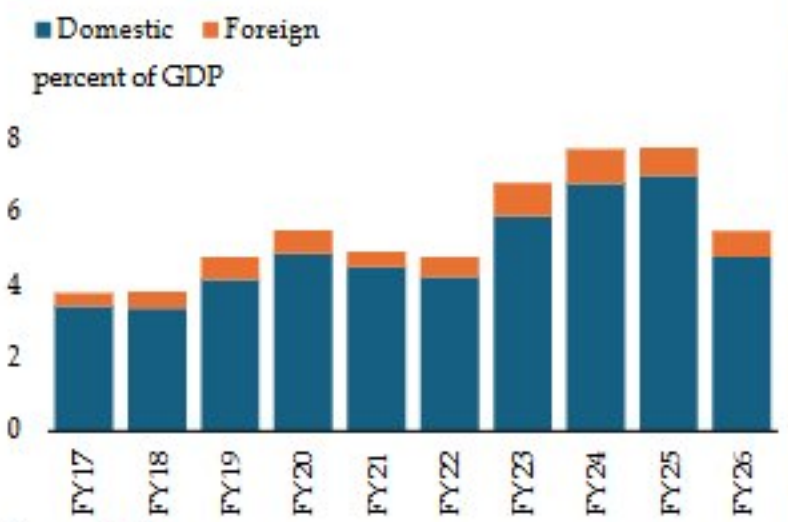
د. Wilson, D. J. (2012). Fiscal Spending Jobs Multipliers: Evidence from the 2009 American Recovery and Reinvestment Act. *American Economic Journal: Economic Policy*, 4(3), 251–282.

ہ. Ministry of Planning, Development & Special Initiatives (2026). Monthly Development Update, Government of Pakistan.

باکس 4.2: سرکاری قرض کے آلات کے مجموعے میں توسیع اور فنانسنگ کے ذرائع کو متنوع بنانا

پاکستان نے حالیہ چند برسوں کے دوران بلند مہنگائی اور سخت زری پالیسی موقف کے تناظر میں مشکل معاشی صورتِ حال کا سامنا کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں سرکاری قرضوں کی واپسی کی لاگت میں اضافہ ہوا ہے **(شکل 4.2.1)**۔ مزید برآں، حکومت کے ملکی تمسکات میں متغیر شرح والے بانڈز کا حصہ مالی سال 25ء کے اختتام تک بڑھ کر 61.0 فیصد ہو گیا، جس کے نتیجے میں سرکاری تمسکات کی شرحِ سود میں تبدیلیوں سے اس کی حساسیت بڑھ گئی۔ حکومت نے گذشتہ دو مالی سال یعنی 24ء اور 25ء میں اپنا بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لیے بینکاری نظام پر بھاری انحصار کیا؛ مالی سال 24ء اور 25ء کے دوران میزانی ضروریات کا 74.0 فیصد سے 99.9 فیصد تک بینکوں کے ذریعے ہی پورا کیا گیا۔ اس ارتکاز سے نہ صرف بینکوں کی بیلنس شیٹس پر حکومتی قرضوں کا انکشاف بڑھا بلکہ نجی شعبے کو قرضوں کی فراہمی میں اضافے کی گنجائش بھی محدود ہوئی۔

شکل 4.2.1: پاکستان میں قرضوں کی واپسی کے اخراجات کا رجحان



Source: MoF

ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے حکومت نے نقد کے بہاؤ کا انتظام اور فنڈنگ کے ذرائع میں تنوع پیدا کرنے کے لیے خصوصی آلات متعارف کرائے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ طویل مدتی زیرو کوپن بانڈز: دوسالہ اور 15 سالہ زیرو کوپن پاکستان انفلیشن بانڈز (پی آئی بیز) اور 10 سالہ زیرو کوپن معینہ شرح صکوک کے اجرا سے حکومت کو سود اور منافع کی ادائیگیوں کو ان کی عرصیت تک موخر کرنے کی سہولت ملی۔ 29 مئی 2025ء کو ان کے اجرا کے آغاز سے اب تک حکومت تقریباً 176 ارب روپے (حاصل شدہ قدر) کے معینہ شرح والے زیرو کوپن صکوک جاری کر چکی ہے، جبکہ مالی سال 25ء اور مالی سال 26ء میں معینہ شرح والے زیرو کوپن پی آئی بیز (دو اور 10 سالہ مدت کے مشترکہ) سے بالترتیب 678 ارب روپے اور 801 ارب روپے کی رقم (حاصل شدہ مالیت) حاصل ہوئی۔ یہ بانڈز بیمہ کمپنیوں اور پنشن فنڈز جیسے طویل مدتی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے لیے پُرکشش ذریعہ ہیں۔

2۔ رعایتی قیمت پر جاری کردہ معینہ شرح اجارہ صکوک :یہ تمسکات ٹریژری بلز کا شریعت سے ہم آہنگ متبادل فراہم کرتے ہیں اور ایک سال تک کی مدت کے لیے دستیاب ہیں۔ دسمبر 2023ء میں پہلے اجرا سے مارچ 2026ء تک یہ صکوک اجارہ کی ساخت کے تحت جاری کیے گئے۔ تاہم، اپریل 2026ء سے یہ صکوک مخلوط ساخت، یعنی اجارہ اور اجناسی مرابحہ، کے تحت دستیاب ہیں۔ حکومت نے مالی سال 26ء میں ان کے ذریعے 826 ارب روپے (حاصل شدہ قدر) حاصل کیے، جو مالی سال 25ء میں حاصل کردہ 455 ارب روپے سے زیادہ ہے۔ یہ اضافہ مارکیٹ کے شرکا میں اس کی بڑھتی ہوئی قبولیت کی عکاسی کرتا ہے۔[49]

3۔ حکومتی مخلوط صکوک :حکومت نے 17 اپریل 2026ء کو حکومتی مخلوط صکوک متعارف کرائے۔ ان صکوک میں مرابحہ (لاگت جمع منافع) اور اجارہ (لیز پر مبنی) ساختوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ یہ تمسکات حکومت کو محدود مادی اثاثوں سے استفادہ کرتے ہوئے بڑے حجم کی فنڈنگ حاصل کرنے کی سہولت دیتے ہیں اور انتظام قرض کے لیے ایک پائیدار ذریعہ فراہم کرتے ہیں۔ یہ آلہ شریعت سے ہم آہنگ قرضوں کے فروغ میں بھی معاون ہے۔

4۔ گرین صکوک :شرعی اصولوں سے ہم آہنگ طریقہ کار کو ماحولیات، پائیداری اور نظم ونسق (ای ایس جی) کے اصولوں سے یکجا کرتے ہوئے حکومت نے 19 مئی 2025ء کو تقریباً 32 ارب روپے مالیت کے پہلے گرین صکوک جاری کیے، جنہیں سرمایہ کاروں کی جانب سے غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی۔ ان تمسکات سے حاصل ہونے والے وسائل کا مقصد معیشت کو موسمیاتی تبدیلیوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوط بنانا اور ماحول دوست معیشت کی جانب منتقلی میں مدد دینا ہے۔ موسمیاتی تخفیفات کے علاوہ، توقع ہے کہ یہ تمسکات موسمیاتی تبدیلیوں سے متعلق حساسیت رکھنے والے سرمایہ کاروں کو متوجہ کرکے اسلامی سرمایہ منڈی کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہوں گے۔

5۔ ڈجیٹل پلیٹ فارموں کے ذریعے سرمایہ کاروں کی بنیاد وسیع کرنا :تنوع کی حکمتِ عملی کا ایک اہم ستون یہ ہے کہ تجربہ کار سرمایہ کاروں کو روایتی بینک ڈپازٹس کے بجائے براہِ راست حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کی طرف راغب کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے 'انویسٹ پاک' کے نام سے ایک ویب پورٹل متعارف کرایا ہے، جس کے ذریعے بینکوں میں پاکستانی روپیہ اکاؤنٹس رکھنے والے انفرادی اور کارپوریٹ صارفین کے لیے حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کے عمل کو ڈجیٹل بنایا گیا ہے۔[50] 6 جولائی 2026ء کو اسٹیٹ بینک نے باضابطہ طور پر 'انویسٹ پاک' کے نام سے ایک مخصوص ویب پورٹل اور موبائل ایپلی کیشن متعارف کرایا، جس کا مقصد ریٹیل اور کارپوریٹ سرمایہ کاروں کو حکومتی تمسکات میں براہِ راست سرمایہ کاری کی سہولت دینا ہے۔[51] اس تبدیلی کی حوصلہ افزائی کے لیے یکم اگست 2026ء سے اسٹیٹ بینک نے 10 ملین پاکستانی روپے سے کم بیلنس رکھنے والے افراد کے سیونگ ڈپازٹس پر کم از کم شرحِ منافع کے اطلاق کو محدود کر دیا۔[52]

6۔ چھوٹی بچتوں کی حوصلہ افزائی :مالی سال 26ء کے آخر میں حکومت نے اسٹیٹ بینک اور ماسٹر فنانس بینکوں کے تعاون سے ڈجیٹل والٹ رکھنے والوں کو حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کی اجازت دی۔ جازکیش وغیرہ جیسے ڈجیٹل والٹ کے صارفین ٹریژری بلز میں کم از کم 5,000 روپے کی سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔ یہ اقدام حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاروں کی بنیاد وسیع کرنے اور ریٹیل سرمایہ کاروں کو حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کا موقع فراہم کرنے کی جانب ایک اہم پیش رفت ہے۔

7۔ بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں میں دوبارہ داخلہ :مالی سال 26ء اور اگست 2026ء میں کریڈٹ ریٹنگ میں بہتری کے بعد پاکستان یورو بانڈز اور اپنے پہلے پانڈا بانڈز کے اجرا کے ذریعے بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں میں چار سالہ وقفے کے بعد کامیابی سے دوبارہ داخل ہوا۔[53] اس پیش رفت سے توقع ہے کہ غیر ملکی کرنسی میں قرض لینے کے ذرائع متنوع ہوں گے اور بیرونی دھچکوں کے مقابلے میں زرمبادلہ کے ذخائر کو مضبوط بنانے میں مدد ملے گی (**باب 5**)۔

---

[49] ٹرانزیکشن کی تفصیلی ساخت اس لنک پر دستیاب ہے:

https://www.psx.com.pk/psx/themes/psx/uploads/1-Year-Fixed-Rate-Discounted-GIS-Transaction-Structure-18-03-26.pdf

https://www.psx.com.pk/psx/themes/psx/uploads/3--6-Month-Short-term-GHS-Transaction-Structure-17-07-26.pdf

[50] ڈی ایم ایم ڈی سرکلر نمبر 08 برائے 2025ء۔

[51] ماخذ: اسٹیٹ بینک نے سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری کے لیے انویسٹ پاک (InvestPak) پورٹل کا باضابطہ آغاز کیا: اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز، 6 جولائی 2026ء۔

[52] ڈی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 15 برائے 2026ء۔

[53] پاکستان نے اپریل 2026ء میں 750 ملین ڈالر کے یورو بانڈز اور مئی 2026ء میں 250 ملین ڈالر کے پانڈا بانڈز جاری کیے۔ مزید برآں، حکومت نے 2 ستمبر 2026ء کو دو حصوں پر مشتمل یورو بانڈ کے ذریعے 3 ارب امریکی ڈالر حاصل کیے۔

8۔ گلوبل میڈیم ٹرم نوٹ پروگرام :پاکستان نے مئی 2026ء اور جولائی 2026ء میں توسیع شدہ گلوبل میڈیم ٹرم نوٹ (جی ایم ٹی این) پروگرام شروع کیا۔ اس پروگرام کا مقصد عالمی سرمایہ کاروں کی بنیاد وسیع کرنا، ریاستی قرض گیری کی لاگت کو بہتر بنانا اور بین الاقوامی قرضہ منڈیوں میں پاکستان کی طویل مدتی موجودگی کو تقویت دینا ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان نے تین سالہ پروگرام کی قیادت کے لیے بین الاقوامی بینکوں کے ایک کنسورشیم کا انتخاب کیا ہے۔ جی ایم ٹی این پروگرام پاکستان کو آئندہ کئی برسوں کے دوران وقفے وقفے سے بین الاقوامی قرضہ تمسکات جاری کرنے کی سہولت فراہم کرے گا۔ اس پروگرام میں روایتی یورو بانڈز، اسلامی فنانسنگ تمسکات اور ایسے بانڈز کا اجرا شامل ہے جن کی قیمت کا تعین پاکستانی روپے میں اور چکتائی امریکی ڈالر میں کی جاتی ہے۔

مضمرات

اگرچہ قرض کے نئے آلات متعارف کرانا اور فنانسنگ کے ذرائع میں تنوع پیدا کرنا درست سمت میں کیے جانے والے اقدامات ہیں، تاہم ان تمسکات کی وسیع تر قبولیت کا انحصار عوام کی مالی خواندگی پر ہوگا۔ حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری روایتی بچت کھاتوں سے مختلف ہے۔ باخبر فیصلے کرنے کے لیے سرمایہ کاروں کو حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنا ضروری ہے۔ بالخصوص چھوٹے بچت کنندگان، جو بینک کے بچت کھاتے جیسی سادہ اور بآسانی نقد میں منتقل ہونے والی مصنوعات کے عادی ہیں، انہیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کی صورت میں ان کی رقم مدتِ تکمیل تک مقفل رہ سکتی ہے۔ مزید برآں، ملک کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے سرمایہ کاروں میں ان تمسکات کو اپنانے کی شرح مختلف ہو سکتی ہے۔ شریعت سے ہم آہنگ مصنوعات کی دستیابی مذہبی تقاضوں کو اہمیت دینے والے صارفین کی ضروریات پوری کرنے میں معاون ہوگی، خصوصاً روایتی ٹریژری بلز کے ساتھ ساتھ حکومتی اجارہ صکوک جیسے اسلامی مالکاری تمسکات میں جارحانہ توسیع کے ذریعے۔

اس سے قطع نظر، توقع ہے کہ ان اقدامات سے حکومت کا کمرشل بینکوں پر انحصار کم ہوگا، جس سے نجی شعبے کو بینک قرضوں کی فراہمی کی حوصلہ افزائی ہوگی اور ثانوی مارکیٹ میں قیمتوں کے تعین کا عمل بہتر ہوگا۔ ان پیش رفتوں سے توقع ہے کہ جاری کنندہ (حکومت) کے لیے اجرائے ثانی کا خطرہ کم ہوگا اور ریٹیل سرمایہ کاروں کی شرکت بڑھنے سے قرض کی لاگت میں کمی آئے گی۔ مرکزی بینک، پرائمری ڈیلروں اور موبائل آپریٹروں کے درمیان مربوط عملی ہم آہنگی گھریلو بچتوں کو بے ضابطہ ذرائع سے نکال کر براہِ راست قومی مالی نظام میں منتقل کرنے کے رجحان کو مستقل بنیادوں پر فروغ دے سکتی ہے۔

*اس باکس کی تحریر میں امجد علی کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

باکس 4.3: پاکستان کے پروزیو مر ضوابط 2026ء — عالمی مثال، کراس سبسڈی اصلاحات اور شعبۂ بجلی پر اثرات

گذشتہ پانچ برسوں کے دوران پاکستان میں شمسی توانائی کے استعمال میں نمایاں اضافہ ہوا، اور پاکستان ترقی پذیر ممالک میں شمسی توانائی کے استعمال میں تیز ترین اضافے والے ممالک کی فہرست میں شامل رہا۔[54] اس اضافے کی بنیادی وجوہات میں گرڈ سے حاصل ہونے والی بجلی کے نرخوں میں اضافہ، سولر پینلز کی قیمتوں میں کمی اور سازگار ضوابطی نظام، مثلاً نیٹ میٹرنگ ریگولیشنز 2015ء، شامل ہیں۔ اس نظام کے تحت گھر کی چھتوں پر نصب شمسی توانائی کے نظام رکھنے والے صارفین گرڈ سے حاصل شدہ بجلی کو اپنی پیدا کردہ بجلی کے عوض ایڈجسٹ کر سکتے تھے، جبکہ گرڈ کو فراہم کردہ خالص بجلی کی قیمت عملاً بجلی کے خُردہ نرخ کے برابر شمار کی جاتی تھی۔ یہ پالیسی (نیٹ میٹرنگ) اس مرحلے پر نہایت موزوں سمجھی جاتی ہے جب تنصیب شدہ شمسی توانائی (ایسا شمسی توانائی کا نظام جو بجلی کو استعمال کی جگہ کے قریب ہی پیدا کرتا ہے) ابھی ابتدائی مرحلے میں ہو اور اس کا استعمال محدود پیمانے پر فروغ پا رہا ہو۔

تاہم، جب تنصیب شدہ سولر توانائی کی صلاحیت مارچ 2026ء[55] تک بڑھ کر تقریباً 7,319 میگاواٹ رجسٹرڈ نیٹ میٹرڈ تک پہنچ گئی، تو اس سے بجلی کے شعبے کو کئی نئے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا، جن سے گرڈ سے بجلی کی خریداری میں کمی آئی، جبکہ میرف کا بڑا حصہ بشمول مقررہ کیپسٹی ادائیگیاں، معین رہا۔ نتیجتاً، یہ معین لاگت، ترسیل و تقسیم کے چارجز اور پاور پلانٹس کو کی جانے والی کیپسٹی ادائیگیاں غیر سولر صارفین پر بڑھتا ہوا مالی بوجھ بن گئیں اور بجلی کے نرخوں میں موجود کراس سبسڈی میں اضافے کا باعث بنیں۔ اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے حکومت نے فروری 2026ء میں پروزیو مر ضوابط 2026ء متعارف کرائے،[56] جن کے تحت ون ٹو ون نیٹ میٹرنگ نظام (ایک یونٹ کے بدلے ایک یونٹ) کی جگہ نیٹ بلنگ کا نظام نافذ کیا گیا۔ نئے نظام میں شمسی توانائی کے نئے کنکشنز سے گرڈ کو فراہم کی جانے والی بجلی کا معاوضہ نسبتاً کم حوالہ

[54] بلومبرگ نیو انرجی فنانس کی کلائمیٹ اسکوپ رپورٹ برائے 2025ء کے مطابق، پاکستان ایشیا بحرالکاہل کی تیز ترین ترقی کرنے والی شمسی توانائی کی مارکیٹوں میں سرفہرست ممالک میں شامل ہے۔ پاکستان نے 2024ء میں تقریباً 13 گیگاواٹ شمسی توانائی کی پیداواری صلاحیت کا اضافہ کیا، جو ابھرتی ہوئی منڈیوں میں شمسی توانائی کی تمام نئی تنصیبات کا 11 فیصد بنتا ہے۔

[55] پاکستان اقتصادی سروے 26-2025ء (باب 14) اس لنک پر دستیاب ہے: https://www.finance.gov.pk/survey/chapter_26/14_Energy.pdf

[56] بعد ازاں اپریل 2026ء میں ان ضوابط میں ترمیم کی گئی تاکہ پہلے سے موجود نیٹ میٹرنگ معاہدوں کو عبوری تحفظ فراہم کیا جا سکے۔

قیمت پر دیا جاتا ہے۔ یہ باکس پالیسی میں اس تبدیلی کا عالمی تناظر میں جائزہ لیتا ہے، باکس میں قبولیت کے نرخوں کے مختلف منظرناموں کے تحت کراس سبسڈی میں کمی کی ایک علامتی حد مقرر کی گئی ہے، اور ان متوازی ساختی اصلاحات کی نشاندہی کی گئی ہے جن کے بغیر اس منتقلی سے مکمل استفادہ ممکن نہیں۔

عالمی سطح پر رائج پالیسی ردِعمل: نیٹ میٹرنگ سے نیٹ بلنگ پر منتقلی دنیا بھر کی پختہ تقسیم شدہ شمسی توانائی کی منڈیوں میں اختیار کیے گئے ضوابطی فریم ورکس سے مطابقت رکھتی ہے۔ REN21 کے اعداد و شمار کے مطابق 2024ء میں 93 ممالک میں تقسیم شدہ شمسی توانائی کی معاونت کے لیے 116 پالیسی آلات نافذ تھے۔ ان میں سے 11 ممالک پہلے ہی نیٹ بلنگ کا نظام اپنا چکے تھے، جبکہ 6 ممالک حال ہی میں نیٹ میٹرنگ سے اس نظام پر منتقل ہوئے تھے: جمیکا، لٹویا، لتھوانیا، پرتگال، جنوبی افریقہ اور اسپین۔ کیلی فورنیا کا نیٹ انرجی میٹرنگ (NEM 3.0) 3.0 جسے اپریل 2023ء میں نافذ کیا گیا، اس ضمن میں ایک نمایاں مثال ہے، کیونکہ اس کے تجربے اور پاکستان کی صورتِ حال میں واضح مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ دونوں منڈیوں میں بجلی کے بڑھتے ہوئے نرخوں اور سولر پینلز کی گرتی ہوئی قیمتوں کے باعث شمسی توانائی کے استعمال میں تیزی سے اضافہ ہوا؛ دونوں میں ون ٹوون نیٹ میٹرنگ کے تحت دی جانے والی کراس سبسڈی اس سطح تک پہنچ گئی جہاں اس کا مالی لحاظ سے پائیدار رہنا مشکل ہو گیا؛[57] اور دونوں نے موجودہ صارفین کے لیے سابقہ شرائط برقرار رکھتے ہوئے اضافی بجلی کے معاوضے کو خُردہ نرخ سے کم کر کے گریز شدہ لاگت کے قریب لانے کا یکساں پالیسی طریقہ اختیار کیا۔[58] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیٹ میٹرنگ کے ون ٹوون نظام کو شمسی توانائی کے بڑھتے ہوئے استعمال کے تناظر میں مالی طور پر پائیدار بنانے کے لیے اس کی از سرِ نو تشکیل ضروری تھی۔

جدول 4.3.1: تخمین شدہ کراس زراعانت یافتہ بچتیں

	متوقع سالانہ اثر
نئی مفروضہ استعداد (میگاواٹ)	4,000 – 8,000
سالانہ پیداوار (گیگاواٹ گھنٹہ)	5,956 – 11,912
یونٹس کی فراہمی (گیگاواٹ گھنٹہ، 30 فیصد)	1,787 – 3,574
سالانہ بچتیں = پرانے (نیٹ میٹرنگ) اور نئے (نیٹ بلنگ) نرخوں کے تحت فی یونٹ لاگت کے درمیان فرق (ارب روپے)	**71 – 143**
بچتیں، بلحاظ بجٹ میں مختص زراعانت (مالی سال 26ء=1,036 ارب روپے)	7.0 – 14.0
بچتیں بلحاظ جی ڈی پی فیصد (مالی سال 26ء جی ڈی پی=126.4 ٹریلین روپے)	0.06 – 0.11

نوٹ: اعداد و شمار کو راؤنڈ آف کیا گیا ہے۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے تخمینے

کراس سبسڈی ریلیف کے مختلف پہلو: پروزیومر ضوابط 2026ء کے تحت گرڈ کو فراہم کی جانے والی اضافی بجلی کے معاوضے میں کمی کی گئی، پروزیومر ریگولیشنز-2026 کے تحت گرڈ کو فراہم کی جانے والی بجلی کے معاوضے میں کمی کی گئی، یعنی سابقہ خردہ نرخ اور نئے حوالہ نرخ کے درمیان فرق کو کم کیا گیا۔ یہ نئی شرح صرف گرڈ کو فراہم کی جانے والی بجلی کی مقدار پر لاگو ہوتی ہے۔ اس کمی کی مقدار مختلف منظرناموں پر منحصر ہے۔ نئے پروزیومر کنکشنز کی سالانہ استعداد 4,000 سے 8,000 میگاواٹ تک ہونے کے ممکنہ دائرے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے،[59] اور حوالہ جاتی قیمت میں تبدیلیوں اور خود استعمال کے تناسب سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال کو شامل کرنے کے بعد سالانہ کراس سبسڈی میں کمی کا تخمینہ مالی سال 26ء میں بجلی کے شعبے کی مجموعی سبسڈی کا تقریباً 7.0 سے 14.0 فیصد تک لگایا گیا ہے **(جدول 4.3.1)**۔[60] اس کا مطلب یہ ہے کہ پالیسی میں اس تبدیلی سے حاصل ہونے والا مالی فائدہ غیر سولر صارفین کے لیے بجلی کے نرخوں میں کمی، میٹرف کے فرق پر دی جانے والی سبسڈی میں کمی، یا گردشی قرضے کے جمع ہونے کی رفتار سست ہونے کی صورت میں سامنے آسکتا ہے، نہ کہ حکومت کے لیے براہِ راست اضافی آمدنی کی صورت میں۔

---

[57] کیلیفورنیا کے پبلک ایڈووکیٹس آفس کے تخمینے کے مطابق سالانہ متنوع زراعانت کا بوجھ 2021ء کے 3.4 ارب امریکی ڈالر سے بڑھ کر 2022ء کے اختتام تک 8.5 ارب امریکی ڈالر ہو گیا تھا۔ پاکستان میں یہ حد توقع سے پہلے حاصل ہو گئی، کیونکہ نیپرا کے مطابق مالی سال 2024ء میں صرف 4,500 سے 5,000 میگاواٹ کی رجسٹرڈ نیٹ میٹرنگ صلاحیت کے باعث ہی 101 ارب روپے کا اثر پڑا۔

[58] کیلیفورنیا کے پبلک یوٹیلیٹیز کمیشن نے بجلی کے خردہ نرخوں کے مطابق کریڈٹ دینے کا طریقۂ کار ختم کر کے اس کی جگہ گریز پر مبنی لاگت کیلکولیٹر کو متعارف کرایا۔ اس کے تحت گرڈ کو فراہم کی جانے والی بجلی کی قیمت تقریباً 0.08 امریکی ڈالر فی کلووات گھنٹہ مقرر کی گئی (جو پرانے نظام کے تقریباً 0.30 ڈالر فی کلووات گھنٹہ اور خردہ نرخ کے تقریباً 27 فیصد کے برابر تھی)، جبکہ درآمدی بجلی کے لیے مکمل خردہ نرخ پر مبنی بلنگ برقرار رکھی گئی اور تمام موجودہ معاہدوں کو 20 سال تک تحفظ فراہم کیا گیا۔ پاکستان کے پروزیومر ریگولیشنز 2026 بھی اسی طرزِ عمل کی عکاسی کرتے ہیں۔ نئے صارفین کو ایک حوالہ قیمت پر بجلی فراہم کی جائے گی جو گریز شدہ لاگت (موجودہ نرخوں پر خردہ ٹیرف کا تقریباً 20 فیصد) سے مشابہت رکھتی ہو گی، جبکہ 2015ء کے نیٹ میٹرنگ معاہدوں کو ان کی میعاد ختم ہونے تک تحفظ حاصل رہے گا، جبکہ درآمدی بجلی کے بل پر مکمل خردہ نرخوں کا اطلاق ہو گا۔

[59] تخمینے کی حد مالی سال 26ء میں نیٹ میٹرنگ کے استعمال کی بنیاد پر مقرر کی گئی ہے۔ اس میں نچلی حد (قدامت پسند) فرض کی جاتی (4000 میگاواٹ سالانہ کے نئے کنکشن) ہے اور اس کے ساتھ بالائی حد (پرامیدی) کو فرض (8000 میگاواٹ سالانہ) کیا جاتا ہے، جس سے پروزیومر ریگولیشنز 2026ء کے تناظر میں پالیسی کے ممکنہ اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔

[60] شمسی توانائی کی پیداواری صلاحیت کے استعمال کا عامل 17 فیصد فرض کیا گیا ہے، جو روزانہ 4 سے 5 گھنٹے مؤثر دھوپ کے دورانیے پر مبنی ہے اور نیپرا کے تکنیکی معیارات اور متبادل توانائی ترقیاتی بورڈ کے شمسی توانائی سے متعلق اعداد و شمار سے مطابقت رکھتا ہے۔ ترسیل کا تناسب (گرڈ کو ترسیل کی جانے والی پیداوار بمقابلہ برمقام استعمال) نیپرا کے پروزیومر میٹرنگ کے اعداد و شمار کے مطابق 30 فیصد فرض کیا گیا ہے۔

ضروری متوازی ساختی اصلاحات: پروزیومر ضوابط 2026ء نے سنکنٹنز کے لیے گرڈ کو دی جانے والی اضافی بجلی کے معاوضے میں شامل کر اس سبسڈی کا احاطہ کرتے ہیں، تاہم پاکستان میں بجلی کے شعبے کی بنیادی ساختی کمزوریاں بدستور موجود ہیں۔ ان ضوابط کی موجودہ ساخت صارفین کو زیادہ سے زیادہ شمسی بجلی خود استعمال کرنے اور گرڈ کو کم سے کم بجلی فراہم کرنے کی ترغیب دیتی ہے، تاکہ ان کے مالی فوائد زیادہ سے زیادہ ہو سکیں۔ حالیہ عرصے میں بیٹریوں کی درآمد کا رجحان ظاہر کرتا ہے کہ صارفین اپنی شمسی سرمایہ کاری کی معاشی افادیت بہتر بنانے کے طریقوں پر پہلے ہی غور کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں، گرڈ سے بجلی کی کھپت مزید کم ہونے کا امکان ہے، جس کے باعث مقررہ کیپسٹی ادائیگیوں کے واجبات پورے کرنے کے لیے بجلی کے ترخوں میں اضافہ کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصلاحات کے نتیجے میں ترخوں یا سبسڈی سے حاصل ہونے والی ممکنہ بچت جزوی یا مکمل طور پر زائل بھی ہو سکتی ہے جو اس بات پر منحصر ہوگی کہ پیدا ہونے والی شمسی بجلی کا کتنا حصہ صارف خود استعمال کرتا ہے اور کتنا حصہ گرڈ کو فراہم کر دیتا ہے۔

تقسیم شدہ سولر توانائی کی پائیدار پالیسی کے لیے ضروری ہے کہ متوازی ساختی اصلاحات کا ایک جامع ایجنڈا بھی تشکیل دیا جائے۔ اس ضمن میں آئی پی پیز کے معاہدوں پر از سر نو غور کر کے انہیں کارکردگی پر مبنی فریم ورک سے منسلک کیا جا سکتا ہے، جبکہ بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں (DISCOs) کی عملی کارکردگی میں بھی نمایاں بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ ان اصلاحات کے بغیر، پروزیومر معاوضے کے کسی بھی نظام کی طویل مدتی مالی پائیداری مسلسل مالی معاونت پر منحصر رہے گی۔

اس باکس کی تحریر میں روی کمار کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

أ. NEPRA Prosumer Regulations, 2026, accessed via https://www.ke.com.pk/wp-content/uploads/2026/04/8.-NEPRA-Prosumer-Regulations-SRO-251I2026-09-02-26.pdf

ب. REN21. 2025. Renewables 2025 Global Status Report Collection, accessed via https://www.ren21.net/gsr-2025/

ج. Yousuf, M.U. (2026), "From net metering to net billing: Insights from Pakistan's 2026 prosumer regulatory reform", *Next Energy*, Vol. 13, 100871.

د. NEPRA / SAARC Webinar Presentation, Energy Advisor to the Power Division, Engr Syed Faizan Ali (2026) accessed via https://www.saarcenergy.org/wp-content/uploads/2026/07/Faizan-Presetation-on-Net-metering.pdf

ہ. California Public Utilities Commission (CPUC) (2022). *Decision on Net Billing Tariff (NEM 3.0)*, CPUC Decision 22-12-056, adopted December 2022, effective April 15, 2023. Available at: www.cpuc.ca.gov.

و. Lawrence Berkeley National Laboratory (LBNL) (2024). *Tracking the Sun: NEM 3.0 Market Impact Assessment*. Berkeley: LBNL, 2024. See also: SEIA/Wood Mackenzie (2024). *U.S. Solar Market Insight, Q2 2024.*

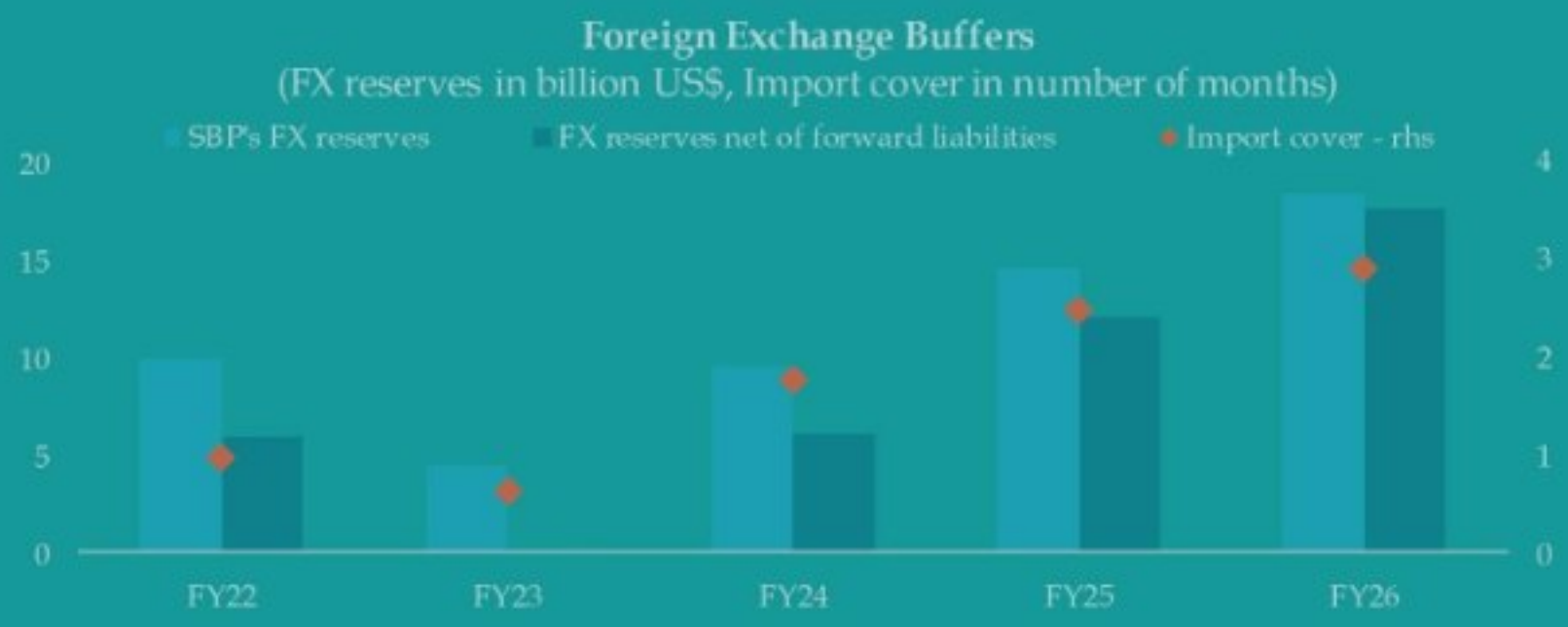
ز. Bialek-Gregory, S., Gregory, J., Pals, B. and Revesz, R.L. (2019). "Grandfathering: Environmental Uses and Impacts", *Review of Environmental Economics and Policy*, Vol. 13, No. 1.



5

ادائیگیوں کا توازن

پاکستان کے ادائیگیوں کے توازن کی پوزیشن میں مضبوطی کا سلسلہ جاری رہا۔ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر میں مزید اضافہ ہوا اور یہ جون 2026ء کے اختتام کے طے شدہ 18 ارب ڈالر ہدف سے خاصے تجاوز کر گئے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک کے سواپ اور فارورڈ واجبات میں بھی نمایاں کمی آئی۔ زرِ مبادلہ ذخائر میں یہ بہتری اس کے باوجود آئی کہ جاری کھاتے میں معمولی خسارہ ریکارڈ کیا گیا، کیونکہ درآمدات میں اضافہ ہوا جبکہ برآمدات میں کمی آئی۔ تاہم، کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں مستحکم اضافے نے اشیا و خدمات کی تجارت اور بنیادی آمدنی کے کھاتوں کے خساروں کا تقریباً تمام تر ازالہ کردیا۔ مالی کھاتے میں کثیرجہتی اور دوطرفہ ذرائع سے آنے والی رقوم کے علاوہ حکومت نے یورو اور پانڈا بانڈز کے اجرا سے رقوم جمع کیں۔ مجموعی میکرو اکنامک استحکام نے پاکستان کو بین الاقوامی سرمایہ مارکیٹوں میں کامیابی سے دوبارہ داخل ہونے میں مدد دی۔ سازگار پیش رفت نے اسٹیٹ بینک کو زرمبادلہ کی نمایاں خریداری کے ذریعے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھانے میں معاونت فراہم کی۔ مالی سال 26ء کے دوران ڈالر اور روپے کی قدرے بہتر شرحِ مبادلہ سے بھی بیرونی پوزیشن کی مضبوطی ظاہر ہوئی۔

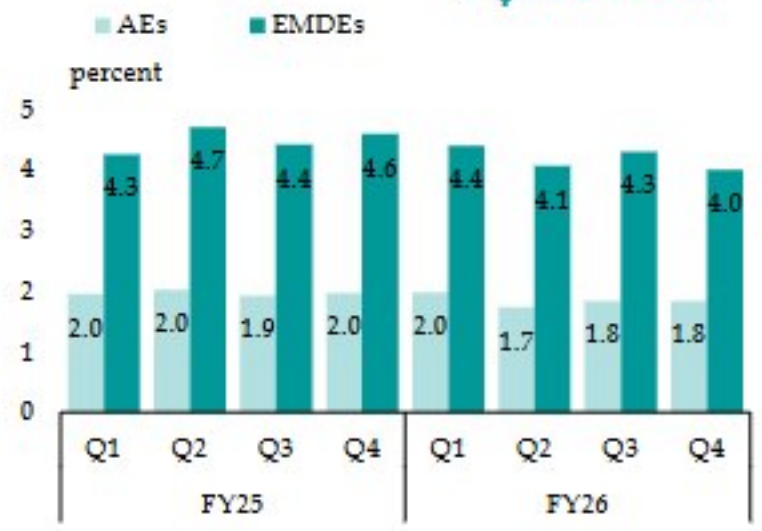


5 ادائیگیوں کا توازن

5.1 عالمی اقتصادی جائزہ

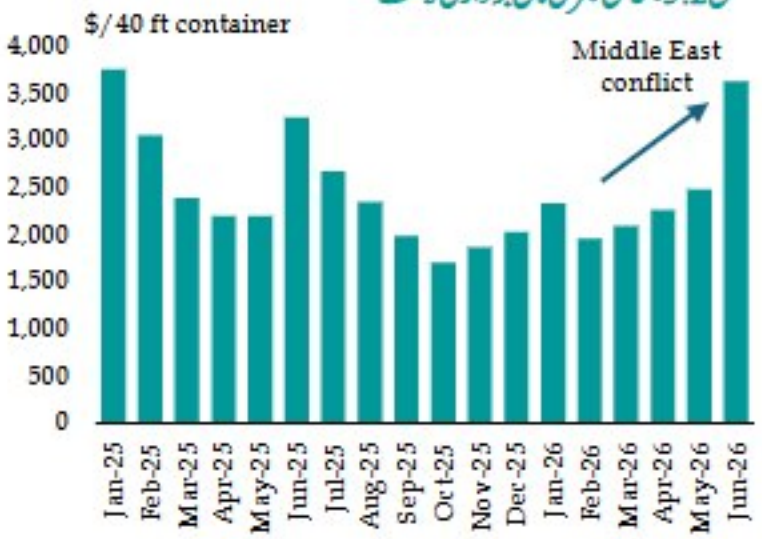
معاشی پالیسی سے متعلق بلند غیر یقینی صورتِ حال اور مشرقِ وسطیٰ کے تنازع کے باعث مالی سال 26ء کے دوران عالمی اقتصادی نمو میں کمی واقع ہوئی (**شکل 5.1**)۔ اس تنازع نے رسدی زنجیر میں خلل ڈالا اور توانائی کی قیمتوں، مال برداری کے اخراجات اور بیمہ پریمیم میں اضافہ کر دیا۔ پیداوار اور نقل و حمل کی لاگت میں اس اضافے (**شکل 5.2**) کے نتیجے میں مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ ہوا، جس کے باعث مرکزی بینکوں کو محتاط طرزِ عمل اختیار کرنا پڑا۔

شکل 5.1 : حقیقی جی ڈی پی نمو



Source: IMF

شکل 5.2: عالمی بحری مال برداری لاگت



Source: Bloomberg

ترقی یافتہ معیشتوں (اے ایز) اور ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور ترقی پذیر معیشتوں (ای ایم ڈی ایز) پر اس تنازع کے معاشی اثرات یکساں نہیں تھے، اور ہر معیشت کے لیے اس کے تنازع سے متاثر ہونے کی حد جغرافیائی محلِ وقوع، توانائی کی درآمدات پر انحصار اور ٹیکنالوجی کی عالمی قدری زنجیر میں اس کی پوزیشن پر منحصر تھی۔ رسدی زنجیر میں رکاوٹوں کے باعث لاگت میں اضافے سے پیدا ہونے والی مہنگائی بڑھ گئی، صارفین اور کاروباری اداروں کے اعتماد میں کمی آئی نیز جی ڈی پی کی نمو معتدل ہو گئی۔ ان کے اثرات ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں زیادہ نمایاں تھے۔[1] جبکہ ٹیکنالوجی سے متعلق سرمایہ کاری میں اضافے نے ترقی یافتہ معیشتوں میں نمو کو سہارا دیا۔

اگرچہ مالی سال 26ء کے دوران ٹیرف سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال میں کمی کی وجہ سے عالمی تجارت کے حجم میں اضافہ ہوا اور معیشتوں نے بدلتے ہوئے تجارتی پالیسی منظرنامے کے ساتھ بتدریج خود کو ہم آہنگ کر لیا، جس میں بڑی معیشتوں کے مابین آزاد تجارتی معاہدوں (ایف ٹی اے) نے بھی کسی حد تک معاونت فراہم کی (**شکل 5.3**)۔[2] ٹیکنالوجی پر مبنی اشیا تجارتی سرگرمیوں میں تیزی کا ایک اہم ذریعہ بنی رہیں۔[3]

توانائی کی قیمتیں، جو مالی سال 26ء کی پہلی ششماہی میں کم ہوئی تھیں، اس تنازع کے باعث تیزی سے بڑھ گئیں کیونکہ اس تنازع نے توانائی کی ترسیل کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔ تنازع میں شدت آنے سے خام تیل کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا اور

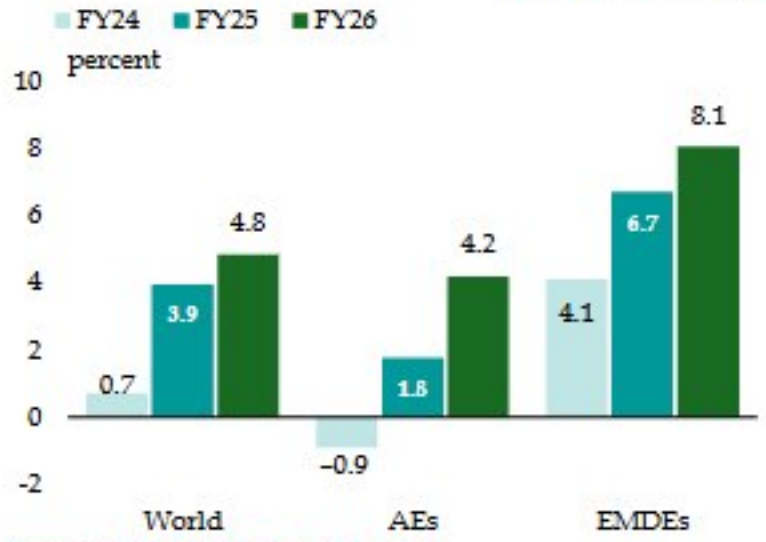
---

[1] آئی ایم ایف (2026)۔ عالمی اقتصادی منظرنامے کی اپ ڈیٹ، جولائی 2026ء، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ۔

[2] تنیوزی لینڈ، برطانیہ، بھارت، سوئٹزرلینڈ، ناروے، آئس لینڈ، اور لیختن اسٹائن نے علاقائی تجارت اور شراکت داری کے معاہدے کیے۔

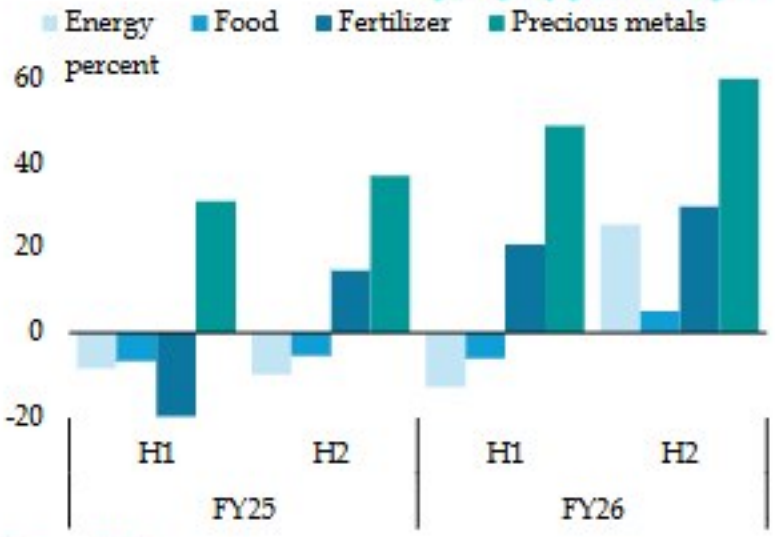
[3] 2026ء کی پہلی سہ ماہی میں نیم موصل + سیمی کنڈکٹرز)، بیٹریوں، برقی گاڑیوں، کی عالمی تجارت میں بالترتیب 25، 15، اور 11 فیصد نمو ہوئی، جبکہ آئی سی ٹی مصنوعات میں 14 فیصد اضافہ ہوا۔ یو این سی ٹی اے ڈی عالمی تجارتی اپ ڈیٹ (جولائی / اگست 2026ء)۔

شکل 5.3 : عالمی تجارتی حجم



Source: CPB World Trade Monitor

شکل 5.4: اجناس کی عالمی قیمتیں



Source: WB

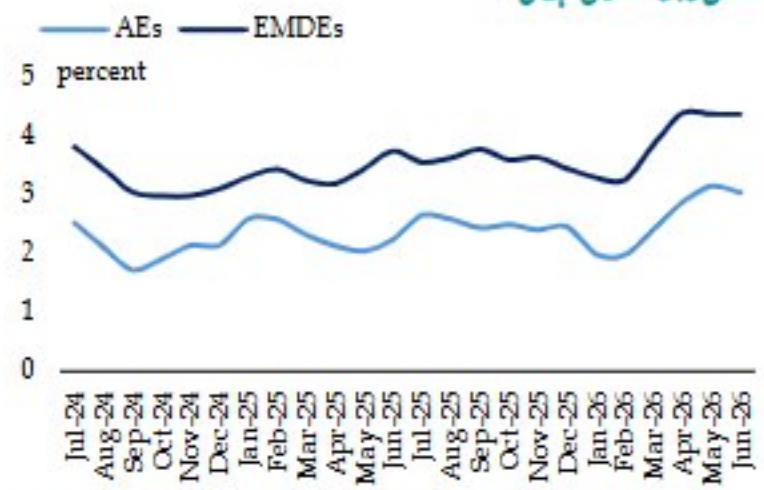
نشانیہ قیمتیں عارضی طور پر 100 ڈالر فی بیرل سے تجاوز کر گئیں، تاہم مالی سال 26ء کے اختتام تک ان میں قدرے کمی آئی۔ قدرتی گیس کی قیمتوں میں بھی نمایاں اضافہ ہوا، کیونکہ قطر سے ایل این جی کی برآمدات میں خلل پڑا، جو دنیا کی ایل این جی کی رسد کے تقریباً پانچویں حصے کا حامل ہے۔[4] گیس کی قیمتوں میں اضافے سے کھاد کی قیمتوں پر بھی دباؤ پڑا، کیونکہ خلیجی معیشتیں قدرتی گیس سے تیار ہونے والی کھاد، خصوصاً یوریا اور ڈی اے پی، کی بڑی پیداکار اور برآمد کنندگان ہیں۔[5] دریں اثناء محفوظ سرمایہ کاری کی طلب میں اضافے کے باعث قیمتی دھاتوں کی قیمتوں میں پہلے سے جاری تیزی مزید بڑھی (**شکل 5.4**)۔

توانائی کے اس دھچکے نے توانائی اور پیداواری لاگت میں اضافے کے باعث ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں قیمتوں کے استحکام کے لیے ایک بڑا چیلنج پیدا کیا (**شکل 5.5**)۔ نتیجتاً پالیسی ریٹ میں کمی کی رفتار سست پڑ گئی، جبکہ بعض مرکزی بینکوں نے پالیسی ریٹ میں اضافہ بھی کیا (**شکل 5.6**)۔

نتیجتاً، عالمی مالی حالات، جو جنوری 2025ء سے بتدریج نرم ہو رہے تھے، مارچ 2026ء سے دوبارہ سخت ہونا شروع ہو گئے (**شکل 5.7**)۔ اس کے ساتھ مہنگائی کی توقعات میں اضافے کے باعث بڑی ترقی یافتہ معیشتوں میں بانڈ کی یافتیں بڑھ گئیں۔

ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں بھی مالی حالات سخت ہوئے، جو ایکویٹی قیمتوں میں کمی پر منتج ہوئے۔ اگرچہ جون 2026ء میں جنگ بندی کے اعلان کے بعد خطرے کے احساسات میں بہتری آئی، تاہم جاری غیر یقینی صورتِ حال کے سبب یہ تنازع سے قبل کی سطح کے مقابلے میں بدستور بلند رہے۔ یہ تبدیلیاں ممکنہ طور پر معاشی نتائج پر اثرانداز ہو سکتی ہیں، جس کی عکاسی کثیر فریقی ریٹنگ ایجنسیوں کی تازہ ترین پیش گوئیوں میں بھی ہوئی ہے۔[6]

شکل 5.5: عمومی مہنگائی*



* Median inflation of each group; the sample includes 30 AEs and 44 EMDEs.

Source: Haver

مارچ تا جون مالی سال 26ء کے دوران عالمی نمو میں متوقع سست روی، مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور سخت مالی حالات کے عالمی معیشت، خصوصاً پاکستان جیسی توانائی

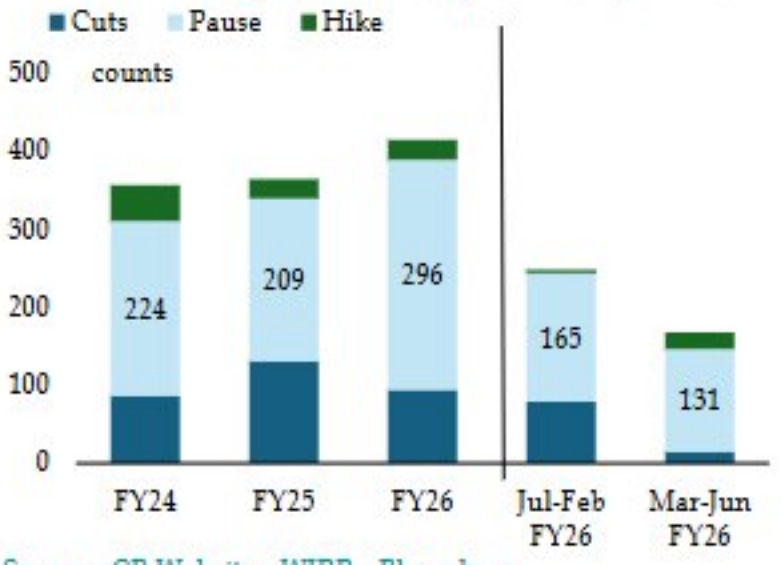
[4] قطر کی برآمدات 2025ء میں عالمی ایل این جی تجارت کا تقریباً 18.7 فیصد تھیں، جبکہ ملک نے 81.5 ملین ٹن ایل این جی برآمد کی۔ ماخذ: انٹرنیشنل گیس یونین (آئی جی یو)، ورلڈ ایل این جی رپورٹ 2026ء۔

[5] خلیجی خطے کی معیشتوں نے عالمی نائٹروجنی کھاد کی برآمدات کا 24.8 فیصد اور فاسفیٹ کھادوں کی برآمدات کا 11.4 فیصد فراہم کیا (ڈبلیو ٹی او ڈیٹا بلاگ، جولائی 2026ء)۔

[6] آئی ایم ایف (2026) عالمی اقتصادی منظرنامے کی اپ ڈیٹ، جنوری اور جولائی 2026ء؛ اور عالمی بینک (2026ء)، عالمی اقتصادی امکانات، جنوری اور جون 2026ء۔

درآمد کرنے والی معیشتوں، پر مضمرات ہیں۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کو درآمدی بل میں اضافے، بلند مہنگائی، مالیاتی خساروں اور قرض لینے کی زیادہ لاگت کے باعث مشترکہ دباؤ کا سامنا رہا۔

شکل 5.6: مرکزی بینکوں کے پالیسی ریٹس میں تبدیلیاں



Sources: CB Websites; WIRP – Bloomberg

شکل 5.7: عالمی مالی صورتِ حال کا اشاریہ



Source: Bloomberg

5.2 پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن

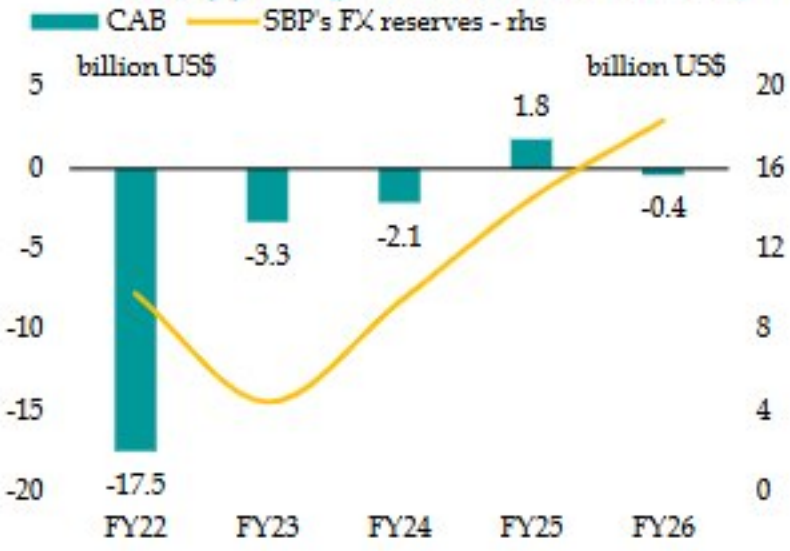
مشرقِ وسطیٰ کے تنازع سے پیدا ہونے والے توانائی کی قیمتوں کے دھچکے اور تجارتی سرگرمیوں میں خلل کے باوجود پاکستان کا بیرونی کھاتہ مضبوط رہا۔ مالی سال 26ء میں ادائیگیوں کے توازن کی مجموعی صورتِ حال مزید مستحکم ہوئی۔ اس بہتری نے محتاط کلی معاشی پالیسیوں کے تسلسل، اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ کی پیشگی خریداری اور آئی ایم ایف پروگرام کے تحت کامیاب جائزوں کی عکاسی کی۔ مزید برآں، کارکنوں کی ترسیلاتِ زر بھی مضبوط رہیں، حالانکہ یہ تنازع سے متاثر ہونے کے خطرے سے دوچار تھیں کیونکہ خلیجی خطہ مجموعی ترسیلاتِ زر کی آمد کا تقریباً 54.2 فیصد فراہم کرتا ہے۔ ان عوامل کے ساتھ بڑھتی ہوئی آئی ٹی برآمدات نے جاری کھاتے کے خسارے (سی اے ڈی) کو جی ڈی پی کے 0.1 فیصد تک محدود رکھنے میں مدد دی، جو جی ڈی پی کی صفر تا ایک فیصد کی متوقع حد کی نچلی سطح کے قریب ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ علاوہ سودی ادائیگیاں، جاری کھاتے کا توازن سرپلس میں رہا۔ مزید برآں، مالی کھاتے میں بھی رقوم کی خالص آمد ریکارڈ ہوئی، جسے سرکاری کثیر فریقی اور دوطرفہ ذرائع سے حاصل ہونے والی رقوم اور نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز) میں سرمایہ کاری سے تقویت ملی، جبکہ دیگر نجی ذرائع سے رقوم کی آمد بدستور محدود رہی (**جدول 5.1**)۔ بیرونی پوزیشن میں مضبوطی اور بہتر کلی معاشی حالات نے پاکستان کو یورو بانڈ اور پہلی مرتبہ پانڈا بانڈ کے اجرا سے تقریباً ایک ارب ڈالر حاصل کرنے میں بھی مدد دی، جس کے ساتھ پاکستان چار سال بعد دوبارہ عالمی بازارِ سرمایہ میں داخل ہوا۔[7]

اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ کی خریداری اور بلاقرض (non-debt) حاصل ہونے والی بیرونی رقوم کی بدولت اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر مالی سال 25ء کے اختتام پر 14.5 ارب ڈالر سے نمایاں طور پر بڑھ کر مالی سال 26ء کے اختتام تک 18.4 ارب ڈالر ہوگئے۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے اپنے فارورڈ

[7] پاکستان نے اپنی بہتر بیرونی حیثیت اور کریڈٹ ریٹنگز سے فائدہ اٹھایا اور چینی بانڈ مارکیٹ میں پہلی بار پانڈا بانڈ کے ذریعے 250 ملین ڈالر جمع کیے۔ ذرائع: اے ڈی بی اور اے آئی آئی بی۔
https://www.adb.org/news/adb-aiib-support-first-panda-bond-issuance-green-projects-pakistan

شکل 5.8: کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ اور اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ ذخائر



Source: SBP

واجبات 1.6 ارب ڈالر کی کمی سے 0.9 ارب ڈالر کر دیے۔ بیرونی مالی بفرز میں مزید مضبوطی نے شرح مبادلہ پر دباؤ کو نمایاں طور پر کم کیا۔

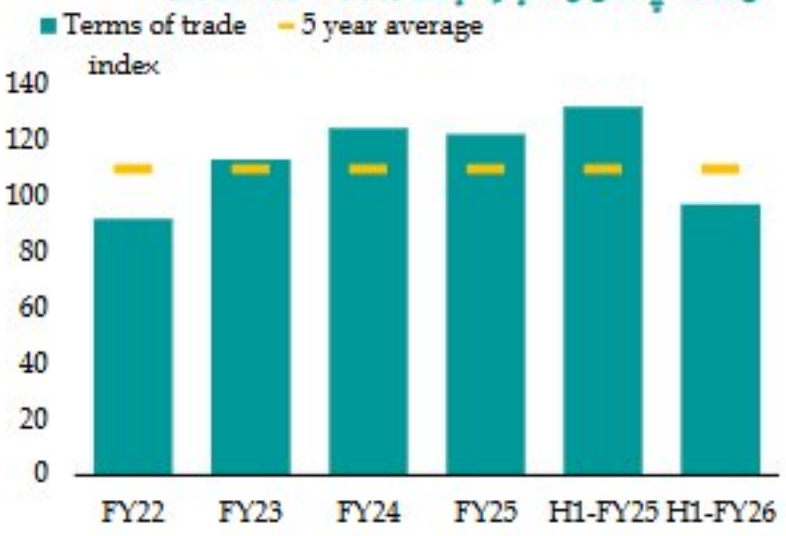
5.3 جاری کھاتے کا توازن

جاری کھاتے کے توازن میں تقریباً 391 ملین ڈالر کا معمولی خسارہ دکھائی دیا، جبکہ مالی سال 25ء میں 1.8 ارب ڈالر کا سرپلس ہوا تھا (**شکل 5.8**)۔ یہ خسارہ بنیادی طور پر اشیا و خدمات کی تجارت کے توازن میں ابتری کے باعث ہوا، تاہم بنیادی آمدنی کا خسارہ کم ہوا اور ثانوی آمدنی کے کھاتے کا سرپلس بڑھ گیا۔ ثانوی آمدنی کے توازن میں سرپلس، جو بنیادی طور پر کارکنوں کی ریکارڈ ترسیلاتِ زر کی عکاسی کرتا ہے، نے اشیا و خدمات کی تجارت اور بنیادی آمدنی کے تقریباً تمام تر خسارے کی تلافی کر دی۔

اشیاء کی تجارت[8]

پاکستان کا تجارتی خسارہ مالی سال 26ء میں 7.2 ارب ڈالر کے اضافے سے 39.6 ارب ڈالر ہو گیا۔ تجارتی خسارے میں یہ اضافہ تناسباتِ تجارت میں بگاڑ، ملکی طلب میں بہتری اور ملکی ٹیرف میں کمی کے باعث تجارتی اشیا کی درآمدات میں نمایاں اضافے، اور برآمدات میں کمی کی وجہ سے ہوا (**شکل 5.9**)۔

شکل 5.9: پاکستان کی تناسباتِ تجارت (100 = 2017-18)

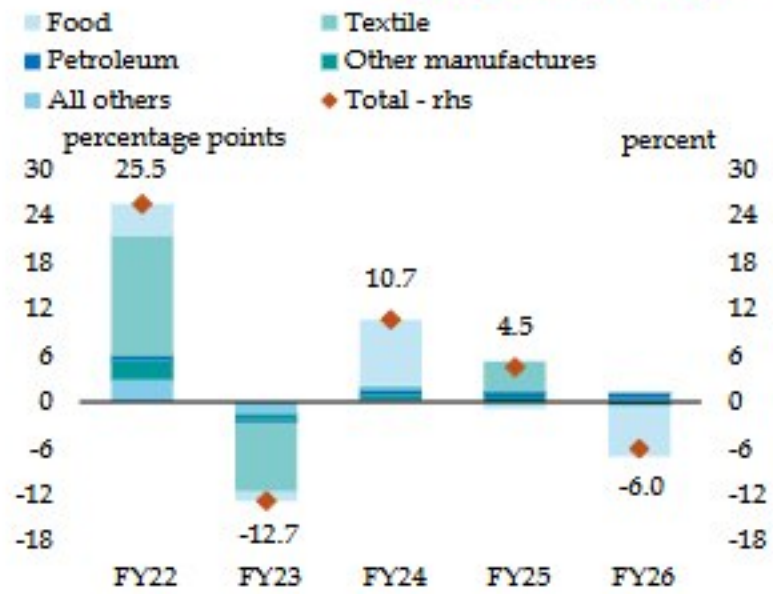


Source: PBS

برآمدات

برآمدات میں 6.0 فیصد کمی ہوئی، جس کی بنیادی وجہ غیر ٹیکسٹائل برآمدات، بالخصوص خوراک اور دیگر تیار شدہ اشیا کی برآمدات میں کمی تھی، جبکہ ٹیکسٹائل برآمدات میں معمولی اضافہ ہوا (**شکل 5.10**)۔ مزید برآں، اہم اجناس، بالخصوص چاول میں، حجم کے منفی اثر کا غلبہ رہا جو پاکستانی برآمدات کی کمزور طلب کی عکاسی کرتا ہے (**شکل 5.11**)۔

شکل 5.10: برآمدات کی نمو میں حصہ



Source: PBS

[8] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) کے بیان کردہ کسٹم اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ پی بی ایس کا تجارتی ڈیٹا ادائیگیوں کے ریکارڈ ڈیٹا سے مماثل نہیں ہے، جو سیکشن 5.2 اور 5.4 میں رپورٹ کیا گیا ہے۔ ان دونوں ڈیٹا سیریز کے فرق کی تفصیلات کے لیے، ڈیٹا کے وضاحتی نوٹس پر ضمیمہ دیکھیں۔

جدول 5.1: پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن•

ملین امریکی ڈالر

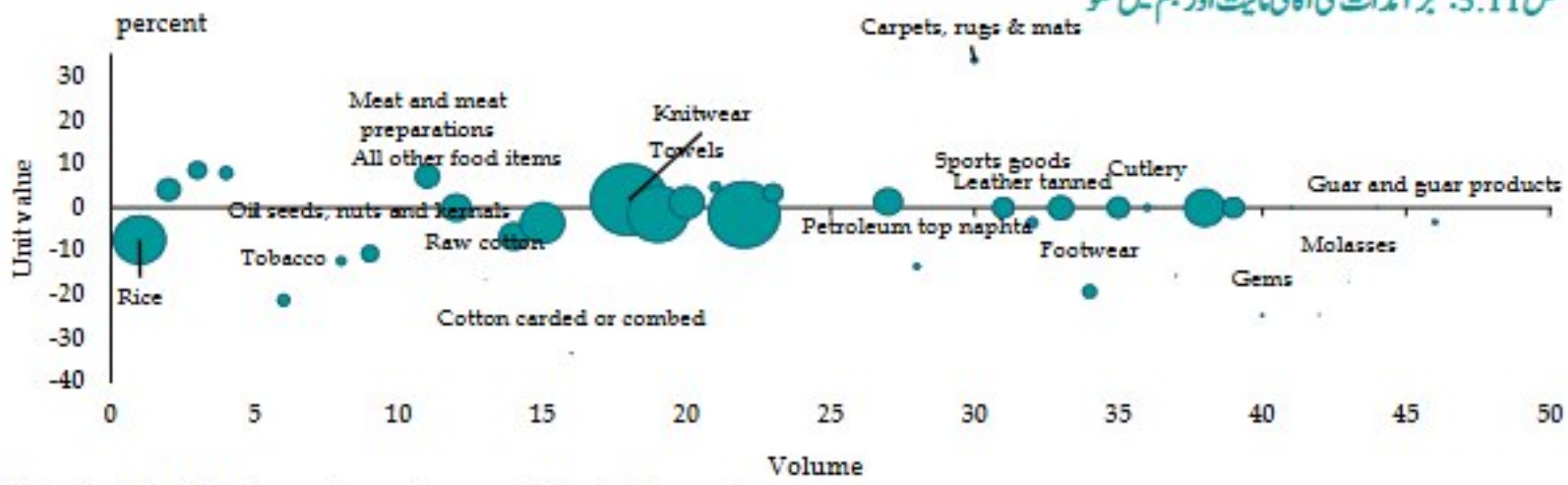
	مالی سال24ء	مالی سال25ء	مالی سال26ء
جاری کھاتے کا توازن	**-2,072**	**1,838**	**-391**
اشیا کی تجارت کا توازن	**-22,177**	**-26,803**	**-33,691**
اشیا کی برآمدات (ایف او بی)	30,980	32,343	30,836
اشیا کی درآمدات (ایف او بی)	53,157	59,146	64,527
خدمات میں تجارت کا توازن	**-3,110**	**-2,836**	**-1,891**
خدمات کی برآمدات	7,691	8,450	10,047
جس میں آئی سی ٹی برآمدات	3,223	3,814	4,600
خدمات کی درآمدات	10,801	11,286	11,938
بنیادی آمدنی کا توازن	**-8,986**	**-8,838**	**-8,497**
منافع اور منافع منقسمہ	2,215	2,220	2,305
ثانوی آمدنی کا توازن	**32,201**	**40,315**	**43,688**
جس میں کارکنوں کی ترسیلات زر	30,251	38,300	41,585
سرمایہ کھاتے کا توازن	**195**	**168**	**131**
مالی کھاتے کا توازن•	**-5,370**	**-1,585**	**-2,029**
براہ راست سرمایہ کاری (خالص)^•	-2,126	-2,462	-1,450
جزو دانی سرمایہ کاری (خالص)^•	376	720	1,176
دیگر سرمایہ کاری•	-3,610	159	-1,770
بیرون ملک زرمبادلہ کے اثاثوں میں اضافہ•	-381	82	388
زرمبادلہ قرضے اور واجبات	3,229	-77	2,158
مرکزی بینک	999	0	-3,455
بینک	715	-1,536	1,061
عمومی حکومت	1,565	2,346	5,220
تقسیم	6,044	9,544	8,556
بالاقساط ادائیگی	6,727	7643	6,823
دیگر واجبات (خالص)	2,248	445	3,487
دیگر شعبے	-50	-887	-668
تقسیم	2,419	688	1,094
بالاقساط ادائیگی	1,905	1,689	1,688
خالص اغلاط اور بھول چوک	**-631**	**153**	**65**
مجموعی توازن	**-2,862**	**-3,744**	**-1,834**
اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر (آخر مدت)	**9,390**	**14,506**	**18,378**

•بی پی ایم6ء کے تحت منفی علامت کا مطلب ہے پاکستان میں خالص زرمبادلہ رقوم کی آمد۔ ^ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (خالص)= خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد-خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا اخراج۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مزید برآں، امریکا کی جانب سے عائد کردہ باہمی ٹیرف، مشرقِ وسطیٰ میں جغرافیائی و سیاسی کشیدگی کے باعث رسدی زنجیر میں پیدا ہونے والی رکاوٹوں اور مغربی سرحدوں کی بندش نے بھی برآمدات کے حجم پر دباؤ ڈالا۔ ملکی عوامل بھی پیداواری لاگت میں اضافے کے ذریعے برآمدات پر اثرانداز ہوئے۔ ان میں یہ عوامل شامل

شکل 5.11: برآمدات کی اکائی مالیت اور حجم میں نمو



Note: size of bubble shows share of commodity in total exports
Sources: PBS; SBP staff calculations

ہیں: i) آف گرڈ کیپٹو پاور پلانٹس کو گیس کی فراہمی پر عائد لیوی کے باعث توانائی کی بلند لاگت؛[9] اور ii) حتمی ٹیکس نظام سے معمول کے ٹیکس نظام کی طرف منتقلی، جس نے برآمد کنندگان کے آپریٹنگ مارجن اور نقد بہاؤ کو متاثر کیا۔[11,10]

شکل 5.12: برآمدی باسکٹ کی معاشی پیچیدگی کی درجہ بندی

(اوسط 2020-2024ء)

Note: the economic complexity of a country is calculated based on the diversity of exports a country produces and their ubiquity, or the number of the countries able to produce them.
Source: The Atlas of Economic Complexity

برآمدات کی یہ کمزور کارکردگی ساختی کمزوریوں کو بھی اجاگر کرتی ہے، بالخصوص مصنوعات اور مارکیٹوں میں تنوع کی کمی، تحقیق و پرداخت کی پست سطح، توانائی اور انفراسٹرکچر میں رکاوٹیں، برآمدات مخالف رجحان، معیار کے ضوابط اور عالمی قدری زنجیر میں محدود انضمام۔ نتیجتاً اقتصادی پیچیدگی کے اشاریے میں پاکستان کی پست درجہ بندی اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ پاکستان کی برآمدی مصنوعات کی باسکٹ علاقائی ہمسر ممالک کے مقابلے میں جدید تقاضوں سے نابلد مصنوعات پر مشتمل ہے (شکل 5.12)۔

خوراک

خوراک کی برآمدات میں مسلسل دوسرے سال کمی ہوئی اور یہ مالی سال 25ء کے 7.1 ارب ڈالر سے کم ہو کر مالی سال 26ء کے دوران 5.0 ارب ڈالر رہ گئیں۔ اس کمی کا تقریباً نصف حصہ چاول کی برآمدات میں کمی کی وجہ سے تھا۔ مزید برآں، روغنی بیجوں، میوہ جات اور سبزیوں کی برآمدات میں بھی نمایاں کمی دیکھنے میں آئی (جدول 5.2)۔

[9] آف گرڈ کیپٹو پاور پلانٹس کو فراہم کی جانے والی گیس پر لیوی، آف گرڈ کیپٹو پاور پلانٹس لیوی ایکٹ 2025ء کے تحت، 1,243 روپے سے بڑھا کر 1,406 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو کر دی گئی، جو 15 فیصد اضافہ ہے۔ ٹیکسٹائل کا شعبہ صنعتی بجلی کی کل کھپت کا 28 فیصد اور صنعتی گیس کی کل کھپت کا 29 فیصد استعمال کرتا ہے۔ گرڈ سے فراہم کی جانے والی بجلی کی ناقابلِ بھروسا فراہمی کے باعث، ٹیکسٹائل کی بڑی ملوں میں بجلی کی طلب کا ایک قابلِ ذکر حصہ کیپٹو جنریشن کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔ ماخذ: عالمی بینک، ٹیکسٹائل کا شعبہ: توانائی کی کارکردگی اور کاربن اخراج میں کمی (اگست 2025ء)۔

[10] برآمد کنندگان کو منافع بخش ہونے یا نہ ہونے سے قطع نظر کم از کم پیشگی ٹیکس ادا کرنا ہو گا جو جولائی 2025ء سے نافذ العمل ہے۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں مالی سال 26ء میں برآمدات میں کمی کے باوجود ٹیکس وصولی میں اضافہ ہوا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برآمد کنندگان پر مؤثر ٹیکس کی شرح بڑھ گئی ہے۔

[11] اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار سروے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 25ء اور مالی سال 26ء کے دوران برآمدی شعبوں میں استعداد کا استعمال تاریخی اوسط کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم رہا۔ ماخذ: پی بی ایس ڈیٹا کی بنیاد پر اسٹیٹ بینک کے تخمینے۔

جدول 5.2: پاکستان کی تجارتی برآمدات

ملین ڈالر

	مالیت		تبدیلی (مالی سال 26ء)		مقداری اثر	قیمت کا اثر
	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	مطلق	فیصد		
برآمدات	**32,130.0**	**30,130.1**	**1,910.3**	**-6.0**	-	-
ٹیکسٹائل جس میں	**17,887.0**	**17,932.3**	**45.3**	**0.3**	-	-
ملبوسات	9,139.0	9,253.9	115.0	1.3	23.8	91.2
گھریلو ٹیکسٹائل	4,195.5	4,174.2	-21.3	-0.5	11.2	-32.5
سوتی دھاگہ	680.7	765.1	84.4	12.4	138.5	-54.0
غیر ٹیکسٹائل جس میں	**14,153.3**	**12,197.7**	**-1,955.6**	**-13.8**	-	-
چاول	3,353.0	2,291.7	-1,061.3	-31.7	-877.1	-184.2
باسمتی	830.6	843.2	12.6	1.5	-13.8	26.4
دیگر	2,522.5	1,448.6	-1,073.9	-42.6	-759.5	-314.4
گوشت	495.1	530.2	35.1	7.1	9.8	25.3
سبزیاں	367.6	162.8	-204.8	-55.7	-216.9	12.1
روغنی بیج	384.6	260.5	-124.0	-32.3	-92.5	-31.6
پٹرولیم مصنوعات	463.6	718.2	254.6	54.9	212.7	41.9
دواسازی	465.2	319.0	-146.2	-31.4	-119.9	-26.3
فٹ بال	229.8	256.7	26.9	11.7	32.2	-5.4
سیمنٹ	318.9	343.2	24.3	7.6	-13.0	37.3

پاکستان دفتر شماریات

عالمی مارکیٹوں میں مسابقت بڑھنے کے باعث مالی سال 26ء کے دوران چاول کی برآمدات میں تیزی سے کمی ہوئی

پاکستان کی چاول کی برآمدات گذشتہ سال کے 3.4 ارب ڈالر سے کم ہو کر مالی سال 26ء میں 2.3 ارب ڈالر رہ گئیں۔ چاول کی برآمدات میں اس کمی کی بنیادی وجہ عالمی سطح پر ریکارڈ بلند 546 ملین میٹرک ٹن پیداوار تھی، جس کے باعث عالمی مارکیٹ میں رسد کی بہتات ہوگئی۔ مزید برآں، چاول پیدا کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک بھارت، جس کا عالمی پیداوار میں 28 فیصد حصہ ہے، چاول، بالخصوص نان باسمتی چاول، کی بہتر رسد کے ساتھ عالمی برآمدات میں اپنا حصہ دوبارہ حاصل کرنے کے لیے بلند رسد کے ساتھ عالمی مارکیٹ میں دوبارہ داخل ہوگیا۔[12] جس کے نتیجے میں مالی سال 26ء میں چاول کی نشانیہ قیمتوں میں 19.7 فیصد کمی ہوئی (**شکل 5.13**)۔

باسمتی چاول کی برآمدات میں مالی سال 26ء کے دوران 1.5 فیصد نمو ہوئی، جس کی بنیادی وجہ قیمت کا اثر تھا، جس نے حجم کے منفی اثر کو یکسر زائل کر دیا۔ مالی سال 26ء کے اختتام تک برآمدات میں بحالی دکھائی دی، جو حکومت کی جانب سے برآمدات کے لیے ملکی ٹیکس اور لیویز پر ڈرابیک (ڈی ایل ٹی ایل) کی اسکیم کے نفاذ سے ہم آہنگ تھی۔[13]

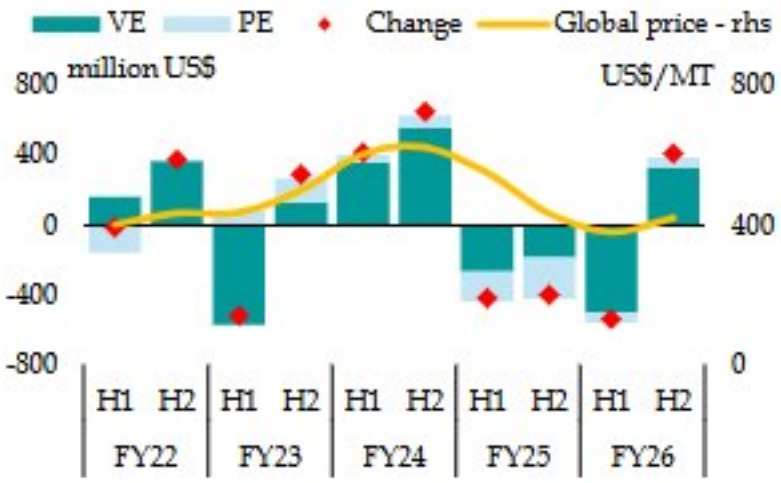
بلحاظ ملک مارکیٹ کے نقصان کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ چاول کی برآمدات میں کمی زیادہ تر انڈونیشیا اور فلپائن میں مرتکز رہی، جس کی وجہ ان ممالک کی مقامی پیداوار میں خود کفالت کے حصول کی پالیسیاں تھیں۔[14] مزید برآں، پاکستان کے نان باسمتی چاول، خصوصاً پست تا اوسط درجے کے ٹوٹا چاول، برطانیہ، سعودی عرب،

[12] یو ایس ڈی اے اور ایس اینڈ پی گلوبل۔

[13] اس اسکیم کے تحت حکومت نے باسمتی اور اعلیٰ معیار کے چاول پر 9 فیصد تک، جبکہ کم معیار کے چاولوں پر 3 فیصد تک ٹیکس ریبیٹ فراہم کیا۔ حکومت پاکستان نے ڈی ایل ٹی ایل اسکیم کے تحت برآمد کنندگان کی معاونت کے لیے ایف او بی بنیاد پر 1,275 ڈالر فی ٹن کی زیادہ سے زیادہ قیمت کی حد بھی ختم کر دی۔

[14] انڈونیشیا اور فلپائن نے مقامی پیداوار کو فروغ دینے کے لیے چاول کی درآمد پر پابندی عائد کر دی تھی۔

شکل 5.13: چاول کی برآمدات میں تبدیلی



Note: VE: volume effect; PE: price effect
Sources: PBS; SBP staff calculations

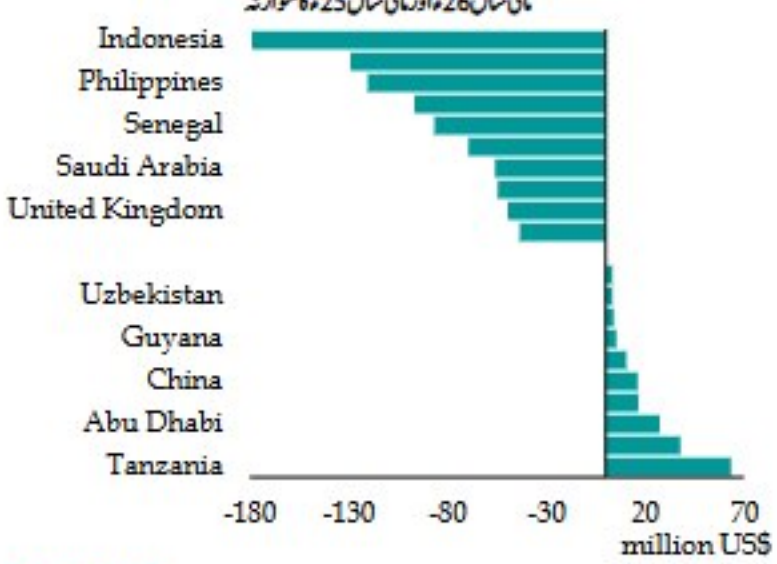
عمان اور بعض افریقی ممالک جیسی مارکیٹوں میں بھی اپنی کچھ مارکیٹ بھارت اور چین کے ہاتھوں کھو چکے ہیں (**شکل 5.14**)۔

دیگر اہم غذائی اجناس، یعنی روغنی بیج، سبزیوں اور خشک میوہ جات کی برآمدات میں بھی رسدی زنجیر میں رکاوٹوں اور پیداوار سے متعلق نقصانات کے باعث کمی ہوئی۔ ان میں سے، روغنی بیجوں کی برآمدات میں مالی سال 26ء کے دوران 32 فیصد کمی ہوئی کیونکہ چین کو تل کے بیجوں کی برآمدات میں کمی آئی تھی۔ نمایاں بین الاقوامی سپلائرز، ایتھوپیا اور سوڈان، کی مارکیٹ میں دوبارہ آمد کے ساتھ ساتھ زیرِ کاشت رقبہ بڑی فصلوں کی جانب منتقل ہونے کے باعث ملکی پیداوار میں ہونے والی کمی اس کی وجہ بنی۔[15]

سبزیوں کی برآمدات میں 55.7 فیصد کی بنیادی طور پر پیاز اور آلو کے باعث ہوئی، جس کی وجہ عالمی مارکیٹ میں ان کی کم قیمتیں تھیں۔ عالمی مارکیٹ میں سستے بھارتی پیاز کی وافر رسد اور تجارتی رکاوٹوں کے باعث ملائیشیا، سری لنکا اور جی سی سی ممالک جیسی پیاز اور آلو کی اہم مارکیٹ ہاتھ سے نکل گئیں۔ مزید برآں، افغانستان کی سرحد بند ہونے سے افغانستان اور وسط ایشیائی مارکیٹوں کو ہونے والی برآمدات بھی متاثر ہوئیں۔[16]

شکل 5.14: پاکستانی چاول کی برآمدات: منڈیوں کی تعداد میں اضافہ اور کمی

مالی سال 26ء اور مالی سال 25ء کا موازنہ



Source: SBP

ٹیکسٹائل

ٹیکسٹائل برآمدات میں مالی سال 26ء کے دوران 0.3 فیصد کی معمولی نمو ہوئی جس کی بنیادی وجہ ملبوسات، بالخصوص تیار ملبوسات، سوتی دھاگے اور دیگر ٹیکسٹائل مصنوعات میں اضافہ تھا جسے سوتی کپڑے، نٹ ویئر اور تولیوں کی برآمدات میں کمی نے جزوآزائل کر دیا (**شکل 5.15**)۔ ملبوسات کی برآمدات مالی سال 26ء کے دوران 1.3 فیصد بڑھیں، جس کی بنیادی وجہ تیار ملبوسات کی برآمدات میں اضافہ تھا۔ یہ اضافہ بڑی حد تک قیمت کے اثر کا عکاس تھا، کیونکہ حجم میں فرق کی رعایت ختم ہونے، توانائی کی بلند لاگت اور ٹیکس نظام میں تبدیلی کے باعث برآمدات کا حجم کم ہوا تھا۔ ان عوامل کے نتیجے میں برآمد کنندگان کے مارجن اور مسابقتی قیمتیں مقرر کرنے کی گنجائش محدود ہو گئی۔ گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدات میں مالی سال 26ء کے دوران 0.5 فیصد کی معمولی کمی ہوئی۔ اس زمرے میں حجم میں کمی کے باعث تولیوں کی برآمدات کم ہوئی، جبکہ بستر کی چادروں کی برآمدات تقریباً مستحکم رہیں، کیونکہ حجم اور قیمت نے ایک دوسرے کے اثرات کو زائل کر دیا۔ گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدات کی کمزور کارکردگی کی کم از کم تین وجوہات ہیں: (i) امریکا سے طلب میں کمی؛ (ii) کیپٹو پاور پلانٹس کے لیے گیس پر عائد لیوی کے باعث توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں پیداواری لاگت میں اضافہ؛ اور (iii) بیمے اور مال برداری کے بلند اخراجات۔

[15] پاکستان میں روغنی بیجوں کی پیداوار مالی سال 26ء میں تقریباً 6 فیصد کمی سے 2.75 ملین میٹرک ٹن رہ گئی۔ ماخذ: یو ایس ڈی اے آئل سیڈز ایئر بک آؤٹ لک سالانہ، اپریل 2026ء، اور پی بی ایس۔

[16] ایم این ایف ایس آر (2026ء)۔ پاکستان غذائی گروپ کی تجارتی کارکردگی کا جائزہ، مالی سال 24-25ء بمقابلہ مالی سال 25-26ء۔

جدول 5.3: مالی سال 25ء اور مالی سال 26ء کے دوران امریکا اور یورپی یونین کی ٹیکسٹائل درآمدات

امریکا کی درآمدات

ملک	اکائی مالیت (امریکی ڈالر / مربع میٹر)			حجم (ملین مربع میٹر)		
	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	فیصد تبدیلی	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	فیصد تبدیلی
بنگلہ دیش	2.8	2.8	-3.1	1,343	1,335	-0.6
کمبوڈیا	2.8	2.6	-6.5	931	1,081	16.2
بھارت	0.7	0.8	23.3	7,761	4,767	-38.6
پاکستان	1.2	1.1	-5.0	1,698	1,650	-2.8
ویت نام	2.5	2.3	-7.2	3,518	3,638	3.4
دنیا بھر سے	**1.0**	**1.0**	**1.6**	**54,685**	**44,882**	**-17.9**

یورپی یونین کی درآمدات

ملک	اکائی مالیت (یورو / کلوگرام)			حجم (ہزار ٹن)		
	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	فیصد تبدیلی	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	فیصد تبدیلی
بنگلہ دیش	14.4	13.1	-9.3	1,308	1,274	-2.6
چین	12.9	11.9	-7.9	2,492	2,653	6.5
بھارت	9.6	8.5	-11.7	556	587	5.5
کمبوڈیا	17.2	16.7	-3.0	238	243	2.
پاکستان	8.5	7.8	-8.2	661	667	0.9
ویت نام	17.1	17.7	3.1	256	255	-0.4
دنیا بھر سے	**12.5**	**11.8**	**-5.1**	**4,950**	**5,056**	**2.1**

ماخذ: اوٹیکسا، یوروسٹیٹ

پاکستان نے ٹیکسٹائل مصنوعات کی اپنی دو سب سے بڑی مارکیٹوں، امریکا اور یورپی یونین، میں اپنا حصہ برقرار رکھا۔ امریکی ٹیکسٹائل درآمدات میں پاکستانی کا حصہ قدرے بڑھ گیا، جس کی بنیادی وجہ امریکا کی مجموعی ٹیکسٹائل درآمدات میں کافی زیادہ کمی تھی (**جدول 5.3**)۔ اگرچہ یورپی یونین کو پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات کا حجم 0.9 فیصد بڑھا، تاہم اکائی قیمتوں میں 8.2 فیصد کمی ہوئی، جو ہم سر ممالک میں ریکارڈ کی گئی کمی کے مقابلے میں زیادہ تیز تھی۔ اس تناظر میں، بھارت اور یورپی یونین کے مابین حالیہ آزاد تجارت کا معاہدہ (ایف ٹی اے) یورپی یونین کی مارکیٹ میں پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات پر نمایاں اثرات مرتب کر سکتا ہے (**دیکھیے باکس 5.1**)۔

مالی سال 26ء میں سوتی دھاگے کی برآمدات 12.4 فیصد اضافے سے 765 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر حجم کی وجہ سے تھا، کیونکہ دورانِ سال سوتی دھاگے کی ترسیلات میں 20.3 فیصد اضافہ ہوا۔ سوتی دھاگے کے برآمد کنندگان نے بیرونی مارکیٹوں پر توجہ دی، کیونکہ ملکی ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل بنانے والوں کی طلب کمزور تھی جو درآمدی دھاگے کی جانب منتقل ہو گئے تھے۔[17]

دیگر اشیا ساز

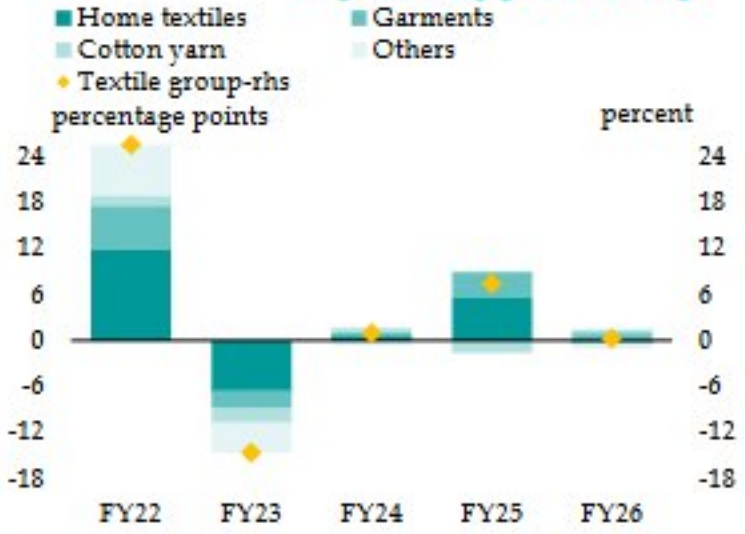
دیگر اشیا کی برآمدات میں مالی سال 26ء میں 3.7 فیصد کی کمی دکھائی دی، جس کی بنیادی وجہ ادویات اور پلاسٹک کی مصنوعات کی برآمدات میں کمی تھی۔ حجم اور قیمت دونوں میں کمی کی وجہ سے مالی سال 26ء کے دوران ادویات کی برآمدات گھٹ گئیں۔ مؤخر الذکر میں کمی کی جزوی وجہ مغربی سرحد کی بندش بھی تھی۔[18] دیگر برآمدات میں کھیلوں کے سامان اور سیمنٹ کی برآمدات میں بہتری آئی۔ بالخصوص، مالی سال 26ء میں فٹ بال کی برآمدات 11.7 فیصد اضافے سے 257 ملین ڈالر تک

[17] اے پی ٹی ایم اے

[18] افغان حکام نے نومبر 2025ء میں پاکستان سے ادویات کی درآمد پر پابندی کا اعلان کیا اور 9 فروری 2026ء کے بعد کسٹمز پر اسپیکنگ روک دی۔

پہنچ گئیں، جو جون 2026ء میں ہونے والے فٹ بال ورلڈ کپ سے قبل بڑھتی ہوئی طلب سے ہم آہنگ تھیں۔

شکل 5.15: ٹیکسٹائل کی برآمدات میں حصہ



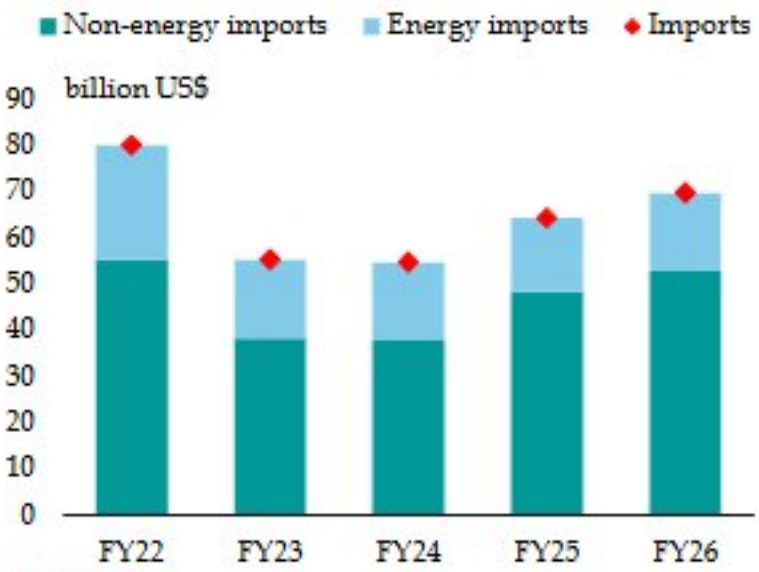
Source: PBS

سیمنٹ کی برآمدات میں بھی مالی سال 26ء کے دوران 7.6 فیصد نمو ہوئی، جس کی بنیادی وجہ اکائی قیمت میں نمایاں اضافہ تھا، جبکہ ترسیلات کا حجم کم ہوگیا۔ ستمبر 2025ء سے مغربی سرحد کی بندش اور سب سے بڑی مارکیٹ افغانستان سے محروم ہونے کے بعد پاکستانی سیمنٹ برآمد کنندگان نے افریقی اور خلیجی مارکیٹوں پر توجہ مرکوز کی۔

پیٹرولیم گروپ اور کوئلہ

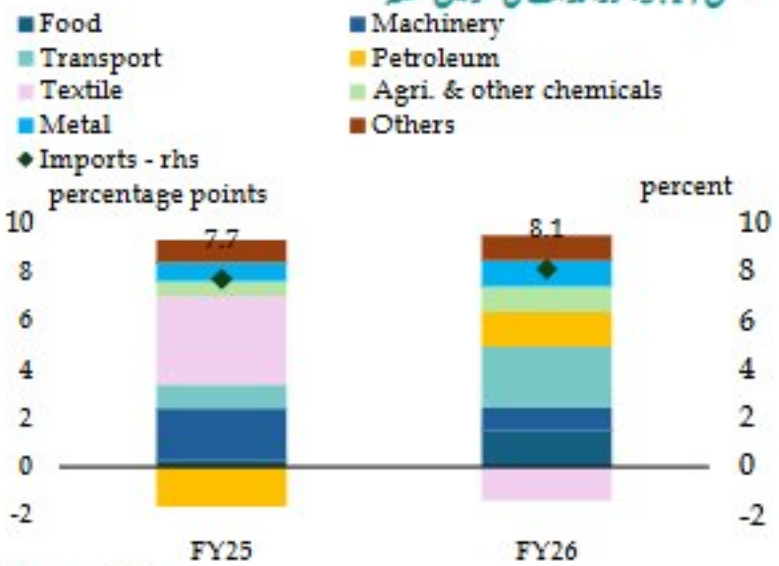
پٹرولیم برآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا، جس کی وجہ پٹرولیم مصنوعات، ماسوا نیفتھا، کی برآمدات میں 54.8 فیصد اضافہ تھا، جسے حجم اور قیمت، دونوں کے اثرات سے تقویت ملی تھی۔ حکومت کی جانب سے پٹرولیم اور کلائمیٹ سپورٹ لیوی میں اضافے کے فیصلے کے ساتھ ساتھ بجلی کی پیداوار کے آمیزے میں تبدیلی اور مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں کفایت شعاری کے اقدامات نے ملکی طلب کو کم کر دیا۔ مزید برآں، ریفائننگ کی بلند پیداوار سے تیار ہونے والے فاضل آؤٹ پٹ کی وجہ سے ریفائنریوں نے پٹرولیم مصنوعات کی بلند برآمدات پر توجہ دی۔[20,19]

شکل 5.16: تجارتی اشیا کی درآمدات



Source: PBS

شکل 5.17: درآمدات کی نمو میں حصہ



Source: PBS

درآمدات

مالی سال 26ء کے دوران معاشی سرگرمیوں میں تیزی اور ملکی ٹیرف کو معقول بنانے کے سبب درآمدات میں اضافے کا رجحان برقرار رہا۔ اگرچہ مالی سال 25ء کے 7.7 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 26ء میں درآمدات کی نمو بڑھ کر 8.1 فیصد ہو گئی۔ تاہم، درآمدات میں اضافہ وسیع البنیاد رہا اور ٹیکسٹائل کے علاوہ تمام گروپوں کی درآمدی مالیت میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا (**جدول 5.4**)۔

[19] فنانس ایکٹ 2025ء اور پٹرولیم مصنوعات (پٹرولیم لیوی) اور کلائمیٹ سپورٹ لیوی آرڈیننس، 1961ء۔

[20] مالی سال 26ء میں توانائی کی مصنوعات کی ریفائنری پیداوار 11 فیصد اضافے سے 11.7 ملین میٹرک ٹن ہوگئی۔ ماخذ: او سی اے سی۔

جدول 5.4: پاکستان کی تجارتی درآمدات

ملین ڈالر

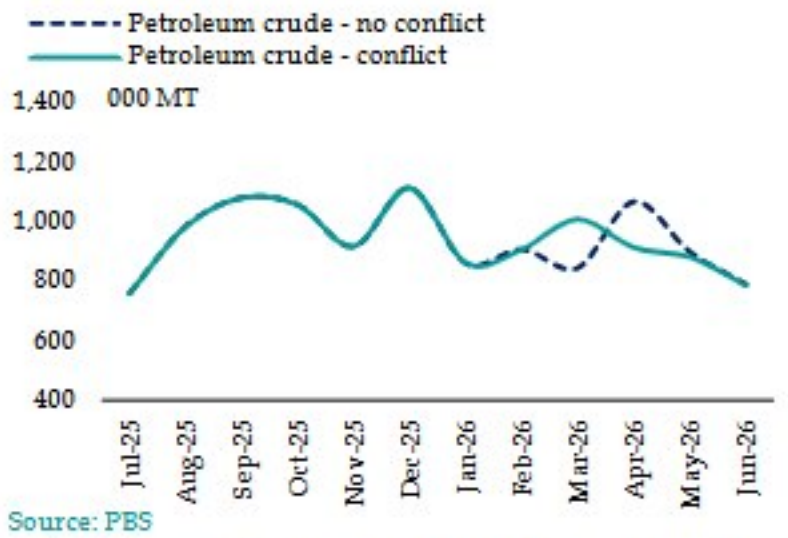
	مالیت		تبدیلی (مالی سال 26ء)		مقداری اثر	قیمت کا اثر
	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	مطلق	فیصد		
درآمدات	**64,507**	**69,728**	**5,221**	**8.1**	–	–
غذا، جس میں	**8,195**	**9,151**	**955**	**11.7**	–	–
پام آئل	3,393	3,786	393	11.6	284	108
چینی	4	175	171	–	–	–
دیگر تمام غذائی اشیا	2,287	3,012	725	31.7	–	–
توانائی، جس میں	**15,943**	**16,863**	**920**	**5.8**	–	–
پٹرولیم مصنوعات	5,964	6,386	422	7.1	-29	449
خام تیل	5,446	7,166	1,720	31.6	696	1,024
ایل این جی	3,476	2,221	-1,255	-36.1	–	–
ایل پی جی	1,055	1,089	34	3.2	–	–
مشینری، جس میں	**10,307**	**10,920**	**613**	**5.9**	–	–
برقی	3,898	2,919	-979	-25.1	–	–
ٹیکسٹائل	526	581	55	10.5	–	–
بجلی کی پیداوار	689	797	108	15.7	–	–
ٹیلی کام	2,102	2,690	588	28.0	–	–
ٹیکسٹائل، جس میں	**7,356**	**6,462**	**-894**	**-12.2**	–	–
خام کپاس	2,693	1,528	-1,165	-43.3	-615	-550
دیگر ٹیکسٹائل اجزا	2,972	3,154	183	6.1	–	–
انگرو کیمیکل، جس میں	**9,644**	**10,324**	**680**	**7.1**	–	–
پلاسٹک کا مواد	2,627	2,863	236	9.0	429	-193
طبی مصنوعات	1,205	1,351	146	12.1	450	-304
ٹرانسپورٹ	**2,443**	**4,084**	**1,640**	**67.1**	–	–
مکمل ساختہ یونٹ	393	673	280	71.3	–	–
الگ الگ پرزے / نیم ساختہ یونٹ	1,591	2,785	1,194	75.1	–	–
دھاتیں، جس میں	**5,631**	**6,310**	**680**	**12.1**	–	–
لوہا اور فولاد	2,297	2,605	308	13.4	629	-321

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مالی سال 26ء میں درآمدات کی نمو بنیادی طور پر غیر توانائی گروپوں، بالخصوص ثانوی اشیاء کی وجہ سے ہوئی، جو ملکی معاشی سرگرمیوں میں تیزی کی عکاسی کرتی ہے۔ اگرچہ توانائی کی بلند عالمی قیمتوں کی وجہ سے مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں توانائی کی درآمدات میں اضافہ ہوا تھا تاہم حکومت کی جانب سے کفایت شعاری کے اقدامات کے باعث پست درآمدی حجم سے اس کی جزوی تلافی ہوگئی۔ اس کے برعکس، غیر توانائی درآمدات بڑھ گئیں اور غیر غذائی اور غیر توانائی درآمدات بڑھ کر 44 ارب ڈالر ہو گئیں (**شکل 5.16**)۔

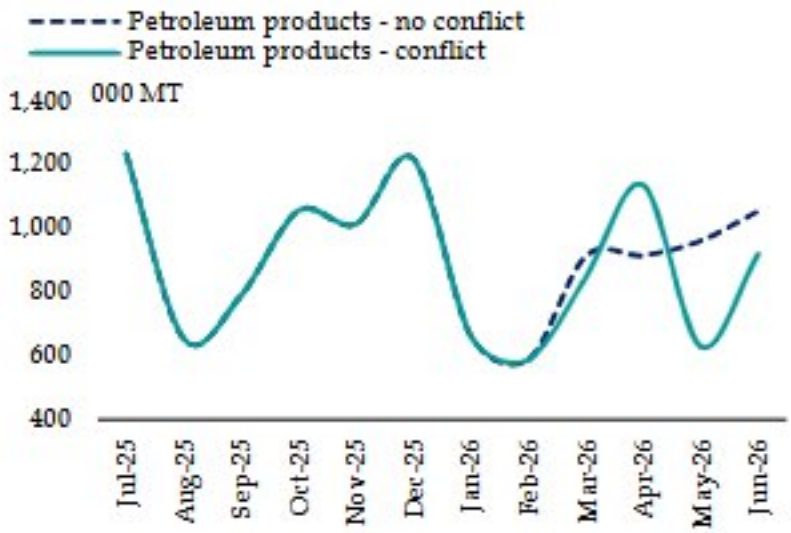
غیر توانائی درآمدات کی ساخت میں بھی نمایاں تبدیلی آئی، کیونکہ ٹرانسپورٹ گروپ کی درآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا، جبکہ ٹیکسٹائل کی درآمدات میں کمی آگئی (**شکل 5.17**)۔ مزید برآں، ملکی ٹیرف پالیسی 2030-2025ء کے تحت ٹیرف کو معقول بنانے کے عمل نے بھی مالی سال 26ء میں درآمدات کے رجحان کو

شکل 5.18الف: خام پیٹرولیم کے درآمدی حجم پر تنازع کا اثر



Source: PBS

شکل 5.18ب: پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی حجم پر تنازع کا اثر



متاثر کیا، کیونکہ اس کے نتیجے میں مختلف مصنوعات اور شعبوں کے درمیان نسبتی مراعات میں تبدیلی کی گئی۔[21]

خوراک

مالی سال 26ء کے دوران غذائی اشیا کی درآمدات 11.7 فیصد اضافے سے 9.2 ارب ڈالر ہو گئیں، جس کی بنیادی وجہ پام آئل اور 'دیگر تمام غذائی اشیا' کی درآمدات میں اضافہ تھا۔[22] پام آئل کی درآمدات میں قیمت اور حجم، دونوں کے لحاظ سے اضافہ ہوا، جبکہ سویابین آئل کی درآمدات حجم میں کمی کے باعث گھٹ گئیں۔

عالمی سطح پر پام آئل کی قیمتیں بلند رہیں، کیونکہ خام تیل کی قیمتوں میں اضافے سے بایو ڈیزل فیڈ اسٹاک کے طور پر پام آئل کی طلب مضبوط ہوئی۔ اس کے علاوہ، مسابقتی نباتاتی تیلوں[23] کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور عالمی رسد کی نسبتاً محدود صورتِ حال نے پام آئل کی قیمتوں میں اضافے کے دباؤ کو مزید تقویت دی۔[24] ملکی سطح پر، بناسپتی گھی، خوردنی تیل، بیکری چکنائیوں، فیڈ اور پراسیس شدہ خوراک کی صنعتوں کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے درآمدی حجم میں اضافہ کیا گیا۔

روغنی بیجوں کی بلند درآمدات کے ساتھ 'دیگر تمام غذائی اشیا' کی درآمدات میں اضافہ ہوا، کیونکہ نیشنل بایو سیفٹی کمیٹی نے جینیاتی طور پر تبدیل شدہ بیجوں کی درآمد کی اجازت دے دی تھی۔ مزید برآں، ملکی پیداوار میں کمی کے باعث بھی روغنی بیجوں کی درآمدات میں اضافہ ہوا۔[25] مالی سال 26ء میں سویابین کے بیجوں کی درآمدات روغنی بیجوں کی مجموعی درآمدات میں نمایاں رہیں، کیونکہ سویابین کے بیجوں پر کسٹم ڈیوٹی کم کر کے 'صفر' کر دی گئی تھی۔ بیجوں کی درآمدات میں اضافہ خوردنی تیل کشید کرنے والی اور لائیو اسٹاک فیڈ کی صنعتوں کی بڑھتی ہوئی طلب کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ دریں اثنا، اعلیٰ معیار کے خوردنی تیل اور پھلوں (سیب، انگور، کھجور اور خوبانی) کی درآمدات میں اضافہ بلند قدر کی حامل غذائی مصنوعات کے لیے صارفین کی بڑھتی ہوئی طلب کی نشاندہی کرتا ہے۔

---

[21] وفاقی بجٹ 26-2025ء میں کسٹم ڈیوٹی 11.9 فیصد سے کم کر کے 11.3 فیصد، اضافی کسٹم ڈیوٹی 3.7 فیصد سے کم کر کے 1.8 فیصد اور ریگولیٹری ڈیوٹی 4.6 فیصد سے کم کر کے 3.7 فیصد کر دی گئی۔۔ ملکی ٹیرف کی تنظیم کے مختلف شعبوں پر اثرات کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی م س 26ء کی ششماہی رپورٹ کا باب 5 دیکھیے۔

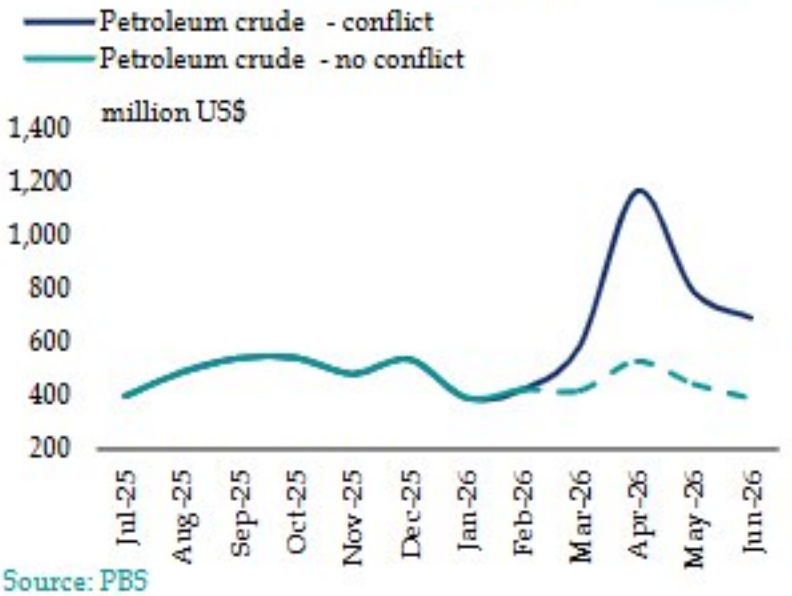
[22] دیگر تمام غذائی اشیا مجموعی غذائی درآمدات کا تقریباً 33 فیصد ہیں۔ دیگر تمام غذائی اشیا میں مختلف بیج، اعلیٰ معیار کے پھل، فارمولا دودھ، اور پراسیس شدہ خوراک کے لیے پریزرویٹو اور ایملسیفائرز جیسے اجزا شامل ہیں۔

[23] پی بی ایس کے جولائی تا مارچ ایچ ایس-8 سطح کے اعداد و شمار کی بنیاد پر، پام آئل کی اکائی قیمت تقریباً 1.09 ڈالر فی کلوگرام، سویابین آئل کی 1.2 ڈالر فی کلوگرام، سورج مکھی کے تیل کی 1.3 ڈالر فی کلوگرام، نباتاتی تیل کی 2.3 ڈالر فی کلوگرام، مارجرین آئل کی 2.5 ڈالر فی کلوگرام، اور ورجن آئل کی 3.6 ڈالر فی کلوگرام ہے۔

[24] انڈونیشیا کی وزارت خزانہ نے یکم مارچ 2026ء سے ملک پر عائد خام پام آئل کی برآمدی لیوی 10 فیصد سے بڑھا کر 12.5 فیصد کر دی۔ اس کے نتیجے میں انڈونیشیا میں خام پام آئل پر مجموعی برآمدی ٹیکس اور لیوی 165.85 ڈالر فی میٹرک ٹن سے بڑھ کر 241.36 ڈالر فی میٹرک ٹن ہو گئی۔ (ماخذ: ایس اینڈ پی گلوبل) مزید برآں، توقع ہے کہ انڈونیشیا کے بی 35 تا بی 40 بایو ڈیزل کے لازمی اہداف سے اس کی ملکی رسد کا بیشتر حصہ استعمال ہو گا، جس سے برآمد کے لیے دستیاب مقدار کم رہ جائے گی۔

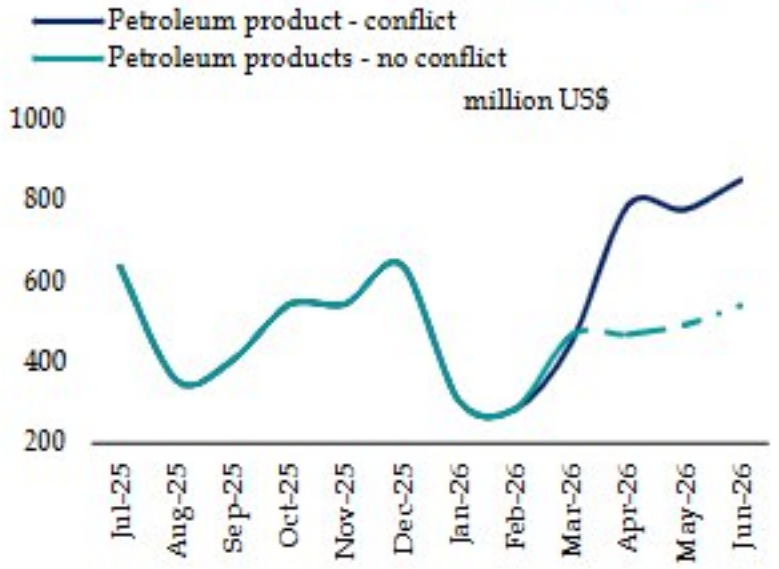
[25] آئل سیڈز اینڈ پروڈکٹس اپ ڈیٹ 2026ء، امریکی محکمہ زراعت، فارن ایگریکلچر سروس۔

شکل 5.19 الف: خام پیٹرولیم کی درآمدی مالیت پر تنازع کا اثر



Source: PBS

شکل 5.19 ب: پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مالیت پر تنازع کا اثر



توانائی

توانائی کی درآمدات میں علاوہ ایل این جی، تمام زمروں میں اضافہ ہوا، جو بنیادی طور پر بین الاقوامی قیمتوں میں نمایاں اضافے کی عکاسی کرتا ہے۔[26] اگرچہ مشرق وسطیٰ میں جاری تنازعے کے باعث پٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مقدار میں کمی نے بلند قیمتوں کے اثر کو جزوی طور پر زائل کر دیا، تاہم خام تیل کا درآمدی حجم نسبتاً مستحکم رہا (**شکل 5.18 الف اور ب**)۔ خام تیل اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں اور درآمدی حجم کے حقائق کے منافی تجزیے[27] سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے تنازعے (مارچ تا جون 2026ء) نے توانائی کے درآمدی بل کو بنیادی طور پر بلند قیمتوں کے ذریعے متاثر کیا، جبکہ درآمدی حجم میں تبدیلی کا اثر نہ ہونے کے برابر تھا (**شکل 5.19 الف اور ب**)۔[28] مجموعی طور پر، مالی سال 26ء کے دوران خام تیل کی درآمدات میں اضافہ ریفائنریوں میں بلند پیداوار کی بھی عکاسی کرتا ہے۔[29]

اس کے برعکس، مالی سال 26ء میں ایل این جی کی درآمدات میں کمی آئی، جس کی بنیادی وجہ درآمدی گیس کی، بالخصوص بجلی کے شعبے کی جانب سے، طلب میں کمی تھی۔ پست لاگت پیداواری ذرائع، جیسے کوئلہ، آر ایف او اور چھتوں پر نصب تیزی سے بڑھتے ہوئے سولر، پر مسلسل انحصار کے باعث بجلی کی پیداوار میں ایل این جی کے استعمال میں کمی ہوئی (**شکل 5.20**)۔

پست صنعتی طلب اور اضافی معاہدہ شدہ ایل این جی کارگوز کی ترسیل میں تاخیر سے ایل این جی کی درآمدات میں کمی ہوئی، حالانکہ دورانِ سال بین الاقوامی آر ایل این جی کی اوسط قیمت کم تھی۔[30] مزید برآں، چھتوں پر نصب سولر میں اضافے سے پاکستان کا درآمدی ایندھن پر انحصار کم ہونا شروع ہو گیا ہے، جس کے باعث مالی سال 26ء میں سالانہ تقریباً 4.5 تا 5.5 ارب ڈالر کی بچت کا تخمینہ ہے (**جدول 5.5**)۔ یہ ممکنہ طور پر گذشتہ چند برسوں کے دوران ملک کے توانائی کے درآمدی بل کو محدود رکھنے میں بھی مددگار ثابت ہوا ہے۔

---

[26] عالمی بینک کے مطابق، خام تیل کی اوسط برینٹ قیمت مالی سال 25ء میں 74.6 ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 26ء میں 79.4 ڈالر ہو گئی۔

[27] متضاد حقائق کے تجزیے کے لیے، **شکل 5.18 الف** اور ب میں محولہ حجم کو گذشتہ سال کے اسی مہینے کی سطح پر فرض کیا گیا تھا۔ جبکہ **شکل 5.19 الف** اور ب میں مارچ تا جون 2026ء کی اکائی قیمت کو جولائی 2025ء تا فروری 2026ء کی اوسط قیمت سے تبدیل کیا گیا۔

[28] اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے کے مطابق، تنازعے کی مدت میں قیمت کا اثر غالب رہا۔

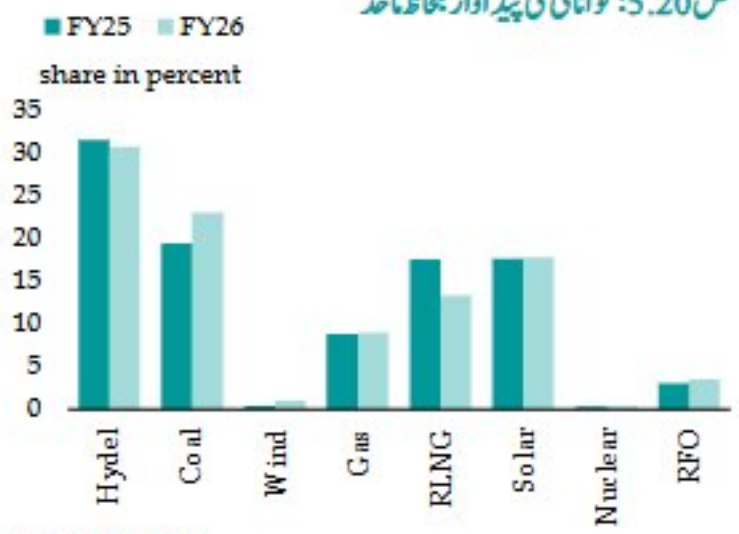
[29] او سی اے سی کے اعداد و شمار کے مطابق۔

[30] اوسط آر ایل این جی قیمت مالی سال 25ء کے دوران 9.13 ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو اور مالی سال 26ء میں 8.38 ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو رہی۔ مشرق وسطیٰ کے تنازعے کے دوران قطر سے ایل این جی کی رسد میں خلل کے باعث رسد کی دستیابی میں غیر یقینی صورتِ حال کو بڑھا دیا، جس کے نتیجے میں متبادل کارگوز کی قیمتوں میں عارضی اضافہ ہوا۔

کپاس کی عالمی قیمتوں میں کمی سے ٹیکسٹائل کا درآمدی بل کم ہوا

ٹیکسٹائل کی درآمدات میں کمی نے، کم قیمتوں اور درآمدی حجم میں کمی کے مشترکہ اثرات کی عکاسی کی۔ قیمت کے اثر کی بنیادی وجہ بین الاقوامی سطح پر کپاس کی کم قیمتیں تھیں، جبکہ درآمدی حجم میں کمی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مصنوعی ریشے (ایم ایم ایف) پر مبنی ملبوسات کی بڑھتی ہوئی طلب کے باعث بطور خام مال مصنوعی ریشے اور دھاگے کے استعمال کا رجحان بڑھ گیا۔

شکل 5.20: توانائی کی پیداوار بلحاظ ماخذ



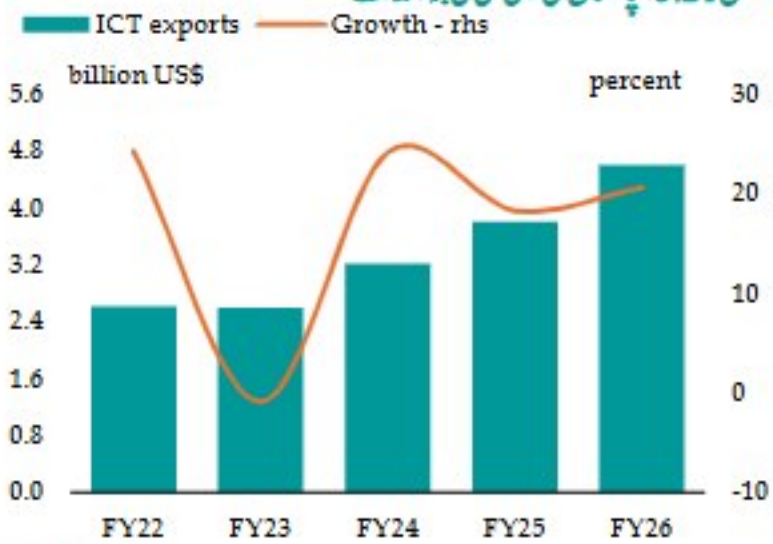
Source: NEPRA

مزید برآں، درآمدی کپاس پر 18 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیے جانے سے ممکنہ طور پر ملکی کپاس پر بلند انحصار کی حوصلہ افزائی ہوئی، جبکہ مقامی طور پر تیار کردہ کپاس پر عائد ٹیکس کی وجہ سے جننگ شدہ کپاس کی رپورٹنگ میں کمی آئی۔[31]

جدت کاری اور پیداواری صلاحیت میں اضافہ مشینری کی درآمدات میں اضافے کی بنیاد بنا

مشینری کی درآمدات میں، علاوہ برقی مشینری، بیشتر زمروں میں وسیع البنیاد اضافہ ہوا۔ بنیادی طور پر سولر پینلز کی قیمتوں میں کمی کے باعث برقی مشینری کی درآمدات کم ہو گئیں؛ اگرچہ مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں قیمتوں میں قدرے اضافہ ہوا تھا، تاہم مالی سال 26ء میں سولر پینلز کے درآمدی حجم میں کمی سے اس کا اثر جزوی طور پر زائل ہو گیا۔ یہ کمی حالیہ برسوں میں غیر معمولی مضبوط نمو کے بعد پیداواری صلاحیت میں اضافے کی رفتار میں کمی اور کسی حد تک فروری 2026ء میں جاری کردہ پروزیومر ("Prosumers") ضوابط کے ردِ عمل کی عکاسی کرتی ہے۔ تاہم، لیتھیم آئن بیٹریوں کی درآمد کافی تیزی سے بڑھ گئی، جو شمسی توانائی کے استعمال کے دوسرے مرحلے کی عکاس ہے، جس میں صارفین بیٹری اسٹوریج شامل کر رہے ہیں۔

شکل 5.21: پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات



Source: SBP

دفتری مشینری کی درآمدات میں اضافہ جاری ڈیجیٹلائزیشن، آئی ٹی کی جدت کاری اور پیداواری صلاحیت میں توسیع کی عکاسی کرتا ہے، جبکہ زرعی مشینری کی درآمدات میں اضافہ صوبائی حکومت کی جانب سے زرعی میکانائزیشن کو فروغ دینے کے اقدامات کے باعث ہوا (**باب 2**)۔[32] اسی طرح، نیٹ ورک کی فائبرائزیشن، بین الاقوامی بینڈوڈتھ کی صلاحیت میں اضافے اور متوقع 5G اسپیکٹرم کے اجرا کے باعث انفراسٹرکچر کی بڑھتی ہوئی ضروریات نے ٹیلی کام آلات کی درآمدات میں اضافے کو سہارا دیا۔[33]

---

[31] یو ایس ڈی اے رپورٹ 2025ء: کاٹن اینڈ پراڈکٹس اپ ڈیٹ، امریکی شعبہ برائے زراعت۔

[32] محکمہ زراعت برائے جنوبی پنجاب۔ https://agriculturesouthpunjab.gop.pk/punjab-green-tractor-schcmc-phase-3/ ؛ وزیر اعلیٰ پنجاب ہائی ٹیک فارم میکنائزیشن فنانسنگ پروگرام، https://cmhightech.punjab.gov.pk/۔

[33] نیٹ ورک سائٹس کی فائبرائزیشن میں اضافہ ہوا، جبکہ نصب شدہ بین الاقوامی بینڈوڈتھ 17.2 ٹی بی پی ایس تک پہنچ گئی اور ڈیٹا کا مجموعی استعمال بڑھ کر 27,727 پیٹا بائٹس ہو گیا۔ ماخذ: پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی، سالانہ رپورٹ 2025ء۔

جدول 5.5: شمسی توانائی کی تخمیب کی وجہ سے درآمدی بچت-مالی سال 26ء

	طریقہ کار / تخمینہ	مالی سال 26ء کا تخمینہ
نصب شدہ سولر صلاحیت (مالی سال 2025ء)*	پاکستان الیکٹرسٹی ریویو رپورٹ	38 گیگاواٹ
نصب شدہ سولر صلاحیت (مارچ 2026ء)*	پاکستان الیکٹرسٹی ریویو رپورٹ	51 گیگاواٹ
اوسط نصب شدہ اور آپریشنل صلاحیت (مالی سال 26ء)^	2/(51+38)	44.5 گیگاواٹ
عاملِ استعداد**	فرض کیا گیا	17–20 فیصد
شمسی بجلی کی سالانہ پیداوار	44.5*8760 گھنٹے*(17–20)	66–78 ٹی واٹ گھنٹہ
منقل شدہ پیداوار کی بہ وزن اوسط اینڈ جن لاگت****	آر ایل این جی (34 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ)، کوئلہ (16 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ) اور آر ایف او (58 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ)	24.9 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ
توانائی کی درآمد کی سالانہ تخمینی بچت	77.964 ارب کلوواٹ گھنٹہ × 24.9 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ	1,941.3–1,649.99 ارب روپے
کل توانائی کی درآمد کی سالانہ تخمینی بچت*	اوسط مبادلہ شرح، 281 روپے	5.9–6.9 ارب ڈالر
شمسی پینلز، بیٹریوں، انورٹرز کی درآمدات نکال کر مجموعی سالانہ درآمدی بچت^	سولر پینل (819 ملین ڈالر) + بیٹریاں (254 ملین ڈالر) + سولر انورٹرز (344 ملین ڈالر)	4.5–5.5 ارب ڈالر

نوٹ: * تقسیم شدہ شمسی توانائی کی تخمینی تنصیب کی مالیتیں پاکستان الیکٹرسٹی ریویو رپورٹ 2026ء سے لی گئی ہیں۔

** گذشتہ 5 سالوں کی اوسط استعداد کے عوامل پاکستان الیکٹرسٹی ریویو رپورٹ 2026ء سے لیے گئے ہیں۔ شمسی صلاحیت کے استعمال کا عنصر اب بھی وسائل پر مبنی، محدود شمسی تابکاری، موسمی اثرات اور دن کے وقت پیداوار کی عکاسی کرتا ہے۔

*** یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سولر پینلز اور سولر سے متعلق اجزا (انورٹرز، بیٹریاں وغیرہ) کی درآمد مالی سال 26ء میں تقریباً 1.4 ارب ڈالر ریکارڈ کی گئی ہے جو مشینری درآمدی بل میں ظاہر ہوتی ہے اور جو جاری سولر انسٹالیشن مہم کی عکاسی کرتی ہے۔

**** آر ایل این جی، کوئلہ اور آر ایف او کی بہ وزن اوسط حاصلہ پیداوار کے آمیزے میں شیئرز کی بنیاد پر

^ پاکستان دفتر شماریات ایچ ایس 8 کے تازہ ترین دستیاب ڈیٹا کے مطابق۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے پاکستان دفتر شماریات ایچ ایس 8 کے درآمدی ڈیٹا کی بنیاد پر؛ پاکستان الیکٹرسٹی ریویو رپورٹ؛ فعال پاور پلانٹس نیرا کی کارکردگی کی جائزہ رپورٹس؛ چین کی سولر پی وی برآمدات الیمبر، پاکستان کے تقسیم شدہ شمسی انقلاب پر روشنی ڈالتے ہوئے

ٹرانسپورٹ گروپ کی درآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا

ٹرانسپورٹ گروپ کی درآمدات میں اضافہ نیرف کو معقول بنانے کے سبب بڑی حد تک ملکی سطح پر گاڑیوں کی پیداوار اور فروخت کے رجحانات سے ہم آہنگ ہے۔ یہ اضافہ زیادہ تر الگ الگ پُرزوں کی شکل میں (سی کے ڈی) موٹر کاروں تک محدود رہا، جن کی درآمدات مالی سال 26ء میں تقریباً 96.8 فیصد بڑھ کر 2.2 ارب ڈالر ہو گئیں۔ اسی طرح، مکمل ساختہ یونٹ (سی بی یو) کاروں کی درآمدات میں 32.0 فیصد اضافہ ہوا اور یہ 367 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ سی کے ڈی کاروں کے مقابلے میں سی بی یو کاروں کی درآمدات میں نسبتاً کم رفتار سے ہونے والا اضافہ ظاہر کرتا ہے کہ موٹر کاروں کی درآمدات میں اضافے کی وجہ نیرف کے علاوہ دیگر عوامل بھی تھے، جن میں ملکی طلب میں بحالی اور بہتر معیار اور جدید خصوصیات کے حامل نئے ماڈلز کا متعارف کرایا جانا شامل ہیں۔

مالی سال 26ء میں پاکستان کے گاڑیوں کے شعبے میں بھی نمایاں تبدیلی دیکھنے میں آئی، جہاں روایتی آئی سی ای ماڈلز کے ساتھ ساتھ سرمایہ کاری اور مارکیٹ کی سرگرمیوں کا رخ تیزی سے نئی توانائی سے چلنے والی گاڑیوں (این ای ویز) کی جانب منتقل ہو گیا۔[34] مزید برآں، درآمد کنندگان بھی سی بی یو گاڑیوں کی ترسیل میں تیزی لائے کیونکہ مارکیٹ کو توقع تھی کہ بجٹ میں ای ویز / پی ایچ ای ویز کے لیے سیلز ٹیکس میں اضافہ

[34] یہ تبدیلی اس تبدیلی کی عکاسی بڑی حد تک این ای وی پالیسی 2025ء-2030ء کے تحت حکومت نے ای وی کے استعمال کو تیز کرنے اور ای وی چارجنگ کے انفراسٹرکچر کو وسعت دینے کے لیے 100 ارب روپے کے سبسڈی پیکیج کی تجویز دی۔ پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی ششماہی رپورٹ، 2025-26ء میں پاکستان کی این ای وی پالیسی پر باکس 3.2 ملاحظہ فرمائیے۔

جدول 5.6: خدمات کی تجارت

ملین ڈالر

	درآمدات (د)			برآمدات (ب)			توازن (د اور ب کا فرق)		
	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	مطلق تبدیلی	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	مطلق تبدیلی	مالی سال 25ء	مالی سال 26ء	مطلق تبدیلی
الف) ٹرانسپورٹ	**4,699.1**	**5,002.9**	**303.8**	**995.4**	**1,233.4**	**238.0**	**-3,703.7**	**-3,769.5**	**-65.8**
سمندری مال برداری	2,268.7	2,527.1	258.4	93.0	118.5	25.5	-2,175.7	-2,408.6	-232.9
فضائی مسافر	1,410.0	1,529.6	119.6	404.8	398	-6.8	-1,005.2	-1,131.6	-126.4
فضائی مال برداری	34.3	47.4	13.1	28.5	55.9	27.4	-5.8	8.5	14.3
ب) سفر	**2,405.8**	**2,887.7**	**481.9**	**729.1**	**1,116.0**	**386.9**	**-1676.7**	**-1,771.8**	**-95.1**
تعلیمی اخراجات	623.3	627.4	4.1	18.9	23.2	4.3	-604.4	-604.2	0.2
طبی سفر	598.6	867.5	268.9	5.4	5.3	-0.1	-593.2	-862.2	-269.0
دیگر (ذاتی)	1157.4	1,358.8	201.4	680.8	1,069.9	389.1	-476.7	-288.9	187.7
ج) آئی سی ٹی خدمات	**492.9**	**683.1**	**190.2**	**3,819.7**	**4602.4**	**782.7**	**3,326.8**	**3,919.3**	**592.5**
سافٹ ویئر مشاورتی خدمات	196.1	247.1	51	1,107.9	1,277.20	169.3	911.8	1,030.1	118.3
دیگر کمپیوٹر خدمات	25.6	121.9	96.3	1,534.4	1,958.50	424.1	1,508.8	1,836.6	327.8
جس میں فری لانس خدمات	–	–	–	779.5	1,164.80	385.3	–	–	–
کمپیوٹر کی برآمدات / درآمدات	146.1	241.8	95.7	593.9	655.8	61.9	447.8	414.0	-33.8
ٹیلی مواصلات	116.4	56.6	-59.8	553.8	698	144.2	437.4	641.4	204.0
د) دیگر کاروباری خدمات	**1,323.9**	**1,245.20**	**-78.7**	**1,691.4**	**2,197.1**	**505.7**	**367.5**	**951.9**	**584.4**
جس میں دیگر فری لانس خدمات	–	–	–	205.5	592.9	387.4	–	–	–
مجموعی خدمات	**11,290.2**	**11,930.20**	**640.0**	**8,446.8**	**10,055.8**	**1609.0**	**-2,843.3**	**-1,874.4**	**969.0**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

اور موجودہ مالی مراعات (کم جی ایس ٹی کی شرحوں) کو ختم کیا جاسکتا تھا۔ یہ پیشگی درآمدی سرگرمی مالی سال 26ء کی چوتھی سہ ماہی میں نمایاں رہی۔[35]

زراعت اور دیگر کیمیکلز کی درآمدات میں اضافہ ہوا

پلاسٹک کے خام مال اور ادویہ کی مصنوعات کی درآمدات بڑھنے کی وجہ سے زرعی اور دیگر کیمیکلز کی درآمدات میں اضافہ ہوا۔ پلاسٹک کے خام مال کی درآمدات، بالخصوص پولی ایتھیلین اور ایتھیلین کے دیگر پولیمرز کی درآمدات میں اضافہ ہوا۔ یہ دونوں مواد ملکی اشیا سازی، بالخصوص پیکیجنگ، تعمیرات اور صارفی اشیا میں استعمال ہوتے ہیں، جو صنعتی سرگرمیوں کے ذیلی شعبوں میں مسلسل مضبوطی کی نشاندہی کرتا ہے۔ ادویہ کی مصنوعات، بالخصوص دواسازی کے فعال اجزا (اے پی آئیز) کی درآمدات میں بھی اضافہ ہوا، جو اے پی آئی پالیسی کے تحت پیداواری صلاحیت میں توسیع، زندگی بچانے والی ادویات کے خام مال پر کسٹم ڈیوٹی کے خاتمے اور قومی حفاظتی ٹیکوں کے پروگراموں کو مقامی سطح پر تیار کرنے کے اقدامات سے ہم آہنگ ہے۔

خدمات کی تجارت

خدمات کی تجارت کا خسارہ مالی سال 26ء میں مسلسل دوسرے سال کم ہوا (**جدول 5.6**)۔ اس بہتری کی وجہ درآمدات کے مقابلے میں خدمات کی برآمدات میں نسبتاً بلند نمو تھی۔ درآمدات میں اضافہ بنیادی طور پر ٹرانسپورٹ، سفری خدمات اور دیگر کاروباری خدمات کی مد میں بلند ادائیگیوں کی وجہ سے ہوا۔ جبکہ مالی سال 26ء کے دوران آئی سی ٹی خدمات نے خدمات کی برآمدات میں ہونے والی نمو میں ایک تہائی سے زیادہ حصہ ڈالا۔

آئی سی ٹی برآمدات میں مالی سال 26ء کے دوران مضبوط نمو کا رجحان برقرار رہا اور یہ 20.5 فیصد نمو کے ساتھ 4.6 ارب ڈالر ہو گئیں (**شکل 5.21**) اور نٹ ویئر (بُنے ہوئے ملبوسات) کے بعد برآمدی آمدنی حاصل کرنے والا دوسرا سب سے بڑا شعبہ بن گئیں۔ آئی سی ٹی برآمدات میں اضافے کا سب سے بڑا محرک فری لانسنگ تھی۔

[35] قریبی اور اہم معلومات بروکریج ہاؤسز کی رپورٹس سے لیے گئے ہیں۔

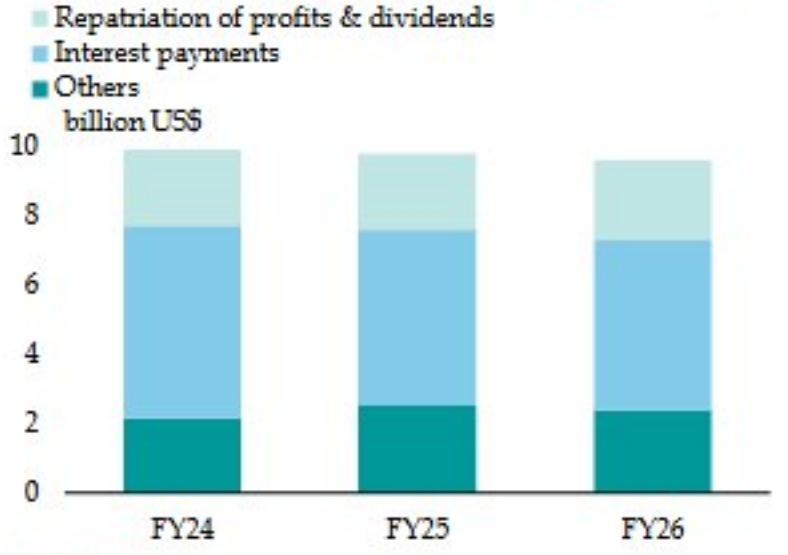
آئی سی ٹی برآمدات میں مضبوط نمو حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیے گئے مختلف اقدامات کا نتیجہ ہے جو آئی سی ٹی برآمد کنندگان اور فری لانسرز کی معاونت کے لیے کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر، اسٹیٹ بینک نے دستاویزی تقاضوں کو آسان بنادیا تاکہ اندرونِ ملک موصول ہونے والی رقوم اور بیرونِ ملک ترسیلات کے لیے باضابطہ ذرائع کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔[36]

مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے رپورٹنگ کی کم از کم حد[37] بڑھادی اور برآمد کنندگان کے خصوصی غیر ملکی کرنسی اکاؤنٹس (ای ایس ایف سی ایز) کے ذریعے اندرونِ ملک موصول ہونے والی رقوم اور بیرونِ ملک ترسیلات کی پروسیسنگ کے لیے زیادہ سے زیادہ ایک یوم کار کی مدت مقرر کردی۔ اس کے علاوہ، فری لانسرز اور آئی ٹی برآمد کنندگان کو اجازت دی گئی کہ وہ آلات کی درآمد کے لیے برآمدی آمدنی کا 50 فیصد یا ماہانہ 5,000 ڈالر، جو بھی زیادہ ہو، ای ایس ایف سی ایز میں برقرار رکھ سکتے ہیں۔[38] تاہم، آئی سی ٹی برآمدات میں مضبوط نمو کے باوجود، فرموں کی بڑے پیمانے کی سرگرمیوں کی جانب محدود اپ گریڈنگ اس شعبے کے لیے بدستور ایک ساختی چیلنج ہے (باکس 5.2)۔

مالی سال 26ء کے دوران ٹرانسپورٹ خدمات کی درآمدات میں اضافہ بنیادی طور پر سمندری مال برداری کی بلند ادائیگیوں کے باعث ہوا جو اشیا کی درآمدات میں اضافے کے ساتھ ساتھ مشرقِ وسطیٰ کے تنازعے سے منسلک خطرے کے بیمے کی بلند لاگتوں کی وجہ سے بڑھ گئی تھیں۔[39] دریں اثنا، ٹرانسپورٹ خدمات کی وصولیوں میں بھی اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جو سال کے دوران بندرگاہ کی سرگرمیوں میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے۔

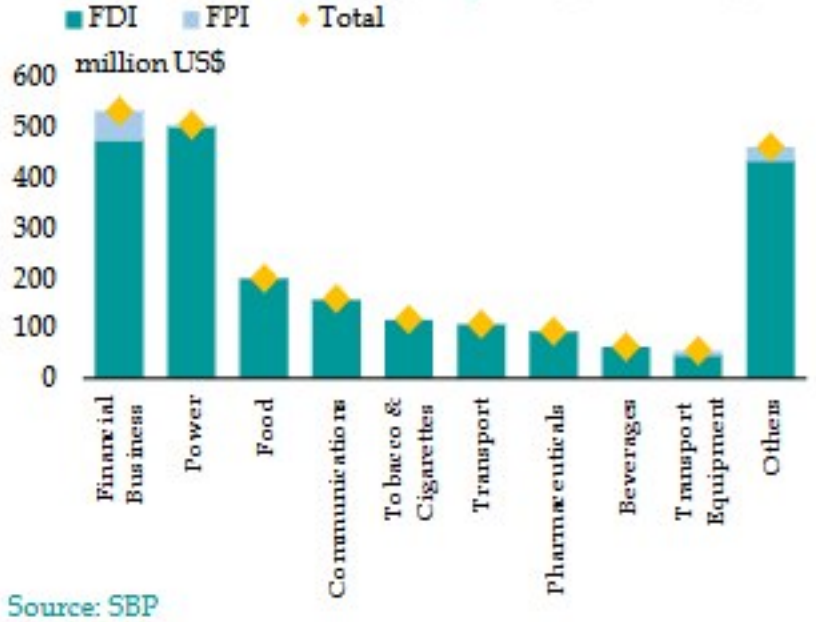
اسی طرح، مالی سال 26ء میں سفری خدمات سے متعلق ادائیگیوں میں 20 فیصد اضافہ ہوا،[40] جس میں عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں میں اضافے کے باعث فضائی کرایوں میں 10.8 فیصد اضافہ بھی شامل ہے۔[41] مزید برآں، لازمی بیمہ صحت، جو ویزا فیس میں

شکل 5.22: بنیادی آمدنی کا کھاتہ: اہم ادائیگیاں



Source: SBP

شکل 5.23 : منافع کی بلحاظ شعبہ واپسی– مالی سال 26ء



Source: SBP

[36] آئی ٹی ایکسپورٹرز کے لیے ہر لین دین پر فارم آر جمع کروانے کی شرط کو اکاؤنٹ کھولتے وقت یک بارگی ڈیکلریشن جمع سے تبدیل کردیا گیا ہے۔ ماخذ: ایس بی پی ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 07 بتاریخ اپریل 2026ء

[37] کم از کم حد کو 10,000 ڈالر سے بڑھا کر 25,000 ڈالر کردیا گیا

[38] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 06

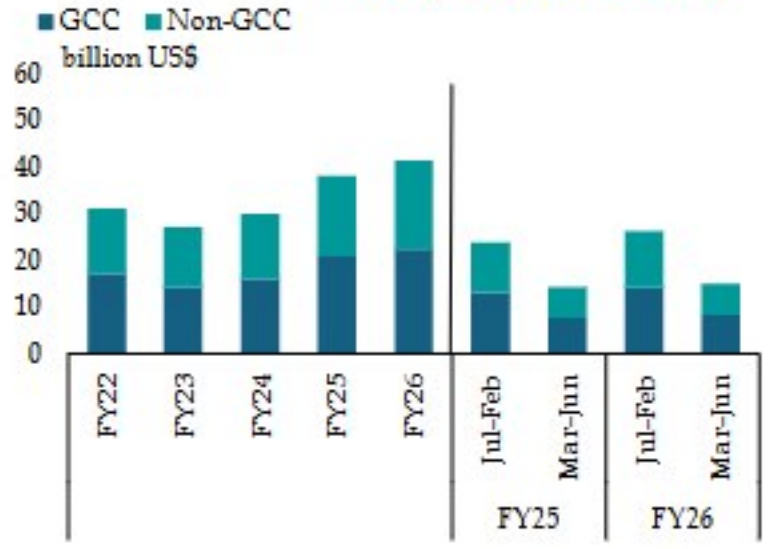
[39] https://www.spglobal.com/energy/en/news-research/latest-news/shipping/072226-middle-east-shipping-insurance-costs-rise-on-hormuz-risks-marsh

[40] مذہبی، تعلیمی اور ذاتی سیاحت سے متعلق سفری ادائیگیاں بنیادی طور پر مجموعی سفری ادائیگیوں کا حصہ ہیں۔

[41] عالمی فضائی کرایہ جون 2025ء کے 416 ڈالر کے مقابلے میں جون 2026ء میں بڑھ کر 461 ڈالر ہوگیا۔ ماخذ: او اے جی۔

شامل ہے، کے باعث حج کے اخراجات میں اضافے نے بھی سفری ادائیگیوں کے اضافے میں حصہ ڈالا۔

شکل 5.24: کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کا بہاؤ



Source: SBP

بنیادی آمدنی کا کھاتہ

مالی سال 26ء میں بنیادی آمدنی کے خسارے میں 341 ملین ڈالر کی کمی آئی (**شکل 5.22**)۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ پست سودی ادائیگیاں تھیں۔ بیرونی قرضوں کی بہتر ساخت اور مالی سال 25ء کے مقابلے میں مالی سال 26ء کے دوران عالمی مالی حالات میں نرمی کے باعث شرح سود کی کم لاگت کو سودی ادائیگیوں میں کمی کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے حالانکہ ماسوائے زرمبادلہ واجبات کے، سرکاری قرضوں کے حجم میں 6.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

سودی ادائیگیوں میں تبدیلی کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی بنیادی طور پر شرح سود میں کمی کی وجہ سے ہوئی؛ تاہم، قرضوں کے بلند حجم نے اس کمی کے اثر کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔ یہ صورتِ حال گذشتہ برسوں کے برعکس ہے، جب سودی ادائیگیوں میں شرح سود کا اثر غالب رہا تھا (**باکس 5.3**)۔

منافع / منافع منقسمہ کی واپسی جو بنیادی آمدنی کے کھاتے کا ایک اور اہم جزو ہے، مالی سال 26ء کے دوران 0.1 ارب ڈالر کے اضافے سے 2.3 ارب ڈالر ہو گئی۔ بنیادی طور پر منافع / منافع منقسمہ کی واپسی میں مالی کاروبار سے منسلک اداروں (534 ملین ڈالر) اور بجلی کے شعبے (508 ملین ڈالر) کا بڑا حصہ رہا (**شکل 5.23**)۔[42]

ثانوی آمدنی کا کھاتہ

ثانوی آمدنی کے کھاتے میں ریکارڈ سرپلس رہا، جس کی بنیادی وجہ کارکنوں کی ترسیلاتِ زر تھیں۔ مالی سال 26ء کے دوران کارکنوں کی ترسیلاتِ زر 8.6 فیصد نمو کے ساتھ 41.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اس مضبوط کارکردگی میں کئی عوامل کارفرما تھے، جن میں افرادی قوت کی بیرونِ ملک منتقلی میں اضافہ اور ترسیلاتِ زر کے لیے باضابطہ ذرائع کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیے گئے اقدامات شامل ہیں۔ جغرافیائی لحاظ سے، خلیجی خطہ کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کا بدستور سب سے اہم ذریعہ رہا، جبکہ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات سے آنے والی ترسیلاتِ زر مجموعی ترسیلاتِ زر کا تقریباً 45 فیصد رہیں (**شکل 5.24**)۔

شکل 5.25: بیرون ملک جانے والے رجسٹرڈ کارکنوں کی مہارتوں کی ہیئتِ ترکیبی



Source: BE&OE

مالی سال 26ء کے دوران نمو میں متحدہ عرب امارات کا حصہ سب سے زیادہ تھا، جو گذشتہ سال کے مقابلے میں تقریباً 978 ملین ڈالر بڑھ گیا۔ دیگر نمایاں حصے داروں میں سعودی عرب، یورپی یونین اور برطانیہ شامل تھے۔ مزید برآں، تنازعے سے قبل متحدہ عرب امارات میں معاشی سرگرمیاں مضبوط رہیں، جنہیں

[42] حکومت نے گردشی قرضے میں کمی کے منصوبے کے تحت اگست 2025ء میں چینی آئی پی پیز کو ادائیگی کر دی۔

جنھیں غیر تیل شعبوں نے سہارا دیا۔[43] پاکستان اور سعودی عرب نے سعودی عرب کے وژن 2030ء کے تحت غیر تیل شعبوں میں معیشت کو متنوع بنانے کے ایجنڈا کے مطابق افرادی قوت کی منتقلی کی طویل مدتی حکمتِ عملی کو باقاعدہ شکل دی ہے،[44] جس سے پاکستانی افرادی قوت کی ساختی، غیر تیل شعبے منسلک طلب کو تقویت ملی۔ چونکہ دونوں معیشتوں میں پاکستانی کارکن زیادہ تر غیر تیل شعبے میں کام کرتے ہیں،[45] جس میں بیشتر حصہ غیر ہنر مند افرادی قوت کا ہے (**شکل 5.25**)، لہٰذا تیل کے شعبے میں سست روی کا ان کے روزگار اور آمدنی پر براہِ راست اثر نسبتاً محدود تھا۔

اہم بات یہ ہے کہ لاگت سے متعلق ترغیبات ختم کرنے کے باوجود ترسیلاتِ زر میں مضبوط نمو برقرار رہی۔[46] اسٹیٹ بینک ترسیلاتِ زر کی آمد کو جمع کرنے اور انھیں منظم کرنے کے لیے مبادلہ کمپنیوں کی صلاحیت کو مزید مضبوط بناتا رہا۔ اس سلسلے میں، اسٹیٹ بینک نے اپریل 2026ء میں مبادلہ کمپنیوں کے لیے ضوابطی فریم ورک میں ترمیم کی تاکہ انہیں ترسیلاتِ زر کی آمد سے منسلک زرمبادلہ کی پوزیشنز کو منظم کرنے میں زیادہ لچک فراہم کی جاسکے۔[47] اس اقدام سے رسمی ذرائع سے ترسیلاتِ زر کے حصول کے فریم ورک کو مزید تقویت ملتی ہے، کیونکہ اس کے ذریعے ترسیلاتِ زر کو جمع کرنے میں مبادلہ کمپنیوں کو درپیش عملی رکاوٹوں میں کمی آتی ہے۔

اگرچہ ان اقدامات سے ترسیلاتِ زر کی باضابطہ ذرائع سے آمد اور ان کے استحکام میں بہتری آئی ہے، تاہم ایک اہم پالیسی سوال یہ ہے کہ کیا ترسیلاتِ زر کو ملکی کھپت کے علاوہ بچت، سرمایہ کاری اور پیداواری سرگرمیوں کے فروغ کے لیے بروئے کار لایا جا سکتا ہے؛ **باکس 5.4** میں اس سوال پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ترسیلاتِ زر بیرونی عدم توازن کی مالکاری اور ملکی کھپت کو سہارا دینے میں مدد دیتی ہیں، تاہم کمزور برآمدی کارکردگی اور پست سرمایہ کاری کی مستقل طور پر تلافی نہیں کر سکتیں۔

شکل 5.26: روشن ڈجیٹل اکاؤنٹس



Source: SBP

5.4 مالی کھاتہ

چونکہ جاری کھاتے کی صورتِ حال تقریباً متوازن رہی، اس لیے مالی سال 26ء کے دوران 2.0 ارب ڈالر کی خالص مالی آمدن، جبکہ مالی سال 25ء میں 1.6 ارب ڈالر کی آمد ہوئی تھی، نے زرمبادلہ ذخائر کے اضافے میں مدد دی اور مجموعی بیرونی صورتِ حال کو سہارا دیا۔ خالص مالی رقوم کی آمد میں اس معمولی کمی کی بنیادی وجہ نسبتاً کم غیر

---

[43] متحدہ عرب امارات کی غیر تیل شعبوں کی جی ڈی پی میں 2026ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 4.8 فیصد سال بسال اضافہ ہوا، جس کے نتیجے میں قومی پیداوار میں ان شعبوں کا حصہ 2025ء کے 78.0 فیصد سے بڑھ کر 79.4 فیصد ہو گیا۔ ماخذ: دی نیشنل، "متحدہ عرب امارات کی معیشت پہلی سہ ماہی میں 3 فیصد بڑھی" (4 اگست، 2026ء)۔

[44] ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ پلان (2025ء تا 2039ء) کے تحت پاکستان نے سعودی وژن 2030ء کے مطابق تعمیرات، مہمان نوازی، صحت، آئی ٹی، لاجسٹکس، ہوابازی اور انفراسٹرکچر کے شعبوں میں 2030ء تک سعودی عرب میں 10 لاکھ کارکن تعینات کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔

[45] سعودی عرب میں پاکستانی کارکن زیادہ تر تعمیرات، ہنر مند پیشوں (الیکٹریشن، ایچ وی اے سی ٹیکنیشن، پلمبرز اور ویلڈرز)، ٹرانسپورٹ / لاجسٹکس اور گھریلو خدمات کے شعبوں میں کام کرتے ہیں، جبکہ متحدہ عرب امارات میں ان کی اکثریت تعمیرات، ریٹیل، مہمان نوازی اور ٹرانسپورٹ کے شعبوں سے وابستہ ہے۔ ماخذ: ای آئی ٹی آر سی، "پاکستانی کارکنوں کو روزگار فراہم کرنے والے سرفہرست 7 ممالک"۔

[46] مکی ترسیلاتِ زر کی مارکیٹنگ کے لیے ترغیبی اسکیم" کے تحت مالی اداروں کو ترسیلاتِ زر میں اضافے کی شرح 5 فیصد تک، 5 سے 10 فیصد کے درمیان اور 10 فیصد سے زیادہ ہونے پر بالترتیب فی ڈالر 1 روپے، 2 روپے اور 3 روپے کی نقد مراعات دی گئیں۔ اسٹیٹ بینک کے ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 06 برائے 2025ء کے مطابق یہ اسکیم یکم جولائی 2025ء سے ختم کر دی گئی، یوں ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 15 برائے 2023ء کے تحت قائم کردہ اسکیم واپس لے لی گئی۔

[47] اسٹیٹ بینک، ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 08 برائے 2026ء (10 اپریل 2026ء) کے مطابق مبادلہ کمپنیوں کو ترسیلاتِ زر کی وصولی کے عوض مجاز ڈیلرز کے ساتھ پانچ ایام کار تک فروخت کے لین دین کی اجازت دی گئی، جس کے لیے مبادلہ کمپنیوں کے ضوابطی فریم ورک کے باب 7 کے پیرا 7 میں ترمیم کی گئی۔

ملکی نجی سرمایہ کاری تھی، جبکہ مالی سال 26ء میں سرکاری ادائیگیوں میں اضافے کی بنیادی وجہ قرض کی پست ادائیگیاں تھیں۔[48]

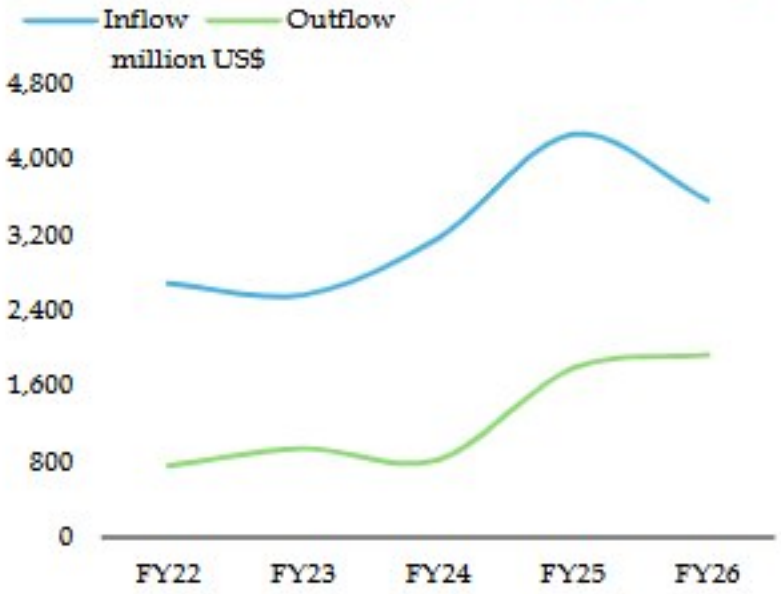
کثیر جہتی ترقیاتی شراکت دار بیرونی مالکاری کا سب سے بڑا ذریعہ رہے۔[49] دوطرفہ ذرائع سے بھی 1.4 ارب ڈالر کی رقوم موصول ہوئیں۔ دریں اثنا، سعودی عرب نے اپریل 2026ء میں 3 ارب ڈالر کے میعادی ڈپازٹس بھی فراہم کیے،[50] جس سے پاکستان کو اپریل 2026ء میں متحدہ عرب امارات کو 3.45 ارب ڈالر کی ادائیگی میں مدد ملی۔

مزید برآں، روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس (آر ڈی ایز) میں بھی مضبوط پیش رفت برقرار رہی، جس میں مجموعی طور پر آنے والی رقوم اور کھولے گئے اکاؤنٹس میں اضافہ، اور خالص قابلِ واپسی واجبات میں مسلسل اضافہ شامل ہے (**شکل 5.26**)۔ خالص قابلِ واپسی واجبات بڑھ کر 2.8 ارب ڈالر ہوگئے، جبکہ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز)، بالخصوص اسلامی این پی سیز، میں 1.9 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری ہوئی۔ بیرونِ ملک مقیم افراد کی سرمایہ کاری کو مزید راغب کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے اس اسکیم کا دائرہ غیر مقیم غیر ملکی اداروں تک بڑھایا اور انتہائی مسابقتی شرحِ منافع کے ساتھ خلیج کی بڑی کرنسیوں (سعودی ریال اور متحدہ عرب امارات درہم) کو بھی شامل کیا۔[51]

عالمی غیر یقینی صورتِ حال کے باعث ایف ڈی آئی میں کمی آئی

مالی سال 26ء کے دوران خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کم ہو کر 1.5 ارب ڈالر رہ گئی جبکہ مالی سال 25ء میں یہ 2.5 ارب ڈالر تھی، جو بڑے شعبوں، بالخصوص بجلی اور گرڈ ٹرانسمیشن، میں کم سرمایہ کاری کی عکاسی کرتی ہے۔ پاکستان میں مجموعی ایف ڈی آئی بھی 22.7 فیصد کم ہو کر 3.3 ارب ڈالر رہ گئی، جبکہ مجموعی ایف ڈی آئی کا اخراج تقریباً 15.8 فیصد اضافے سے 1.5 ارب ڈالر ہو گیا (**شکل 5.27**)۔

شکل 5.27: بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری



Source: SBP

پاکستانیوں کی بیرونِ ملک براہِ راست سرمایہ کاری مالی سال 25ء کے 15 ملین ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 26ء میں 342 ملین ڈالر ہوگئی، جو اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ بعض فرمیں اضافی سرمایہ کاری کے لیے بیرونِ ملک مارکیٹوں کو زیادہ پرکشش سمجھ رہی ہیں۔ یہ رجحان محض دائروی تبدیلیوں تک محدود نہیں بلکہ کارپوریٹ ٹیکسوں، پالیسی کے قابلِ پیش گوئی ہونے کی صورتِ حال، ضوابطی یقین دہانی، توانائی کی لاگت، انفراسٹرکچر، اور ادارہ جاتی استعداد سے متعلق خدشات کو نمایاں کرتا ہے۔[52] مزید برآں، عالمی ایف ڈی آئی کا منظرنامہ لاگت کی بنیاد پر ہونے والی سرمایہ کاری سے ہٹ کر رسدی زنجیر میں مضبوطی، ٹیکنالوجی اور صنعتی پالیسی سمیت حکمتِ عملی سے متعلق عوامل کی جانب منتقل ہو رہا ہے۔ پاکستان کے لیے اس کا مطلب ہے کہ ایف ڈی آئی حاصل کرنے کے لیے اب پہلے سے زیادہ تقاضے

[48] اس میں یورو بانڈ کی واپسی شامل نہیں ہے، جسے توازنِ ادائیگی کے مالی کھاتے میں ایف پی آئی کے تحت ظاہر کیا گیا ہے۔

[49] انٹرنیشنل اسلامک ٹریڈ کارپوریشن (آئی ٹی ایف سی) نے گذشتہ تین برسوں کے دوران پاکستان کے لیے سب سے بڑی مشترکہ (سنڈیکیٹڈ) مالکاری کا انتظام کیا۔ یہ رقم پاکستان کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے توانائی کی درآمدات پر خرچ کی جائے گی۔

[50] یہ مالی سال 25ء میں پاکستان کو فراہم کیے گئے 5 ارب ڈالر کے میعادی ڈپازٹس کے علاوہ تھے۔

[51] فاریکس ڈویژن نے گزٹ نوٹیفکیشن نمبر ایس آر او 482(آئی)/2026ء بتاریخ 16 مارچ 2026ء، گزٹ نوٹیفکیشن نمبر ایس آر او 483(آئی)/2026ء مورخہ 16 مارچ 2026ء، اور گزٹ نوٹیفکیشن نمبر ایس آر او 870(آئی)/2026ء بتاریخ 15 مئی 2026ء کے ذریعے یہ اقدامات کیے۔

[52] پاکستانی معیشت کی کیفیت پر، اسٹیٹ بینک کی ششماہی رپورٹ مالی سال 26ء۔

پورے کرنا ہوں گے: بڑی مارکیٹ اور کم لاگت افرادی قوت اب کافی نہیں رہے اگر قابلِ اعتماد انفراسٹرکچر، ہنر مند افرادی قوت، پالیسی کی قابلِ پیش گوئی صورتِ حال اور علاقائی و عالمی رسدی زنجیروں میں مضبوط انضمام موجود نہ ہوں۔[53]

اہم شعبوں میں ایف ڈی آئی غیر متوازن رہی

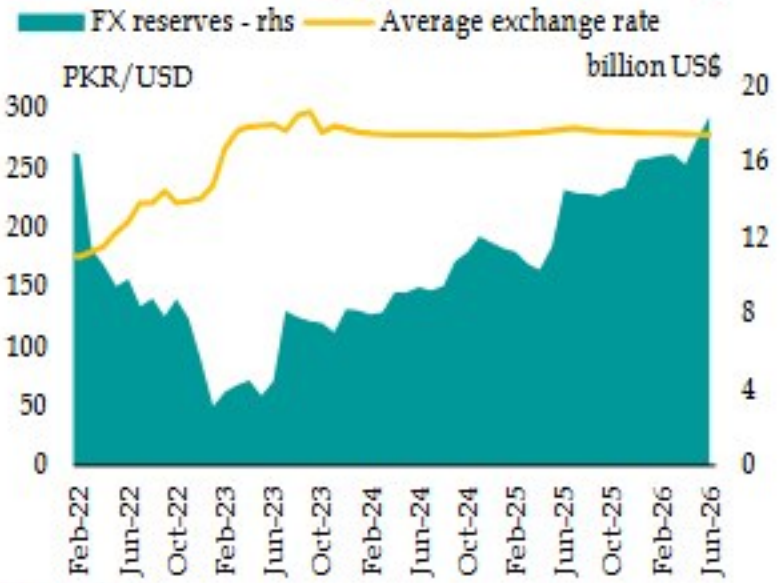
مالی کاروبار اور بجلی کا شعبہ بدستور بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے بڑے وصول کنندگان رہے۔ مالی کاروبار واحد کلیدی شعبہ تھا جس میں نسبتاً بلند خالص آمد ریکارڈ کی گئی، جو مالی سال 26ء میں 806 ملین ڈالر رہی جبکہ مالی سال 25ء میں 702 ملین ڈالر کی آمد ہوئی تھی۔ اس اضافے کو بینکاری اور دیگر مالی خدمات، بشمول، اسلامی بینکوں، ڈجیٹل بینکوں اور فن ٹیک اداروں، میں غیر ملکی شرکت کے تسلسل سے تقویت ملی۔[54]

فن ٹیک اور ڈجیٹل بینکاری میں ایف ڈی آئی خاصی حد تک عالمی رجحان کی عکاسی کرتی ہے، جسے مالی شعبے میں ڈجیٹل انفراسٹرکچر اور ٹیکنالوجی کے ماحولیاتی نظام کی ترقی کے لیے اسٹیٹ بینک کے اقدامات سے مزید تقویت مل رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، پاکستان کے لیے کلاؤڈ پر مبنی بینکاری پلیٹ فارمز اور مصنوعی ذہانت پر مبنی مالی خدمات میں ایف ڈی آئی کو راغب کرنے کی خاطر خواہ گنجائش موجود ہے۔

بجلی کے شعبے میں ایف ڈی آئی سست رہی جس کی بنیادی وجہ پن بجلی کے منصوبوں میں پست سرمایہ کاری تھی

مالی سال 26ء کے دوران بجلی کے شعبے میں خالص ایف ڈی آئی کی آمد 958 ملین ڈالر رہ گئی جبکہ مالی سال 25ء میں یہ 1,178 ملین ڈالر تھی، حالانکہ تھرمل اور کوئلے سے چلنے والے بجلی کے منصوبوں میں بلند خالص آمد ہوئی تھی۔[55] اس کمی کی بنیادی وجہ پن بجلی کے منصوبوں میں سرمایہ کاری میں کمی تھی جو مالی سال 25ء کے 736 ملین ڈالر سے کم ہو کر مالی سال 26ء میں 422 ملین ڈالر رہ گئے تھے۔ مالی سال 26ء میں یہ آمدنی زیادہ تر چین سے حاصل کی گئی، جو ہائیڈل پاور میں مجموعی ایف ڈی آئی کا تقریباً تین چوتھائی حصہ ہے، جبکہ جمہوریہ کوریا دوسرے نمبر پر رہا۔

شکل 5.28: زرمبادلہ کے ذخائر اور شرحِ مبادلہ



Source: SBP

پن بجلی کے منصوبوں میں ایف ڈی آئی میں کمی صرف منصوبوں کی سطح پر سرمایہ کاری میں کمزوری کی عکاسی نہیں کرتی بلکہ یہ بجلی کے شعبے کی پالیسی میں بھی ایک وسیع تر تبدیلی کی عکاسی کرتی ہے، جس میں پیداواری صلاحیت میں توسیع سے استحکام کی جانب توجہ منتقل ہو رہی ہے۔ سرمایہ کاری کے زیرِ غور منصوبوں میں بھی اس تبدیلی کی عکاسی ہوتی ہے۔ جون 2026ء تک آزاد پتن اور کوہالہ پن بجلی کے منصوبے زیرِ التوا تھے، حالانکہ لیٹر آف سپورٹ موصول ہو چکا ہے۔[56] آئی جی سی ای پی 2025ء تا 2035ء کی منظوری میں تاخیر کے ساتھ پی پی آئی بی کے پورٹ فولیو

---

[53] یو این سی ٹی اے ڈی کی عالمی سرمایہ کاری کی رپورٹ 2026ء کے مطابق، عالمی ایف ڈی آئی کے بہاؤ میں 6 فیصد اضافہ ہوا اور یہ 1.6 ٹریلین ڈالر ہو گیا۔ ترقی یافتہ معیشتوں میں ایف ڈی آئی کی آمد میں 11 فیصد، جبکہ ترقی پذیر معیشتوں میں 2 فیصد اضافہ ہوا۔ ایف ڈی آئی میں یہ تبدیلی سرمایہ کاری کو تزویراتی شعبوں میں مرتکز کر رہی ہے، جبکہ بہت سے ترقی پذیر ممالک اس عمل میں پیچھے رہ گئے ہیں۔

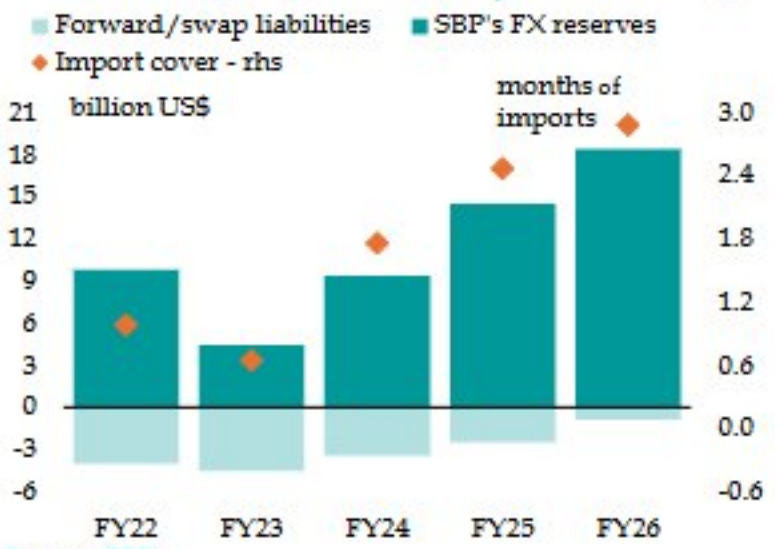
[54] نمایاں پیش رفت میں متحدہ عرب امارات میں قائم مشرق بینک کی کی ڈجیٹل بینکاری سرگرمیوں میں توسیع اور کویت کی معاونت سے زقمی اسلامی ڈجیٹل بینک کا قیام شامل ہے۔ متحدہ عرب امارات نے موبی لنک بینک میں بھی اپنی سرمایہ کاری بڑھائی ہے۔ ماخذ: ایس ای سی پی۔

[55] یہ رجحان عالمی سطح پر کوئلے سے چلنے والے منصوبوں میں چین کی مسلسل بالادستی سے ہم آہنگ ہے، کیونکہ دنیا بھر میں زیرِ تکمیل کوئلے سے چلنے والے بجلی کے منصوبوں میں 70 فیصد سے زائد چین کی جانب سے شروع کیے گئے ہیں۔ ماخذ: انٹرنیکس پاکس ویب سائٹ۔

[56] پی پی آئی بی ویب سائٹ: پرائیویٹ پاور اینڈ انفرااسٹرکچر بورڈ Privatc Powcr & Infrastructurc Board۔

میں بھی مہال منصوبے کو زیرِ التوا رکھا گیا ہے۔[57] مجموعی طور پر، یہ پیش رفت ظاہر کرتی ہے کہ بنیادی رکاوٹ پن بجلی کے نشان دہی کردہ وسائل کی دستیابی نہیں بلکہ ایسا قابلِ پیش گوئی، مالی طور پر قابلِ عمل اور پالیسی سے ہم آہنگ فریم ورک قائم کرنے کی صلاحیت ہے، جس کے ذریعے زیرِ غور منصوبوں کو سرمایہ کاری کے قابل مواقع میں تبدیل کیا جاسکے۔

شکل 5.29: فارورڈ/سواپ واجبات اور درآمدی کور یج



Source: SBP

بڑھتی ہوئی ضروریات کے باوجود گرڈ اور ترسیلی نظام میں سرمایہ کاری کم رہی

گرڈ اور ترسیلی زمرے میں تقریباً تمام ایف ڈی آئی چینی کمپنیوں کی جانب سے کی گئی۔[58] بجلی کے شعبے میں ایف ڈی آئی کی ساخت بدستور بجلی کی پیداوار کی جانب زیادہ مائل رہی ہے، جبکہ برقی مشینری (جس میں گرڈ اور ترسیلی نظام کی اپ گریڈیشن بھی شامل ہے) میں ایف ڈی آئی کی آمد بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت کے قابلِ اعتماد اور مؤثر استعمال کو یقینی بنانے میں اس کے اہم کردار کے باوجود مسلسل کم رہی ہے۔ مالی سال 26ء میں یہ فرق مزید نمایاں ہوگیا، کیونکہ برقی مشینری میں ایف ڈی آئی مزید سست پڑ گئی۔ ایف ڈی آئی کی یہ محدود آمد خاص طور پر اس لیے قابلِ ذکر ہے کہ پاکستان میں منقسم شمسی توانائی میں تیز رفتار توسیع طلب کے رجحانات اور بجلی کے بہاؤ کو تبدیل کر رہی ہے۔ یہ گرڈ کو جدید بنانے، لچک پیدا کرنے اور بہتر ترسیلی انفراسٹرکچر کی ضرورت کو بڑھا رہی ہے۔

اپ اسٹریم سرمایہ کاری ساختی مسائل کے باعث سست روی کا شکار رہی

دریں اثنا، تیل اور گیس کی تلاش میں ایف ڈی آئی کم ہو کر 111 ملین ڈالر رہ گئی، جو گذشتہ برس کے 250 ملین ڈالر کی آمد کے مقابلے میں نمایاں کم تھی۔ جو اس شعبے کو درپیش مسلسل تجارتی اور عملی مشکلات کی عکاسی کرتی ہے، جن میں تلاش کے عمل کا سرمایہ کاری پر بلند انحصار، پرانے ذخائر سے پیداوار میں کمی اور سرحدی علاقوں میں سلامتی کے خطرات شامل ہیں۔[59] تاہم، مالی سال 26ء کی آخری سہ ماہی میں آف شور اور آن لائن لائسنسوں کے اجرا کا دوبارہ آغاز اپ اسٹریم سرمایہ کاری کی بحالی کے لیے نئی کوششوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

عالمی رسدی زنجیروں میں تبدیلیوں سے برآمدات پر مبنی ایف ڈی آئی کے شعبے متاثر ہوئے

برآمدات پر مبنی صنعتوں، بالخصوص ٹیکسٹائل، دیگر کیمیکلز، غذائی اشیا کی پراسیسنگ اور ادویہ کے شعبوں، میں ایف ڈی آئی رقوم کی آمد بھی کمزور پڑ گئی جو ملکی مسابقتی رکاوٹوں اور رسدی زنجیر پر انحصار والی اشیا سازی کے لیے عالمی سطح پر کم سازگار سرمایہ کاری ماحول دونوں کی عکاسی کرتی ہے۔ ٹیکسٹائل، پراسیس شدہ خوراک، الیکٹرانکس اور گاڑیوں جیسے رسدی زنجیر پر بلند انحصار کے حامل شعبوں میں عالمی سطح پر گرین فیلڈ سرمایہ کاری کے اعلانات میں ٹیرف سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال، جغرافیائی و سیاسی کشیدگی اور رسدی سلسلوں کے خطرات میں کمی کے لیے کثیر قومی کمپنیوں کی کوششوں کے باعث نمایاں کمی ہوئی۔[60] یہ عالمی تبدیلی پاکستان کے

---

[57] IGCEP آئی جی سی ای پی (انٹیگریٹڈ جنریشن کیپیسٹی ایکسپینشن پلان) 2025ء تا 2035ء، پاکستان میں کم سے کم لاگت پر بجلی پیدا کرنے کا 10 سالہ منصوبہ ہے۔ یہ ہائیڈرو پاور منصوبوں کو اس طرح متاثر کرتا ہے کہ یہ متوقع طلب، لاگت اور نظام کی ضروریات کی بنیاد پر یہ تعین کرتا ہے کہ مجوزہ بن بجلی منصوبوں کو کم سے کم لاگت والی بجلی پیدا کرنے کے زیرِ غور منصوبوں کی فہرست میں شامل کیا جائے یا نہیں اور اگر شامل کیا جائے تو کب کیا جائے۔ ماخذ:
https://ncpra.org.pk/Admission Notices/2025/08 Aug/IGCEP_2025-35_R2.pdf

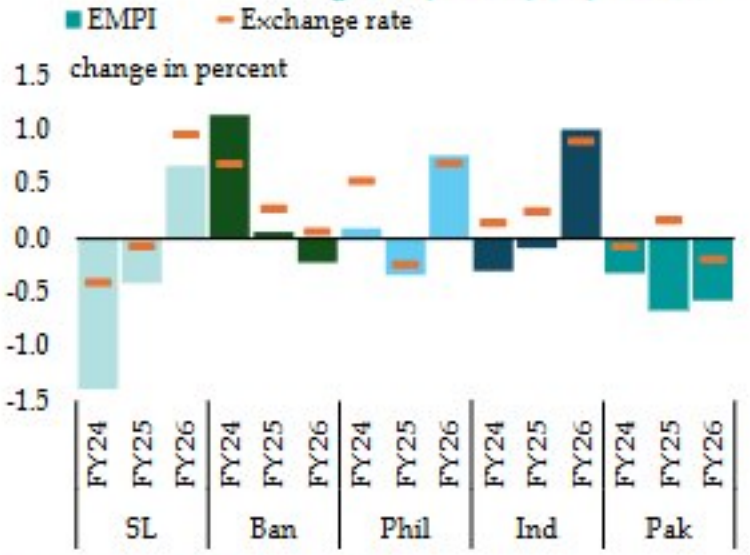
[58] اس شعبے میں تمام سرمایہ کاری ایک ہی منصوبے، پاک مُیاری۔لاہور ٹرانسمیشن کمپنی (پی ایم ایل ٹی سی) میں مرکوز رہی۔ پی ایم ایل ٹی سی طویل مدتی رعایتی معاہدے کے تحت ایک آزاد ترسیلی کمپنی (آئی ٹی سی) کے طور پر کام کرتی ہے اور پاکستان پاور ریگولیٹر کی منظور کردہ باضابطہ ترسیلی فیس وصول کرتی ہے۔ یہ جنوبی پاکستان کے بجلی گھروں سے پنجاب کے بجلی کی بلند طلب کے حامل مراکز تک پہنچا کر بجلی کی ترسیل کے مسائل کو حل کرتی ہے۔

[59] ماخذ: https://petroleum.gov.pk/NewsDetail/NzFlYWI0YjYtODAxNi00MTVkLTk5ZDQtNzY4YjdiMDVhNzJh

[60] یو این سی ٹی اے ڈی، عالمی سرمایہ کاری رپورٹ۔

لیے خاص طور پر اہم ہے، جہاں برآمدات پر مبنی ایف ڈی آئی اب بھی نسبتاً کم قدر والی اشیا سازی پر مرتکز ہے اور ملک ابھی تک بلند قدر کی حامل عالمی رسدی زنجیروں میں مستحکم مقام حاصل نہیں کر سکا۔

شکل 5.30: بازارِ مبادلہ کے دباؤ کا اشاریہ



Sources: IMF; SBP staff calculations

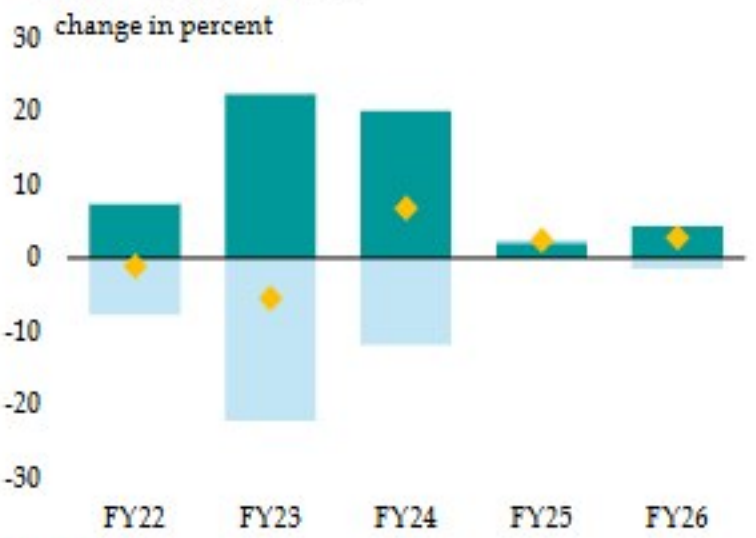
ایف پی آئی کے بیرونِ ملک اخراج میں قرض کی ادائیگیاں اور منافع کے حصول کا حصہ غالب تھا

مالی سال 26ء کے دوران خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری (ایف پی آئی) کا بیرونِ ملک اخراج 1.2 ارب ڈالر رہا، جبکہ مالی سال 25ء میں یہ 0.7 ارب ڈالر تھا۔[61] اس نے کافی حد تک عرصیت پوری کرنے والے یورو بانڈز کی بازادائیگی کی عکاسی کی۔ اسی دوران، پاکستان نے چار سال کے وقفے کے بعد بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں تک دوبارہ رسائی حاصل کی۔ اپریل 2026ء میں تین سالہ یورو بانڈ کے ذریعے 750 ملین ڈالر جمع کیے۔ مزید برآں، مئی 2026ء میں اپنے پہلے پانڈا بانڈ[62] کے ذریعے 250 ملین ڈالر جمع کیے گئے، جس کے لیے موصول ہونے والی بولیاں جاری کردہ بانڈ سے پانچ گنا زیادہ تھیں۔ مالی سال 26ء کے دوران موڈیز اور ایس اینڈ پی کی جانب سے پاکستان کی کریڈٹ ریٹنگ میں بہتری کے بعد ریاستی کریڈٹ کی بہتر ساکھ، اور آئی ایم ایف پروگرام کے تحت جاری کلی معاشی استحکام اور پیش رفت سے ان بانڈز کے کامیاب اجرا کو تقویت ملی۔[63]

5.5 شرحِ مبادلہ اور مبادلہ ذخائر

مالی سال 26ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر میں 3.9 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا اور جون 2026ء کے اختتام تک یہ 18.4 ارب ڈالر ہو گئے (**شکل 5.28**)۔ اسٹیٹ بینک نے اپنی فارورڈ/سواپ واجبات میں بھی 1.6 ارب ڈالر کمی کی (**شکل 5.29**)۔ نتیجتاً، ذخائر کی کفایت، جس کی پیمائش زرمبادلہ ذخائر کی درآمدی کوریج کے لحاظ سے کی جاتی ہے، بڑھ کر 2.9 ماہ کی درآمدی مدت تک پہنچ گئی، جو گذشتہ پانچ برسوں کی بلند ترین سطح اور تین ماہ کی نشانیہ سطح ہے۔ بیرونی مالی بفرز میں یہ اضافہ نہ صرف ذخائر کی مقدار میں نمایاں اضافے بلکہ ان کے معیار میں بہتری کی بھی عکاسی کرتا ہے۔

شکل 5.31: حقیقی اور نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ، نسبتی اشاریہ قیمت



Source: SBP

زرمبادلہ کے بفرز کی تشکیل میں جاری کھاتے کے محدود خسارے نے کلیدی کردار ادا کیا، جو حقیقت جاری کھاتے کا سرپلس منہا سودی ادائیگیاں تھا۔ اس کے ساتھ

[61] اس میں ستمبر 2025ء میں 500 ملین ڈالر کے یورو بانڈ اور اپریل 2026ء میں 1.3 ارب ڈالر کے یورو بانڈ کی ادائیگیاں شامل ہیں۔

[62] چینی سرمایہ منڈی میں 2.5 فیصد کی شرح سود پر جاری کیا گیا، جس کی عرصیت تین سال ہے۔

[63] ایس اینڈ پی گلوبل نے جولائی 2025ء میں پاکستان کی ریٹنگ سی سی سی پلس سے بڑھا کر بی مائنس کر دی، جبکہ موڈیز نے پاکستان کی ریٹنگ سی اے اے 2 (Caa2) سے بڑھا کر سی اے اے 1 (Caa1) کر دی۔

ساتھ نجی مالی بہاؤ نے اسٹیٹ بینک کو مالی سال 26ء کے دوران 8.1 ارب ڈالر کی خالص خریداری کرنے میں مدد دی۔ مزید برآں، سرکاری ذرائع سے خالص مالی بہاؤ اور ای ایف ایف اور آر ایس ایف کے تحت آئی ایم ایف سے موصول ہونے والی رقوم نے بھی زرمبادلہ ذخائر کے اضافے میں حصہ ڈالا۔

ان عوامل کے ساتھ ساتھ بیرونی قرضوں کی بہتر ساخت، یعنی قلیل مدتی ڈپازٹس سے طویل مدت والے ڈپازٹس کی جانب منتقلی، نے بازارِ مبادلہ پر دباؤ کم کر دیا، جیسا کہ بازارِ مبادلہ پر دباؤ کے اشاریے (ای ایم پی آئی) میں کمی سے ظاہر ہوتا ہے۔[64] ای ایم پی آئی گذشتہ تین برسوں کے دوران ہم سر معیشتوں کے مقابلے میں خالص اضافے کے دباؤ کی نشان دہی کرتا ہے (**شکل 5.30**)، جو بازارِ مبادلہ میں نسبتاً استحکام کی وضاحت کرتا ہے۔

مسابقتی ممالک اور تجارتی شراکت داروں کی کرنسیوں کے مقابلے میں نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ (این ای ای آر) 1.5 فیصد کم ہوئی۔ تاہم، مسابقتی ممالک اور تجارتی شراکت داروں کے مقابلے میں ملکی مہنگائی زیادہ ہونے کے باعث متعلقہ قیمتوں کے اشاریے (آر پی آئی) میں نسبتاً زیادہ، یعنی 4.3 فیصد اضافہ ہوا، جس نے نامیہ قدر میں کمی کے اثر کو مکمل طور پر زائل کر دیا (**شکل 5.31**)۔ نتیجتاً، مالی سال 26ء میں حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ میں اوسطاً 2.8 فیصد میں اضافہ ہوا۔

باکس 5.1: بھارت-یورپی یونین آزاد تجارتی معاہدہ: پاکستان کے لیے مضمرات اور مستقبل کی راہ

پاکستان 2014ء سے یورپی یونین کی جی ایس پی پلس (GSP+) ترجیحی سہولت سے مستفید ہو رہا ہے، جس کے تحت ٹیکسٹائل اور ملبوسات سمیت پاکستان کی 85 فیصد سے زائد برآمدات یورپی یونین کی منڈی میں ڈیوٹی اور کوٹے سے مستثنیٰ ہو کر پہنچتی ہیں۔ یورپی یونین پاکستان کا دوسرا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار ہے۔[65] 2025ء میں یورپی یونین کو پاکستان کی برآمدات 10.1 ارب ڈالر تھیں، جن میں تقریباً 72 فیصد ٹیکسٹائل پر مبنی مصنوعات شامل تھیں۔ اس کے برعکس، یورپی یونین کو بھارت کی برآمدات 75.9 ارب ڈالر تھیں، جن میں بیشتر نان ٹیکسٹائل اور غیر زرعی مصنوعات تھیں۔ اس تناظر میں، جنوری 2026ء میں بھارت اور یورپی یونین کے درمیان آزاد تجارتی معاہدے (ایف ٹی اے) کے مذاکرات کا اختتام جنوبی ایشیا کے دیگر برآمد کنندگان کو درپیش مسابقتی منظرنامے میں ایک اہم تبدیلی کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ معاہدہ بھارت کو یورپی یونین کی منڈی تک نمایاں طور پر بہتر اور زیادہ قابلِ پیش گوئی رسائی فراہم کرے گا۔[66] پاکستان کے لیے اہم بات یہ ہے کہ بھارتی ٹیکسٹائل اور ملبوسات پر عائد یورپی یونین کے زیادہ تر ٹیرف ختم کیے جانے کا شیڈول مقرر کیا گیا ہے۔ اگرچہ بھارت-یورپی یونین ایف ٹی اے سے یورپی یونین کی منڈی تک پاکستان کی موجودہ ترجیحی رسائی میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، تاہم اس کے نتیجے میں پاکستان کو حاصل تاریخی ٹیرف سے متعلق فائدہ کم ہو جائے گا۔ یہ امر خاص طور پر اہم ہے کیونکہ یورپی یونین کی منڈی میں بھارت اور پاکستان محنت پر مبنی کئی ایسے ہی برآمدی زمروں میں ایک دوسرے کے مسابقت کار ہیں۔

ترجیحی فائدے سے مسابقتی غیر جانب داری تک

ایک دہائی سے زائد عرصے تک، پاکستان کی جی ایس پی پلس حیثیت نے یورپی یونین کی مارکیٹ میں متعدد مصنوعات کے حوالے سے بھارت کے مقابلے میں پاکستان کو ٹیرف کا فائدہ فراہم کیا، جس کی بدولت پاکستانی برآمد کنندگان نسبتاً زیادہ ملکی لاگت، کمزور انفراسٹرکچر اور مصنوعات میں محدود تنوع کے باوجود مسابقت کر سکے۔ بھارت اور یورپی یونین کے درمیان آزاد تجارتی معاہدے (ایف ٹی اے) پر عمل درآمد کے ساتھ یہ ٹیرفی تحفظ بتدریج کم ہوتا جائے گا (**جدول 5.1.1**)۔ تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپی یونین کے ساتھ پاکستان کا تجارتی تکمیلی اشاریہ (ٹی سی آئی) بھارت کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم ہے اور گذشتہ ایک دہائی کے دوران اس میں کوئی خاص بہتری نہیں آئی۔ اس کی ایک وجہ پاکستان کی برآمدات کا بڑی حد تک ٹیکسٹائل پر ارتکاز ہے، جبکہ بھارت کی برآمدی مصنوعات کی باسکٹ زیادہ متنوع ہے (**شکل 5.1.1**)۔[67]

---

[64] بازارِ مبادلہ پر دباؤ کا اشاریہ (ای ایم پی آئی) زرمبادلہ کے ذخائر میں ہونے والی تبدیلیوں کے ساتھ شرحِ مبادلہ میں ہونے والی تبدیلیوں کو یکجا کر کے بازارِ مبادلہ میں موجود بنیادی دباؤ کی پیمائش کرتا ہے۔ بلند مقداریں ملکی کرنسی پر زیادہ دباؤ، جبکہ پست مقداریں مارکیٹ کے نسبتاً کم دباؤ کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ماخذ: خان 2010ء اور اسٹاف کے تخمینے۔

[65] 2025ء میں پاکستان کی مجموعی تجارت میں یورپی یونین کا حصہ تقریباً 14 فیصد تھا۔

[66] یورپی یونین 90 فیصد سے زائد ٹیرف لائنز پر محصولات ختم یا کم کرے گی، جو مجموعی تجارتی مالیت کے 91 فیصد کے مساوی ہیں، جبکہ بھارت 86 فیصد ٹیرف لائنز کو آزاد کرے گا، جو تجارتی مالیت کے 93 فیصد پر محیط ہیں۔

[67] ٹی سی آئی اس امر کی پیمائش کرتا ہے کہ کسی ملک کی برآمدی ساخت اس کے تجارتی شراکت دار کی درآمدی ساخت سے کس حد تک مطابقت رکھتی ہے۔ 100 کے قریب اسکور زیادہ مطابقت (تجارت کے زیادہ امکانات) جبکہ 0 کے قریب اسکور عدم مطابقت کی نشاندہی کرتا ہے۔

برآمدی جزدان کے تنوع کے پیمانے (ای پی ڈی میٹرکس) کی بنیاد پر کوڈرینٹ تجزیہ

پاکستان کی برآمدی باسکٹ کا کم ٹی سی آئی وسیع تر ساختی چیلنج کی نشاندہی کرتا ہے، تاہم یہ اس بات کی وضاحت نہیں کرتا کہ کن مصنوعات میں برآمدات بڑھانے کی گنجائش موجود ہے، موجودہ مضبوط شعبے کن مصنوعات میں کمزور پڑ رہے ہیں، یا یورپی یونین کی بڑھتی ہوئی منڈیوں میں کن مواقع سے محروم ہو رہے ہیں۔ مصنوعات کی سطح پر ان اختلافات کی نشاندہی کرنے کے لیے ہم ای پی ڈی میٹرکس (**شکل 5.1.2**) استعمال کرتے ہیں۔ یہ اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ یورپی یونین کی مارکیٹ میں پاکستان کہاں اپنی پوزیشن مضبوط کر رہا ہے اور کہاں کھو رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے مختلف مصنوعات کے زمروں میں پاکستان کی برآمدات کی شرح نمو کا موازنہ انہی زمروں میں یورپی یونین کی طلب کی شرح نمو سے کیا جاتا ہے۔ یہ فرق خاص طور پر اہم ہے، کیونکہ پاکستان کی برآمدات میں تیز نمو لازماً کسی امید افزا مارکیٹ کی نشاندہی نہیں کرتی۔ ممکن ہے کہ پاکستان ایسی مصنوعات میں اپنی برآمدات بڑھا رہا ہو جن کی یورپی یونین میں مجموعی طلب جمود کا شکار ہو، اور اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ تجزیے میں پہلے مصنوعات کو چار زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے:[68] ابھرتے ستارے، زوال پذیر ستارے، ضائع ہوتے مواقع، اور پسپائی۔ اس کے بعد ہر زمرے کی معاشی اہمیت کا جائزہ لینے کے لیے یورپی یونین کی منڈی میں پاکستان کے مارکیٹ شیئر کو استعمال کیا جاتا ہے۔

جدول 5.1.1: بھارت-یورپی یونین آزاد تجارتی معاہدہ اور پاکستان کی یورپی یونین مارکیٹ میں مسابقتی پوزیشن

جہت	پاکستان جی ایس پی پلس کے تحت	بھارت یورپی یونین-بھارت کے آزاد تجارتی معاہدے کے تحت	پاکستان کے لیے مضمرات
ٹیرف بینک رسائی	اہل برآمدات کے بڑے حصے پر ترجیحی/ڈیوٹی فری رسائی	تقریباً پورے تجارتی خطے میں محصولات ختم یا کم کر دیے گئے	تاریخی ٹیرف کا فائدہ کم ہو جائے گا
ہوم ٹیکسٹائل اور ملبوسات	جی ایس پی پلس کے تحت، اس شعبے کے لیے 66 فیصد ٹیرف لائنز کور کی جاتی ہیں۔ مزید برآں، پاکستان کی برآمدات متنوع اور کپاس پر مبنی ہیں۔ پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدی اکائی مالیت مالی سال 26ء میں 7.8 یورو فی کلوگرام تھی۔	یورپی یونین میں بھارت کے گھریلو ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی درآمدات پر 100 فیصد ٹیرف لائنز پر ٹیرف ہٹا دیے گئے۔ بھارت کی برآمدات عمودی طور پر ہیں مربوط اور ایم ایم ایف کی صلاحیت زیادہ ہے۔ مالی سال 26ء میں بھارت کی ٹیکسٹائل برآمدی اکائی مالیت 8.5 یورو فی کلوگرام تھی۔	پاکستان اپنا تاریخی 10 تا 12 فیصد قیمت کا فائدہ کھو دے گا۔ پاکستان کی اہم برآمدی اجناس کو یمن الاقوامی منڈیوں میں درپیش براہِ راست مسابقت مزید شدت اختیار کر جائے گی۔
اصولِ منشائے مال اور رسدی زنجیر کی مسابقت	بلند قدر کی طرف بڑھنے کے لیے ایم ایم ایف، پاکستان کو اکثر دھاگا یا کپڑا درآمد کرنا پڑتا ہے۔ جی ایس پی پلس "ڈبل ٹرانسفارمیشن" قواعد کے تحت[69]، پاکستان ڈیوٹی فری رسائی کا اہل نہیں ہے۔	بھارتی صنعت کار تکنیکی ٹیکسٹائل یا گنگڑی دھاگا درآمد کر کے انہیں تیار شدہ مصنوعات میں تبدیل کر کے 0 فیصد ڈیوٹی پر یورپی یونین واپس بھیج سکتے ہیں۔	پاکستان بلند قدر کے حامل ایم ایم ایف زمرے میں نقصان اٹھا سکتا ہے کیونکہ بھارت رسدی زنجیر کی لچک کی وجہ سے آسانی بلند قدر کے حامل ایم ایم ایف ٹیکسٹائل سیکشن میں داخل ہو سکتا ہے۔
کوریج	برآمدات کا 85 فیصد سے زیادہ حصہ	برآمدات کا 90 فیصد سے زیادہ احاطہ کیا گیا	پاکستان کی مارکیٹ تک رسائی نسبتاً کم ہے
پالیسی کی یقین دہانی	ترجیح جی ایس پی پلس کی اہلیت اور نگرانی سے مشروط ہے۔ دسمبر 2027ء میں تجدید کے لیے جائزہ لیا جائے گا[70]	پابندہ طرفہ الیف ٹی اے فریم ورک	بھارتی برآمد کنندگان کے لیے زیادہ یقین دہانی
خدمات اور ڈیجیٹل تجارت	محدود ترجیحی فریم ورک	مخصوص خدمات اور ڈیجیٹل تجارت کی شقیں۔	پاکستان خدمات کی برآمدات سے بھارت کے مقابلے میں فائدہ نہیں اٹھا سکتا

ماخذ: یورو کمیشن کی ویب سائٹ کی بنیاد پر اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کا جائزہ

---

[68] **ابھرتا ستارہ:** یورپی یونین کی سی اے جی آر 6 فیصد کے مساوی یا زائد اور پاکستان کی سی اے جی آر صفر فیصد کے مساوی یا زائد؛ **ضائع ہونے والا موقع:** یورپی یونین کی سی اے جی آر 6 فیصد کے مساوی یا زائد اور پاکستان کی سی اے جی آر صفر فیصد سے کم؛ **زوال پذیر ستارہ:** یورپی یونین کی سی اے جی آر 6 فیصد سے کم اور پاکستان کی سی اے جی آر صفر فیصد کے مساوی یا زائد؛ **پسپائی:** یورپی یونین کی سی اے جی آر 6 فیصد سے کم اور پاکستان کی سی اے جی آر صفر فیصد سے کم۔ اس تجزیے میں 6 فیصد کو حد/انتانے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ پاکستان کی صفر فیصد سی اے جی آر برآمدات میں اضافے اور کمی کے درمیان قدرتی حد ہے، جبکہ مارکیٹ شیئر کو ہر مصنوعات کی معاشی اہمیت کا ایک علیحدہ اشاریہ تصور کیا گیا ہے۔

[69] ڈبل ٹرانسفارمیشن کے لیے ضروری ہے کہ ٹیکسٹائل مصنوعات میں استعمال ہونے والا دھاگا اور کپڑا دونوں متعلقہ ممالک میں تیار کیے جائیں تاکہ مصنوعات ترجیحی ٹیرف ٹریٹمنٹ کے لیے اہل ہوں۔

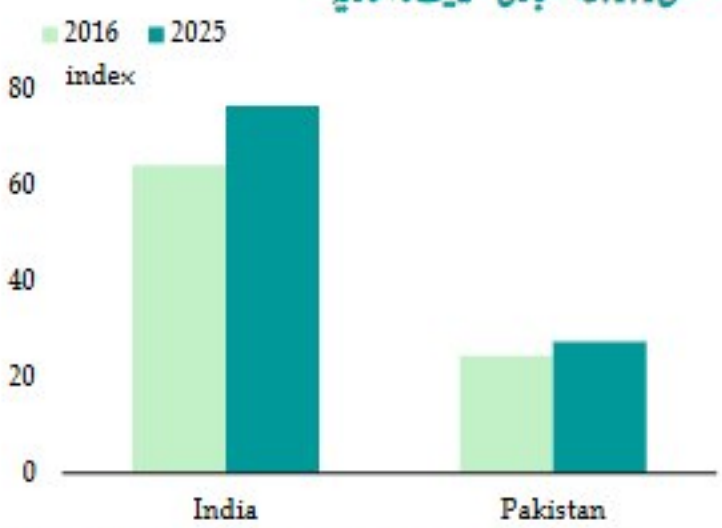
[70] یہ بات اہم ہے کہ یورپی یونین نے اپنے جی ایس پی پلس فریم ورک میں ترمیم کی ہے، جس سے جنوری 2027ء سے تجارتی ترجیحات کی خودکار توسیع ختم ہو گئی ہے۔ لہٰذا، پاکستان کو باضابطہ طور پر توسیع کے لیے درخواست دینی ہو گی اور اقوام متحدہ کے 32 کنونشنز پر مشتمل ایکشن پلان جمع کروانا ہو گا۔

ابھرتے ستارے: پاکستان کے پاس اس زمرے میں مصنوعات کی نسبتاً وسیع رینج موجود ہے، جن میں مٹ ویئر، چمڑے کی مصنوعات، کھلونے اور کھیلوں کا سامان، جوتے، مشروبات اور ادویہ سازی کی مصنوعات شامل ہیں۔

ضائع ہوتے مواقع: یہ سب سے زیادہ تشویش ناک زمرہ ہے، جہاں یورپی یونین میں طلب بڑھ رہی ہے، لیکن پاکستان کی برآمدات میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ اس زمرے میں اناج، کھالیں اور چمڑیاں، صابن اور خوردنی سبزیاں شامل ہیں۔ ان برآمدی شعبوں کو درپیش چیلنجز کا پیداواری صلاحیت، معیار اور سرٹیفکیشن، خام مال کی دستیابی، مسابقتی صلاحیت اور مارکیٹ تک رسائی کی رکاوٹوں کے حوالے سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

زوال پذیر ستارے :اس زمرے میں ٹیکسٹائل کی دیگر تیار مصنوعات جیسے بنے ہوئے کپڑے، کھالیں اور فر وغیرہ شامل ہیں۔ یہ مصنوعات ظاہر کرتی ہیں کہ پاکستانی ادارے اس وقت بھی مسابقت برقرار رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جب مارکیٹ کے حالات کم سازگار ہوں، تاہم یورپی یونین کی کمزور طلب کے باعث مسلسل نمو محدود ہو سکتی ہے۔ اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے مصنوعات کو بہتر اور جدید بنانا، پیداواری صلاحیت میں اضافہ اور معیار کے اعتبار سے مصنوعات میں فرق پیدا کرنا موزوں حکمتِ عملی ہو سکتی ہے۔

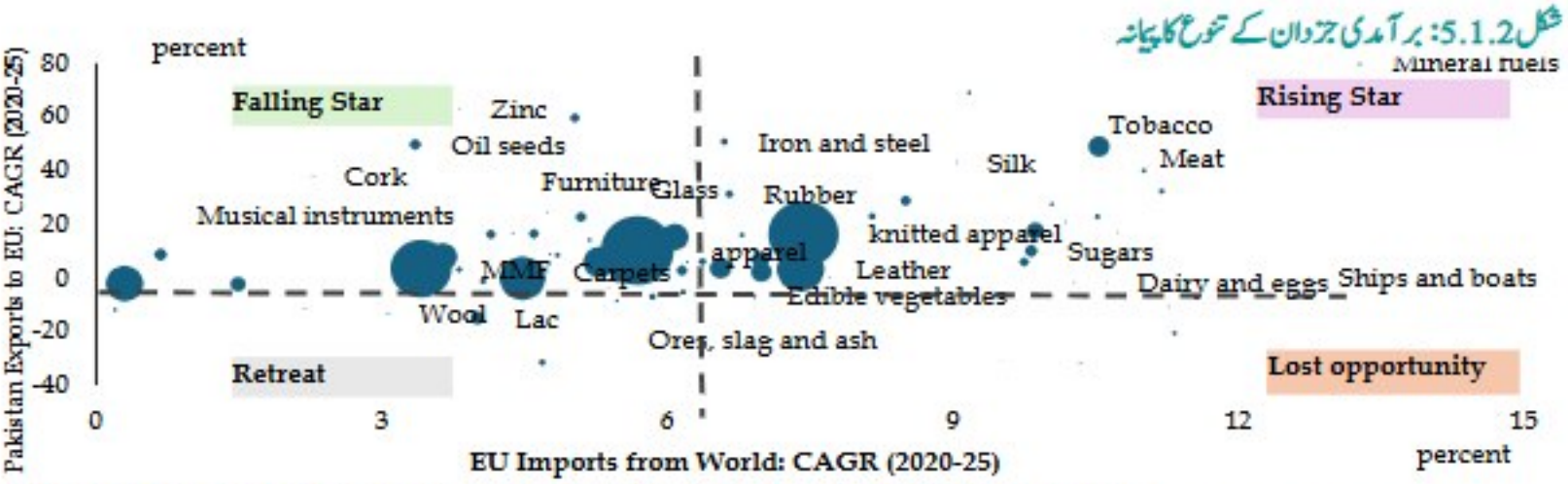
شکل 5.1.1: تجارتی تکمیلیت کا اشاریہ



Source: SBP staff calculations based on data of ITC

پسپائی: اس زمرے میں وہ مصنوعات شامل ہیں جن کی یورپی یونین میں طلب اور پاکستان کی برآمدات، دونوں میں کمی آ رہی ہے۔ کپاس اس کی سب سے اہم مثال ہے، کیونکہ یورپی یونین میں اس کی طلب میں 1.9 فیصد اور پاکستان کی برآمدات میں 1.8 فیصد کمی آئی، تاہم کپاس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ یورپی یونین کی مارکیٹ میں پاکستان کا مارکیٹ شیئر اب بھی 12.4 فیصد ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمرے کو الگ تھلگ کر کے نہیں دیکھا جانا چاہیے۔ زیادہ مارکیٹ شیئر رکھنے والی کسی پسپائی کا شکار مصنوعہ (پراڈکٹ) کی معاشی اہمیت، 0.01 فیصد مارکیٹ شیئر رکھنے والے کسی ابھرتے ہوئے ستارے سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ ایسی مصنوعات کے لیے مقصد یہ ہونا چاہیے کہ قابلِ عمل مارکیٹ شیئر کا تحفظ کرتے ہوئے زیادہ قدر والی یا تیزی سے نمو کرنے والی ڈاؤن اسٹریم مصنوعات کی جانب پیش رفت کی جائے۔

شکل 5.1.2: برآمدی جزدان کے تنوع کا پیمانہ



Note: size of the bubble shows Pakistan's market share of each commodity/product in EU.
Rising Star: EU CAGR ≥6% and Pakistan CAGR ≥0%; **Lost Opportunity:** EU CAGR ≥6% and Pakistan CAGR <0%;
Falling Star: EU CAGR <6% and Pakistan CAGR ≥0%; **Retreat:** EU CAGR <6% and Pakistan CAGR <0%.
Source: SBP staff calculations based on ICT Trademap data

نتیجہ اور آگے کا لائحہ عمل

پاکستان کو بھارت۔یورپی یونین ایف ٹی اے کو ترجیحی رسائی کے خاتمے کے طور پر نہیں بلکہ نسبتی مسابقتی صلاحیت میں ایک ساختی تبدیلی کے طور پر دیکھنا چاہیے، جس کے لیے صرف محصولی ترجیحات پر انحصار کرنے کے بجائے پیداواری صلاحیت، رسدی زنجیر کی گہرائی اور مصنوعات کی جدت و نفاست پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہوگی۔ پاکستان جی ایس پی پلس کے تحت ترجیحی سہولت سے مستفید ہوتا رہے گا، تاہم بھارت اور یورپی یونین کے ایف ٹی اے کے نفاذ کے بعد بھارتی مصنوعات پر ٹیرف میں کمی سے ان شعبوں میں مسابقتی دباؤ بڑھے گا جہاں پاکستان کی برآمدات زیادہ مرتکز ہیں، جیسے ٹیکسٹائل، چمڑا، چھری کانٹے (کٹلری) وغیرہ۔ مصنوعات کی سطح پر حاصل ہونے والے شواہد بھی اس خدشے کو تقویت دیتے ہیں۔ پاکستانی بنے ہوئے ملبوسات، گوشت، چمڑے، جوتوں اور متعدد غیر روایتی برآمدی مصنوعات سمیت کئی ابھرتا

ستارہ مصنوعات میں بدستور مضبوط پوزیشن برقرار رکھ سکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یورپی یونین کی بڑھتی ہوئی طلب کے باوجود ضائع ہوتے مواقع کی مصنوعات میں اپنی پوزیشن کھو رہا ہے۔ بھارت۔یورپی یونین ایف ٹی اے سے خطرہ یہ نہیں کہ پاکستان اچانک یورپی یونین کی مارکیٹ تک رسائی سے محروم ہوجائے گا، بلکہ یہ ہے کہ بھارت کہیں زیادہ مضبوط مسابقتی حریف بن جائے گا۔

لہٰذا، پاکستان کے ردِعمل کو محض ترجیحی محصولاتی فرق کو برقرار رکھنے کی کوشش تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ اس کی توجہ مسابقتی صلاحیت پیدا کرنے پر مرکوز ہونی چاہیے، اس سے پہلے کہ معروف میں یکسانیت کے باعث مسابقتی فرق کو کم کرنا مزید مشکل ہوجائے۔ اول، ابھرتا ستارہ مصنوعات کے زمرے میں زیادہ تنوع کے ذریعے مزید بہتر اور جدید بنایا جائے اور ایم ایم ایف (مصنوعی ریشوں) کی پیداواری صلاحیت میں سرمایہ کاری، جدید ٹیکنالوجی کا استعمال، اور ٹیکسٹائل کے خام مال اور ان پٹس کو تیار شدہ مصنوعات کی صنعت سے زیادہ مضبوطی سے جوڑنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ دوم، میٹرکس میں شناخت کی گئیں ضائع ہوتے مواقع کی مصنوعات کو ایک بدنی پالیسی ایجنڈے کا حصہ بنایا جائے، جس کے تحت عمومی نوعیت کی برآمدی مراعات دینے کے بجائے معیار کی سرٹیفکیشن، لاجسٹکس، پیداواری صلاحیت اور مارکیٹ تک رسائی میں حائل رکاوٹوں کی باقاعدہ اور تفصیلی تشخیص کی ضرورت ہے۔ آخراً، پاکستان کو اپنی موجودہ یورپی یونین جی ایس پی پلس ترجیحی حیثیت سے اس وقت تک فائدہ اٹھاتے ہوئے، جب تک یہ اسے مسابقتی برتری فراہم کررہی ہے، روایتی سوتی مصنوعات پر مبنی برآمدات سے آگے بڑھ کر زیادہ قدر والی اشیاسازی، دواسازی، انجینئرنگ کی مصنوعات اور دیگر ابھرتے ہوئے شعبوں میں اپنی موجودگی مضبوط کرنی چاہیے (پی بی سی، 2026ء)۔ چنانچہ، بھارت۔یورپی یونین ایف ٹی اے پاکستان کے لیے ایک انتباہ بھی ہے اور پالیسی سازی کے لیے ایک موقع بھی۔

اس باکس کی تحریر میں انا خٹک کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

الف۔ یورپی یونین کمیشن کی ویب سائٹ: https://policy.trade.ec.europa.eu/eu-trade-relationships-country-and-region/countries-and-regions/pakistan_en

ب۔ یورپی کمیشن کی ویب سائٹ؛ میمو: یورپی یونین-بھارت آزاد تجارت کا معاہدہ: باب وار خلاصہ

ج۔ پی بی سی (2026ء)، بھارت یورپی یونین ایف ٹی اے، پاکستان بزنس کونسل۔

باکس 5.2: برآمدی رسائی سے آگے: پاکستان کی آئی سی ٹی برآمد کنندہ فرموں کے حجم میں توسیع

پاکستان کی آئی سی ٹی برآمدات گذشتہ پانچ برسوں کے دوران دگنی سے بھی زیادہ ہوچکی ہیں۔ 16.9 فیصد کی مرکب سالانہ شرحِ نمو (سی اے جی آر) کے ساتھ آئی سی ٹی برآمدات مالی سال 21ء میں 2.1 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 26ء میں 4.6 ارب ڈالر ہوگئی ہیں۔ تاہم، برآمدات میں اس نمو کے ساتھ زیادہ برآمدی آمدنی والے زمروں میں منتقل ہونے والی فرموں کی تعداد میں اسی تناسب سے اضافہ نہیں ہوا۔ مالی سال 26ء میں آئی سی ٹی برآمد کنندہ فرموں کے حجم کی تقسیم ایک واضح طویل دُمی پھیلاؤ (long tail) ظاہر کرتی ہے: کمپیوٹر سافٹ ویئر کی 68 فیصد فرمیں، سافٹ ویئر کنسلٹنسی کی 77 فیصد فرمیں، دیگر کمپیوٹر خدمات کی 89 فیصد فرمیں اور این ٹی این رپورٹ کرنے والے 99 فیصد فری لانسرز سالانہ بنیاد پر 0.1 ملین ڈالر سے کم آمدنی حاصل کرتے ہیں (**جدول 5.2.1**)۔ برآمدی آمدنی کی تقسیم کے نچلے سرے پر فرموں کا یہ ارتکاز خاص طور پر اہم ہے، کیونکہ تحقیقی لٹریچر سے شواہد ملتے ہیں کہ خدمات کے شعبے میں سرحد پار اور سرحد کے اندر تجارتی رکاوٹوں سے نمٹنے کے لیے فرم کا حجم اور ماضی کا برآمدی تجربہ اہم عوامل ثابت ہوتے ہیں۔ پاکستان کے معاملے میں یہ ایک ساختی مسئلہ ہے جو کئی برسوں سے موجود ہے (**شکل 5.2.1 الف اور ب**)۔

طویل دُمی پھیلاؤ (long tail) کا مسئلہ متعدد پالیسی اقدامات کے باوجود بدستور برقرار ہے، جو اسٹیٹ بینک اور حکومت نے آئی سی ٹی برآمد کرنے والی فرموں کو سہولت فراہم کرنے کے لیے کیے ہیں۔ ان اقدامات میں یہ شامل ہیں: اسٹیٹ بینک نے آئی ٹی برآمد کنندگان کے لیے غیر ملکی کرنسی برقرار رکھنے کی حد 35 فیصد سے بڑھا کر 50 فیصد کردی ہے اور بیرونِ ملک ادائیگیوں کے لیے برقرار رکھی گئی رقوم کے استعمال کو مزید آزاد بنایا ہے؛[71] اس کے علاوہ، اسٹیٹ بینک نے آئی ٹی فرموں کی بیرونِ ملک سرمایہ کاری میں بھی سہولت فراہم کی ہے۔[72] مزید برآں، اپریل 2026ء سے بینکوں کے لیے لازم ہے کہ وہ آئی ٹی فرموں اور فری لانسرز کو درپیش اندرونِ ملک رقوم کی وصولی اور بیرونِ ملک ترسیلاتِ زر سے متعلق مسائل کے حل کے لیے طریقۂ کار وضع کریں۔[73] ٹیکس نظام بھی رجسٹرڈ آئی سی ٹی برآمد کنندگان کے لیے

[71] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 17: https://www.sbp.org.pk/circulars/cpd-circular-lcttcr-no-17-of-2023

[72] اس اقدام کے ذریعے بیرونِ ملک موجودگی اور مارکیٹ میں توسیع کی ضرورت کو بروئے کار لایا گیا۔ ماخذ: ایف ای سرکلر نمبر 01: https://www.sbp.org.pk/circulars/fc-circular-no-01-of-2024

[73] ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 06، اپریل 2026ء: https://www.sbp.org.pk/circulars/cpd-circular-lcttcr-no-06-of-2026

0.25 فیصد کی ترجیحی رعایتی ٹیکس شرح فراہم کرتا ہے،[74] جبکہ انہیں ٹیکس سے استثنا حاصل کرنے کے لیے ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کا ایک آسان نظام بھی فراہم کیا گیا ہے۔[75] تاہم، یہ مراعات اپنے طور پر وہ صلاحیتیں پیدا نہیں کرتیں جو بڑے معاہدے حاصل کرنے، اپنی ملکیتی مصنوعات (proprietary products) تیار کرنے، زیادہ قدر والی خدمات میں تخصص پیدا کرنے، یا انفرادی صلاحیتوں اور ٹیلنٹ کو قابلِ توسیع (scalable) فرموں کی شکل میں منظم کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ یہ حقیقت کہ مجموعی برآمدات میں غیر معمولی رفتار سے اضافہ ہو سکتا ہے جبکہ فرموں کا حجم بدستور پتلے نچلے زمروں میں مرکوز رہے، اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ برآمدات میں ضوابط اور فرموں کی ترقی وجدت کاری ایک ہی عمل نہیں ہیں۔

جدول 5.2.1: سالانہ برآمدی آمدنی کے سائز کے لحاظ سے کمپنیوں کی تقسیم-مالی سال 26ء

ملین ڈالر، اس زمرے میں کل فرموں کا فیصد

برآمدی آمدنی	کمپیوٹر سافٹ ویئر کی برآمدات (ایچ ایس کوڈ:9184)		سافٹ ویئر کی مشاورتی خدمات (ایچ ایس کوڈ:9182)		دیگر کمپیوٹر خدمات (ایچ ایس کوڈ:9185)		کمپیوٹر اور معلوماتی خدمات کا فری لانس (ایچ ایس کوڈ:9186)	
	فرموں کی تعداد (کل کا فیصد)*	رقم (کل کا فیصد)	فرموں کی تعداد (کل کا فیصد)*	رقم (کل کا فیصد)	فرموں کی تعداد (کل کا فیصد)*	رقم (کل کا فیصد)	فرموں کی تعداد (کل کا فیصد)*	رقم (کل کا فیصد)
0.1 سے کم	776(68)	18(3)	4332(77)	95(10)	6688(89)	96(22)	2658(99)	13(54)
0.1–0.5	224(20)	52(9)	996(18)	228(25)	722(10)	153(34)	13(0)	2(10)
0.5–1.0	68(6)	49(8)	171(3)	117(13)	85(1)	60(13)	1(0)	1(3)
1.0–5.0	56(5)	122(21)	121(2)	225(25)	55(1)	102(23)	4(0)	8(33)
5.0–10.0	8(1)	58(10)	16(0)	114(13)	2(0)	14(3)	0(0)	0(0)
10.0–50.0	8(1)	155(27)	5(0)	83(9)	1(0)	19(4)	0(0)	0(0)
50 سے زیادہ	1(0)	118(21)	1(0)	53(6)	0(0)	0(0)	0(0)	0(0)
کل	**1141**	**572**	**5642**	**914**	**7553**	**443**	**2676**	**24**
غیر این ٹی این رپورٹنگ فرمیں	لاگو نہیں	80	لاگو نہیں	363	لاگو نہیں	351	لاگو نہیں	1141

* این ٹی این رپورٹ کرنے والی فرمیں

نوٹ: برآمدی وصولیوں کے حجم کے لحاظ سے کسی فرم کو مخصوص حد میں شامل کرنے سے پہلے، ہر خدمت کے شیعے کے اندر این ٹی این کی بنیاد پر فرموں کو یکجا کیا گیا ہے۔ راؤنڈنگ آف کے باعث فیصد کا مجموعہ بالکل 100 نہیں ہو سکتا۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک

مصنوعی ذہانت (اے آئی) سے فرموں کی ترقی اور اپ گریڈیشن کی اہمیت مزید بڑھنے کا امکان ہے۔ وہ خدمات جو اے آئی سے چلنے والی خودکاری کے لیے زیادہ حساس ہیں، عموماً معمول کے، بار بار دہرائے جانے والے اور آسانی سے ضابطہ بند (codified) کیے جا سکنے والے کاموں پر زیادہ انحصار کرتی ہیں۔[76] یہ صورتِ حال پاکستان کے لیے خاص طور پر اہم ہے، جہاں بہت سے آئی سی ٹی برآمد کنندگان اب بھی چھوٹے پیمانے کی، کم قدر والی اور محنت پر مبنی سرگرمیوں میں مرتکز ہیں۔ حالیہ شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 21ء اور مالی سال 25ء کے درمیان فری لانس لین دین کی وسطانیہ قدر میں 41 فیصد کمی آئی، جبکہ اسی مدت میں مجموعی فری لانس برآمدات دگنی سے بھی زیادہ ہو گئیں، یہ صورتِ حال نسبتاً کم مالیت لین دین میں نمایاں اضافے کی نشاندہی کرتی ہے۔ اگرچہ اس رجحان کو صرف اے آئی سے منسوب نہیں کیا جا سکتا،

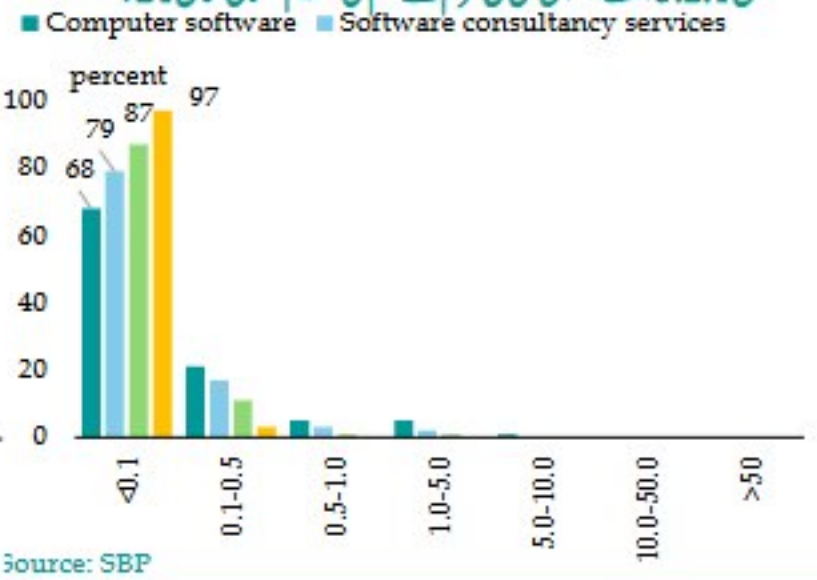
[74] پاکستان سافٹ ویئر ایکسپورٹ بورڈ میں رجسٹرڈ۔ یہ ٹیکس مراعات 2029ء تک فراہم کی گئی ہیں۔

[75] ایف بی آر کی ویب سائٹ: https://fbr.gov.pk/fbr-clarifies-news-item-captioned-it-industry-abandoned-in-the-budget-202223/173490

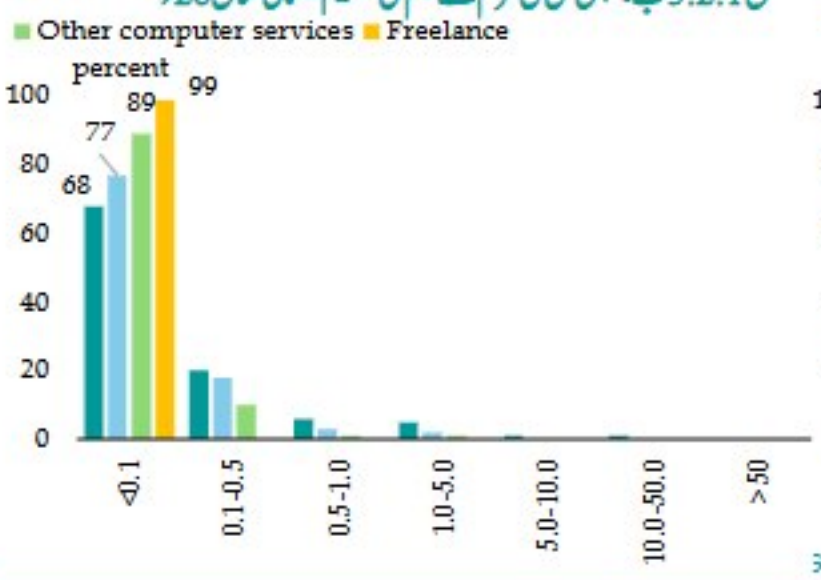
[76] پیشہ ورانہ سرگرمیوں کے اے آئی سے متاثر ہونے کا آئی ایل او کا عالمی سطح کا اشاریہ

تاہم یہ لین دین پر مبنی اور کم قدر والی ڈجیٹل خدمات کی تکنیکی اور مسابقتی دباؤ کے مقابلے میں کمزوری کو نمایاں کرتا ہے۔ اسی طرح، وہ فرمیں جو محنت یا وقت کی بنیاد پر فراہم کی جانے والی خدمات (effort-based services) پر انحصار کرتی ہیں، ان پر بھی زیادہ دباؤ پڑ سکتا ہے، کیونکہ اے آئی معمول کے ڈجیٹل کام انجام دینے کی لاگت کم کر رہی ہے۔

شکل 5.2.1الف: آئی سی ٹی فرم کے حجم کی تقسیم– مالی سال 21ء



شکل 5.2.1ب: آئی سی ٹی فرم کے حجم کی تقسیم– مالی سال 26ء



Source: SBP

مرکزی رکاوٹ اب بڑھتا ہوا "درمیانی مرحلہ" ہے: ایک چھوٹے برآمد کنندہ سے عالمی سپلائر بننے تک کا سفر

لہٰذا پالیسی کے حوالے سے اصل چیلنج یہ ہے کہ موجود برآمد کنندگان کو مخصوص صلاحیتوں کی مطلوبہ سطح حاصل کرنے میں مدد فراہم کی جائے۔ فرم کی سطح پر دستیاب اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب سے بڑا موقع لازماً مزید نئی فرمیں قائم کرنے میں نہیں، بلکہ موجودہ فرموں کو برآمدی تقسیم کے درمیانی مرحلے سے آگے بڑھانے میں ہے۔

زمرے کے لحاظ سے پالیسی تجاویز: حجم میں توسیع کے مختلف مسائل

سافٹ ویئر کنسلٹنسی خدمات (9182) : چھوٹی پروجیکٹ ٹیموں سے آگے بڑھ کر کاروباری حجم میں توسیع کے لیے پروجیکٹ مینجمنٹ، کاروباری تجزیے، سائبر سکیورٹی، ڈیٹا مینجمنٹ، معیار کی یقین دہانی اور بین الاقوامی فروخت کے شعبوں میں مطلوبہ صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ ایکسپورٹ اسٹریٹیجی (پی ایس ڈی ای) 2023ء تا 2027ء میں چھوٹی اور دوسرے درجے کی فرموں میں ان صلاحیتوں کے خلا کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس خلا کو دور کرنے کے لیے ایک ہدفی ' انٹرپرائز ریڈی نیس پاسپورٹ [77] ' متعارف کرایا جا سکتا ہے، جس کے تحت متعلقہ آئی ٹی خدمات کے مختلف شعبوں میں اہل فرموں کی ضروریات کے مطابق مخصوص معاونت فراہم کی جائے۔ اس پروگرام کے ذریعے بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ تصدیق ناموں، سائبر سکیورٹی، ڈیٹا کمپلائنس کی تیاری اور دیگر متعلقہ ضروریات کے اخراجات میں مشترکہ مالی معاونت (co-financing) فراہم کی جا سکتی ہے۔ یہ معاونت قابلِ تصدیق سنگِ میل (verified milestones) کے حصول سے منسلک ہو، تاکہ فرموں کو منظم انداز میں اپنی صلاحیت اور کاروباری حجم بڑھانے میں مدد مل سکے۔

کمپیوٹر سافٹ ویئر (9184) : کمپیوٹر سافٹ ویئر کی خدمات میں ویب ڈیولپمنٹ، ڈیٹا انٹری اور پروسیسنگ، ویب اسکریپنگ، موبائل ایپ ڈیولپمنٹ وغیرہ شامل ہیں۔ بنیادی چیلنج یہ ہے کہ صرف ڈیولپمنٹ کی صلاحیت فروخت کرنے سے آگے بڑھ کر دوبارہ استعمال کے قابل ٹیکنالوجی، ملکیتی مصنوعات، دانشورانہ ملکیت (IP) اور مسلسل آمدنی (recurring revenue) کے حصول کی جانب پیش رفت کی جائے۔ پی ایس ڈی ای اسٹریٹیجی 2023ء تا 2027ء میں کمزور مصنوعات اور دانشورانہ ملکیت پر مبنی ترقی، اور چھوٹی سافٹ ویئر فرموں کی حکومتی آئی ٹی منصوبوں تک محدود رسائی کو اہم رکاوٹوں کے طور پر شناخت کیا گیا ہے۔[78] لہٰذا، سرکاری خدمات کی ڈجیٹلائزیشن یا ای۔ گورنمنٹ کے اقدامات ملکی طلب میں اضافہ کر کے ایس ایم ایز کے لیے ملکی 'حوالہ جاتی مارکیٹیں' پیدا کر سکتے ہیں۔ بالخصوص، سرکاری خریداری کے قواعد اس طرح وضع کیے جا سکتے ہیں کہ چھوٹی فرموں کو چھوٹے اور ماڈیولر معاہدوں کے لیے مقابلہ کرنے کا موقع ملے اور ایسی دوبارہ استعمال کے قابل اور قابلِ توسیع (scalable) ٹیکنالوجی کو ترجیح دی جائے جو ہر بار ایک نئے اور مخصوص حل کی تیاری کے بجائے مختلف صارفین کے لیے استعمال کی جا سکے۔ اس طریقے سے فرموں کو حوالہ جاتی صارفین حاصل کرنے، اپنی مصنوعات کو عملی طور پر جانچنے اور بعد ازاں انہیں برآمد

[77] 'انٹرپرائز ریڈی نیس پاسپورٹ' سے مراد ایک معیاری سرٹیفکیٹ / معیار ہے جو کسی آئی سی ٹی فرم کی مالی، انتظامی، کاروباری اور برآمدی استعداد کی بنیاد پر بین الاقوامی مارکیٹ میں داخل ہونے کے لیے اس کی تیاری کو ظاہر کرتا ہے۔

[78] پاکستان سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ ایکسپورٹ اسٹریٹیجی 2023ء تا 2027ء کے مطابق، جہاں سرکاری منصوبے نجی شعبے کے لیے کھلے ہوں، وہاں بولیوں کے لیے بعض شرائط میں مخصوص حجم اور تجربے کی شرط شامل ہوتی ہے جسے صرف چند بڑی نجی آئی ٹی فرمیں پورا کر سکتی ہیں؛ لہٰذا، خریداری کی شرائط چھوٹی آئی ٹی فرمز کے خلاف امتیازی رویہ رکھتی ہیں۔

کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، سنگاپور سرکاری خریداری اور ڈیجیٹلائزیشن کے اقدامات کو استعمال کرتے ہوئے مقامی آئی سی ٹی فرموں کو سرکاری شعبے کے اداروں کے لیے حل تیار کرنے میں مدد دیتا ہے، اور بعد ازاں کامیاب فرموں کو حکومت سے حکومت شراکت داریوں کے ذریعے فروغ دیتا ہے۔ اسی طرح، سری لنکا کی آئی سی ٹی ایجنسی غیر ملکی اور مقامی فرموں کے درمیان مشترکہ منصوبوں کی حوصلہ افزائی کرکے ملکی آئی سی ٹی صلاحیت کو فروغ دیتی ہے۔ ان شراکت داریوں کو سرکاری خریداری کے جائزوں میں اضافی پوائنٹس بھی دیے جاتے ہیں۔ (یو این سی ٹی اے ڈی، 2013ء)

دیگر کمپیوٹر خدمات[79] (9185) : اس زمرے کو درپیش بنیادی چیلنج یہ ہے کہ عمومی نوعیت کی آؤٹ سورسنگ سے آگے بڑھ کر خصوصی، علم پر مبنی اور عمودی (vertical) خدمات کی جانب منتقل ہوا جائے۔ پاکستان کی زیادہ تر آف شور خدمات فراہم کرنے والی فرمیں اب بھی انفارمیشن ٹیکنالوجی آؤٹ سورسنگ اور بزنس پروسیس آؤٹ سورسنگ میں کم قدر والی خدمات تک محدود ہیں، جبکہ عمودی (vertical) اور نالج پروسیس آؤٹ سورسنگ (KPO) میں ان کی شرکت محدود ہے۔ لہٰذا، ایک 'ورٹیکل آئی سی ٹی ایکسپورٹ پروگرام'[80] متعارف کرایا جاسکتا ہے، جس کے تحت فن ٹیک، سائبر سکیورٹی، ہیلتھ ٹیک، لاجسٹکس اور صنعتی ٹیکنالوجی جیسے شعبوں پر معاونت مرکوز کی جاسکتی ہے جس میں خصوصی مہارتوں، تصدیق ناموں، اینکر کلائنٹس اور بیرونِ ملک خریداروں سے روابط کو یکجا کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، ملائیشیا کی 'ڈیجیٹل ایکسیلیریشن گرانٹ' ترجیحی شعبوں میں کام کرنے والی فرموں کو ہدف بناتی ہے، جبکہ 'ایکس پورٹ گرانٹ' برآمد کے لیے تیار ٹیکنالوجی فرموں کو عالمی سطح پر تجارتی بنانے کے عمل میں معاونت فراہم کرتی ہے عالمی سطح پر تجارتی فروغ کے لیے برآمد کے لیے تیار ٹیکنالوجی فرموں کی معاونت کرتی ہے۔

دیگر کمپیوٹر سروسز (9185): اس زمرے کو سب سے بنیادی چیلنج عمومی آؤٹ سورسنگ سے ماہر، علم پر مبنی اور عمودی خدمات کی طرف جانا ہے۔ پاکستان کی زیادہ تر آف شور سروسز کمپنیاں اب بھی انفارمیشن ٹیکنالوجی آؤٹ سورسنگ اور بزنس پروسیس آؤٹ سورسنگ میں کم ویلیو ایڈڈ سروسز میں مرکوز ہیں، اور ورٹیکل اور نالج پروسیس آؤٹ سورسنگ میں محدود شرکت ہے۔[81] لہٰذا، ایک عمودی ICT برآمدی پروگرام فن ٹیک، سائبر سیکیورٹی، صحت کی ٹیکنالوجی، لاجسٹکس، اور صنعتی ٹیکنالوجی جیسے شعبوں پر توجہ مرکوز کرسکتا ہے، جس میں خصوصی مہارتیں، سرٹیفیکیشنز، اینکر کلائنٹس اور بیرون ملک خریدار روابط شامل ہیں۔ مثال کے طور پر، ملائیشیا کی ڈیجیٹل ایکسلریشن گرانٹ ترجیحی شعبوں میں کمپنیوں کو ہدف بناتی ہے، جبکہ ایکس-پورٹ گرانٹ عالمی تجارتی کاری میں برآمدی ٹیکنالوجی کمپنیوں کی حمایت کرتی ہے۔

فری لانس کمپیوٹر اور انفارمیشن خدمات (9186) : فری لانسنگ شروع کرنا نسبتاً آسان ہے۔ انفرادی سطح پر ہونے والے لین دین میں عموماً وہ تنظیمی انفراسٹرکچر موجود نہیں ہوتا جو بڑے کاروباری معاہدوں کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ اس سلسلے میں پالیسی ردِعمل کے طور پر 'ایکسپورٹ پوڈز (Export Pods)'[82] متعارف کرائے جاسکتے ہیں، یہ تجربہ کار فری لانسرز پر مشتمل چھوٹی اور باقاعدہ طور پر رجسٹرڈ ٹیمیں ہوں گی، جنہیں بڑے معاہدوں کے ساتھ منسلک کیا جائے گا اور ان مخصوص شعبوں میں معاونت فراہم کی جائے جو وہ انفرادی طور پر انجام نہیں دے سکتے، مثلاً قانونی معاہدہ بندی، کوالٹی اشورنس، سائبر سکیورٹی کی تعمیل وغیرہ۔ یہ معاونت قابلِ تصدیق سنگِ میل (milestones) کے حصول سے مشروط ہونی چاہیے، مثلاً کمپنی کا باقاعدہ اندراج، پہلا ٹیم کنٹریکٹ حاصل کرنا، انٹرپرائز تصدیق نامہ حاصل کرنا وغیرہ۔

ہنرمند افرادی قوت فرموں کی توسیع میں رکاوٹ بنتی جارہی ہے

آئی سی ٹی برآمد کنندگان کا حجم کے اعتبار سے نچلے درجے میں ارتکاز اس بات سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے کہ چھوٹی فرموں کے لیے کس نوعیت کی مہارتیں دستیاب اور قابلِ استطاعت ہیں۔ پاکستان کی آئی سی ٹی فرمیں نہ صرف تکنیکی کارکنوں کی بھرتی میں مشکلات کی نشاندہی کرتی ہیں بلکہ ایسے امیدواروں کی دستیابی میں بھی دشواری کا سامنا کرتی ہیں جن میں صارفین سے براہِ راست رابطے کے لیے درکار سماجی اور انتظامی صلاحیتیں موجود ہوں، مثلاً بین الاقوامی صارفین کے ساتھ مؤثر رابطہ، منصوبوں اور ٹیموں کا انتظام، اور پیچیدہ خدمات کی فراہمی میں مؤثر ہم آہنگی۔ یہ صلاحیتیں بڑے اور زیادہ پیچیدہ نوعیت کے معاہدے حاصل کرنے اور انہیں مؤثر طور پر مکمل کرنے کے لیے خاص طور پر اہم ہیں؛ ایسی مہارتوں کی کمی فرموں کی چھوٹے پیمانے کی خدمات سے آگے بڑھنے کی صلاحیت کو محدود کرتی ہے۔

اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیا گیا ایک سروے بھی زیادہ تنخواہوں کی توقعات اور کارکنوں کی جانب سے بڑی اور مستحکم فرموں کو ترجیح دینے کے رجحان کی نشاندہی کرتا ہے (اسٹیٹ بینک، 2023ء)۔ اس صورتِ حال سے چھوٹے برآمد کنندگان کو خاص طور پر نقصان پہنچتا ہے۔ وہی فرم جسے بڑے معاہدے حاصل کرنے اور انہیں مؤثر انداز میں مکمل کرنے کے لیے سینئر انجینئرز، سلوشن آرکیٹیکٹس، پروجیکٹ منیجر اور بین الاقوامی فروخت کے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے، دراصل وہی فرم بڑی ملکی اور بین الاقوامی کمپنیوں کے ساتھ ان ماہرین کی بھرتی کے لیے مسابقت کی سب سے کم صلاحیت رکھتی ہے۔ نتیجتاً، مہارتوں کی یہ کمی بذاتِ خود

---

[79] اس زمرے میں غیر متعین ہارڈ ویئر، سافٹ ویئر اور سافٹ ویئر سے متعلق خدمات کی ایک وسیع رینج شامل ہے۔

[80] اس سے مراد ایک ہدفی پروگرام ہے جس میں زیادہ صلاحیت رکھنے والے مخصوص آئی سی ٹی ذیلی شعبوں کے لیے وسائل، مالی معاونت اور مارکیٹ تک رسائی پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے، تاکہ فرمز کو اپنے حجم میں توسیع اور بین الاقوامی مارکیٹ میں داخل ہونے میں مدد مل سکے۔

[81] اس باکس میں ترسیل کے 'ایکسپورٹ پاڈ' (پی او ڈی) سے مراد تجربہ کار فری لانسرز پر مشتمل ایک چھوٹی اور باضابطہ طور پر رجسٹرڈ ٹیم ہے، جو تکمیلی مہارتوں کو یکجا کرتی ہے اور قانونی معاہدہ بندی، معیار کی یقین دہانی، سائبر سکیورٹی وغیرہ جیسے زمروں میں مشترکہ معاونت حاصل کرتی ہے، تاکہ بڑے بین الاقوامی معاہدوں کے لیے اجتماعی طور پر بولی دے سکے اور انہیں مکمل کرسکے۔

مہارتوں کے حصول میں رکاوٹ بن سکتی ہے؛ خصوصی تکنیکی اور انتظامی افرادی قوت کی کمی ان معاہدوں کے حجم اور پیچیدگی کو محدود کر دیتی ہے جو کوئی فرم انجام دے سکتی ہے، جبکہ اس کے چھوٹے پیمانے کی فرم ہونے کی وجہ سے وہ معاوضہ، کیریئر میں ترقی کے مواقع اور خصوصی ٹیمیں فراہم کرنے سے قاصر ہوتی ہے جو سینئر افرادی قوت کو راغب کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

اس سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ صرف لیبر مارکیٹ میں ابتدائی سطح کے پروگرامرز کی تعداد بڑھانا فرموں کے حجم میں توسیع کا باعث نہیں بن سکتا۔ کسی آئی سی ٹی برآمد کنندہ کے کاروباری حجم کو بڑھانے کے لیے خصوصی مہارت رکھنے والے کارکنوں کی ایک نسبتاً چھوٹی لیکن اہم سطح درکار ہوتی ہے، جو تکنیکی افرادی قوت کو تجارتی اور قابلِ توسیع خدمات میں تبدیل کر سکیں، مثلاً سلوشنز کی تشکیل، بڑے منصوبوں کا انتظام، سائبر سکیورٹی اور معیار کی یقین دہانی، صارفین کے ساتھ تعلقات استوار کرنا اور بین الاقوامی مارکیٹوں میں خدمات کی فروخت شامل ہیں۔ پاکستان کی آن لائن لیبر مارکیٹ کے حوالے سے عالمی بینک کے شواہد بھی آئی سی ٹی مہارتوں کے ساتھ ساتھ فروخت اور دیگر تکمیلی صلاحیتوں کی مضبوط طلب ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا، پالیسی کا مقصد محض آئی سی ٹی کی تربیت حاصل کرنے والے کارکنوں کی تعداد میں اضافہ کرنا نہیں ہونا چاہیے بلکہ سینئر اور تکمیلی نوعیت کی نایاب مہارتوں کو ان فرموں کے لیے قابلِ رسائی بنانا بھی ہونا چاہیے جو اپنے کاروباری حجم کو بڑھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ چھوٹے برآمد کنندگان کے لیے زیرِ اعانت پر مبنی تربیت کے ذریعے انٹرپرائز آرکیٹیکٹس، سائبر سکیورٹی لیڈز اور بین الاقوامی سیلز منیجرز جیسی مہنگی خصوصی مہارت رکھنے والی افرادی قوت کو قابلِ رسائی بنایا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ یہ فرمیں اتنے بڑے پیمانے تک نہ پہنچ جائیں کہ وہ ان ماہرین کو مستقل بنیادوں پر ملازمت دے سکیں۔

کم اضافہ قدر کی حامل آئی سی ٹی برآمدات پر مصنوعی ذہانت (اے آئی) کے اثرات کو کم کرنے کے لیے تربیت کے ذریعے اے آئی کے ساتھ ہم آہنگ مہارتوں (AI-complementary skills) کی جانب بدنی منتقلی کی معاونت کی جانی چاہیے۔ ڈیٹا اینوٹیٹرز کو ماڈل کی جانچ اور اے آئی آپریشنز کی جانب، ویب ڈویلپرز کو کلاؤڈ اور پلیٹ فارم انجینئرنگ کی مہارتوں کی جانب، مواد لکھنے والوں کو اے آئی سے معاونت یافتہ مواد کی حکمتِ عملی اور اداریاتی نگرانی کی جانب منتقل کیا جا سکتا ہے۔ پروگراموں کو عمومی نوعیت کی اے آئی تربیت فراہم کرنے کے بجائے فرموں کی برآمدی اپ گریڈیشن کی ضروریات، تصدیق شدہ مہارتوں اور روزگار کے نتائج کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ اس طرح کارکنوں کو ایسی تکنیکی، انتظامی اور شعبوں سے مخصوص صلاحیتوں کی جانب منتقل کیا جا سکے گا جو بڑے اور پیچیدہ بین الاقوامی معاہدوں کے حصول اور ان کی مؤثر انداز میں تکمیل کے لیے معاون ثابت ہوں۔

اس باکس کی تحریر میں انا خٹک کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

الف۔ روزیٹ، ڈی۔، ایس۔ بینز اور ایف۔ اسپنیلی (2017ء)، "خدمات میں تجارتی فرمیں اور تجارتی اخراجات: فرم کی سطح پر تجزیہ"، ادای سی ڈی ٹریڈ پالیسی پیپرز، نمبر 210، ادای سی ڈی پبلشنگ، پیرس؛

ب۔ گرانٹ (2018ء)، "اہم انفراسٹرکچر میں پبلک۔ پرائیویٹ شراکت داری: قیادت کی ذمہ داری کب منتقل ہوتی ہے؟"، سکیورٹی چیلنجز جرنل، جلد 14، شمارہ 1، صفحات 40 تا 52۔

ج۔ یو این سی ٹی اے ڈی (2013ء)، "سرکاری خریداری کے ذریعے مقامی آئی ٹی شعبے کی ترقی کا فروغ"، جنیوا: اقوام متحدہ کانفرنس برائے تجارت و ترقی۔

د۔ اسٹیٹ بینک (2020ء)۔ سہ ماہی رپورٹ، 2020ء، بینک دولت پاکستان۔

ہ۔ عالمی بینک (2017ء)۔ "برآمدی مسابقت کے لیے پاکستان کی معاشی پالیسی: ڈجیٹل پاکستان: کاروبار اور تجارت کا جائزہ"، عالمی بینک۔

و۔ اسٹیٹ بینک (2023ء)، خصوصی باب، "پاکستان کی بڑھتی ہوئی آئی ٹی برآمدات اور ٹیکنالوجی اسٹارٹ اپس: مواقع اور چیلنج"، ششماہی رپورٹ، کراچی: اسٹیٹ بینک۔

ز۔ پی بی سی اور سی ڈی پی آر (2026ء)۔ بین الاقوامی مارکیٹ تک رسائی کے لیے پاکستان کے آئی ٹی فٹ پرنٹ کی اسٹریٹجک سمتوں میں توسیع۔

باکس 5.3: پاکستان کے سرکاری بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیوں کی تفصیل: توازنِ ادائیگی کے لیے مضمرات

مجموعی طور پر، مالی سال 25ء اور مالی سال 26ء کے دوران پاکستان کی مجموعی سودی ادائیگیاں مالی سال 24ء کے مقابلے میں کم رہیں، حالانکہ قرضے کے حجم میں اضافہ ہوا (**جدول 5.3.1**)۔ جون 2024ء سے جون 2026ء کے دوران سرکاری بیرونی قرضے کا حجم تقریباً 8.7 فیصد اضافے سے 106.8 ارب ڈالر ہو گیا، جبکہ سودی ادائیگیاں 70 ملین ڈالر (1.7 فیصد) کی کمی سے 4.0 ارب ڈالر رہ گئیں۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ اوسط شرحِ سود میں کمی تھی، جس کے اثر کو بیرونی قرضے کے حجم میں ہونے والے کچھ اضافے نے جزوی طور پر زائل کر دیا۔ اس باکس کا مقصد گذشتہ پانچ برسوں کے دوران سرکاری بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیوں کے اہم عوامل کی مقداری پیمائش کرنا اور یہ تعین کرنا ہے کہ شرحِ سود اور قرض کے حجم نے سودی ادائیگیوں کی کمی میں کس حد تک کردار ادا کیا۔

جدول 5.3.1: بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیوں کا تجزیہ

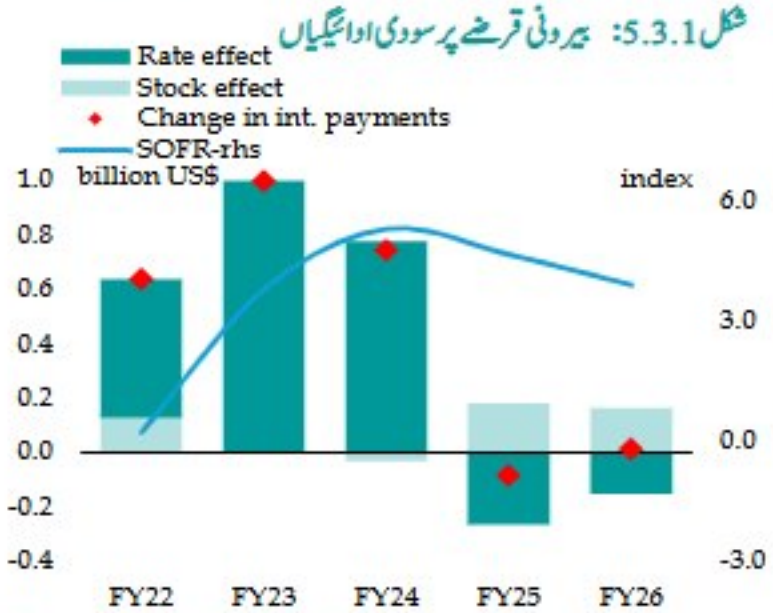
ملین ڈالر

	مالی سال22ء	مالی سال23ء	مالی سال24ء	مالی سال25ء	مالی سال26ء
جون کے اختتام پر سرکاری بیرونی قرضے کا ذخیرہ	99,972	94,881	98,256	103,750	106,757
سرکاری بیرونی قرضے کا اوسط ذخیرہ	97,596	97,427	96,569	101,003	105,253
سودی ادائیگیاں	2,318.1	3,318.1	4,063.7	3,980.1	3,993.8
مضمر شرح سود (فیصد)					
مجموعی سرکاری بیرونی قرضہ	2.38	3.41	4.21	3.94	3.79
کثیر فریقی	1.36	2.23	3.02	2.94	2.86
سودی ادائیگیوں میں تبدیلی	639.9	999.9	745.6	-83.6	13.7
شرح کا اثر	512.7	1,004.8	778.3	-264.3	-150.7
ذخیرے کا اثر	127.2	-4.9	-32.7	180.7	164.4

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

چونکہ سودی ادائیگیاں شرح سود اور قرض کے حجم، دونوں سے متاثر ہوتی ہیں، اس لیے ان میں ہونے والی تبدیلیوں کو شرح سود اور قرض کے حجم سے منسوب حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ مالی سال 26ء میں اوسط مفروضہ شرح سود (Average Implied Interest Rate) 3.79 فیصد رہ گئی جبکہ مالی سال 24ء میں یہ 4.21 فیصد تھی۔ اوسط شرح سود میں 42 بیسس پوائنٹس کی کمی کے نتیجے میں سودی ادائیگیوں میں تقریباً 415 ملین ڈالر کی کمی ہوئی۔ تاہم، اس کمی کا اثر قرض کے حجم میں اضافے کی وجہ سے زائل ہوگیا۔ دورانِ مدت قرض کے حجم میں 8.7 ارب ڈالر کے اضافے کے نتیجے میں سودی ادائیگیوں میں تقریباً 345 ملین ڈالر کا اضافہ ہوگیا تھا۔[32] (شکل 5.3.1)۔

شکل 5.3.1: بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیاں



Source: SBP staff calculations

حالیہ مدت میں پاکستان نے قرضوں کے لیے طویل مدتی کثیر جہتی اداروں اور آئی ایم ایف کی جانب رُخ کیا ہے، جس کے نتیجے میں قرضوں کی واپسی کی لاگت میں کمی آئی ہے۔ سرکاری بیرونی قرضے پر مفروضہ شرح سود مالی سال 26ء میں 3.8 فیصد رہ گئی جبکہ مالی سال 24ء میں 4.2 فیصد تھی۔ اس کمی کی ایک جزوی وجہ عالمی شرح سود میں نرمی بھی ہے، کیونکہ بیشتر قرضوں کی شرح سود کا از سرِ نو تعین عالمی نشانیہ شرحوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ تاہم، طویل مدتی کثیر جہتی اور آئی ایم ایف فنانسنگ کی جانب منتقلی نے اس اثر کو محدود رکھنے میں بھی مدد کی ہے، کیونکہ اس کے بغیر شرح سود کا اثر زیادہ نمایاں ہو سکتا تھا۔ یہ فنانسنگ حکومتِ پاکستان کی وسط مدت میں کی انتظامِ قرض کی حکمتِ عملی (مالی سال 23ء تا مالی سال 26ء) سے ہم آہنگ ہے، جس میں لاگت اور خطرات کے درمیان توازن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مالی ضروریات کو ممکنہ حد تک کم ترین لاگت پر پورا کرنے پر توجہ مرکوز کی گئی تھی۔

ادائیگیوں کے توازن پر مضمرات

نامیہ بیرونی قرضوں میں اضافے کے باوجود، اوسط شرح سود میں کمی نے بنیادی آمدنی کے اخراج کو مؤثر طور پر محدود کیا ہے، جس سے جاری کھاتے کے خسارے میں کمی لانے میں مدد ملی ہے۔ تاہم، اگر عالمی مالی حالات دوبارہ سخت ہو جاتے ہیں تو قرضے کی وسیع اساس اور بڑھتی ہوئی شرح سود مل کر ادائیگیوں کے توازن پر زیادہ بڑا دباؤ پیدا کر سکتی ہیں۔ جاری کھاتے کے حوالے سے اس کا اثر وقت کے ساتھ جمع ہوتا رہتا ہے، کیونکہ شرح سود ماضی میں لیے گئے قرضے کی ایک بار بار عائد ہونے والی لاگت ہے۔

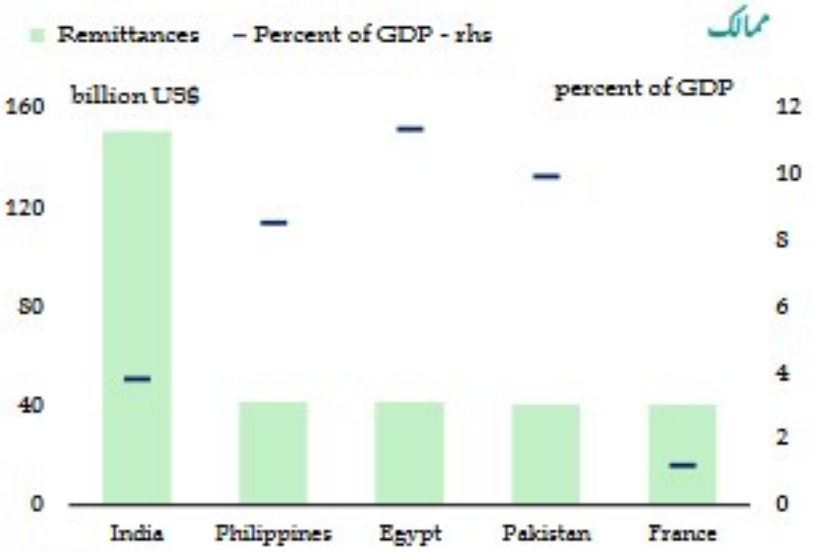
اس باکس کی تحریر میں محمد نفیس کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

[32] اوسط مفروضہ شرح سود کا تخمینہ سودی ادائیگیوں کو قرضوں کے ابتدائی اور اختتامی حجم سے تقسیم کر کے لگایا جاتا ہے۔

باکس 5.4: ترسیلاتِ زر کو مالی اور ترقیاتی سرمائے میں تبدیل کرنا

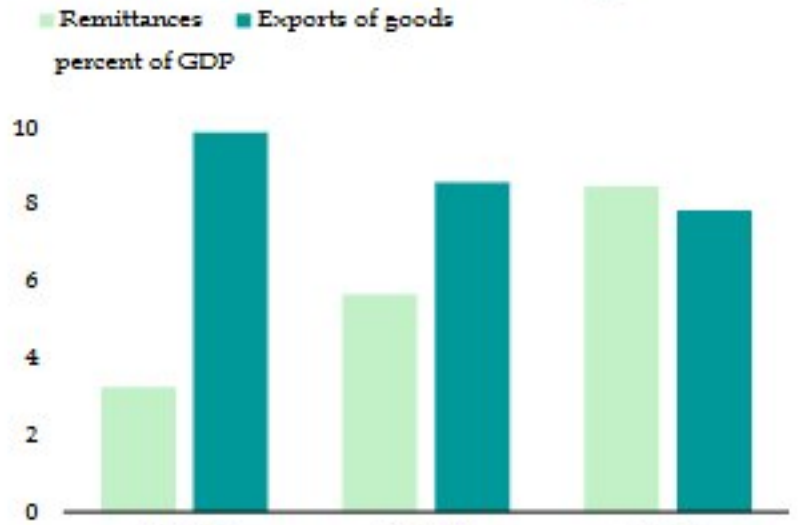
پاکستان نے مالی سال 26ء کے دوران 41.6 ارب ڈالر کی کارکنوں کی ترسیلاتِ زر وصول کیں، جس کے باعث وہ دنیا کی ترسیلاتِ زر وصول کرنے والی پانچ بڑی معیشتوں میں شامل ہو گیا۔ ترسیلاتِ زر ملک کی جی ڈی پی کے تقریباً 10 فیصد کے مساوی ہیں اور ان کا حجم برآمدات سے تقریباً 1.4 گنا زائد ہے۔ نتیجتاً، ترسیلاتِ زر ملک کی زرمبادلہ آمدنی کا سب سے مستحکم ذریعہ بن گئی ہیں (**شکل 5.4.1 الف** اور **ب**)۔ بیرونی کھاتے پر دباؤ کے ادوار میں کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کی مضبوطی خاص طور پر نمایاں رہی ہے۔ مثال کے طور پر، کووڈ-19 کی وبا، سیلاب سمیت قدرتی آفات، اور حالیہ امریکہ-ایران جنگ کے دوران ترسیلاتِ زر میں نمایاں اضافہ ہوا۔ ترسیلاتِ زر کی یہ مضبوطی تحقیقی لٹریچر میں موجود شواہد سے بھی ہم آہنگ ہے، جن کے مطابق ترسیلاتِ زر کے بہاؤ کا رجحان عموماً معکوس گردشی (counter-cyclical) ہوتا ہے اور وصول کنندہ ممالک کی ممکنہ جی ڈی پی کے ساتھ اس کا مثبت تعلق پایا جاتا ہے، بیٹن، جی وغیرہم (2013ء)

شکل 5.4.1 الف: 2025ء میں ترسیلاتِ زر وصول کرنے والے 5 اہم ممالک



Source: WB

شکل 5.4.1 ب: پاکستان کی اشیا کی برآمدات اور ترسیلاتِ زر



Source: Haver

طویل مدتی نمو میں ترسیلاتِ زر کا کردار

ترسیلاتِ زر ممکنہ طور پر اہم کردار کی حامل ہیں، تاہم طویل مدتی معاشی نمو میں ان کا کردار اس مالی ماحول پر منحصر ہوتا ہے جس کے ذریعے یہ رقوم مالی نظام میں گردش کرتی ہیں (فرینکل، 2011ء)۔ اگرچہ ترسیلاتِ زر گھرانوں کی کھپت اور فلاح و بہبود میں معاونت کرتی ہیں، تاہم ان کے ترقیاتی اثرات اس وقت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں جب انہیں پیداواری سرمائے میں تبدیل کیا جائے۔ تحقیقی لٹریچر کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی گہرائی ایک ایسا ممکنہ عنصر ہے جو ترسیلاتِ زر کو پیداواری مالیات میں تبدیل کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔ ایک زیادہ گہرا مالی نظام، گھرانوں کو بچت کے ذرائع، قرض اور سرمایہ کاری کے مواقع تک زیادہ رسائی فراہم کر کے ترسیلاتِ زر اور ان کی کھپت کے درمیان تعلق کو کمزور کر سکتا ہے۔

پاکستان میں تجرباتی نتائج مالی وساطت کے اس ذریعے کی تائید کرتے ہیں۔ مقداری تجزیے کے لیے ہم اے آر ڈی ایل ماڈل[88] استعمال کرتے ہیں، جس میں کارکنوں کی ترسیلاتِ زر اور آئی ایم ایف کے مالی ترقی کے اشاریے کے درمیان باہمی تعامل کو شامل کیا گیا ہے (اعداد و شمار کی مدت 1980ء تا 2025ء)۔ طویل مدتی تخمینے کی تفصیلات یہ ہیں:

$$INV_t = \alpha + \beta_1 REM_t + \beta_2 FINDEX_t + \beta_3 (REM_t \times FINDEX_t) + \beta_4 REER_{(t-1)} + \beta_5 growth_{t-1} + \varepsilon_t$$

جس میں INV اور REM نجی سرمایہ کاری اور کارکنوں کی ترسیلات زر کو جی ڈی پی کے حصے کے طور پر ظاہر کرتے ہیں۔

[88] اے آر ڈی ایل یا آٹو ریگریسو ڈسٹرب لیگ فریم ورک I(0) اور I(1) متغیرات کے امتزاج کی گنجائش رکھتا ہے اور قلیل مدتی حرکیات اور طویل مدتی تعلقات، دونوں کا تخمینہ لگاتا ہے۔ باہمی تعامل کی یہ تخصیص جیولیانو اور رونسرانز (2009ء) کے طریقہ کار کی پیروی کرتی ہے، جنہوں نے جائزہ لیا کہ مالی ترقی کی سطح کس طرح ترسیلاتِ زر کی نمو اور سرمایہ کاری پر مرتب ہونے والے اثرات کو متاثر کرتی ہے۔

ہمیں طویل مدتی مضبوط تعلق اور تحمل کے عددی سر (interaction coefficient) کی مثبت اور انتہائی اہم قدر (p<0.001) 8.073 حاصل ہوتی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی ترقی ترسیلاتِ زر کے نجی سرمایہ کاری پر اثر کو مضبوط بناتی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ سرمایہ کاری پر ترسیلاتِ زر کا حاشیائی اثر (marginal effect) مالی ترقی کی سطح کے ساتھ منظم انداز میں تبدیل ہوتا ہے۔ فائنڈیکس (FINDEX) کی کم ترین سطح پر حاشیائی اثر 1.43- ہے، جس کا مطلب ہے کہ ترسیلاتِ زر کا تعلق کم سرمایہ کاری سے ہے، جبکہ مشاہدہ شدہ زیادہ سے زیادہ سطح پر یہ اثر بڑھ کر 0.63 ہو جاتا ہے۔ حاشیائی اثر تقریباً 0.285 کے فائنڈیکس پر صفر کو عبور کرتا ہے۔ یہ حدی اثر (threshold effect) ظاہر کرتا ہے کہ ترسیلاتِ زر کے ترقیاتی اثرات یکساں نہیں ہوتے۔ جہاں مالی نظام نسبتاً کم گہرا ہو، وہاں ترسیلاتِ زر زیادہ تر پیداواری سرمایہ کاری کے بجائے دیگر مقاصد میں استعمال ہو سکتی ہیں۔

یہ نتائج پالیسی سے متعلق مرکزی سوال کو اس بات سے آگے لے جاتے ہیں کہ ترسیلاتِ زر کو خرچ کیا جاتا ہے یا سرمایہ کاری میں لگایا جاتا ہے؛ اصل سوال یہ ہونا چاہیے کہ کن مالی حالات میں ترسیلاتِ زر کو پیداواری سرمائے میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔[84] پاکستان کے لیے مالی گہرائی ترسیلاتِ زر کے بہاؤ اور سرمایہ کاری کے درمیان ایک ممکنہ پل کا کردار ادا کر سکتی ہے۔

یہ نتائج مرکزی پالیسی سوال کو صرف یہ سوال کرنے سے بدل دیتے ہیں کہ کیا ترسیلات زر استعمال کی جاتی ہیں یا سرمایہ کاری کی جاتی ہیں، اور کس مالی حالات میں ترسیلات زر کو پیداواری سرمایہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کے لیے، مالیاتی گہرائی ترسیلات زر کے بہاؤ اور سرمایہ کاری کے درمیان ایک ممکنہ پل ہو سکتی ہے۔

مالی گہرائی کے لیے پالیسی کے مضمرات

ہمارے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ پالیسی کے حوالے سے اصل چیلنج مالی نظام کے طریقہ کار کو مضبوط بنانا ہے۔ پالیسیوں کی توجہ خصوصاً مالی خدمات کی رسائی، ان تک رسائی اور ان کے معیار کو بہتر بنانے پر ہونی چاہیے، بجائے اس کے کہ ایسی زراعانت فراہم کی جائیں جن کا مقصد صرف ترسیلاتِ زر کے حجم میں اضافہ کرنا ہو۔ اس منتقلی کی معاونت کے لیے کئی پالیسی اقدامات اختیار کیے جا سکتے ہیں، جن میں ترسیلاتِ زر سے منسلک ایس ایم ای اور زرعی قرضے؛ دستاویزی ترسیلاتِ زر کی سابقہ تاریخ کی بنیاد پر ہاؤسنگ فنانس؛ برآمدات کے لیے بیرونِ ملک سرمایہ کاری[85] فنڈز، خصوصاً آئی سی ٹی سیکٹر، کے لیے ڈائسپورا انویسٹمنٹ فنڈز؛ بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کی مالی معاونت سے قائم کاروباری اداروں کے لیے مساوی مالی معاونت، اور وینچر کیپٹل بجٹ اور سرمایہ کاری کی مصنوعات شامل ہیں۔

کئی واقعاتی مطالعے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایسے ذرائع کس طرح وضع کیے جا سکتے ہیں۔ مالدووا کا 'PARE 1+1' پروگرام اس حوالے سے خاص طور پر اہم ہے، کیونکہ اسے واضح طور پر اسی پالیسی چیلنج سے نمٹنے کے لیے وضع کیا گیا تھا جس کی نشاندہی ہمارے تجزیے میں ہوئی ہے، یعنی ترسیلاتِ زر کو پیداواری سرمایہ کاری میں تبدیل کرنا۔ 'PARE 1+1' پروگرام کے تحت غیر مقیم افراد یا ان کے قریبی اہلِ خانہ نے تصدیق شدہ ترسیلاتِ زر سے منظور شدہ کاروباری منصوبے میں سرمایہ کاری کی اور اس کے عوض حکومت سے مساوی مالی معاونت حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ کاروباری تربیت، کاروباری منصوبہ تیار کرنے میں معاونت، منصوبے کی جانچ پڑتال اور پروگرام سے معاونت حاصل کرنے کے بعد نگرانی بھی کی گئی۔ اس پروگرام نے ترسیلاتِ زر سے کاروباری اداروں کے قیام اور ان کے حجم میں توسیع تک ایک واضح راستہ فراہم کیا۔ دس برس کے اندر، اس پروگرام کے تحت 2,600 سے زیادہ افراد کو تربیت دی گئی اور 1,800 سے زیادہ سرمایہ کاری کے منصوبوں کی منظوری دی گئی۔ بعد ازاں اس پروگرام کو 'PARE 1+2' پروگرام کے ذریعے مزید وسعت دی گئی، جس کے تحت ابتدائی مرحلے میں کامیاب ہونے والے استفادہ کنندگان اپنے کاروبار میں توسیع کے لیے مزید معاونت حاصل کر سکتے تھے۔ تاہم، ایسے ماڈل کی مالیاتی افادیت (fiscal case) اس بات پر منحصر ہے کہ مساوی مالی معاونت ایسی اضافی سرمایہ کاری پیدا کرتی ہے یا نہیں جو اس معاونت کے بغیر ممکن نہ ہوتی؛ پاکستان کے لیے اس کا مطلب یہ ہے کہ ترسیلاتِ زر وصول کرنے والوں کے لیے وسیع البنیاد زراعانت دینے کے بجائے ایک ہدفی اور کارکردگی پر مبنی اسکیم وضع کی جائے۔

مالی گہرائی میں اضافے سے لے کر ترسیلاتِ زر کے بہاؤ کو بڑے پیمانے پر وصول کرنے تک

اگر مالی ترقی ترسیلاتِ زر کے نتیجے میں سرمایہ کاری کے ردِعمل کو مضبوط بناتی ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ترسیلاتِ زر کے نسبتاً مستحکم بہاؤ کو کسی ملک میں پیداواری سرمایہ کاری کے لیے طویل مدتی فنانسنگ جمع کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ مالی گہرائی سے بڑھ کر مستقبل کے متوقع مالی بہاؤ کی تمسکات کاری تک ایک قدرتی راستہ فراہم کرتا ہے، جس کے ذریعے مستقبل میں متوقع ترسیلاتِ زر کی

---

[84] ترسیلات زر کے تین مراحل اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ترسیلات زر کے تیسرے مرحلے میں ترقیاتی سرمایہ وجود میں آتا ہے، جو اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ترسیلاتِ زر سے متعلق سیالیت کو پیداواری سرمایہ کاری میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس ذریعے کے تحت ڈپازٹس قرض میں، قرض سرمایہ کاری میں، اور سرمایہ کاری پیداواری صلاحیت کے اضافے میں تبدیل ہوتی ہے۔

[85] بھارت نے 1991ء سے ترقیاتی مقاصد کے لیے رقوم کو اکٹھا کرنے کے لیے ڈائسپورا بانڈز سے استفادہ کیا ہے۔

قابلِ پیش گوئی ترسیلاتِ زر وصولیوں کو بطور بنیاد استعمال کرتے ہوئے پیشگی طور پر مالی وسائل حاصل کیے جاتے ہیں۔ بین الاقوامی تجربہ اس طریقہ کار کے قابلِ عمل ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔[86]، e عالمی بینک (2018ء) کے مطابق، مستقبل میں متوقع ترسیلاتِ زر کو بطور ضمانت (تمسک کاری) استعمال کرنے سے کسی ملک کی قرض گیری کی لاگت کم اور قرضوں کی مدت طویل ہو سکتی ہے۔

پاکستان کے لیے اس طریقہ کار کی اہمیت ترسیلاتِ زر کی آمد کے حجم اور ان کے مستقل بہاؤ میں مضمر ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اب یہ صرف مستقبل میں ممکنہ فنانسنگ کا تصور نہیں رہا، بلکہ اسٹیٹ بینک نے ایک ضوابطی فریم ورک قائم کر دیا ہے جس کے تحت مجاز ڈیلرز پاکستان سے باہر سے طویل مدتی فنانسنگ حاصل کرنے کے لیے زرِ مبادلہ کے مستقبل میں متوقع بہاؤ سے متعلق لین دین کر سکتے ہیں۔[87] اس طرح، یہ مالی وساطت کا ایک دوسرا اور تکمیلی ذریعہ بن جاتا ہے۔ پہلا ذریعہ گھرانوں اور فرموں کی سطح پر کام کرتا ہے، جہاں زیادہ گہرا مالی نظام ترسیلاتِ زر کو بچت، قرض اور نجی سرمایہ کاری میں تبدیل کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔ دوسرا ذریعہ مالی نظام کی سطح پر کام کرتا ہے، جہاں ترسیلاتِ زر کے قابلِ پیش گوئی بہاؤ کو بروئے کار لا کر سرمایہ کاری کے لیے بڑے پیمانے پر سرمایہ اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان میں حالیہ پیش رفت، جس میں اسٹیٹ بینک کے فریم ورک کے تحت ایک مالی ادارے کی جانب سے کیا گیا لین دین بھی شامل ہے، اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ طریقہ کار اب محض ایک نظری امکان نہیں رہا بلکہ بیرونی فنانسنگ اکٹھی کرنے اور ملک کے مالی نظام کو مزید گہرا کرنے کے لیے ایک عملی ذریعہ بنتا جا رہا ہے۔[88] جیسے جیسے مارکیٹ کی صلاحیت، ادارہ جاتی مہارت اور سرمایہ کاروں کا اعتماد بہتر ہو گا، پاکستان میں ابتدائی لین دین سے آگے بڑھ کر مستقبل میں متوقع بہاؤ کی بنیاد پر فنانسنگ کو بڑے پیمانے پر فروغ دینے، زرِ مبادلہ کی اہل وصولیوں کی اقسام میں توسیع کرنے، طویل مدتی بین الاقوامی سرمایہ راغب کرنے اور بالآخر بیرونی ادائیگیوں کے مستحکم بہاؤ کو بروئے کار لا کر پیداواری سرمایہ کاری اور مالی گہرائی میں نمایاں اضافہ کرنے کی خاطر خواہ گنجائش موجود ہے۔

اس باکس کی تحریر میں انا خٹک اور محمد نفیس کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

الف۔ بیٹن جی، وغیرہم۔ (2013ء) ترقی پذیر ممالک میں ترسیلاتِ زر اور عدم تحفظ، آئی ایم ایف ورکنگ پیپر، واشنگٹن ڈی سی: انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ؛

ب۔ فرینکل، جے، 2011ء۔ کیا دو طرفہ ترسیلاتِ زر معکوس گردشی نوعیت کی ہوتی ہیں؟، اکانومیز ریویو، شمارہ 22(1)، صفحات 1 تا 16۔

ج۔ ماورائے سرحد: ترسیلاتِ زر ایشیا۔ بحرالکاہل کی معیشتوں کو کس طرح نئی شکل دے رہی ہیں، ایشیا پیسیفک پر سپیکٹیٹو، 2025ء، یو این ڈی پی

د۔ جمہوریہ مالدووا کی سرکاری ویب سائٹ

ہ۔ عالمی بینک (2018ء)۔ ترقی کے لیے ایشیا میں ہجرت اور ترسیلاتِ زر

[86] ترسیلاتِ زر کی مستقبل میں متوقع آمد کی تمسک کاری کے حجم سے متعلق حالیہ اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں، تاہم 2008ء تک ترقی پذیر ممالک کے بینکوں نے اس طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے 20 ارب ڈالر سے زائد کی فنانسنگ حاصل کی تھی، بالخصوص میکسیکو، برازیل اور ترکی میں۔ میکسیکو نے 1990ء کی دہائی میں مستقبل میں متوقع ترسیلاتِ زر کی بڑے پیمانے پر سیکیورٹائزیشن کے عمل میں پیش قدمی کی، جبکہ بینکو ڈی برازیل نے 2002ء میں جاپان میں مقیم برازیلی کارکنوں کی مستقبل میں متوقع ترسیلاتِ زر کی وصولیوں کو سیکیورٹائز کر کے 250 ملین ڈالر حاصل کیے۔

[87] اسٹیٹ بینک، ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 05 برائے 2024ء: https://www.sbp.org.pk/circulars/cpd-circular-lcttcr-no-05-of-2024

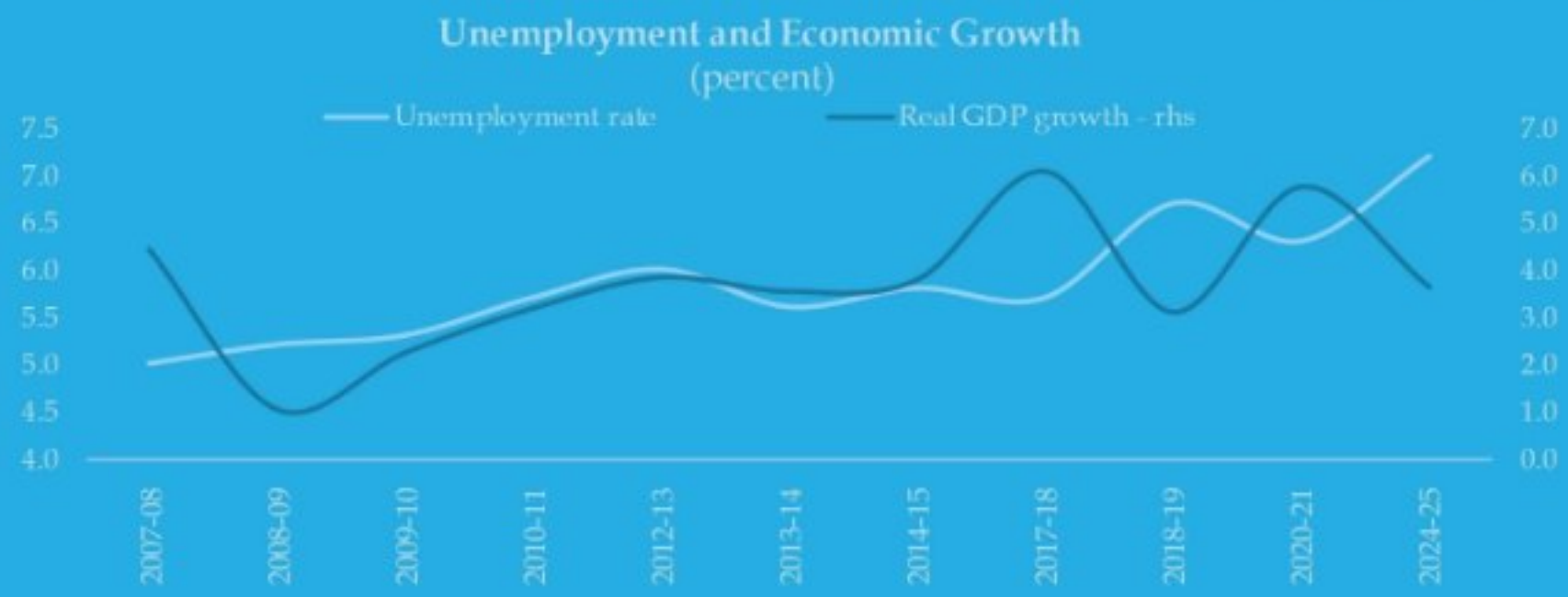
[88] بینک الفلاح نے 20 اگست 2026ء کو انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن (آئی ایف سی) کے ساتھ ایک تاریخی معاہدے پر دستخط کیے، جس کے تحت پاکستان کا پہلا ڈائیورسیفائیڈ ریمیٹنس رائٹس (ڈی پی آر) پروگرام شروع کیا جائے گا، جس کا مقصد بیرونی کرنسی طویل مدت میں 100 ملین ڈالر تک کی فنانسنگ اکٹھی کرنا ہے۔



6

پاکستان میں ملازمتوں کی تخلیق میں ساختی دشواریاں

پاکستان کی بیشتر یعنی 60 فیصد سے زائد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے جن کی عمر 30 سال سے کم ہے ، جو آبادیاتی ثمرات (***demographic dividend***) کے لیے خاصے امکانات رکھتی ہے۔اس باب میں ثابت کیا گیا ہے کہ یہاں بے روزگاری اور لیبر مارکیٹ کے مسائل صرف وقتی نہیں بلکہ ساختی نوعیت کے بھی ہیں۔ ان میں سے موخر الذکر کی عکاسی متعدد اظہاریوں سے ہوتی ہے جن میں حقیقی اجرتوں میں ناکافی اضافہ ، برسرروزگار طبقے میں بھی غربت ، اور لیبر کی مستقل نقل مکانی شامل ہیں۔ کلی معاشی پہلو سے ایک اہم ساختی چیلنج یہ ہے کہ پاکستان بلند اقتصادی نمو کو برقرار نہیں رکھ پا رہا۔ یہ چیلنج اس لیے بھی اہم ہے کہ یہاں ساخت میں تبدیلی کی رفتار سست ہے ، جبکہ صنعت کے قبل از وقت سکڑاؤ (**premature *deindustrialization***) کے آثار نمایاں ہیں ۔ لیبر مارکیٹ میں رکاوٹیں اس چیلنج کو مزید تقویت دیتی ہیں ان میں یہ شامل ہیں: افرادی قوت کی کم شرکت ،خاص طور پر خواتین کی ،نوجوانوں میں زیادہ بے روزگاری ، 'روزگار ، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی ' (NEET) میں مبتلا بڑی آبادی ، اور غیر رسمی ملازمت کا عام رواج۔ نئے رجحانات ، جیسے چوتھے صنعتی انقلاب ، ماحول دوست منتقلی (***transition***) ، اور معیشت کی جغرافیائی شکست و ریخت (***geoeconomic fragmentation***) کی وجہ سے نئے مسائل جنم لیتے ہیں جو مختلف ملکوں میں ٹیکنالوجی کے تفاوت ، نئے ہنر سیکھنے کی ضرورت ، سرمایہ کاری کی پابندیوں ، اور عالمی مسابقت کی شدت کے ذریعے صورت حال پر مزید دباؤ ڈالتے ہیں۔ چنانچہ ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے صرف بلند معاشی نمو کافی نہیں ، بلکہ پیداوار اور لیبر مارکیٹ کے ڈھانچے میں گہری تبدیلی ضروری ہے تاکہ پاکستان کی بڑھتی ہوئی کارگر آبادی کو بارآور اور موزوں ملازمتوں میں شامل کیا جا سکے۔



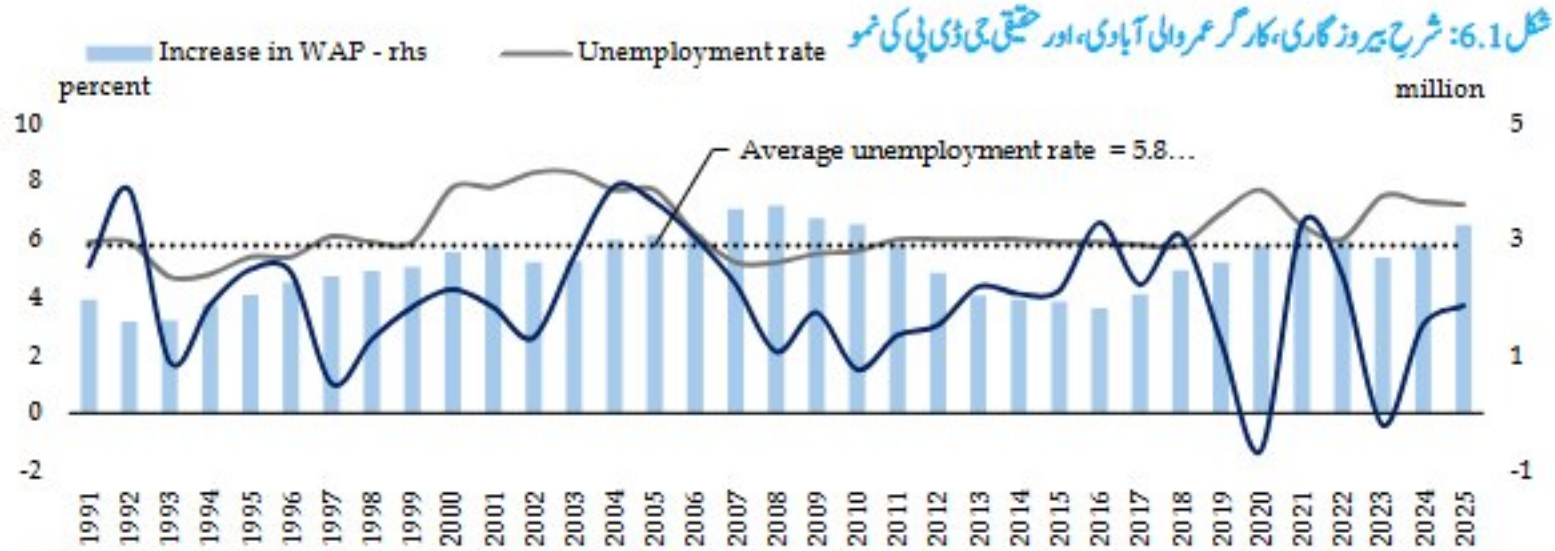
6 پاکستان میں ملازمتوں کی تخلیق میں ساختی دشواریاں

6.1 تعارف[1]

عمر کے لحاظ سے کارگر آبادی کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لیے روزگار کے کافی مواقع تخلیق کرنا پاکستان کے اہم اقتصادی چیلنجوں میں سے ایک ہے۔ معاشی عروج اور سکڑاؤ کا باری باری آنا بھی جاری ہے۔[2] اس تناظر میں بے روزگاری کی شرح، جو 2019ء کے بعد سے بلند سطح پر رہی ہے، تشویش ناک ہے۔ بے روزگاری کی شرح میں حالیہ اضافہ پست اور غیر مستحکم اقتصادی نمو سے ہم آہنگ ہے، جس میں مالی سال 23ء کی نمایاں کساد بازاری بھی شامل ہے (**شکل 6.1**)۔ بیروزگاری کی شرح مالی سال 21ء میں 6.3 فیصد اور مالی سال 18ء میں 5.7 فیصد تھی جو مالی سال 25ء کے دوران 7.2 فیصد تک جا پہنچی (پاکستان دفتر شماریات – پی بی ایس، 2026ء)۔ اسی دوران جی ڈی پی کی اوسط نمو مالی سال 18ء تا مالی سال 25ء کے دوران گر کر 2.80 فیصد رہ گئی، جبکہ اس سے پہلے کے سات سالہ دور میں یہ 4.2 فیصد رہی تھی۔ یہ اعداد و شمار اس بات کو اجاگر کرتے ہیں کہ پائیدار، بلند اور زیادہ شمولیتی اقتصادی نمو حاصل کرنا روزگار کے کافی مواقع پیدا کرنے اور کارگر عمر والی بڑھتی آبادی کے روزگار کے لیے کتنا ضروری ہے۔[3] شرح بیروزگاری کو وسیع تر اقتصادی اور لیبر مارکیٹ کے اُن چیلنجوں کے ساتھ ملا کر دیکھنا ہوگا، جو خاص طور پر پیداواری اور مناسب ملازمتوں کی تخلیق میں حائل بڑی ساختی رکاوٹوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

کلی معاشی نقطہ نظر سے، ماضی میں جی ڈی پی کی پست اور متغیر نمو بڑی بڑی دشواریوں میں سے ایک رہی ہے، اور اس کے ساتھ ساختی تبدیلی (ST– structural transformation) کی سست رفتار اور صنعت کے قبل از وقت سکڑاؤ (PD–premature deindustrialisation) کی علامات بھی صورت حال کی عکاسی کرتی ہیں۔ موخر الذکر بات خاص طور پر تشویشناک ہے کیونکہ تجربہ بتاتا ہے کہ اشیا سازی بلند آمدنی والے اور مشرقی ایشیائی ملکوں میں نمو اور افرادی قوت کو جذب کرنے کا اہم ذریعہ رہی ہے۔ اس تناظر میں، اس باب کا **باکس 6.1** ان موضوعات کا احاطہ کرتا ہے: ملک کی صنعت کے قبل از وقت سکڑاؤ اور ساختی تبدیلی کی سست روی، عالمی اشیا سازی کے عمل میں ٹیکنالوجی کے اثرات جن سے مزدوروں

شکل 6.1: شرحِ بیروزگاری، کارگر عمر والی آبادی، اور حقیقی جی ڈی پی کی نمو



Note: As PBS LFS data is availbale at discrete interval, IMF estimates are used to construct a continous employment series. IMF estimates are broadly consistent with LFS estimates.

Sources: WB; IMF

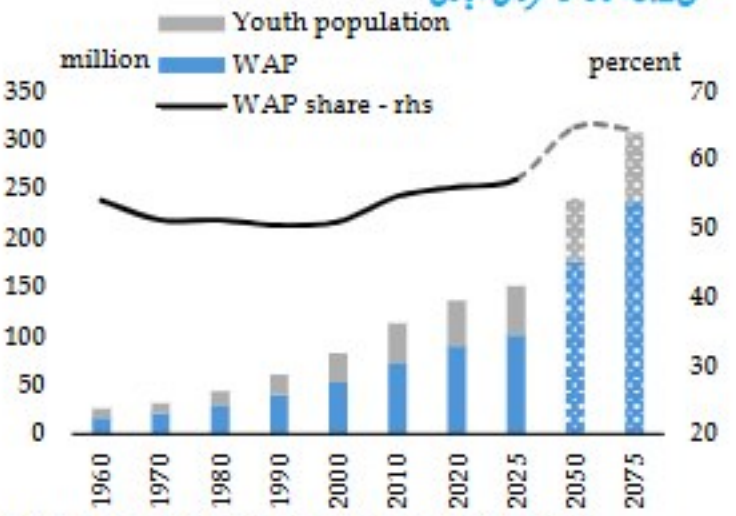
---

[1] اس باب میں بے روزگاری اور لیبر مارکیٹ کے دیگر اعداد و شمار جہاں پاکستان دفتر شماریات پر دستیاب ہو 19ویں آئی سی ایل ایس سے لیے گئے ہیں؛ بصورتِ دیگر 13ویں آئی سی ایل ایس کے اعداد و شمار استعمال کیے گئے ہیں۔ تاہم اس فرق سے رجحانات یا مجموعی بیانیے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بے روزگاری کی شرح 15 سال اور اس سے زیادہ عمر والی آبادی کی ہے۔

[2] کارگر عمر والی آبادی کو لیبر مارکیٹ میں ممکنہ طور پر داخل ہونے والوں کا نمائندہ تصور کیا جاتا ہے کیونکہ افرادی قوت میں عمر کے لحاظ سے شرکت کے تاریخی اور متواتر اعداد و شمار دستیاب نہیں۔ اگرچہ کارگر عمر والی آبادی سے افرادی قوت میں شمولیت میں آنے والی تبدیلیاں ظاہر نہیں ہوتیں تاہم یہ افرادی قوت کے تفصیلی ڈیٹا کی عدم موجودگی میں لیبر کی رسد میں ممکنہ اضافے کا ایک معقول نمائندہ ہے۔

[3] تجربی مطالعات مستقل طور پر یہ بتاتے ہیں کہ جی ڈی پی کی پست نمو، بیرونی بر اور است سرمایہ کاری کی کمی، کمزور تنظیم و نسق، اور آبادی میں تیز رفتار اضافہ پاکستان میں بے روزگاری کے اہم عوامل ہیں (خان وغیرہ، 2024ء؛ عالمی بینک، 2025ء الف)۔

شکل 6.2: کارگر عمر والی آبادی



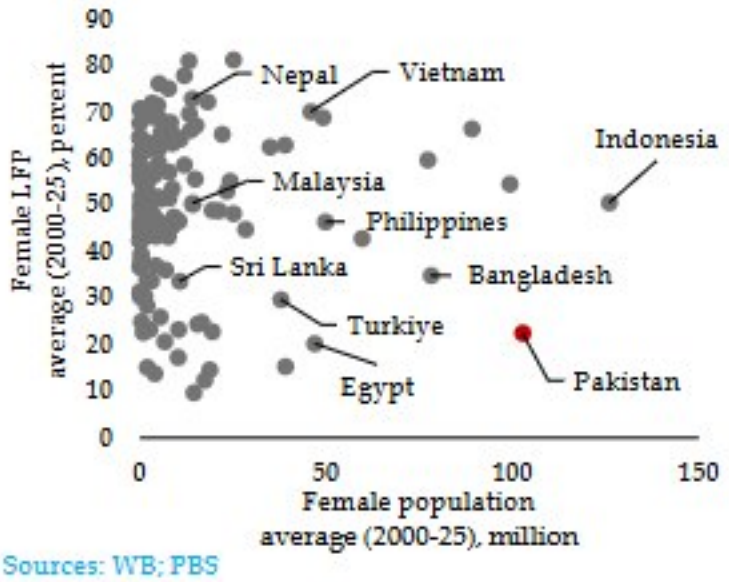
Note: Median variant forecast from 2025 onward
Source: UN

کی ضرورت کم سے کم ہوتی جارہی ہے؛ بدلتا ہوا عالمی اقتصادی ماحول؛ عالمی سطح پر اشیا سازی کی صنعت میں خدمات کا بڑھتا ہوا کردار (servicification)[4]؛ اور جی ڈی پی میں مجموعی طور پر خدمات کا بڑھتا ہوا حصہ۔ یہ موضوعات پاکستان میں افرادی قوت کو جذب کرنے میں بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں، خاص طور پر اس لیے بھی کہ یہاں زیادہ تر مزدور غیر ہنر مند ہیں۔

یہ رکاوٹیں لیبر مارکیٹ میں گہری جڑیں رکھنے والی کمزوریوں کو مزید بڑھا دیتی ہیں۔ سب سے پہلے، کارگر عمر والی بڑھتی ہوئی آبادی اور نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہے، کیونکہ آبادی میں 60 فیصد سے زائد حصہ 30 سال سے کم عمر افراد کا ہے۔ مزید یہ کہ، پچھلے پانچ عشروں، یعنی 1975ء سے 2025ء تک کے دوران پاکستان کی کارگر عمر والی آبادی میں تقریباً 115 ملین افراد کا اضافہ ہوا، جبکہ 2025ء تا 2075ء یعنی اگلے پچاس سال یہ اضافہ بڑھ کر تقریباً 156 ملین ہونے کی پیشگوئی ہے (**شکل 6.2**)۔

ایسی آبادیاتی خصوصیات سے بڑا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، لیکن صرف اسی وقت جب معیشتیں پیداواری روزگار کافی مقدار میں پیدا کریں (UNFPA, 2021)۔ تاہم پاکستان میں نوجوانوں کی شرح بے روزگاری 12.8 فیصد ہے، جو مجموعی شرح

شکل 6.3: خواتین کی تعداد اور افرادی قوت میں شرکت



Sources: WB; PBS

بیروزگاری سے خاصی زیادہ ہے (پاکستان دفتر شماریات 2025ء الف)۔ نوجوانوں کی بڑی تعداد کی 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی'، اور تعلیم پر کم سرمایہ کاری کے سبب ممکنہ آبادیاتی فائدے کے پر حصول سنجیدہ سوالات اٹھتے ہیں (پاکستان دفتر شماریات 2025ء الف، اسٹیٹ بینک، 2022ء)۔

دوسرا، افرادی قوت میں کم شمولیت ہے جس کی وجہ خاص طور پر خواتین کی کم شمولیت ہے۔[5] پاکستان کی افرادی قوت میں خواتین کی شمولیت کی شرح خطے اور آمدنی میں ہم سر ممالک میں پست ترین میں سے ایک ہے، اور پچھلے 17 سال میں اس کا اوسط تقریباً 24 فیصد رہا (پاکستان دفتر شماریات، 2026ء)۔ خواتین کی بڑی آبادی اور خواتین کی شمولیت کی کم شرح کا مجموعی اثر (**شکل 6.3**) گھریلو آمدنی اور مجموعی پیداواریت میں رکاوٹ ہے (WB، 2022a)۔ ان میں شرح بیروزگاری بھی مردوں کے مقابلے میں مسلسل زیادہ رہی ہے (پی بی ایس، 2026ء)۔

تیسرا مسئلہ غیر رسمی روزگار کا عام رواج ہے۔ غیر رسمی ملازمت مجموعی ملازم افراد کا تقریباً 81.7 فیصد ہے، اور غیر زرعی ملازمت کا 72 فیصد ہے (PBS, 2025a)۔ یہ صرف غیر رسمی مارکیٹ تک محدود نہیں ہے، بلکہ باضابطہ کمپنیوں میں بھی غیر

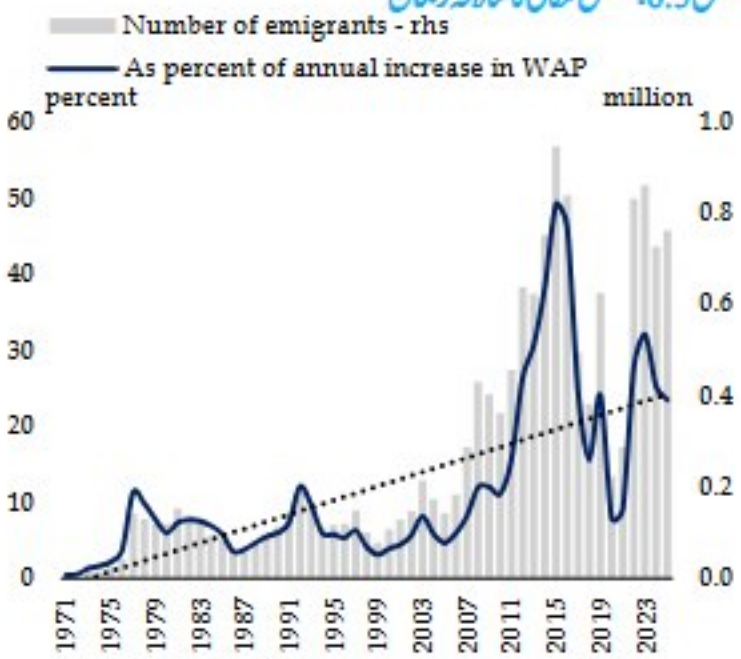
[4] اشیاسازی کی سرگرمیوں میں خدمات کے بڑھتے ہوئے استعمال اور اہمیت کو اشیاسازی کی servicification کہا جاتا ہے، جن میں وہ خدمات بھی شامل ہیں جو خام مال کے طور پر خریدی جاتی ہیں، مینوفیکچرنگ کمپنیوں کے ذریعے اندرون خانہ تیار کی جاتی ہیں یا تیار شدہ مصنوعات کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں۔

[5] افرادی قوت میں شرکت سے مراد کارگر عمر والی آبادی کے وہ لوگ ہیں جو یا تو ملازمت کر رہے ہیں یا فعال طور پر کام کی تلاش میں ہیں۔

رسمی ملازمت عام ہے۔[6] اس کی وجہ سے لوگوں کا زیادہ پیداواری اور بہتر معاوضے والی ملازمت کی طرف جانا کم ہو جاتا ہے اور ملازمین کو اپنی ملازمت کا تحفظ، سودے بازی کی طاقت اور سماجی تحفظ سب چیزیں کم ملتی ہیں، اس طرح کمزور اور غیر یقینی ملازمت مزید پروان چڑھتی ہے (Schmidt et al., 2023)۔

پاکستان کی ساختی کمزوریوں کے علاوہ، عالمی سطح پر تین بڑے رجحانات نئے چیلنج لے کر آ رہے ہیں۔ سب سے پہلے، آٹومیشن اور مصنوعی ذہانت (اے آئی) نے ترقی پذیر معیشتوں میں لیبر کی طلب کا رخ تبدیل کر دیا ہے۔ دوسرا، صنعتوں کی ماحول دوست پالیسیوں پر منتقلی ایک طرف مطابقت لانے کے خطرات اور دوسری طرف روزگار کے مواقع دونوں لائی ہے، لیکن ان مواقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے افرادی قوت کو نئی مہارتیں سیکھنا اور موجودہ مہارتوں کو بہتر کرنا ہو گا (آئی ایل او, 2018a; Fankhauser et al., 2018)۔ تیسرا، جغرافیائی و سیاسی تقسیم یا زمرہ بندی عالمی سرمایہ کاری اور پیداوار کو از سر نو منظم کر رہی ہے، جس سے وہی معیشتیں فائدہ اٹھا رہی ہیں جن کے پاس مضبوط انفراسٹرکچر، مہارت، اداروں اور عالمی قدری زنجیروں (جی وی سی) کا ارتباط ہے (Estevadeordal et al., 2025)۔ پاکستان جیسی معیشتوں کے لیے، جو پہلے ہی صنعتی جمود اور آبادیاتی رکاوٹوں کے درمیان ساختی تبدیلی میں سست روی کا شکار ہے، یہ چیلنج نہایت اہم ہیں (WB, 2019; Rodrik, 2016)۔

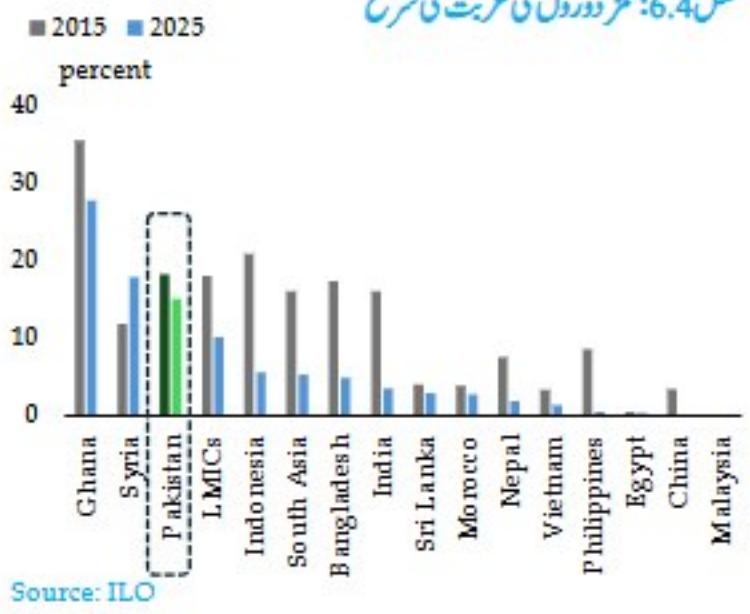
شکل 6.5: نقل مکانی کا سالانہ رجحان



Sources: BEOE; UN

یہ چیلنج لیبر مارکیٹ کے دیگر اظہاریوں میں بھی زیادہ نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر، پاکستان میں اجرت کی حقیقی نمو حالیہ برسوں میں کمزور رہی ہے (اسٹیٹ بینک، 2025ء الف)۔ یہ چیز عام طور پر رائج غیر رسمی اور کم پیداواری ملازمتوں کے ساتھ ساتھ مزدوروں کی کمزور سودے بازی کی طاقت کو بھی ظاہر کرتی ہے (آئی ایل او، 2024ء الف)۔ یہی چیز مزدوروں کی غربت میں بھی نظر آتی ہے، جو کم اجرت اور غیر رسمی ملازمتوں کی وجہ سے نسبتاً زیادہ ہے، اور دیگر ساختی چیلنجوں کے ساتھ منسلک ہے (آئی ایل او، 2019ء)۔[7] پچھلے دس سال میں پاکستان مزدوروں کی غربت میں صرف 3.2 فیصد کمی لا سکا ہے، جبکہ انڈونیشیا میں 15.3 فیصد، بھارت اور بنگلادیش دونوں میں تقریباً 12.5 فیصد اور پست آمدنی / پست متوسط آمدنی والے ممالک میں تقریباً 8 فیصد کمی ہوئی ہے (**شکل 6.4**)۔ اسی طرح، پچھلے دو عشروں میں مزدوروں کی بیرون ملک ہجرت میں مسلسل اضافہ بھی ملکی معیشت میں ملازمت کے محدود مواقع کی نشاندہی کرتی ہے (**شکل 6.5**)۔

شکل 6.4: مزدوروں کی غربت کی شرح

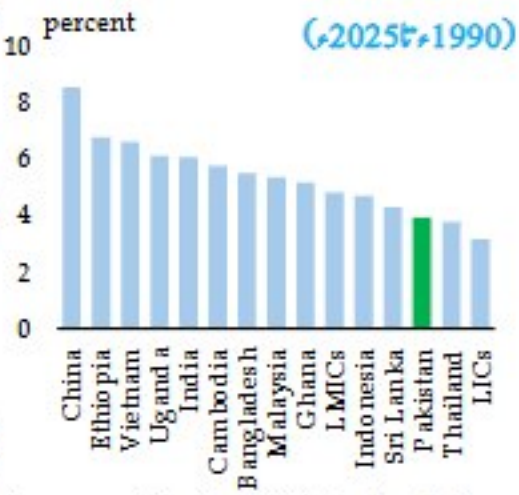


Source: ILO

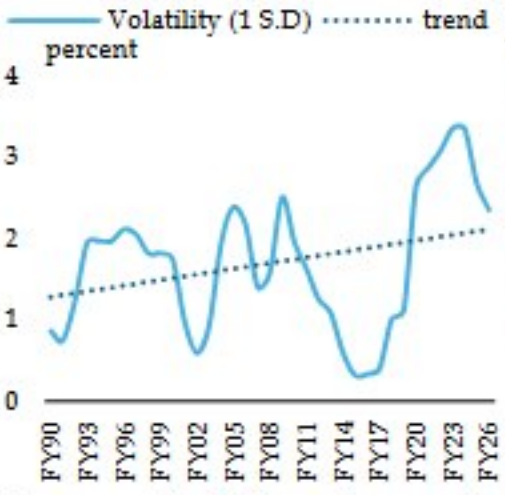
[6] ڈو (2017ء) نے لکھا ہے کہ پاکستان میں لیکسٹائل اور ملبوسات بنانے کے شعبے میں غیر رسمی اور گھر بیٹھے کام کرنے والوں کو رسمی اداروں سے ذیلی ٹھیکیداری نظام اور سپلائی چین کے ذریعے کیسے جوڑا جاتا ہے۔

[7] عالمی ادارہ محنت نے مزدوروں کی غربت کی تشریح اس طرح کی ہے کہ وہ گھریلو ملازم جو اُن ہی گھروں میں رہتے ہیں جن کی آمدنی یا صرف غربت کی بین الاقوامی لکیر سے بھی نیچے ہے۔

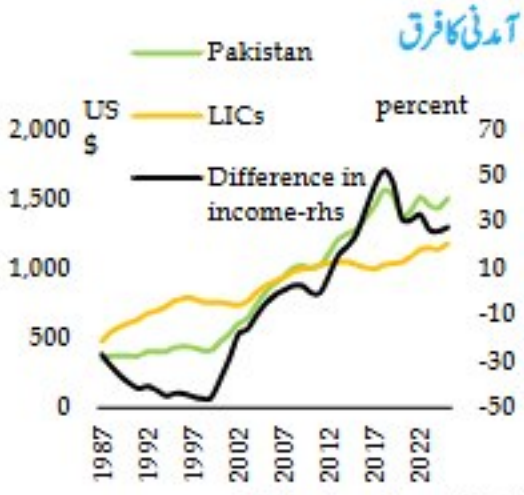
شکل 6.6 الف: منتخب ملکوں میں اوسط جی ڈی پی نمو (1990ء تا 2025ء)



شکل 6.6 ب: پاکستان کی جی ڈی پی نمو میں اتار چڑھاؤ



شکل 6.6 ج: پاکستان اور ایل آئی سی کے مابین فی کس آمدنی کا فرق



Note: See Appendix 6A for comparative GDP growth, per capita income and their coefficient of variation

Sources: WDI; PBS

اوپر کی بحث کی روشنی میں، اس باب کی تشکیل درج ذیل ہے۔ **سیکشن 6.2** میں ملازمت کے مواقع کی تخلیق میں درپیش کلی معاشی چیلنج بیان کیے گئے ہیں۔ **سیکشن 6.3** میں لیبر مارکیٹ کے مسائل پر بات کی گئی ہے۔ خاص طور پر خواتین کی کم شرکت اور خواتین کی زیادہ بے روزگاری، غیر رسمی ملازمت رائج ہونا، اور نوجوانوں کی زیادہ بے روزگاری اور 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ **سیکشن 6.4** میں ملازمتوں کی تخلیق کے حوالے سے آئندہ کے چیلنجوں پر گفتگو کی گئی ہے۔ **سیکشن 6.5** میں اس باب کا خلاصہ اور نتیجہ پیش کیا گیا ہے۔

6.2 ملازمت کے مواقع: کلی معاشی تناظر

ملک کے معاشی حالات ملازمتوں کی تخلیق کی صلاحیت کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ روزگار پر اقتصادی نمو کے اثرات نہ صرف پیداوار بڑھنے کی رفتار پر منحصر ہوتے ہیں بلکہ اس کی پائیداری، شعبہ جاتی تشکیل، اور ملازمت کے ارتکاز (intensity) پر بھی انحصار کرتے ہیں (Cho & Majoka, 2020; UNDP, 2024)۔ قیمتوں کا استحکام بھی ملازمت کے مواقع پر اثرانداز ہوتا ہے، کیونکہ زیادہ اور غیر مستحکم مہنگائی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کرتی ہے (Ahmed & Qayyum, 2007)۔

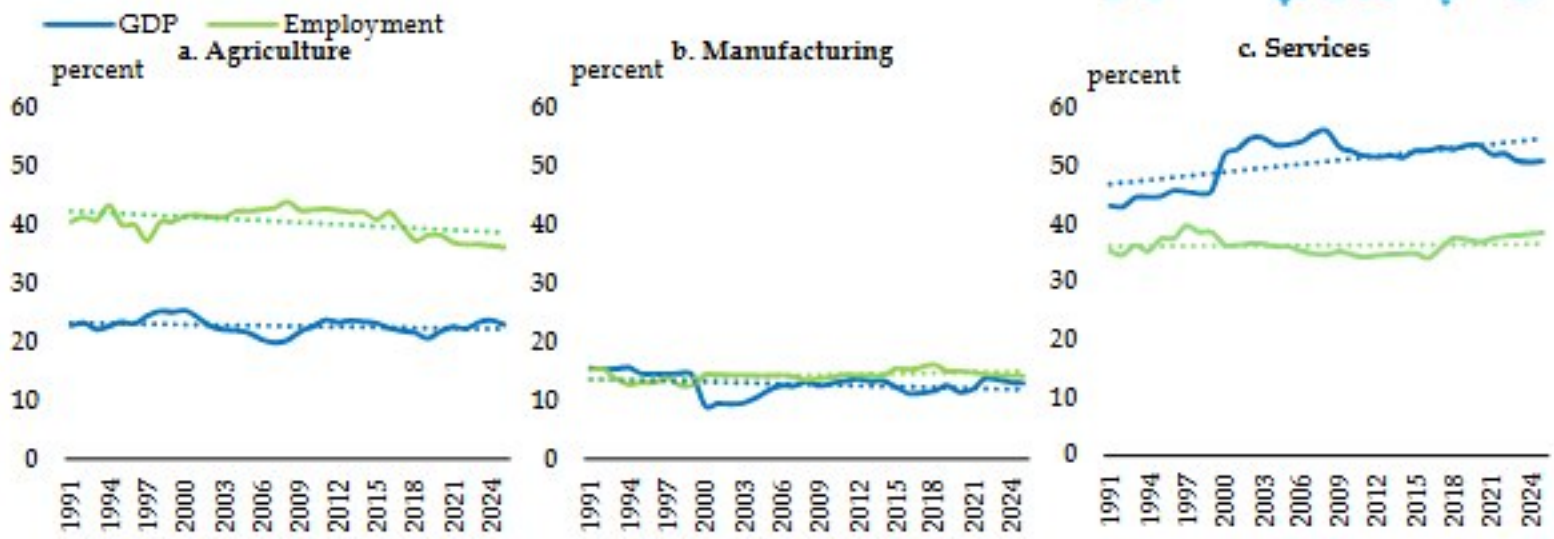
اسی طرح، محدود مالیاتی وسائل سرمایہ کاری میں رکاوٹ بن سکتے ہیں، جبکہ حکومت کی زیادہ مالکاری ضروریات نجی شعبے کی قرض گیری کو بھی متاثر کر سکتی ہیں (آئی ایم ایف، 2024ء)، جس سے روزگار کے مواقع پر بھی اثر پڑتا ہے۔ ملکی نجی سرمایہ کاری کا کم ہونا بھی روزگار کے مواقع کو محدود کرتا ہے۔ اس کے برعکس، مضبوط برآمدات اور عالمی قدری زنجیروں کے ساتھ زیادہ ربط ضبط سے بیرونی طلب بڑھتی ہے اور روزگار کے مواقع کو سہارا ملتا ہے (WB, 2025a)۔ اس پس منظر میں، یہ ذیلی سیکشن پاکستان میں روزگار کے مواقع کو درپیش ان اہم معاشی عوامل پر بحث کرتے ہیں: جی ڈی پی کی نمو، ساختی تبدیلی، مہنگائی، برآمدات، اور مالیاتی حالات۔

جی ڈی پی کی نمو

پاکستان کی جی ڈی پی کی نمو گزشتہ تین دہائیوں میں کم آمدنی / کم اور متوسط آمدنی والے ممالک کے مقابلے میں پست رہی ہے (**شکل 6.6 الف**)۔ مزید برآں، یہ نمو بھی زیادہ اتار چڑھاؤ والی ہوتی جا رہی ہے، جو بار بار آنے والے عروج اور سکڑاؤ کے چکروں سے گزرتی ہے (**شکل 6.6 ب**)۔ یہ حقائق معیشت کی ساختی کمزوریوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ان ہی کمزوریوں نے سرمایہ کاری، پیداواریت، اور روزگار کے مواقع کو محدود کر دیا ہے (قاسم، 2024)۔ گزشتہ سات سال میں پاکستان اور کم آمدنی والے ممالک کے مابین فی کس آمدنی کا فرق بھی گھٹ رہا ہے (**شکل 6.6 ج**)۔ یہ رجحان برقرار رہنے سے ملک میں ملکی اور بیرونی دونوں طرح کی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے۔

اگرچہ کم آمدنی والے ممالک میں شامل ہونا سرمایہ کاری میں براہِ راست رکاوٹ نہیں ڈالتا، تاہم کم آمدن ملکوں کو قرض کی زیادہ لاگت، سرمایہ کار کے کمزور اعتماد، اور

شکل 6.7: پاکستان کی جی ڈی پی اور ملازمتوں میں حصہ



Sources: ILO;WB

سرمایہ کاری کے زیادہ خطرات، ناقص انفراسٹرکچر اور کمزور نظم و نسق کا عموماً سامنا ہوتا ہے۔ یہ صورتِ حال سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کرتی ہے اور اشیاسازی اور ان دیگر شعبوں میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کو محدود کرتی ہے، جن میں مزدوروں کی ضرورت ہوتی ہے(WB؛UNCTAD:b2025؛a2025)۔اس کے علاوہ، پاکستان کی جی ڈی پی کی نمو کا روزگار کے ساتھ تعلق گزرتے برسوں میں کمزور ہوا ہے۔1972ء سے 1978ء تک کے دوران جی ڈی پی اور روزگار میں لچک کا تخمینہ 0.6 لگایا گیا تھا(GoP، 2003)۔ بعد میں PIDE(2019) نے 2000ء سے 2018ء کے دوران اس کا تخمینہ 0.2 لگایا، جبکہ عالمی بینک (2018) نے 1991ء سے 2016ء تک کے دوران Okun کے عددی سر(coefficient)[5] کو تقریباً 0.2 پایا۔

اس سیاق و سباق میں یہ ربط تازہ ترین اعداد و شمار کے ساتھ **باکس 6.2** میں پیش کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں روزگار کی لچک 2000ء سے 2025ء کے دوران مزید کم ہو کر 0.11 رہ گئی ہے، اور ہر شعبے میں بڑی حد تک یہی صورت حال ہے۔ چنانچہ یہ رجحانات اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ ملازمت یا روزگار کے مواقع تخلیق کرنے کی معیشت کی صلاحیت محدود ہے۔

ساختی تبدیلی

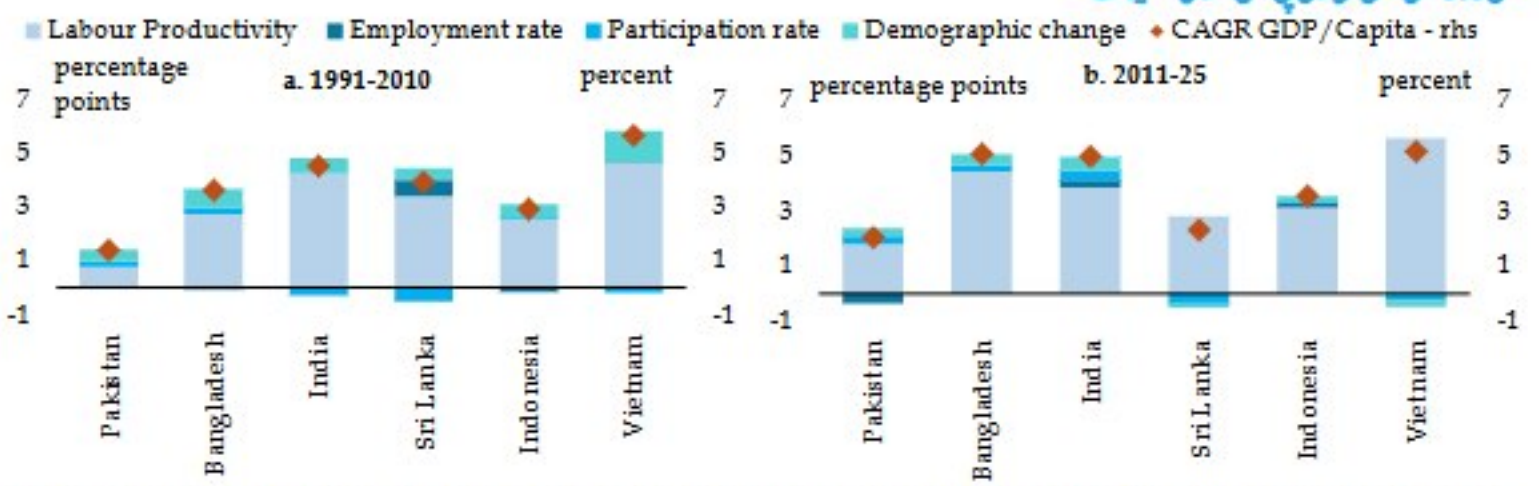
پاکستان میں ملازمت کی لچک میں آنے والی کمی کو الگ تھلگ کر کے سمجھنا درست طریقہ نہیں۔ اقتصادی کتب بتاتی ہیں کہ ملازمتوں پر نمو کا انحصار بھی ساختی تبدیلی کی نوعیت اور رفتار پر ہے۔[6] ساختی تبدیلی سے کامیاب گزرنے والے ممالک، جیسے ویتنام اور چین میں بھی ملازمت کی لچک میں کمی دیکھی گئی۔ تاہم، اس کی بیشتر وجہ سرمایہ میں اضافے، ٹیکنالوجی کی ترقی، اور شعبہ جاتی پیداواری صلاحیت میں بہتری کے باعث مزدور کی پیداواریت بڑھنا ہے(Mason & Shetty, 2019)۔

دوسری طرف، پاکستان میں ایک بالکل مختلف رجحان ہے۔ ساختی تبدیلی میں سست رفتاری اور پیداواری فوائد محدود ہونے کے ساتھ ساتھ روزگار کا ردِ عمل بھی کمزور ہوتا گیا(Cho & Majoka, 2020; Choudhary & Pasha, 2015)۔ اگرچہ مزدور زراعت سے رفتہ رفتہ خدمات کے شعبے کی طرف منتقل ہوئے ہیں، تاہم بظاہر پاکستان صنعت کے قبل از وقت سکڑاؤ کا شکار ہو رہا ہے، اور پچھلے تین عشروں کے دوران اشیاسازی کا حصہ کم ہوتا رہا ہے جبکہ خدمات کے شعبے کا حصہ بڑھ رہا ہے (**باکس 6.1**، **شکل 6.7**)۔ خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان نے بڑے پیمانے کی صنعتی کاری کا مرحلہ بڑی حد تک گنوا دیا ہے، اور Yan اور Rodrik(2025) کے مطابق، یہی مرحلہ تاریخی طور پر مشرقی ایشیائی ملکوں میں روزگار پیدا کرنے کی بنیاد رہا ہے۔

[5] اوکن کا قانون (1962) دورانی (cyclical) پیداوار اور بے روزگاری کے درمیان ایک قلیل مدتی تجرباتی تعلق بتاتا ہے، جس کے تحت زیادہ پیداوار کم بے روزگاری سے منسلک ہے (ماخذ: آئی ایم ایف، 2017ء)۔

[6] Arias-Vazquez et al., 2012; Can & Doğan, 2017; UNDP, 2024.

شکل 6.8: فی کس جی ڈی پی میں نمو کی تفصیلات



Note: Compound annual growth rate (CAGR) of GDP/capita is decomposed using the Shapley method into contributions from labour productivity, employment rate, labour force participation rate, and demographic change.
Source: SBP staff calculations using WDI data

یہ تضاد جی ڈی پی کی فی کس نمو کے تجزیے میں بھی واضح ہے۔ پاکستان کی فی کس نمو 2011ء سے 2025ء تک کے دوران 1991ء سے 2010ء کی نسبت بہتر ہوئی، جس کی بڑی وجہ مزدور کی پیداواریت تھی (**شکل 6.8**)۔ تاہم، اپنے ہم سر ممالک کے مقابلے میں پاکستان ان دونوں مدتوں کے دوران پست ترین پیداواریت اور فی کس نمو کا حامل رہا۔ مزید برآں، 2011ء سے 2025ء تک کے دوران روزگار کی شرح کا منفی اثر بھی فی کس نمو پر پڑا۔

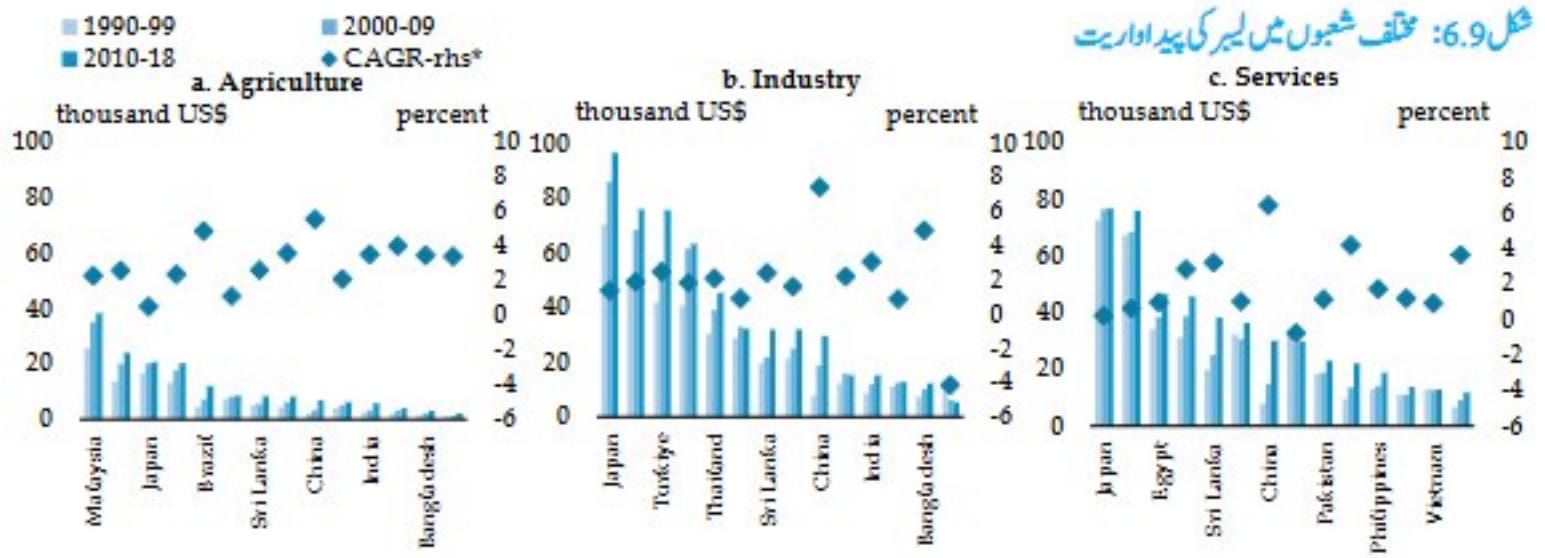
پاکستان میں لیبر کی ایک سے دوسرے شعبہ کی طرف منتقلی زیادہ تر غیر رسمی اور غیر تجارتی شعبوں کی طرف رہی ہے، جیسے تعمیرات، رئیل اسٹیٹ، ٹرانسپورٹ، اور تھوک و خردہ تجارت، جن میں پیداواری بہتری کی صلاحیت اشیا سازی، کاروباری خدمات، یا مالی خدمات کے مقابلے میں کم ہے (اسٹیٹ بینک، 2025ء ب)۔ پاکستان میں زراعت اور صنعت میں پیداواری فوائد بھی ہم سر ملکوں کے مقابلے میں کمزور رہے ہیں (**شکل 6.9**)۔ تاہم، خدمات کے شعبے کی نسبتاً بہتر پیداواریت بھی زیادہ تر رئیل اسٹیٹ کی وجہ سے ہے نہ کہ جدید تجارتی خدمات میں پیداواری بہتری کی وجہ سے (اسٹیٹ بینک، 2025ء ب)۔

پاکستان کے خدمات کے شعبے کی پیداواریت (ماسوائے رئیل اسٹیٹ) پر بغور نظر ڈالنے سے ملے جلے رجحانات کا علم ہوتا ہے۔ ہائی ٹیک خدمات کی پیداواریت ظاہر ہے کہ لو ٹیک خدمات کے مقابلے میں زیادہ ہے (**شکل 6.10 الف اور 6.10 ب**)۔[10] درحقیقت، یہ بعض علاقائی اور ہلحاظ آمدنی ہم سر ممالک کے برابر یا حتیٰ کہ بہتر بھی ہے۔ پاکستان میں ہائی ٹیک خدمات کا جی ڈی پی میں حصہ بھی اپنی آمدنی کی سطح کے لحاظ سے کچھ زیادہ ہے (**شکل 6.11 الف**)۔ تاہم، لو ٹیک خدمات کا جی ڈی پی میں حصہ نسبتاً زیادہ ہے (**شکل 6.11 ب**)۔ خدمات کے شعبے میں ملازمتیں بھی زیادہ تر لو ٹیک شعبے میں مرکوز ہیں، بجائے ہائی ٹیک خدمات کے (**شکل 6.13 الف اور ب**)۔ مزید یہ کہ، پاکستان میں ہائی ٹیک خدمات کی ملازمتوں کے تناسب میں اضافہ علاقائی اور ہلحاظ آمدنی ہم سر ممالک کے مقابلے میں سب سے کم رہا ہے (**شکل 6.12 الف**)، جبکہ لو ٹیک خدمات کی ملازمتوں کے تناسب میں اضافہ نسبتاً زیادہ ہے (**شکل 6.12 ب**)۔

ملازمتوں کے مواقع تخلیق کرنے کے تناظر میں، صنعت کے قبل از وقت سکڑاؤ کو معکوس کرنے میں جو رکاوٹیں حائل ہیں، ان پر **باکس 6.1** میں بحث کے درمیان دو اہم خدشات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اول، ساختی تبدیلی کی سست روی اور صنعت کے قبل از وقت سکڑاؤ کے آثار پاکستان میں مجموعی پیداواریت کی نمو اور ملازمتوں کے معیار دونوں کو محدود کر رہے ہیں (اسٹیٹ بینک، 2025ء)۔ چونکہ زیادہ

[10] صوفی (2025) سے اتفاق کیا جائے تو 'ہائی ٹیک' خدمات میں اطلاعات اور مواصلات؛ پیشہ ورانہ، سائنسی اور تکنیکی سرگرمیاں اور انتظامی و معاون خدمات شامل ہیں، جبکہ 'کم ٹیکنالوجی' خدمات میں خردہ اور تھوک تجارت؛ موٹر گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی مرمت؛ رہائش اور غذائی نوعیت کی خدمات، نقل و حمل اور ذخیرہ کاری کی سرگرمیاں شامل ہیں۔

شکل 6.9: مختلف شعبوں میں لیبر کی پیداواریت



* Compound annual growth rate indicating productivity gains between 1990 and 2018

Sources: SBP staff calculations based on UNU-WIDER ETD and WDI data

پیداواریت، خاص طور پر لیبر کی پیداواریت، روزگار کی زیادہ نمو سے منسلک ہے،[11] اس لیے پاکستان کی کمزور پیداواریت ملازمتوں کی مستحکم تخلیق کے لیے اچھا شگون نہیں ہے۔ لہٰذا، آج جب اشیا سازی ملازمتوں کی تخلیق کا واحد راستہ نہیں ہو سکتی، پھر بھی اس کی اہمیت یہ ہے کہ یہ نیم ہنر مند افرادی قوت کو ملازمت فراہم کر سکتی ہے، برآمدات پیدا کر سکتی ہے، اور زراعت اور خدمات کے ساتھ پیداواریت بڑھانے والے روابط بنا سکتی ہے۔

دوم، ہائی ٹیک خدمات پر توجہ دینا پیداوار میں نمو کے لیے اہم ہے، چاہے یہ ذیلی شعبے میں ہو یا اس کے اثرات کے ذریعے، اسے روزگار پیدا کرنے کی مؤثر حکمت عملی کے طور پر اپنایا نہیں جا سکتا، خاص طور پر پاکستان جیسے ممالک کے لیے جہاں آبادی زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ جاپان بھی، جو ترقی یافتہ ترین معیشتوں میں سے ایک ہے اور جس کی جی ڈی پی میں ہائی ٹیک خدمات کا حصہ نسبتاً زیادہ ہے (**شکل 6.11الف**)، اپنی افرادی قوت کا 20 فیصد سے بھی کم حصہ ہائی ٹیک خدمات میں ملازم رکھتا ہے (**شکل 6.12الف**)۔

ایسا اس لیے ہے کہ خدمات کے ذیلی شعبے اپنی پیداواری صلاحیت، قابلِ تبادلہ ہونے، مہارت کے ارتکاز اور روزگار کے امکانات میں ایک دوسرے سے خاصے مختلف ہوتے ہیں (نیر وغیرہ، 2021ء)۔ ترقی پذیر معیشتوں میں بلند پیداواریت والی، قابلِ تبادلہ خدمات جیسے آئی ٹی اور مالیات نمو کی معاونت کر سکتی ہیں، تاہم ان میں زیادہ تر ہنر مندوں ہی کو ملازمت ملتی ہے اور کم مہارت والے عام مزدوروں کو جذب نہیں کر سکتیں (روڈرک، 2016ء)۔ باقی خدمات یا تو تکنیکی طور پر زیادہ متحرک نہیں ہیں، یا پھر ناقابلِ تبادلہ ہیں، جیسے تھوک سیل اور خردہ تجارت، رئیل اسٹیٹ، جو تیزی سے پھیلنے کی ان کی صلاحیت اور آمدنیوں کو محدود کرتے ہیں۔

مہنگائی

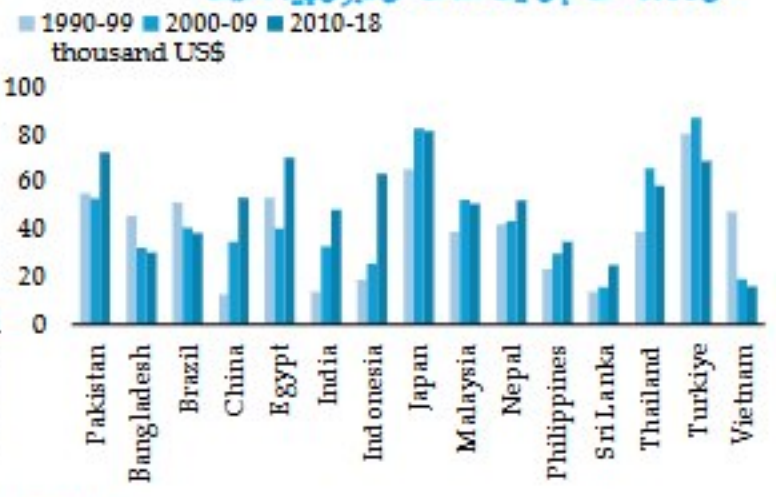
زیادہ مہنگائی جو رسدی دھچکوں کا نتیجہ ہو، کمپنیوں کی پیداواری لاگت بڑھا دیتی ہے لیکن اشیا کی طلب میں یا ملازمت کے مواقع میں اتنا اضافہ نہیں ہو پاتا۔[12] پاکستان میں بھی یہ صورتحال معلوم ہوتی ہے جہاں اجناس کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ جیسے رسدی دھچکے، اور سیلاب جیسے مقامی اسباب بار بار پیداوار اور رسدی زنجیر میں خلل ڈالنے کے علاوہ مہنگائی بڑھانے کا سبب بنے ہیں۔[13] یہ امر خاص طور پر 2022ء

[11] مثال کے طور پر، Shi اور Michelitsch (بلا تاریخ) کو معلوم ہوا کہ لیبر کی زیادہ پیداواریت اگلے 2 سے 3 سال میں روزگار کی بلند شرح سے منسلک ہے۔ اسی طرح، OECD (2018)، Dutz وغیرہ (2011)، اور Calligaris وغیرہ (2023) بھی یہی کہتے ہیں۔ کم پیداواریت جی ڈی پی کی نمو اور بین الاقوامی مسابقت کو متاثر کرتی ہے، اور یہ دونوں ملازمت کے امکانات پر اثر ڈالتی ہیں (OECD, 2018)۔

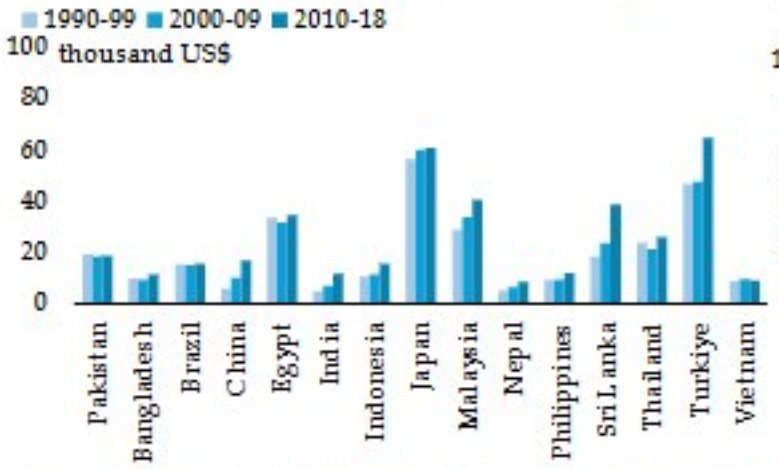
[12] امریکی معیشت پر لٹریچر سے پتہ چلتا ہے کہ طلب کی وجہ سے ہونے والی مہنگائی کے برعکس، رسد کی وجہ سے اور لاگت کے سبب آنے والے دھچکے قیمتیں بڑھاتے ہیں جبکہ روزگار کو کم کرتے ہیں (گورڈن اور کلارک، 2023ء)۔ آر بی اے (2025ء) اور آر بی این زیڈ (2019ء) نے یہی نتائج بالترتیب آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے معاملے میں اخذ کیے۔

[13] حنیف وغیرہ (2017ء)، اعجاز وغیرہ (2021ء)، حسین وغیرہ (2025ء)۔

شکل 6.10 الف: ہائی ٹیک خدمات میں لیبر کی پیداواریت



شکل 6.10 ب: لوٹیک خدمات میں لیبر کی پیداواریت



Sources: SBP staff calculations based on UNU-WIDER ETD and WDI data

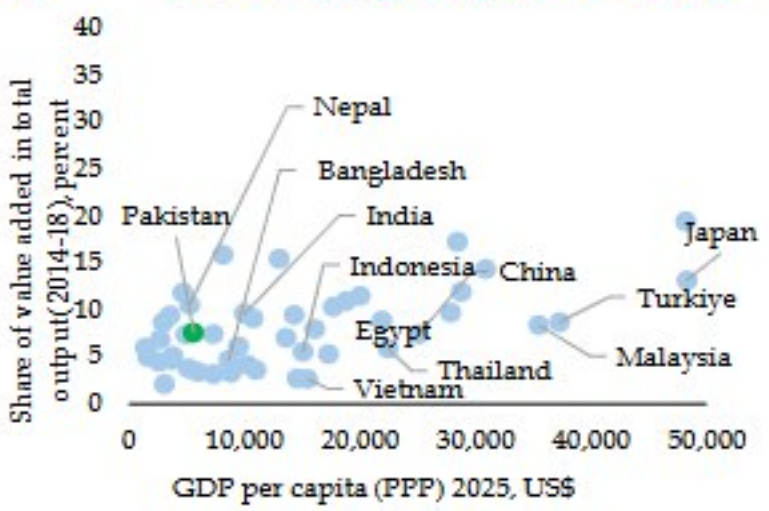
اور 2023ء کی مہنگائی کی لہر کے دوران واضح تھا۔ مالی سال 23ء میں، مہنگائی اوسطاً 29.2 فیصد رہی اور جی ڈی پی میں 0.2 فیصد سکڑاؤ آیا (PBS, n.d.)، جبکہ صنعتی روزگار پنجاب اور سندھ میں بالترتیب 2.2 اور 12.2 فیصد کم ہوا (پی او ایس پی، بلا تاریخ؛ ایس پی او ایس، بلا تاریخ)۔

مزید برآں، پاکستان میں بلند اور متغیر مہنگائی کے دورانیے عموماً سرمایہ کاری کی کمزور نمو کا بھی سبب بنتے ہیں، جس سے معاشی نمو محدود ہونے کے علاوہ روزگار کے مواقع بھی پیدا نہیں ہو پاتے (**شکل 6.13**)۔ مہنگائی مزدوروں کی قوتِ خرید بھی اس وقت کم کر دیتی ہے جب نامیہ اجرتیں قیمتوں کے مطابق نہ بڑھ رہی ہوں۔ پاکستان میں حقیقی اجرتیں مالی سال 21ء سے کم ہوتی جا رہی ہیں۔[14] نیز مالی سال 19ء سے لے کر مالی سال 25ء کی پہلی سہ ماہی تک نیم ہنر مند مزدوروں کی حقیقی اجرتیں یا تو جامد رہیں یا کم ہو گئیں (عالمی بینک، 2025ء)۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف کم ہونے سے کمپنیوں میں لیبر کی فوری طلب بھی کم ہو جاتی ہے، جبکہ کم سرمایہ کاری پیداوار بڑھانے اور نوکریوں کے مواقع تخلیق کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔

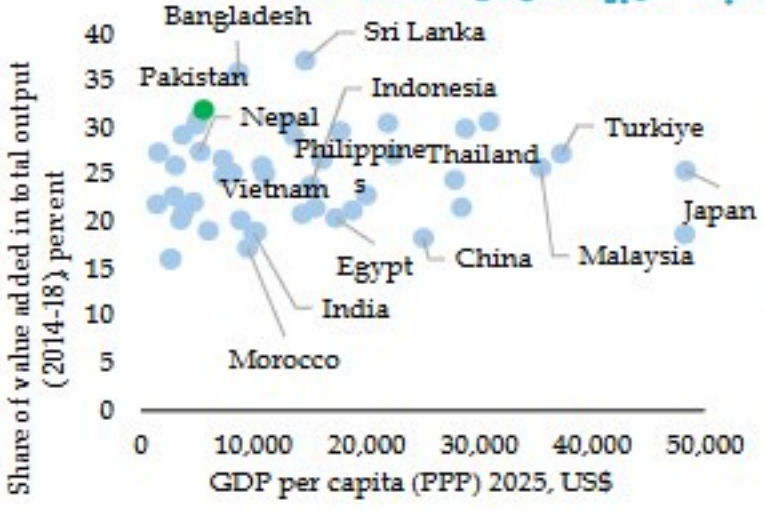
برآمدات

برآمدات نئی نوکریوں کے مواقع پیدا کرنے میں دو طرح سے مدد کرتی ہیں۔ براہِ راست مدد کے تحت یہ برآمدی کمپنیوں میں نوکریاں بڑھاتی ہیں اور بالواسطہ طور پر ملکی رسد کاروں کو موقع دیتی ہیں کہ وہ برآمدات کی تیاری میں خام مال اور خدمات کی طلب کو پورا کریں (Winkler et al., 2023)۔ کتب سے معلوم ہوا ہے کہ

شکل 6.11 الف: مجموعی پیداوار میں ہائی ٹیک خدمات کا حصہ



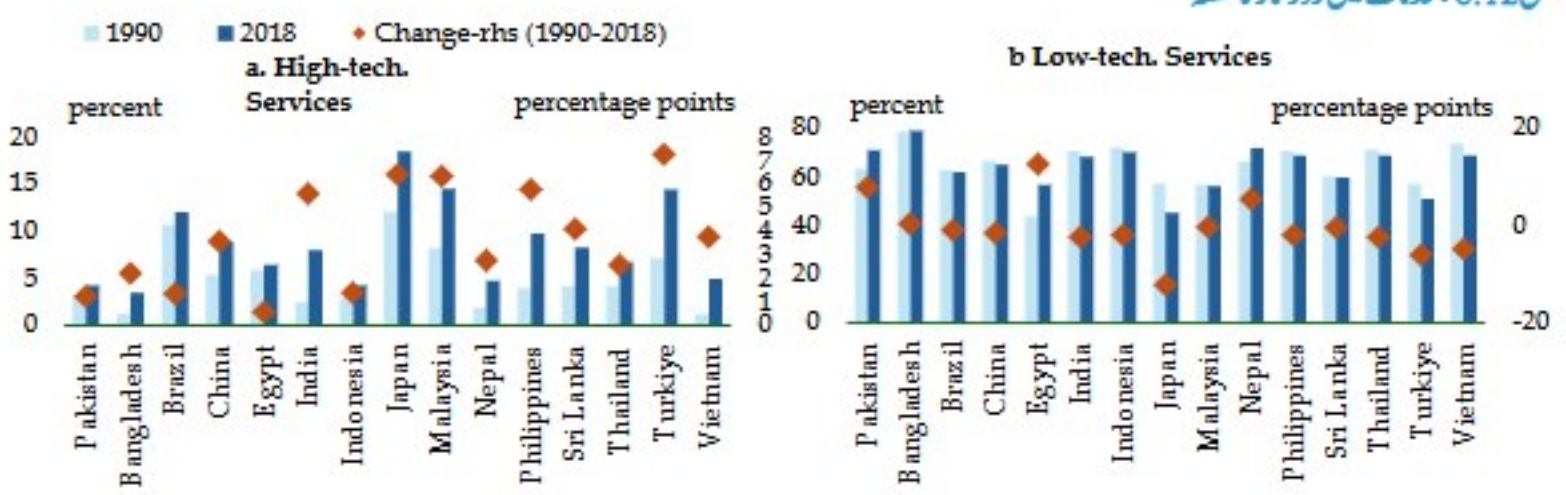
شکل 6.11 ب: مجموعی پیداوار میں لوٹیک خدمات کا حصہ



Sources: SBP staff calculations based on UNU-WIDER ETD and WDI data

[14] حقیقی اجرتیں مالی سال 19 میں 11,697 روپے سے کم ہو کر مالی سال 21ء میں 10,968 روپے اور مالی سال 25 میں مزید 9,748 روپے ہو گئیں۔ ماخذ: پی بی ایس کے ڈیٹا کی بنیاد پر ایس بی پی عملے کے حسابات۔

شکل 6.12: خدمات میں روزگار کا حصہ



Sources: SBP staff calculations based on UNU-WIDER ETD and WDI data

پاکستان میں برآمدات اور نوکریوں کے مواقع بڑھنے کے درمیان مثبت تعلق ہے، خاص طور پر لیبر والے شعبوں میں۔[15] اس کے علاوہ، برآمدات میں تنوع بھی ملازمت کے مواقع پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے (Shiferaw & Hailu, 2016)۔ برآمدات کی اتنی اہمیت کے باوجود پاکستان بیرونی طلب پوری طرح تلاش کرنے میں ناکام رہا چنانچہ روزگار کو بھی فوائد پوری طرح نہیں مل سکے۔ ملک کی برآمدات (بلحاظ جی ڈی پی) جو 1990ء کے عشرے میں اوسطاً 16.3 فیصد تھیں، 2016ء سے 2025ء کے دوران گر کر 9.5 فیصد تک آگئیں، حالانکہ ان ہی مدتوں میں پست آمدنی / پست متوسط آمدنی والے ممالک کا اوسط بالترتیب 16.6 اور 21.0 فیصد رہا ہے۔[16]

مزید برآں، بیشتر برآمدات کم قدر و قیمت والی ٹیکسٹائل اور زرعی مصنوعات تک محدود ہیں (**دیکھیے باب 5**)۔ پاکستان اپنی اقتصادی پیچیدگی اور لیبر کی پیداواریت، دونوں میں بھی ہم سر ملکوں سے پیچھے ہے، جس کا اثر اس کی اشیا کی برآمدات پر پڑتا ہے (اسٹیٹ بینک، 2025ء ب) (**شکل 6.14**)۔ نیز، عالمی رسدی زنجیروں کے ساتھ اس کا ربط بھی کمزور رہا ہے، جس کے سبب نہ صرف اس کی استعداد کم رہی ہے (ایشیائی بینک، 2022ء) بلکہ وہ ہم سر ملکوں کی سطح تک بھی نہیں پہنچتی (**شکل 6.15**)۔ چنانچہ ٹیکنالوجی میں ترقی، پیداواریت میں بہتری، روزگار کے مواقع، اور بہتر تنخواہوں والی ملازمتوں کے لیے عالمی رسدی زنجیروں سے فائدہ اٹھانے کی ملکی صلاحیت محدود ہے (ایشیائی بینک، 2022ء، عالمی بینک 2025ء ب)۔

مالیاتی پالیسی

روزگار کے مواقع پیدا کرنے قلیل اور طویل دونوں مدتوں میں مالیاتی پالیسی کا اہم کردار ہے اور یہ ملازمتوں کے معیار اور نوعیت پر بھی اثر ڈالتی ہے (IMF 2014; Gaspar et al., 2019)۔ یہ مختلف طریقوں سے عمل کرتی ہے، بشمول توسیعی مالیاتی پالیسی کے، جو روزگار پیدا کرنے میں حائل دورانی اور ساختی دونوں چیلنجوں کو حل کر سکتی ہے۔ نیز، سرکاری سرمایہ کاری کا معیار اور ڈیزائن، بشمول وہ سرمایہ کاری جو افراد کی استعداد بڑھانے پر خرچ کی جائے، تعلیم کو بہتر بنا سکتا ہے اور لیبر کی طلب اور رسد کے درمیان فرق کو کم کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، ٹیکس پالیسی بھی غیر رسمی معیشت اور غیر رسمی روزگار کے مواقع پر اثر ڈالتی ہے (وسیم، 2018ء)۔

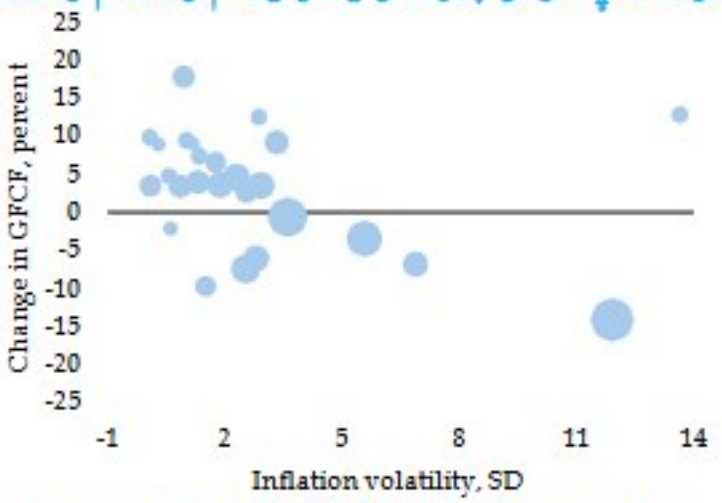
پاکستان کے مسلسل مالیاتی خسارے کے حالات میں جی ڈی پی میں ٹیکس کے پست تناسب سے اس امر کی عکاسی ہوتی ہے کہ ملکی وسائل اکٹھا کرنے میں کمزوری موجود ہے، اور ترجیحی سرمایہ کاری، خاص طور پر افراد پر سرمایہ کاری کے لیے مالیاتی گنجائش محدود ہے (حکومت پاکستان، 2026ء)۔[17] اسی کے ساتھ، سرکاری اخراجات زیادہ

[15] طاہر اور Yu، 2025ء؛ عالمی ادارہ محنت اور عالمی بینک، 2019ء؛ نبی وغیرہ، 2025ء۔

[16] ماخذ: عالمی بینک (بلا تاریخ)۔

[17] پاکستان کا ٹیکس ٹو جی ڈی پی تناسب 24-2020ء میں اوسطاً 10.0 فیصد رہا، جبکہ پست آمدن ترقی پذیر ممالک اور ابھرتی ہوئی مارکیٹ معیشتوں کے اوسط بالترتیب 20.3 فیصد اور 31.3 فیصد تھے (ماخذ: آئی ایم ایف، بلا تاریخ)۔

شکل 6.13: پاکستان میں مہنگائی اور جی ایف سی ایف (م س 01ء تا م س 26ء)



Note: Size of the bubble denotes average annual NCPI
Source: SBP staff calculations based on PBS

ترے لچک، اخراجاتِ جاریہ پر صرف ہو رہے ہیں، جیسے سود کی ادائیگیاں، تنخواہیں، اور پنشن،[18] جس کی بنا پر پیداواری صلاحیت بڑھانے والی ترقیاتی سرمایہ کاری کے لیے کم گنجائش بچتی ہے۔ دوسری طرف، ترقیاتی اخراجات گزشتہ دو عشروں سے بلحاظ فیصد جی ڈی پی کم ہو رہے ہیں (**شکل 6.16**)۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان اخراجات کا اثر بھی روزگار پیدا کرنے میں کم ہوتا جا رہا ہے (**باکس 4.1**)۔

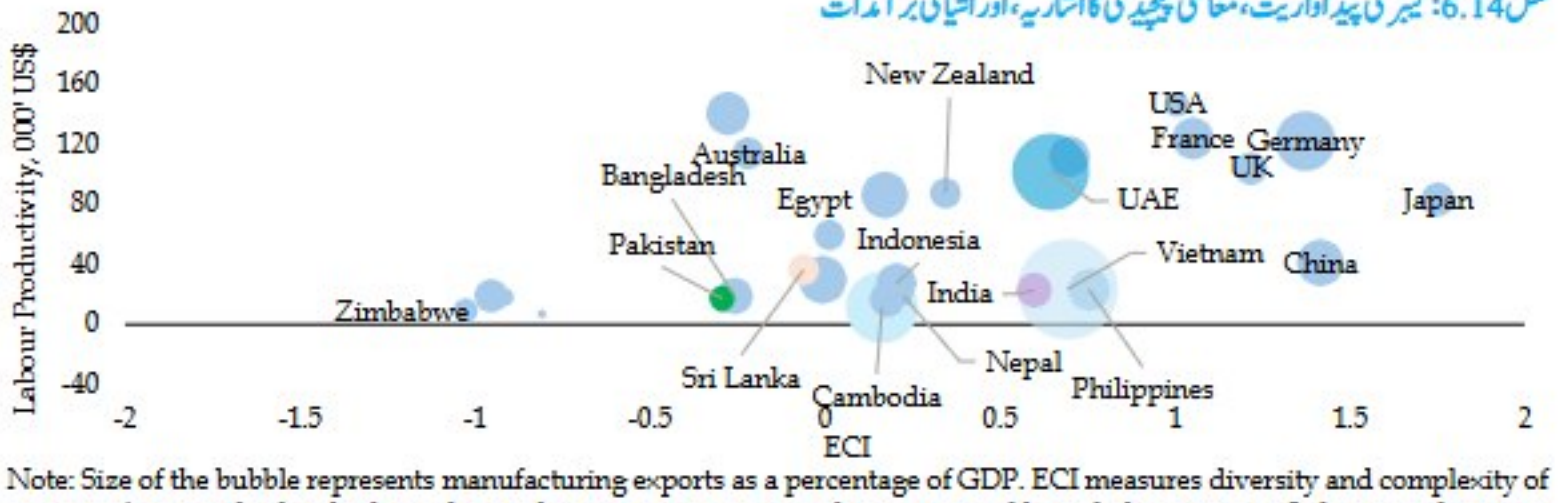
6.3 لیبر مارکیٹ کے مسائل

افرادی قوت کی شرکت کم ہے اور خواتین کی مزید کم ہے۔ اس کے علاوہ غیر رسمی روزگار حاوی ہے، اور ہر سال کارگر عمر کو پہنچنے والے نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے باوجود نوجوانوں میں بے روزگاری کی شرح بلند ہے۔ یہ لیبر مارکیٹ کے کچھ اہم مسائل ہیں جن کا پاکستان کی معیشت کو سامنا ہے۔ یہ مسائل اس بات کی علامت ہیں کہ جی ڈی پی کی پست نمو اور **سیکشن 6.2** میں بیان کردہ دیگر معاشی دشواریوں کی وجہ سے روزگار کے مواقع کم پیدا ہو رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ، جیسا کہ ذیل میں بحث کی گئی ہے، طویل عرصے میں یہ دشواریاں روزگار کی مستقل نمو اور اقتصادی ترقی کے لیے بھی ساختی رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔[19] پاکستان کی لیبر مارکیٹ میں یہ مسائل برقرار رہے ہیں کیونکہ معاشی ڈھانچہ، سماجی و اقتصادی عوامل اور لیبر قوانین و ضوابط پر عملدرآمد کا فقدان ان کے پس پردہ کارفرما ہے۔

افرادی قوت کی شرکت اور روزگار میں صنفی رجحان

پاکستان کی افرادی قوت کی شرکت کی شرح گزشتہ دس سال میں اوسطاً 52.8 فیصد رہی ہے اور یہ علاقائی اور آمدنی کے گروپ کے ہم سر ملکوں کے مقابلے میں خاصی کم ہے (**شکل 6.17**)۔ اگرچہ پاکستان میں افرادی قوت میں مردوں کی شرکت کی شرح دیگر ملکوں کے برابر ہے، تاہم خواتین کی شرح کم ہے، جو مجموعی شرکت کی

شکل 6.14: لیبر کی پیداواریت، معاشی پیچیدگی کا اشاریہ، اور اشیا کی برآمدات

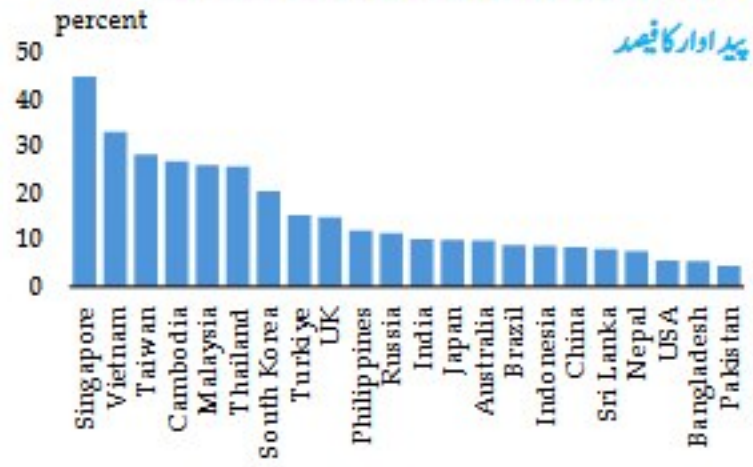


Note: Size of the bubble represents manufacturing exports as a percentage of GDP. ECI measures diversity and complexity of a country's export basket; higher values indicate greater export sophistication and knowledge intensity. Labour productivity is measured by output per worker.
Sources: UNIDO; Harvard; ILO

[18] حکومت کے اوسط اخراجاتِ جاریہ مالی سال 20ء تا مالی سال 26ء کے دوران مجموعی اخراجات کا 90.1 فیصد رہے۔ ماخذ: وزارت خزانہ (بلا تاریخ نہیں)۔

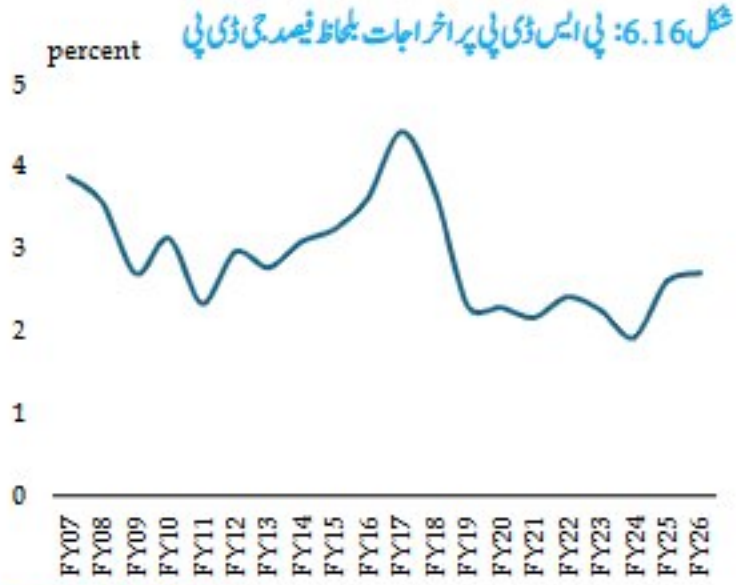
[19] پاکستان دفتر شماریات (2025ء ب)؛ عالمی بینک (2017)؛ آئی ایم ایف (2016)؛ Rodrik (2016)۔

شکل 6.15: م س 20ء تا م س 24ء مجموعی پیداوار میں جی وی سی کے سبب پیداوار کا فیصد



Note: Selected economies from lower-middle, upper-middle, and high-income economies.
Source: WITS

شکل 6.16: پی ایس ڈی پی پر اخراجات بلحاظ فیصد جی ڈی پی



Sources: MoF; PBS

شرح کم کر دیتی ہے۔ پاکستان کی افرادی قوت میں مرد اور عورت کا فرق دنیا میں سب سے زیادہ ہے (**شکل 6.18 الف**)۔ نتیجتاً، آبادی کا بڑا حصہ اقتصادی طور پر غیر پیداواری ہے۔ یہ فرق (اندازاً 60 فیصد) تقریباً تین عشروں سے مسلسل بلند رہا ہے۔[20] خواتین کی شرح بے روزگاری بھی 2024ء تا 2025ء کے دوران 10.7 فیصد ہے، جبکہ مردوں میں یہ 6.0 فیصد ہے، اور مجموعی شرح بے روزگاری 7.2 فیصد ہے (**شکل 6.18 ب**)۔

افرادی قوت میں خاص طور پر خواتین کی کم شرح اقتصادی نمو کو محدود کرتی ہے، جبکہ خواتین کی زیادہ شرح بے روزگاری ظاہر کرتی ہے کہ ان کے لیے نوکریاں کم تخلیق ہو رہی ہیں۔ پہلی چیز معیشت کو مؤثر افرادی قوت کی رسد اور ہنر مندی کو محدود کرتی ہے، جس سے ممکنہ پیداوار، پیداواریت اور کاروبار کے پھیلاؤ اور مستقبل میں نوکریوں کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ افرادی قوت میں شرکت کی شرح بڑھا کر اور بے روزگاری خصوصاً خواتین میں کم کر کے، انسانی سرمایہ کا استعمال بہتر بنا کر مجموعی پیداوار کو نمایاں حد تک بڑھایا جا سکتا ہے۔[21] افرادی قوت میں خواتین کی شرح اور ان کی ملازمت کو متعین کرنے والے چند اہم عوامل یہ ہیں: تعلیم کا حصول؛ سماجی روایات؛ نقل و حرکت؛ شرح افزائش؛ بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داریاں؛ اور کم اجرتیں۔[22]

تعلیمی سطح: پاکستان کی افرادی قوت میں مرد و خواتین دونوں کی شرکت کی شرح ان لوگوں میں بلند ہے جن کی تعلیمی سطح بلند ہے، بہ نسبت ان لوگوں کے جو صرف بنیادی تعلیم لے سکے۔ تاہم، افرادی قوت میں شرکت کی شرح میں اضافہ اور ملازمتوں کی دستیابی میں مطابقت نہیں ہو پاتی چنانچہ بلند تعلیمی سطح والوں میں بھی شرح بیروزگاری بلند ہے (**شکل 6.19 الف اور ب**)۔[23] یہ چیلنج خواتین کے معاملے میں زیادہ نمایاں ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین میں افرادی قوت میں شرکت ہم پلہ مردوں کی شرح کے نصف سے کم ہے، جبکہ مجموعی طور پر خواتین کی شرح بے روزگاری مردوں کی شرح بے روزگاری سے تین گنا سے بھی زیادہ ہے۔ اگرچہ خواتین کی تعلیمی سطح حالیہ برسوں میں بہتر ہوئی ہے[24]، اور یہ تعلیم افرادی قوت میں ان کی شرکت کی شرح میں منعکس ہوتی ہے لیکن اس کا اثر ملازمت کے قابل ہونے

---

[20] پاکستان دفتر شماریات اور عالمی ادارہ محنت کے ڈیٹا کی بنیاد پر 1990ء سے 2025ء تک اوسط۔

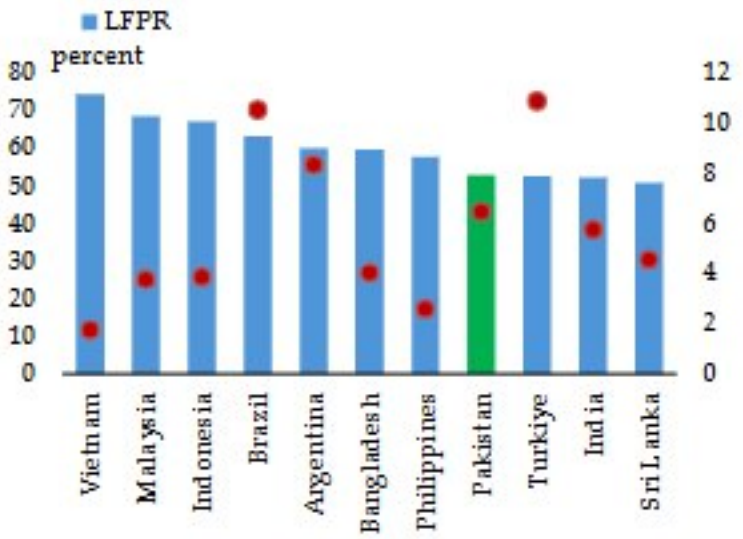
[21] Klasen and Lamanna, 2009; Cuberes and Teignier, 2016.

[22] Verick (2018); Tanaka and Muzones (2016); Israr and Israr (2013); Aboobamidi and Chidmi (2013); Ejaz (2005); Ferragina (2019); Anbarzhagan and Mappill

[23] تعلیم کی بین الاقوامی معیاری درجہ بندی (آئی ایس سی ای ڈی 2011) کے مطابق، بنیادی تعلیم میں پرائمری یا لوئر سیکنڈری تعلیم شامل ہے؛ انٹرمیڈیٹ تعلیم میں اپر سیکنڈری یا پوسٹ سیکنڈری غیر اعلیٰ تعلیم شامل ہے؛ اور اعلیٰ تعلیم میں قبل مدتی اعلیٰ تعلیم، بیچلر، ماسٹر، ڈاکٹریٹ ڈگری یا مساوی تعلیمی سطح شامل ہے۔

[24] کسی تعلیمی ادارے میں داخل (15 سے 24 سال عمر) کی خواتین کی تعداد جو 21-2020ء میں 5.2 ملین تھی، 25-2024ء میں بڑھ کر 8.1 ملین ہو گئی۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات (2025)

شکل 6.17: افرادی قوت میں شرکت کی شرح- اوسط (2016ء تا 2025ء)



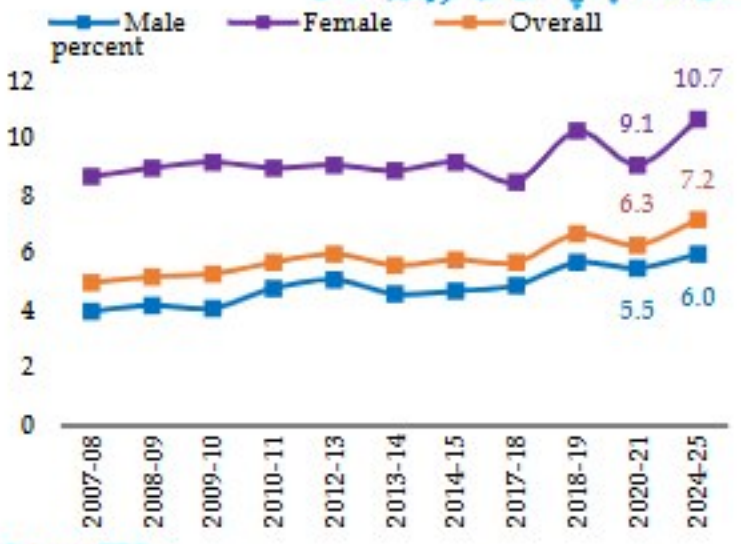
Sources: PBS; WB

(employability) پر منتقل نہیں ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دیگر عوامل بھی ان کی شرکت اور روزگار پر بڑا اثر ڈالتے ہیں۔ علاوہ ازیں، جو خواتین انٹرمیڈیٹ سے کم تعلیمی قابلیت یا صرف تکنیکی تربیت رکھتی ہیں ان کے لیے رسمی ملازمت کے مواقع بہت کم ہیں، اس کے مقابلے میں غیر رسمی ملازمت کے زیادہ امکانات ہیں (صابر، 2015ء)۔ نیز، عمر کا عنصر نظر انداز کیا جائے (ملازمت کے لیے بہت زیادہ عمر، یا بہت کم عمر)، تو بھی خاندان کی طرف سے اجازت جیسی سماجی روایات افرادی قوت میں خواتین کی شرکت کی شرح اور ملازمت میں اہم ہوتی ہے (پاکستان دفتر شماریات، 2025ء)۔

سماجی روایات اور محدود نقل و حرکت: شہری ترقی اور تعلیم عام طور پر خواتین کی ملازمت کے اہم عوامل میں سے ہیں اور افرادی قوت میں خواتین کی شرکت کو بڑھاتے ہیں۔[25] اس کے برعکس، پاکستان کے ڈیٹا میں الٹ رجحان ہے، یعنی افرادی قوت میں دیہی خواتین کی شرکت شہری خواتین کی شرکت سے تقریباً دگنی ہے۔ تاہم، دونوں ہی علاقوں میں ان کی شرکت مردوں کی حصہ داری سے نمایاں طور پر کم ہے (**شکل 6.20**)۔

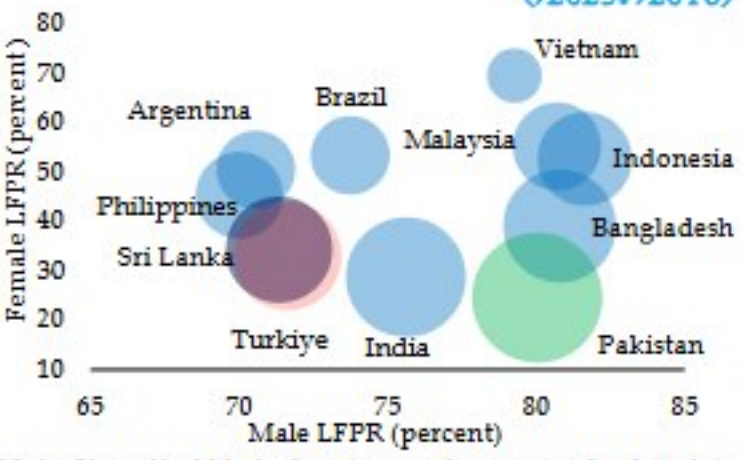
اسی طرح کے رجحانات خواتین کی شرح بے روزگاری میں بھی دیکھتے ہیں، جو شہری علاقوں میں تقریباً 18 فیصد ہے اور دیہی علاقوں کی نسبت دگنی ہے۔ دیہی علاقوں میں خواتین عموماً زراعت کے شعبے میں خاندانی کاروبار میں مصروف ہوتی ہیں، جہاں کام کی نوعیت گھریلو ذمہ داریوں اور سماجی توقعات کے مطابق ہوتی ہے، کیونکہ دیہی علاقوں میں زراعت اور مویشی پالنے کا کام گھر کے قریب یا گھر ہی پر کرنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس، شہری علاقوں میں خواتین ٹرانسپورٹ، اور عام لوگوں سے رابطے کے مسائل کا سامنا کرتی ہیں ہے کیونکہ نوکری کے لیے گھر سے دور سفر کرنا ہوتا ہے Garlick۔(Bussolo & Rexer, 2025; Isran and Isran, 2013) وغیرہ (2025ء) نے ثابت کیا کہ نقل و حرکت میں رکاوٹیں خواتین کی شمولیت اور ملازمت کی تلاش پر زیادہ اثر ڈالتی ہیں، اور خواتین ملازمت کی تلاش کی طرف اس وقت راغب ہوتی ہیں جب صرف خواتین کے لیے ٹرانسپورٹ دستیاب ہو۔

شکل 6.18ب: پاکستان میں شرح بیروزگاری



Source: PBS

شکل 6.18الف: افرادی قوت میں شرکت کی شرح اور صنفی فرق- اوسط (2016ء تا 2025ء)

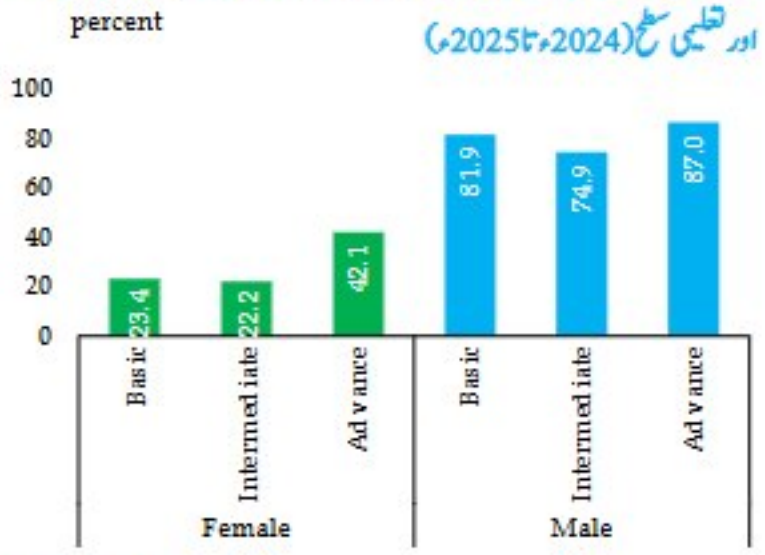


Note: Size of bubble is showing gender gap (male - female)

Sources: PBS; WB

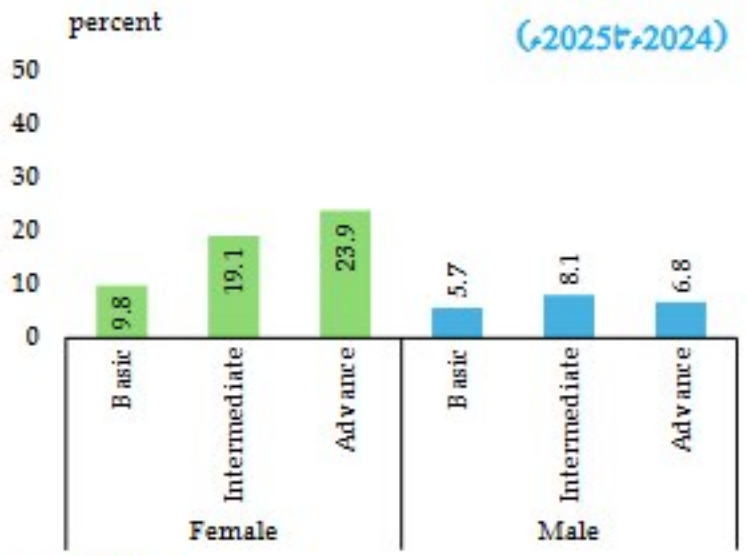
(WB, 2024a; Pimkina, S., & de la Flor, L., 2020; Ivanova et al, 2019; Banerji et al., 2018; Novta, N., & Wong, J., 2017).[25]

شکل 6.19 الف: پاکستان میں افرادی قوت میں شرکت کی شرح- بلحاظ صنف اور تعلیمی سطح (2024ء تا 2025ء)



Source: WB

شکل 6.19 ب: پاکستان میں بیروزگاری کی شرح- بلحاظ صنف اور تعلیمی سطح (2024ء تا 2025ء)



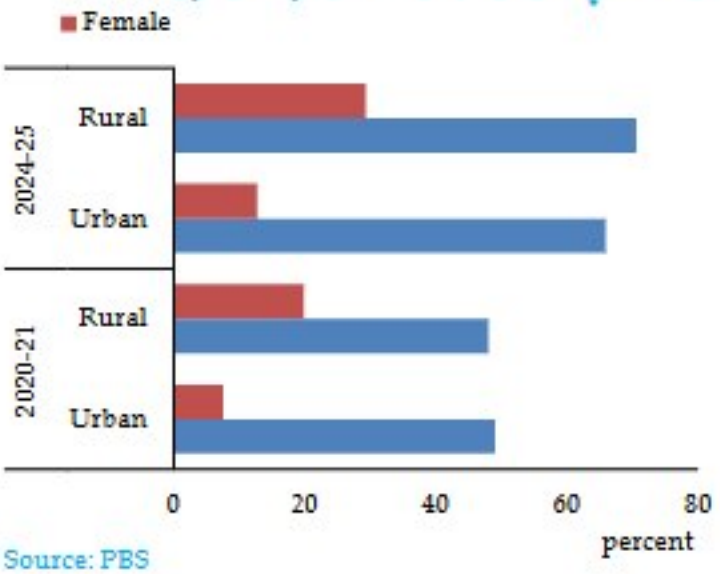
Source: WB

بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داریاں: بچوں کی دیکھ بھال اور گھریلو ذمہ داریاں افرادی قوت میں خواتین کی کم شرکت کے اہم عوامل ہیں۔ جن ممالک میں شرح افزائش زیادہ ہے، جس کا مطلب بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اٹھانا ہے، وہاں افرادی ق قوت میں خواتین کی شرکت عموماً کم دیکھی جاتی ہے (**شکل 6.21**)۔ پاکستان دنیا میں سب سے زیادہ شرح افزائش والے ممالک میں سے ہے۔ اس کے علاوہ، بچوں، بزرگوں اور بیماروں کی دیکھ بھال زیادہ تر خواتین کو سونپی جاتی ہے، ساتھ ہی کھانا پکانا اور صفائی جیسے دیگر گھریلو کاموں کی وجہ سے خواتین بامعاوضہ ملازمت میں نہیں آتیں (**شکل 6.22**)۔ اسی طرح، ڈے کیئر کی سہولیات، فاصلے اور نقل و حرکت بھی افرادی قوت میں ماؤں کی شرکت کی اہم وجوہات ہیں (موریسی، 2017؛ کیریا وغیرہ، 2022)۔

اجرت کا فرق: صنف کی بنیاد پر اجرت کا فرق بھی دنیا بھر میں افرادی قوت میں خواتین کی کم شرکت کی ایک وجہ ہے۔ یہ عالمی رجحان ہے کہ خواتین کارکنوں کو دی جانے والی اجرت مرد کارکنوں کی اجرت سے کم ہوتی ہے، خواہ دونوں ایک جیسی مہارت رکھتے ہوں، پاکستان میں صنف کے لحاظ سے اجرت کا فرق مزید بڑھ جاتا ہے (**شکل 6.23**)۔ خواتین اپنی اجرت کے لیے سودے بازی یا گفت و شنید کی بھی محدود صلاحیت رکھتی ہیں کیونکہ ان کی نقل و حرکت محدود اور گھریلو ذمہ داریاں زیادہ ہوتی ہیں (ثنا اور جعفری، 2021ء)۔ نیز، قابلِ قبول کم از کم اجرت کے ماڈل (reservation-wage model) سے ظاہر ہوتا ہے کہ سماجی پابندیاں خواتین کے لیے قابلِ قبول کم از کم اجرت کو بڑھا دیتی ہیں، یعنی وہ سب سے کم اجرت جس پر کوئی کارکن کام کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ چنانچہ، پیش کردہ اجرت اگر اُن ذمہ داریوں کو چھوڑنے کی لاگت کے برابر نہ ہو جو معاشرے نے اُن پر عائد کی ہیں، تو وہ ملازمت کرنا پسند نہیں کرتیں (آرازولا اور ڈی ہیویا، 2016ء)۔

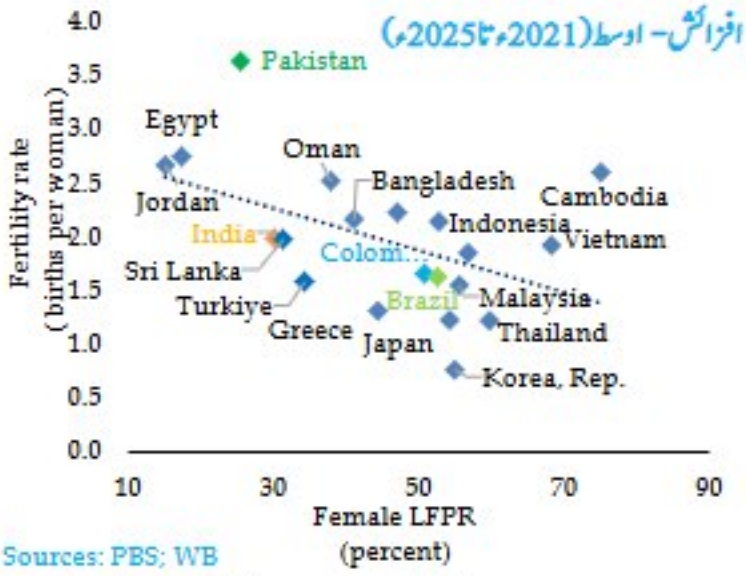
تقرر میں تعصب: تقرر (hiring) کے عمل میں صنفی تعصب بھی موجود ہے۔ جنوبی ایشیا بشمول پاکستان کے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ جو کمپنیاں خواتین کو ملازمت کی جگہ پر مداخلت کا سبب سمجھتی ہیں، وہ کم خواتین کو ملازم رکھتی ہیں اور یہ ذہنیت بھی خواتین کے محدود روزگار کی ایک وجہ ہے (چودھری وغیرہ، 2026ء)۔ ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سماجی ذمہ داریوں کی نوعیت کے سبب دیر گئے تک کام کرنا خواتین کارکنوں کے لیے عموماً ممکن نہیں ہوتا۔ یہ بات **جدول 6.1** میں دیکھی جا سکتی ہے کہ

شکل 6.20 : پاکستان میں افرادی قوت میں شرکت کی شرح- بلحاظ علاقہ



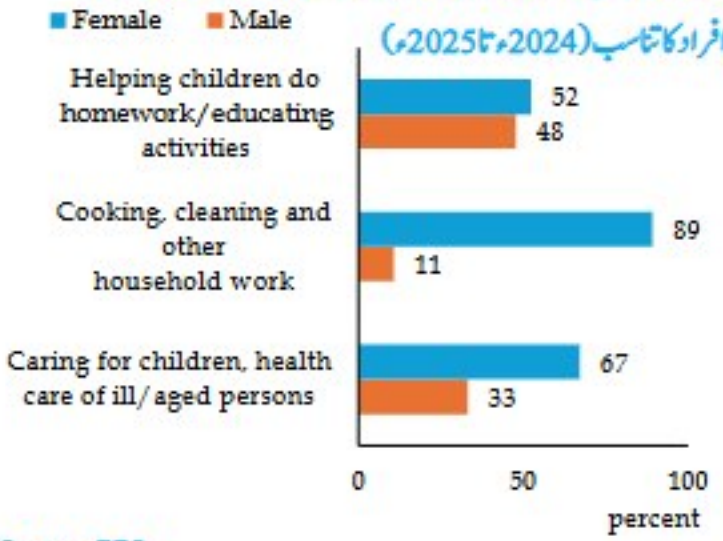
Source: PBS

شکل 6.21: پاکستان میں افرادی قوت میں خواتین کی شرکت کی شرح اور شرح افزائش- اوسط (2021ء تا 2025ء)



Sources: PBS; WB

شکل 6.22: پاکستان میں گھریلو دیکھ بھال کی ذمہ داریوں میں مصروف افراد کا تناسب (2024ء تا 2025ء)



Source: PBS

2024ء اور 2025ء میں خواتین کے کام کے اوسط گھنٹے مردوں کے مقابلے میں تقریباً ایک چوتھائی کم رہے۔

پاکستان میں لیبر مارکیٹ کی غیر رسمی نوعیت

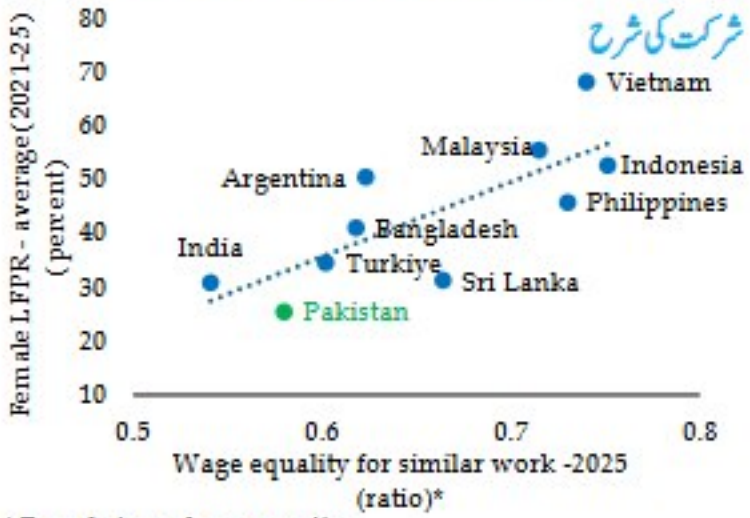
پاکستان کی لیبر مارکیٹ کی نمایاں خصوصیت بے روزگاری کے بجائے نوکریوں کا معیار اور ان کی رسمی نوعیت ہے۔ معیشت کو دستاویزی بنانے کی مسلسل کوششوں کے باوجود پاکستان میں بیشتر ملازمتیں غیر رسمی نوعیت کی رہی ہیں، جو مجموعی ملازمت کا 80 فیصد سے زائد ہیں (**شکل 6.24**)۔[26] رسمی ملازمتیں محض عارضی یا عبوری نوعیت کی نہیں بلکہ معیشت کا مستقل حصہ ہیں۔

پاکستان کی بڑے حجم کی غیر رسمی معیشت کے تناظر میں، غیر رسمی روزگار نہ صرف ملازمتوں کی موجودہ تخلیق میں نقص کی ایک علامت ہے بلکہ یہ مستقبل میں بھی محدود ملازمتوں کی تخلیق کی نشاندہی کرتا ہے۔ رسمی قرضوں تک محدود رسائی اور ناکافی قانونی تحفظ کی بنا پر غیر رسمی شعبے کی کمپنیوں کی توسیع محدود رہ جاتی ہے اور روزگار پیدا کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے (اسلام وغیرہ، 2020ء)۔ اس کے علاوہ، یہ کمپنیوں اور کارکنوں کو وہ پیداواری فوائد اور سماجی تحفظ بھی نہیں دے پاتی جو عام طور پر رسمی روزگار کے تحت مل جاتے ہیں (گوریوف وغیرہ، 2019ء؛ مہگیر وغیرہ، 2015ء)۔ پاکستان میں غیر رسمی روزگار کی بلند سطح قابل قبول ملازمت کے ایک بڑے فرق کو بھی ظاہر کرتی ہے کیونکہ بیشتر کارکن موثر سماجی تحفظ، مزدوروں کے حقوق، روزگار کے تحفظ اور اجتماعی نمائندگی سے محروم رہتے ہیں (**باکس 6.3**)۔

غیر رسمی ملازمت کے موضوع پر پیش کیے گئے چار اہم نظریات سے پاکستان کی لیبر مارکیٹ کی وضاحت ہوتی ہے (**جدول 6.2**)۔ یہاں دہرے نظریے کے شواہد موجود ہیں جس کی مثال پست ترین آمدنی والے own-account، گھریلو ملازموں اور خواتین میں دیکھنے کو ملتی ہے جو محض اپنی بقا کی خاطر غیر رسمی ملازمت کرتے ہیں (شہید اور ممتاز، 1981؛ کمال اور محمود، 1998)۔ کچھ شواہد ساختیاتی نظریے کے بھی ہیں جن میں نمو سے منسلک غیر رسمی شعبہ تجارت، صنعت اور تعمیرات میں ذیلی ٹھیکیداری سے جڑا ہوا ہے (طاہر اور طاہر، 2018ء)۔ قانونی اور رضاکاری نظریات دونوں پاکستان میں غیر رسمی ملازمت کو سمجھانے میں مدد دیتے ہیں۔ رسمی شعبے میں شمولیت کے اخراجات پیچیدہ قوانین، ٹیکس، طریقہ کار کی شرائط اور بدعنوانی کی بنا پر بڑھ سکتے ہیں، چنانچہ کمپنیاں رسمی معیشت میں داخل ہونے سے رک سکتی ہیں (حیات اور رشید، 2020؛ اسمیڈا اور آئی ایل او، 2002؛ آئی ایل او، 2024ء الف)۔ اس کے ساتھ ساتھ، کچھ کمپنیاں جان بوجھ کر غیر رسمی رہ سکتی ہیں تاکہ اپنے ٹیکس اخراجات اور تعمیل کے اخراجات کم کر سکیں۔ اس طرح غیر رسمی ملازمت حکمت عملی کا راستہ بھی بن جاتی ہے (وسیم، 2018ء)۔ غیر رسمی ملازمت اور کاروبار کی بلند

[26] تعریف کے مطابق غیر رسمی ملازمت کام کرنے کے وہ انتظامات ہیں جن میں قانونی تحفظ اور ملازمت کے فوائد جیسے چھٹیاں مع تنخواہ، سماجی تحفظ وغیرہ شامل نہ ہوں (عالمی ادارہ محنت، یو نیسکو، بلا تاریخ)۔ اسے غیر رسمی معیشت کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیے، جس کا مطلب وہ اقتصادی سرگرمیاں اور ادارے ہیں جو رسمی ضوابط، قانونی اور ادارہ جاتی فریم ورک سے باہر کام کرتے ہیں۔

شکل 6.23: اجرت میں صنفی عدم مساوات اور افرادی قوت میں خواتین کی شرکت کی شرح



* Female to male wage ratio.

Sources: PBS; WB; WEF

سطح کی کلیدی وجوہات میں بڑے بڑے زرعی شعبے، کاروبار کا ناقص ماحول اور انسانی وسائل کا پست معیار شامل ہیں (Ohnsorge & Yu, 2022)۔

غیر رسمی معیشت کا حجم: پاکستان کی نسبتاً بڑی اور غیر رسمی معیشت ہی غیر رسمی ملازمتیں عام کرنے کے عوامل میں سے ایک ہے (**شکل 6.25**)۔ ایشیا کے بیشتر خطوں میں یہ رجحان مشترک ہے، یہاں غیر رسمی ملازمت کا تناسب افریقہ کے بعد سب سے زیادہ ہے (آئی ایل او، 2020ء الف)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر رسمی معیشت میں پیدا ہونے والی ملازمتیں اکثر صرف بقا کو پیش نظر رکھتی ہیں۔ جس کا مطلب ہے کم اجرت، ملازمت کے ناقص حالات، اور سماجی تحفظ کا غائب ہونا۔ جبکہ وہ 'مناسب ملازمت' جو ترقی اور نمو کی راہ ہموار کرے، ان کا مقصد نہیں ہوتیں۔

تاہم، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ صرف غیر رسمی معیشت کے حجم سے غیر رسمی ملازمت کے حجم کی پوری تشریح نہیں ہوتی (**شکل 6.25**)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں جو شعبے عام طور پر رسمی معیشت میں شامل ہیں، ان کا بھی غیر رسمی روزگار میں بھی بڑا حصہ ہے (**شکل 6.26**)۔ چنانچہ غیر رسمی ملازمتیں اقتصادی نمو کے ساتھ ساتھ کم نہیں ہو سکتیں بلکہ رسمی معیشت کے ساتھ بڑھ سکتی ہیں کیونکہ کمپنیاں غیر رسمی تعلقات پر انحصار کرتی ہیں (Chacaltana et al., 2020)۔ چنانچہ ساختیاتی نظریے سے بھی پاکستان کے غیر رسمی روزگار کے حجم کی جزوی وضاحت ہوتی ہے (طاہر اور طاہر، 2018ء)۔

جدول 6.1: بڑے پیشہ ور گروپوں کی محنت کے اوسط گھنٹے

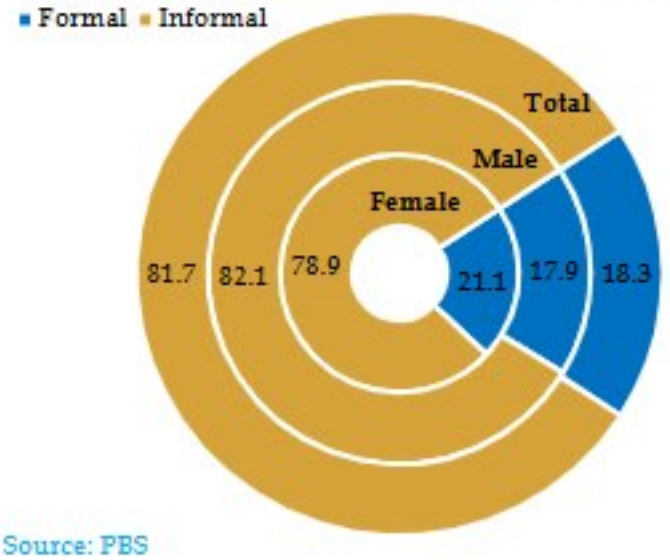
گھنٹے فی ہفتہ

	2020-21ء			2024-25ء		
	مجموعہ	مرد	عورت	مجموعہ	مرد	عورت
مجموعہ	47.5	51.4	34.1	47.0	50.4	35.8
منیجرز	51.6	52.2	41.6	50.8	51.5	39.1
پیشہ ور ماہرین	43.2	46.4	38.1	44	46.8	40.4
ٹیکنیشن	50.4	51.0	45.7	49.6	50.2	46.5
کلرک نوعیت کے معاون	48.7	48.8	45.2	48.1	48.8	40.1
خدمات اور فروخت سے وابستہ ملازم	57.4	57.8	44.8	53.6	54.3	38.7
زراعت اور جنگل بانی کے ماہرین	41.1	47.1	32.5	40.6	46.0	33.9
دستکاری اور کاریگری سے متعلق	47.6	51.7	31.5	47.5	51.7	33.9
کارخانے اور مشینری چلانے والے	56.4	56.6	40.2	54.1	54.2	46.2
سادہ اور بنیادی نوعیت کے ملازم	46.9	49.0	37.4	47	48.5	38.4

ماخذ: پاکستان رفتہ شماریات

زرعی اور غیر زرعی شعبے میں غیر رسمی ملازمت: زراعت کے شعبے کو عموماً غیر رسمی سمجھا جاتا ہے۔[27] سب سے زیادہ فکر کی بات یہ ہے کہ غیر زرعی ملازمت کا 72 فیصد بھی غیر رسمی ہے، اور یہ تناسب گذشتہ عشرے سے جوں کا توں ہے (**شکل 6.27**)۔ غیر زرعی شعبوں میں مجموعی غیر رسمی ملازمت میں سے صرف تھوک اور خردہ تجارت کا حصہ تقریباً ایک تہائی ہے، اس کے بعد مینوفیکچرنگ اور تعمیرات کے شعبے ہیں (**شکل 6.28**)۔ ان شعبوں کی خصوصیت چھوٹے کاروبار، نقد لین دین، اور یومیہ مزدوری یا کام کی تکمیل پر اجرت طے ہونا ہے (طاہر و طاہر، 2018؛ PBS,

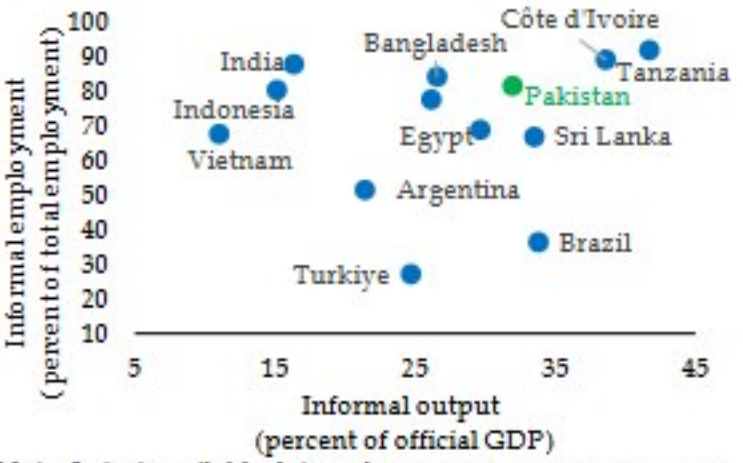
شکل 6.24: پاکستان میں روزگار کی رسمی اور غیر رسمی نوعیت (2024ء تا 2025ء)



Source: PBS

[27] زرعی شعبے نے 25-2024ء میں مجموعی روزگار میں تقریباً 33 فیصد حصہ ملایا۔ ماخذ: پاکستان رفتہ شماریات، 2025ء ب۔

شکل 6.25: غیر رسمی معیشت اور غیر رسمی روزگار کا حجم



Note: Latest available data; reference years may vary across countries

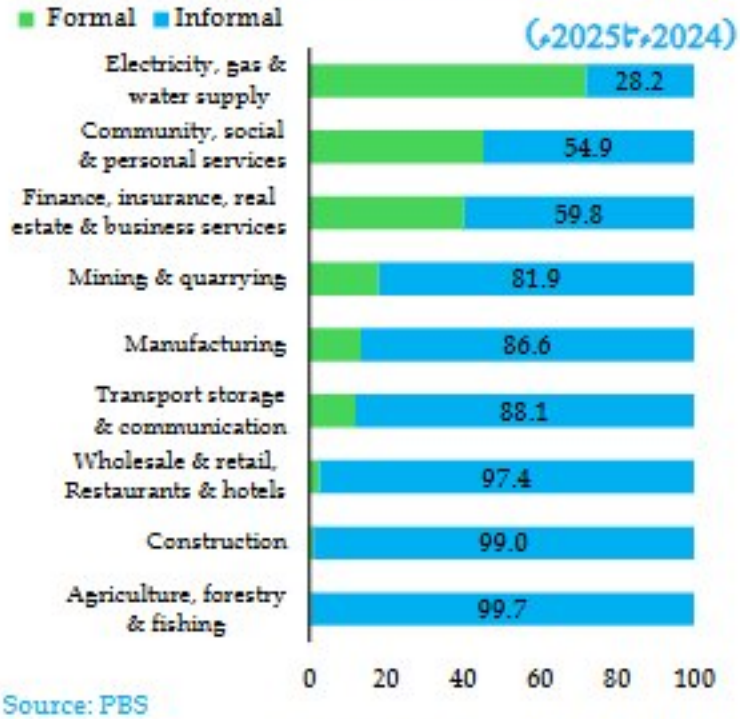
Sources: PBS; WB; ILO

2025b)۔ غیر رسمی ملازمت کی تفصیل اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ غیر رسمی ملازمتیں زیادہ تر کم رکاوٹ والے اور کم سرمایہ والے کاموں میں مرکوز ہیں۔

مزید برآں، غیر رسمی کارکنوں کی ملازمتی حیثیت (status) پر نظر ڈالی جائے تو ذاتی کاروبار اور بلا معاوضہ / شراکت دار خاندانی ملازمین کا مجموعی حصہ 53.4 فیصد ہے، جبکہ غیر رسمی تنخواہ دار ملازم 44.7 فیصد ہیں (**شکل 6.29**)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر رسمی لیبر مارکیٹ میں زیادہ حصہ ذاتی کاروبار اور گزر اوقات والے کاموں (subsistence work) کا ہے، نہ کہ کمپنیوں میں ملازمتوں کا۔ یہ بات دہرے نظریے کے تناظر میں دہری معیشت کی موجودگی ظاہر کرتی ہے۔

انسانی سرمائے کا کم معیار: زیادہ تر ملازمین کی، چاہے وہ رسمی شعبے میں ہوں یا غیر رسمی شعبے میں، تعلیم یا تو کم ہے یا بالکل نہیں ہے، خاص طور پر خواتین میں۔ یہاں تک کہ رسمی ملازمتوں میں بھی تقریباً دس فیصد مرد اور بیس فیصد خواتین کی کوئی تعلیم نہیں (**شکل 6.30**)۔ اسی بات سے اشیا سازی اور خدمات کے شعبوں میں اضافہ قدر کم ہونے کی بھی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ مزید برآں، ہنرمندی سے یہ محرومی افراد کو رجسٹرڈ کمپنیوں میں ہنرمند پوزیشنوں پر جانے کے بجائے صرف بنیادی کاموں، ذاتی کاروبار اور بلا معاوضہ گھریلو مزدوری تک محدود رکھتی ہے۔ یہ صورت حال رسد اور طلب دونوں جانب اثر ڈالتی ہے۔ رسد کے پہلو سے مزدوروں میں وہ مہارتیں نہیں ہیں جو رسمی شعبے کے مالکان چاہتے ہیں، جبکہ طلب کے پہلو سے رسمی شعبے کے

شکل 6.26: پاکستان کی اہم صنعتوں میں رسمی اور غیر رسمی ملازمین کا تناسب (2024ء تا 2025ء)

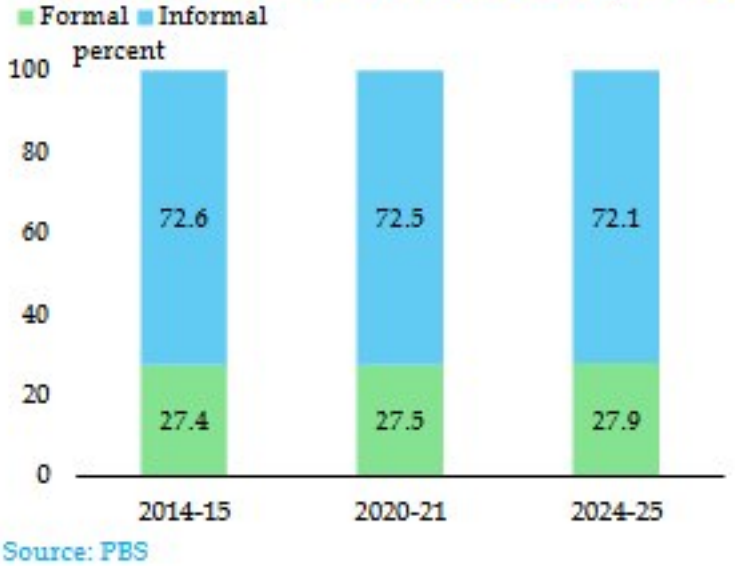


Source: PBS

اداروں میں بھی جب مہارت والے ملازمین کی قلت پڑتی ہے تو وہ غیر رسمی شعبے کے ذیلی ٹھیکیدار کی طرف جاتی ہیں۔

رسمی طریقہ کار کی لاگت: پاکستان میں کارپوریٹ ٹیکس کی شرح خطے میں سب سے زیادہ ہے (PwC n.d.)۔ اس کے علاوہ، عالمی بینک کے 'بی ریڈی' B-READY اشاریوں میں پاکستان کے کم اسکور سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں ٹیکس کا نظام پیچیدہ ہے، جو نجی شعبے کی طرف سے تعمیل کو متاثر کرتا ہے۔ مزید یہ کہ سماجی تحفظ کے قوانین کے تحت کمپنیوں کو مزدوروں کی جانب سے شراکتی رقم ادا کرنی ہوتی

شکل 6.27: پاکستان کی غیر زرعی ملازمتوں میں غیر رسمی ملازمین کی صورتِ حال



Source: PBS

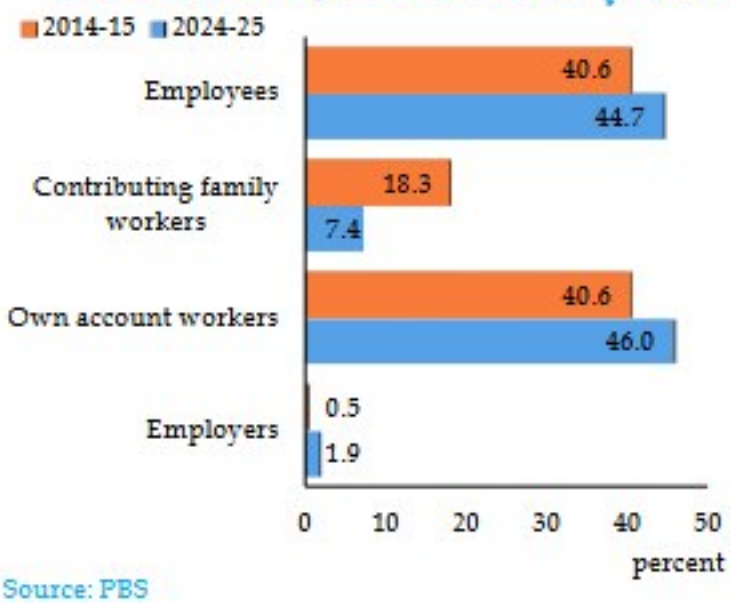
شکل 6.28: پاکستان میں غیر رسمی شعبے کی صورتِ حال اہم صنعتی زمروں میں (2024ء تا 2025ء)



* Mining & quarrying; electricity, gas & water, finance and insurance, and real estate & business services.

Source: PBS

شکل 6.29: پاکستان میں ملازمتی لحاظ سے غیر رسمی ملازمین کی صورتِ حال



Source: PBS

ہے، جو آجر کے لیے اضافی لاگت ہے۔ اس کے علاوہ، دیگر ضوابطی تقاضے جیسے کم از کم اجرت پر عملدرآمد وغیرہ بھی ایسی وجوہات ہیں جن کے سبب کمپنیاں غیر رسمی ملازمت پیش کرتی ہیں (چوہدری وغیرہ 2016ء)۔ مزید برآں، 2015ء سے ٹیکس ریٹرن فائل نہ کرنے والوں پر ودہولڈنگ ٹیکس اقدامات بار بار نافذ ہونے کی وجہ سے لین دین کا بڑا حصہ نقد رقم اور شیڈو اکانومی کی طرف چلا گیا ہے (اسٹیٹ بینک، 2015ء)، اور زرِ وسیع میں کرنسی کا تناسب بڑھ رہا ہے جو غیر رسمی اقتصادی سرگرمیاں بڑھنے کی علامت ہے (عارفی وغیرہ 2010ء)۔

جدول 6.2: غیر رسمی ملازمت کی وضاحت کرنے والے اہم نظریات

	وضاحت
دوہرا نظریہ	غیر رسمی ملازمت پسماندہ مزدور/کارکن کو عارضی سماجی تحفظ دیتی ہے (بارٹ، 1973ء)۔ جو لوگ محدود تعلیم، جز یا مہارت سے محرومی، غربت، یا شہروں کی طرف نقل مکانی کی وجہ سے دشواریوں کا سامنا کرتے ہیں، غیر رسمی ملازمت ایسے لوگوں کو زندہ رہنے کے لیے قابل کر دیتی ہے (ایکرل اور اگودیا، 2023ء)۔
ساختیاتی نظریہ	رسمی ملازمت کے ادارے ذیلی ٹھیکیداری کے ذریعے غیر رسمی ملازمت میں اضافہ کرتے ہیں تاکہ خود کو ضوابط اور لیبر یونین سے محفوظ رکھ سکیں (پورٹس اور شولر، 1993ء؛ چین، 2005ء)۔
قانونی نظریہ	غیر رسمی طریقہ مہنگے اور پیچیدہ قانونی چارہ جوئی اور ضوابط سے بچنے کا طریقہ ہے (ڈی سوٹو، 1989ء)۔
رضاکاری نظریہ	جو ادارے اور کاروباری افراد خود کو بیوروکریسی کی نظروں سے اوجھل رکھنا چاہتے ہیں خواہ اس کی لاگت بہت زیادہ نہ ہو، وہ غیر رسمی رہتے ہیں۔ اس طرح وہ کامیاب رسمی اداروں کے خلاف غیر منصفانہ مسابقت حاصل کرتے ہیں (ڈیل انو، 2022ء)۔

نوٹ: یہ کوئی خصوص اور جامد نظریات نہیں ہیں، اور کئی عوامل ان میں بیک وقت کارفرما ہو سکتے ہیں۔

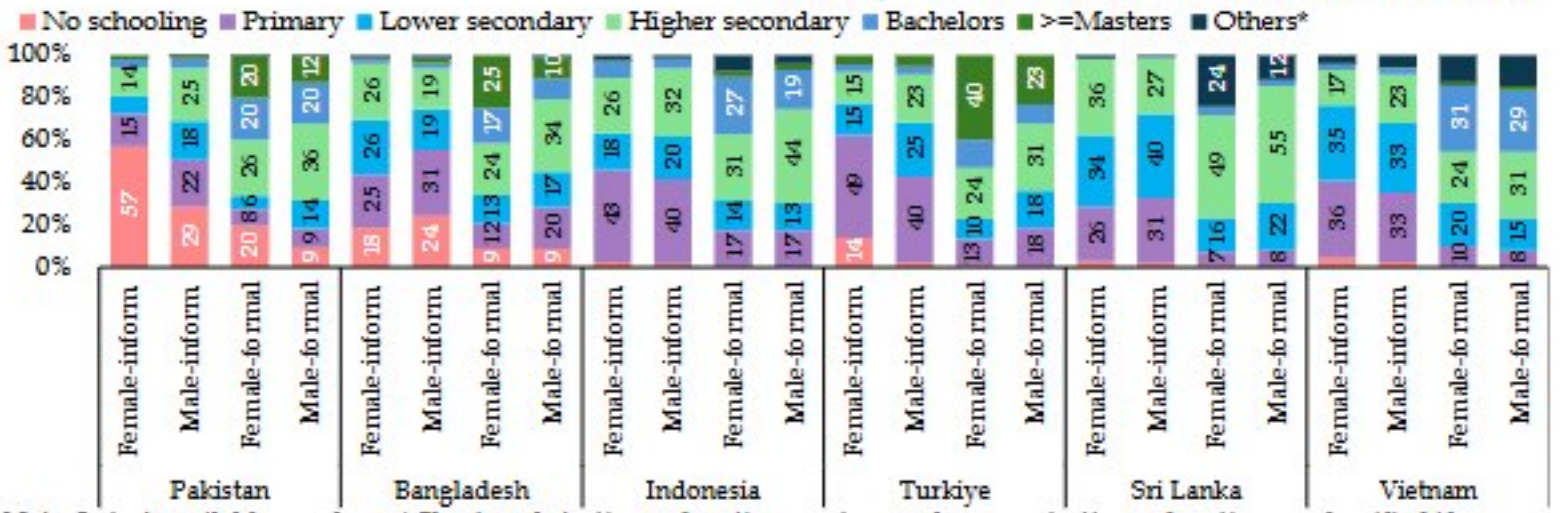
نوجوانوں کی بیروزگاری اور 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' کی بلند شرح

پاکستان آبادی میں نوجوانوں کی تعداد کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا سب سے بڑا ملک ہے (**شکل 6.31**)۔ اندازہ ہے کہ تقریباً 65 فیصد آبادی کی عمر 30 سال سے کم ہے۔ بین الاقوامی تعریف کے لحاظ سے 19 فیصد اور ملکی تعریف کے لحاظ سے 26 فیصد افراد 'نوجوان' کہلا سکتے ہیں (عالمی بینک، 2020ء)۔[28] مزید برآں، موجودہ آبادیاتی رجحانات کو دیکھتے ہوئے نوجوانوں پر مشتمل یہ ڈھانچہ قائم رہے گا، اور کارگر عمر والی آبادی میں ان کا حصہ مستقبل بعید تک 20 فیصد سے زیادہ رہنے کا تخمینہ ہے (**شکل 6.34**)۔

نوجوان آبادی کا یہ بھاری حجم آیا آبادیاتی ثمرات لائے گا، یعنی یہ وسعت پذیر، پیداواری لیبر کی فراہمی کے ذریعے ترقی کا محرک بنے گا یا ایک آبادیاتی بوجھ۔ اس کا انحصار معیشت کی اس صلاحیت پر ہے کہ وہ معقول نوکریاں اتنی تعداد میں پیدا کر سکے جو ان نوجوانوں کو اپنے اندر سمو لے۔ آبادیاتی ثمرات کے ماڈل کے مطابق

[28] اقوام متحدہ کی تعریف کے مطابق نوجوانوں کی عمر 15-24 سال ہے، جبکہ پاکستان کی نیشنل یوتھ پالیسی میں 15-29 سال والوں کو نوجوان کہا گیا ہے۔

شکل 6.30: مختلف ملکوں میں ملازمین کی صورتِ حال بلحاظ صنف، تعلیم اور نوعیت



Note: Latest available numbers. * Short-cycle tertiary education; post secondary non-tertiary education; unclassified if any.

Source: ILO

کارگر عمر والے لوگوں کا آبادی میں بڑھتا ہوا تناسب بچت، سرمایہ کاری اور فی کس نمو کو بڑھا سکتا ہے، لیکن صرف اسی صورت میں کہ جب لیبر مارکیٹ نئے آنے والوں کو جذب کرے اور انسانی وسائل کو مناسب طور پر تیار کیا جائے (بلوم اور ولیمسن، 1998؛ بلوم وغیرہ، 2003)۔ تاہم، نئے آنے والوں کو جذب کرنے میں ناکامی اسی آبادیاتی ڈھانچے کو سلامتی اور فلاح و بہبود کے خطرے میں تبدیل کر سکتی ہے، جس کے نتیجے میں کاہلی، غیر رسمی ملازمت اور حالات سے ناخوشی عام ہو سکتی ہے (اُردال، 2006)۔ اس تناظر میں، پاکستان کے نوجوانوں میں بے روزگاری کے علاوہ، 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' کی بلند شرح بڑے خدشات ہیں۔

نوجوانوں میں زیادہ بے روزگاری: پاکستان میں نوجوانوں کی فعال افرادی قوت کا تناسب 21-2020ء کے 43.8 فیصد سے 25-2024ء تک معمولی سا بڑھ کر 44.4 فیصد ہو گیا ہے، تاہم نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی فعالیت کے لحاظ سے روزگار کے مواقع میں اتنا اضافہ نہیں ہوا۔ نوجوانوں کی شرح بے روزگاری جو 21-2020ء میں 11.1 فیصد تھی، 25-2024ء میں بڑھ کر 12.8 فیصد ہو گئی جو مجموعی شرح بے روزگاری 7.2 فیصد سے خاصی زیادہ ہے۔[29]

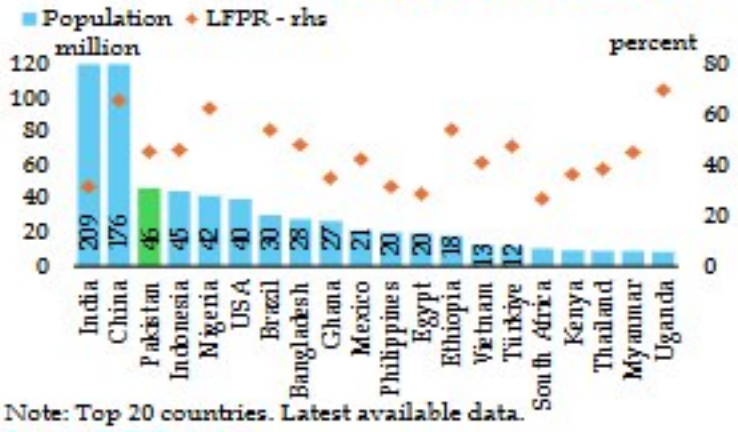
نوجوانوں میں زیادہ بے روزگاری کی ایک وجہ اگرچہ ان کی زیادہ آبادی بھی ہے، کیونکہ وہ مارکیٹ کی گنجائش سے زیادہ موجود ہیں (احسن اور عروج، 2026ء)، تاہم **سیکشن 6.2** کی بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ روزگار کی تخلیق کے ڈھانچے میں نقائص بھی نوجوانوں میں زیادہ بے روزگاری کی وجہ ہیں۔ یعنی، اس ڈھانچے میں سست رفتار تبدیلی اور اعلیٰ پیداواری ملازمتوں کے کم مواقع کالج سے فارغ ہونے والوں کے روزگار کے امکانات کو متاثر کر رہے ہیں۔ اس رجحان کے برقرار رہنے سے یہ خطرات پیدا ہوتے ہیں کہ مستقبل میں بے روزگاری بڑھے گی، جسے معاشی لٹریچر میں نوجوان بے روزگاروں پر دیرپا اثرات (scarring effects) کہا گیا ہے۔[30]

نوجوانوں میں شرح بے روزگاری مرد اور خواتین دونوں میں نمایاں طور پر بلند ہے، خاص طور پر دیگر عمر والوں کے مقابلے میں (**شکل 6.33**)۔ مردوں میں عمر کے ساتھ ساتھ بے روزگاری بتدریج کم ہوتی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اضافی تعلیم یا ملازمت کا تجربہ حاصل کرنا اس کمی کی وجہ ہو۔ تاہم، نوجوان خواتین میں بے روزگاری ہم عمر مردوں سے ہمیشہ نہ صرف زیادہ رہتی ہے (ماسوائے 55 سے 64 سالہ گروپ میں) بلکہ 25 سے 34 سال کے گروپ میں عروج تک پہنچ جاتی ہے (**شکل 6.33**)، جو شرح افزائش کے اہم سال سمجھے جاتے ہیں۔ نوجوانوں میں بے روزگاری بڑھنے کے مخصوص عوامل میں تجربے کا فقدان اور اسکول جانے والے

[29] پاکستان دفتر شماریات (2025ب)۔

[30] "دیرپا اثرات" سے مراد وہ تجربی اور مفہومی مشاہدہ ہے جو نوجوانوں کے بے روزگار ہونے سے مستقبل کی بے روزگاری یا ملازمت کے باوجود غربت کا خطرہ بڑھا دیتا ہے، خاص طور پر ان کی مہارت کے پسماندہ ہونے اور ملازمتی تجربے کی کمی کی وجہ سے، یا آجروں کے اس تاثر کی وجہ سے کہ امیدواروں کی پیداواری صلاحیت کم ہے۔ نوجوان جتنا زیادہ عرصہ بے روزگار یا غیر روزگار رہیں گے، "دیرپا اثرات" اتنے ہی زیادہ عرصے تک برقرار رہنے کی توقع ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، ملازمتوں اور اجرتوں کے حوالے سے یہ اثرات ملازمین کی خوشی، اطمینان اور صحت پر بھی دیکھے گئے ہیں (سکارپیٹا وغیرہ 2010ء)۔

شکل 6.31: مختلف ملکوں میں نوجوان آبادی اور افرادی قوت میں نوجوانوں کی شرکت کی شرح (15 سے 24 سال عمر)



Note: Top 20 countries. Latest available data.
Source: ILO Statistics

بچوں میں مہارتیں سیکھنے کی کمی شامل ہیں، جیسا کہ تعلیمی افلاس (learning poverty) میں پاکستان کی درجہ بندی سے پتہ چلتا ہے (ہاؤ، 2011؛ عالمی بینک، 2024ب)۔[31] اس کے علاوہ، جو عوامل صرف نوجوانوں سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ عمومی ہیں، جیسے گھرانے کے سربراہ کی تعلیم اور آمدنی، گھرانے کی ساخت، اور کام کرنے والے اور نہ کرنے والے افراد کا تناسب، یہ بھی نوجوانوں کے روزگار کا تعین کرتے ہیں (ہاؤ، 2011؛ عالمی بینک، 2020ء)۔

'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' کی بلند شرح: پاکستان میں نوجوانوں کی 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' کی شرح، جو ترقی سے اُن کے الگ تھلگ رہنے کا ایک اہم پیمانہ ہے، 2025ء میں 28.4 فیصد تھی (پاکستان دفتر شماریات، 2025ء)[32] جبکہ 2021ء سے 2025ء تک کے عرصے میں اس شرح کی اوسط اکثر ہم سر ملکوں سے زیادہ رہی (**شکل 6.34**)۔ 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' کی بلند شرح اس بات کا اشارہ ہے کہ بہت بڑی تعداد میں نوجوان ملازمت کی تلاش سے بھی دور ہیں، جو نوجوانوں میں مستقبل کی بیروزگاری کی عکاسی کرتی ہے، یا جو ملازمتیں نہیں ڈھونڈ پائے اور کسی بھی وقت لیبر فورس میں شامل ہو سکتے ہیں۔

'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' میں مرد اور خواتین میں بڑا صنفی فرق بھی موجود ہے۔ مردوں میں 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' کی شرح 13.0 فیصد، جبکہ خواتین میں 45.4 فیصد ہے (پاکستان دفتر شماریات، 2025ء الف)۔ افرادی قوت کی شرکت میں موجود صنفی فرق یہاں بھی نظر آتا ہے، چنانچہ 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' میں خواتین کا بلند تناسب دراصل ثقافتی پابندیوں، تحفظ کے حوالے سے خدشات، اور بلا معاوضہ ذمہ داریوں کے بوجھ کی وجہ سے ہے، جو نوجوان خواتین کو تعلیم کے بعد رسمی ملازمت سے شدت کے ساتھ پر روک دیتا ہے (عالمی بینک، 2024ء ج) چنانچہ لاکھوں خواتین کو ملازمت سے دور ہو جاتی ہیں۔

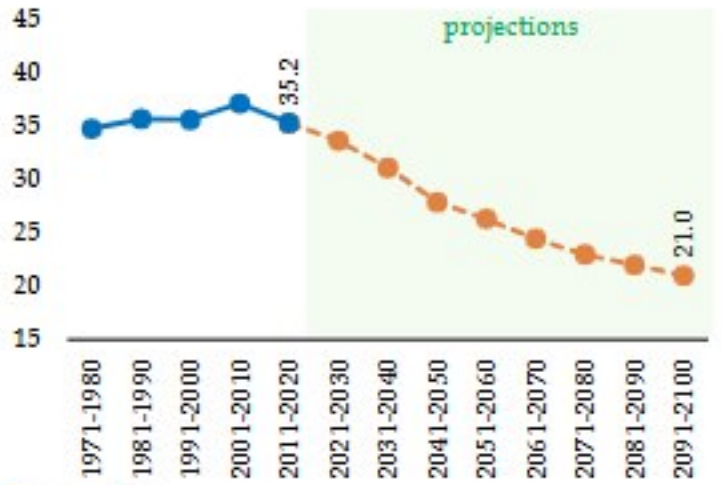
نوجوانوں کی بے روزگاری بڑھانے والے اسباب پست شرح خواندگی، ناکافی مہارت، اور تربیتی اسناد / دستاویزات کا فقدان ہیں، جبکہ یونیورسٹیوں اور صنعتی اداروں کے درمیان کمزور روابط ان اسباب کو مزید بڑھاتے ہیں (مرزا وغیرہ، 2017ء)۔ تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت میں داخلہ بھی صرف تقریباً 13 فیصد ہے حالانکہ اس میں دلچسپی زیادہ ہے، جس سے ظاہر ہے کہ مسئلہ نوجوانوں میں طلب کی کمی نہیں بلکہ انہیں سکھانے کی صلاحیت اور معیار کی کمی ہے (پلاننگ کمیشن، غیر معینہ تاریخ)۔ مہارت کی اس عدم مطابقت اور رسمی ملازمتوں کی کمی کے باعث لیبر مارکیٹ میں آنے والے نوجوان افراد غیر رسمی ملازمتوں کا حصہ بن جاتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق دنیا بھر کے ترقی پذیر ممالک میں تقریباً 96.8 فیصد برسرروزگار نوجوان غیر رسمی ملازمتوں میں ہیں (آئی ایل او، 2017ء)، جس سے پیداواریت میں اضافہ، ٹیکس آمدنی اور سماجی تحفظ محدود ہو جاتا ہے اور اگلے مرحلے میں بہتر ملازمتیں پیدا کرنے کی معیشت کی صلاحیت کمزور پڑ جاتی ہے۔

یہی بات پاکستان میں غیر رسمی روزگار میں بھی نظر آتی ہے۔ اب جبکہ عالمی منڈیاں چوتھے صنعتی انقلاب اور ماحول دوست صنعتی ترقی کی طرف بڑھ رہی ہیں اور جی وی سی پر مبنی عالمی مسابقت بڑھ رہی ہے، پاکستان کو بھی مہارت کا فرق کم کرنے اور

[31] پاکستان میں 10 سال عمر کے تقریباً 70 فیصد بچے پڑھنے کی کم از کم مہارت بھی حاصل نہیں کر سکتے، خواہ ناقص تعلیم کی وجہ سے یا تعلیم تک رسائی بالکل نہ ہونے کی وجہ سے۔ ماخذ: عالمی بینک۔ 2024ء۔

[32] نوجوانوں کے معاشی طور پر الگ تھلگ رہنے کی اصل صورت حال جاننے کے لیے صرف شرح بے روزگاری کافی نہیں، کیونکہ شرح بیروزگاری کا مطلب ہے وہ نوجوان جو نہ کام کر رہے ہیں، نہ ہی کام کی تلاش میں ہیں۔ اکثر نوجوان خواتین جو بغیر معاوضہ گھریلو کاموں تک محدود ہوتی ہیں اور معاشی طور پر دست ہونے کے باوجود "بے روزگار" شمار نہیں ہوتیں (عالمی ادارہ محنت، 2021ء)۔ 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' کی شرح سے مکمل تصویر ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اسے لیبر مارکیٹ کے ساتھ نوجوانوں کا تعلق جانچنے کے لیے ایس ڈی جی اظہاریے 8.6 کے طور پر بھی اپنایا گیا (عالمی ادارہ محنت، 2025ء)۔

شکل 6.32: پاکستان کی کارگر عمر والی آبادی میں نوجوانوں کی شرح



Source: UN

انسانی وسائل کو مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق صلاحیتوں سے آراستہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات خاص طور پر نوجوانوں کو بے روزگاری سے بچانے، نیم بیروزگاری دور کرنے، اور 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلقی' کی بلند شرح کو روکنے کے لیے اہم ہے۔ **باکس 6.4** میں پاکستان میں تعلیم اور مہارت کی عدم مطابقت کے اس مسئلے پر تفصیل سے بات کی گئی ہے۔

6.4 روزگار کی تخلیق کا مستقبل

جو قوتیں دنیا بھر میں روزگار کے مستقبل کی نقشہ گری کر رہی ہیں ان میں چوتھے صنعتی انقلاب کی وجہ سے تیز تکنیکی اختراع اور اشیاسازی میں اس کی شمولیت، ماحول دوست معیشت کی طرف منتقلی، جغرافیائی و اقتصادی تقسیم شامل ہیں (WEF, 2025a)۔ یہ بڑے رجحانات معیشتوں کے لیے مواقع بھی لائے ہیں اور چیلنج بھی۔ تاہم، جیسا کہ آگے بحث سے ظاہر ہے، پاکستان جیسی معیشتوں کے لیے مواقع کی نسبت چیلنج زیادہ ہیں۔ اس کی وجوہات ٹیکنالوجی کی کمی، لیبر کو دوبارہ اور نئی مہارتوں سے آراستہ کرنے کی ضرورت، سرمایہ کاری کی رکاوٹیں، اور بڑھتی ہوئی عالمی مسابقت ہیں۔ چنانچہ اس سیکشن میں یہ بات اجاگر کی گئی ہے کہ مذکورہ قوتیں موجودہ ملازمتوں اور مستقبل میں ملازمتوں کی تخلیق پر کس طرح گہرا اثر ڈال سکتی ہیں۔

چوتھا صنعتی انقلاب

روبوٹکس، مصنوعی ذہانت، انٹرنیٹ آف تھنگز (آئی او ٹی) اور ڈیٹا اینالٹکس میں تیزی سے آنے والی تبدیلیاں جو چوتھے صنعتی انقلاب کی بنیاد ہیں، اداروں کو اس قابل بنا رہی ہیں کہ وہ خودکاریت اپنائیں، پیداواری صلاحیت بڑھائیں، اور بزنس ماڈلز کو از سر نو تشکیل دیں۔ تکنیکی ترقی کی تیزی سے بڑھتی ہوئی یہ رفتار انسان اور مشین کے باہمی تعامل، پیداواری نظام، اور ملازمت کو نئے سرے سے مرتب کر رہی ہے، یوں ملازمت کے امکانات بھی لا رہی ہے (WEF, 2025a)۔ جہاں تک مواقع کا تعلق ہے تو خودکاریت پہلے ہی دنیا بھر میں پیداواری عمل کو تبدیل کر رہی ہے۔ روبوٹ کی گھٹتی ہوئی قیمتوں (او ای سی ڈی، 2019ء)[33] کے سبب صنعتی اور خدمات پیش کرنے والے روبوٹس کی تعداد پچھلے چند برسوں میں بڑھ چکی ہے (**شکل 6.35**)۔[34]

صنعتی شعبے میں روبوٹ ہینڈلنگ، پروسیسنگ، کمرے کی صفائی، ڈسپنسنگ، اسمبلی اور ویلڈنگ جیسے آسان کام سنبھال رہے ہیں۔ اس کے علاوہ، "تاریک فیکٹریاں" یعنی وہ فیکٹریاں جو بغیر روشنی کے 24 گھنٹے کام کر سکتی ہیں، پیداوار شروع کر چکی ہیں اور اندازہ ہے کہ یہ مسلسل بڑھیں گی، یہ انتہائی خودکار، مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر آپریشن کے ذریعے چل رہی ہیں جن میں انسان کا عمل دخل بہت کم ہے۔[35] درحقیقت، ہارڈ ویئر، سافٹ ویئر اور اے آئی میں پیش

[33] صارفین کو خدمات اور گھریلو خدمات دینے والے روبوٹس کی قیمتوں میں بالترتیب 2019ء سے 2023ء تک 100ڈالر سے 420ڈالر اور 110ڈالر سے 530ڈالر تک کمی آئی (اے آئی پی آر ایم، 2025ء)۔

[34] صنعتی روبوٹس اشیاسازی کے شعبوں میں ویلڈنگ، پینٹنگ، اور ساز و سامان کی دیکھ بھال جیسے کاموں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جبکہ خدمتی روبوٹس صنعت سے الگ کاموں کے لیے ہوتے ہیں، جیسے صفائی، گھاس کاٹنا، سامان کی نقل و حمل، اور کمرے میں اشیا کی ترسیل وغیرہ۔

[35] خودکاریت کی معاشی ترغیب ملنے کا انحصار اس بات پر ہے کہ روبوٹس پر عام لیبر کی نسبت کیا لاگت آئے گی اور پیداواری فوائد کیا ہوں گے۔ اگرچہ ابھرتی ہوئی معیشتوں کو سستی لیبر دستیاب ہونے کی وجہ سے خودکاریت کی طرف معاشی ترغیب ابتدا میں کم ہو سکتی ہے تاہم روبوٹس کی کم ہوتی ہوئی قیمتوں سے انہیں خودکاریت کی اضافی ترغیب مل سکتی ہے۔

شکل 6.33 : بیروزگاری کی شرح بلحاظ عمر اور صنف (2024ء تا 2025ء)



Source: PBS

رفت کے ساتھ روبوٹ کو جنرل پرپز ٹیکنالوجیز (جی پی ٹی) کے طور پر بھی دیکھا جا رہا ہے (مکینزی، 2025ء)۔[36]

اسی طرح، کمپیوٹر کی طاقت اور مشین لرننگ میں پیش رفت کی بدولت، جنریٹو اے آئی کی صلاحیتیں بھی حیرت انگیز طور پر بڑھ چکی ہیں۔[37] مزید یہ کہ، جنریٹو اے آئی کے شعبے میں پیٹنٹ کی بڑھتی ہوئی تعداد اور سرمایہ کاری (**شکل 6.36**) اس بات کا اشارہ دیتی ہے کہ وقت کے ساتھ اے آئی کی رفتار اور درستگی میں اضافہ ہو گا، جس کے بعد یہ اقتصادی شعبوں اور مختلف ملازمتوں میں عام استعمال میں آ جائے گی۔ اس سے پیداواریت کے نمایاں فوائد کی توقع ہے جیسے محنت کی پیداواریت میں اضافہ، جدت کے بہتر امکانات، اور وسیع تر اقتصادی اثرات ہیں، جن میں قیمتوں، آمدنی، لین دین کے اخراجات، اور وسائل کی نئی تخصیص پر اثرات شامل ہیں (عالمی بینک 2026ء)۔

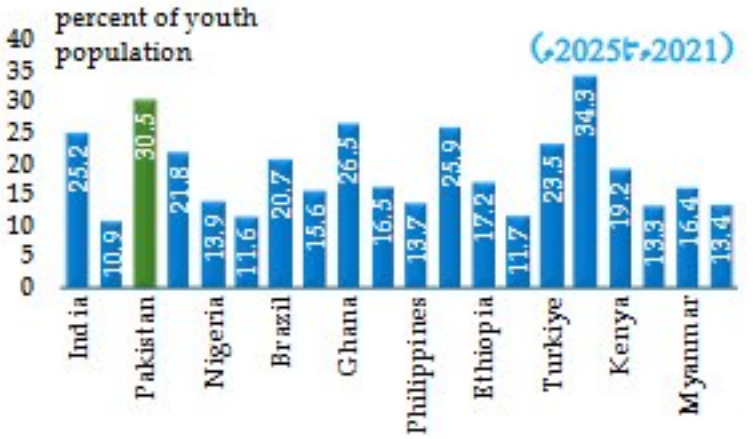
چوتھے صنعتی انقلاب کی پیش رفت اور خاص طور پر آٹومیشن اور مصنوعی ذہانت کی ترقی روزگار کے نئے مواقع بھی پیدا کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، پیداواریت اور اقتصادی نمو پر اس صنعتی انقلاب کے مثبت اثرات سے مختلف مصنوعات اور خدمات کی طلب بڑھ سکتی ہے، چاہے وہ اس صنعتی انقلاب کے پیداواری شعبے ہوں، یہ پیداوار استعمال کرنے والے شعبے ہوں، یا کہیں اور، جو طریقے ابھی پالیسی سازوں اور مارکیٹ کے ماہرین نے تصور بھی نہیں کیے ہیں (عالمی بینک، 2026ء)۔ ٹیکنالوجی کی تبدیلی سے کاموں کے نئے طریقے بھی پیدا ہو رہے ہیں، خاص طور پر گگ اکانومی (gig economy) کے پھیلاؤ کے ذریعے۔ تاہم، بڑے پیمانے پر مزدوروں کو ملازمت دینے کی اس میں صلاحیت محدود ہے (**باکس 6.5**)۔

مواقع سے قطع نظر، دوسرا پہلو یہ ہے کہ چوتھے صنعتی انقلاب نے لیبر کے مواقع کم کرنے کا بھی مسئلہ نمایاں کیا ہے، کیونکہ عالمی سطح پر تقریباً 40 فیصد ملازمتیں پہلے ہی اے آئی کی زد میں ہیں (Cazzaniga وغیرہ، 2024؛ مکینزی، 2022ء الف)۔ پہلی بات، چوتھے صنعتی انقلاب میں ہونے والی ترقی کا مطلب یہ نہیں کہ یہ مواقع لازماً ختم ہو جائیں گے۔ مختلف ملکوں میں چوتھے صنعتی انقلاب کو اپنانے کی رفتار اور اثرات کو متعین کرنے والے عوامل ڈجیٹل انفراسٹرکچر کا معیار، اے آئی کی تیاری، انٹرنیٹ تک رسائی، انسانی سرمایہ، ادارے، اختراعی نظام اور معاشی انضمام ہیں۔ جو معیشتیں جو پہلے ہی مضبوط ہیں یا ان عوامل میں نمایاں بہتری لا سکتی ہیں، وہ چوتھے صنعتی انقلاب کا فائدہ اٹھا کر اپنی مسابقت بڑھا سکتی ہیں، جس سے برآمدات، عالمی ویلیو چین میں شمولیت اور یوں ترقی اور روزگار کے امکانات حاصل کر سکتی ہیں۔ تاہم، جیسا کہ ڈجیٹل انفراسٹرکچر، نظم و نسق اور انسانی سرمایہ کے نقائص سے ظاہر

[36] جی پی ٹی فطری طور پر وسیع پیمانے پر موجود ہونے کی وجہ سے نمو کے انجن ہیں، وقت کے ساتھ ان میں بہتری آتی ہے، اور تکمیلی جدت طرازی (complementary innovation) پر ان کا اثر ہوتا ہے (Brynjolfsson et al. 2020)۔

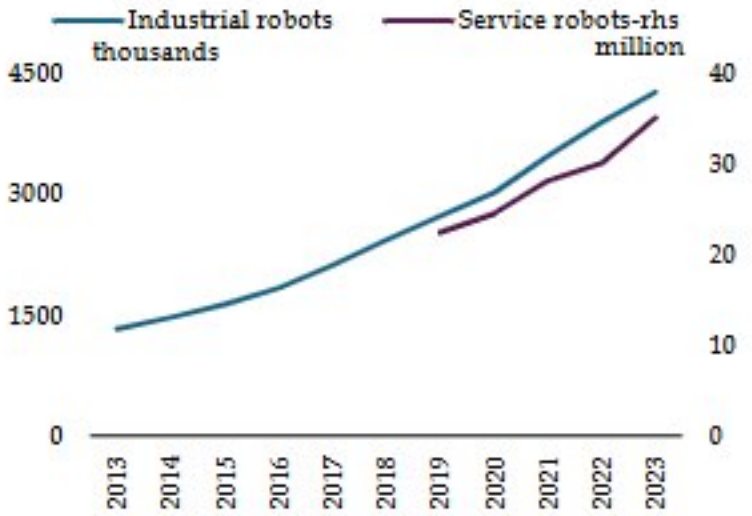
[37] جین اے آئی (GenAI) کی صلاحیت تیزی سے بڑھ چکی ہے، اور مصنوعی ذہانت کے ماڈلز نے تیز رفتاری سے زیادہ کامیابی حاصل کی ہے (Soto et al, 2026)۔

شکل 6.34: 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلق' کی اوسط شرح



* Share of youth not in education, employment or training.
Top 20 countries as per youth population.
Sources: PBS; WDI

شکل 6.35 : صنعت اور خدمات کے شعبوں میں فعال روبوٹس کی تعداد



Sources: AIPRM (2025); IFR (2024)

ہے، چوتھے صنعتی انقلاب کے لیے پاکستان کی تیاری کم ہے، جو اسے خطے کے ہم سر ملکوں سے پیچھے لے جانے کا سبب بنتی ہے۔[38]

دوسری بات یہ کہ، چوتھے صنعتی انقلاب نے ملازمتوں کے خاتمے کے خدشات بڑھا دیے ہیں (WEF, 2025a)۔ مثال کے طور پر، عملی سرگرمیوں والے شعبوں جیسے کہ اشیاسازی میں توقع ہے کہ زیادہ تر ملازمتیں خودکار ہو جائیں گی، کیونکہ ان کی بیشتر افرادی قوت ایسے کام انجام دیتی ہے جو خودکار ہو سکتے ہیں (کینزی، 2022ء الف)۔ کمپیوٹر اور ریاضی سے متعلق علم کی بنیاد پر ملازمتیں، جیسے ویب ڈویلپمنٹ اور پروگرامنگ بھی خودکار ہو سکتی ہیں (Srinivasan & Azpurua, 2026)۔ اسی طرح، چوتھے صنعتی انقلاب سے توقع ہے کہ زرعی شعبے میں کم ہنر والی ملازمتوں کی طلب گر جائے گی، جبکہ مشین آپریٹرز اور آلات کے مکینک کی طلب بڑھے گی (Charlton et al., 2022)۔[39] خدمات کے شعبے میں، مالی اور دفتری یا کلیریکل خدمات مثلاً ڈیٹا انٹری اور بک کیپنگ جیسے کام، جن میں بہت کم ذہنی استعداد درکار ہوتی ہے، پہلے ہی خودکار بن رہے ہیں، اور مستقبل میں یہ رفتار تیز ہو جائے گی۔

چوتھے صنعتی انقلاب اپنانے کے پاکستان میں روزگار پر اثرات کے حوالے سے مطالعے بہت کم ہیں، جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں اس انقلاب کو بہت کم اپنایا گیا ہے۔ تاہم، مطالعہ بتاتا ہے کہ پاکستان کی افرادی قوت خودکار نظام اور مصنوعی ذہانت کے خطرے سے دوچار ہے، جس کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ عارف اور نوشاہی (2023ء) نے تخمینہ لگایا کہ پاکستان میں مختلف شعبوں کی 17 فیصد ملازمتوں پر خودکاریت اثر ڈال سکتی ہے؛ جبکہ بتول اور دیگر (2025ء) نے معلوم کیا کہ اشیاسازی کے شعبے کی ملازمتیں خاص طور پر زیادہ خطرے میں ہیں۔

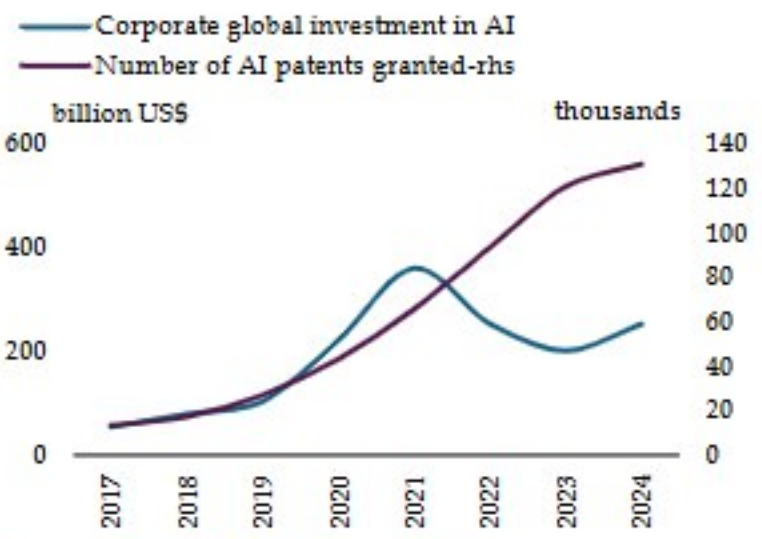
اگرچہ یہ خطرات چاہے طویل مدت میں حقیقت نہ بنیں، تب بھی یہ کام کی نوعیت اور اس کی مطلوبہ مہارتوں کو بدل دیں گے۔[40] اس بات پر مختلف آرا ہیں کہ آیا چوتھا صنعتی انقلاب بیشتر ملازمتیں ختم کر دے گا یا نہیں، تاہم اس انقلاب کا آغاز ہی افرادی قوت کی مہارتوں کو بڑھانے اور نئی مہارتیں سکھانے کی ضرورت اجاگر کرتا

[38] نیٹ ورک ریڈی نیس انڈیکس یہ ناپنے کے کام آتا ہے کہ کوئی ملک آئی سی ٹی کو جدت طرازی اور مسابقت بڑھانے کے لیے چار شعبوں یعنی ٹیکنالوجی، افراد کار، نظم و نسق، اور اثرات میں کس حد تک استعمال کرتا ہے۔ پاکستان اس معاملے میں بھارت اور بنگلہ دیش جیسے علاقائی ہمسروں سے پیچھے ہے (PI, 2025)۔ اسی طرح، مصنوعی ذہانت اپنانے کے لیے مطلوبہ نظم و نسق اور انفراسٹرکچر کے معاملے میں مصنوعی ذہانت کے لیے تیاری کے انڈیکس (2023ء) میں بھی پاکستان کی پیش رفت محدود ہے۔

[39] چونکہ پاکستان کی زراعت اور صنعت میں لیبر کی طلب زیادہ اور ٹیکنالوجی کی کم ہے، اس لیے لیبر کی طلب میں اس طرح کی تبدیلی ان کے روزگار کے لیے فوری خطرات پیدا نہیں کرتی، خاص طور پر ملک میں سستی لیبر کی دستیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ تاہم، یہ تبدیلی اس وقت بتدریج سامنے آسکتی ہے جب آٹومیشن کے پیداواری فوائد کے تناظر میں ٹیکنالوجی کی لاگت میں کمی فائدے کو بہتر بنا دے گی۔

[40] تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکنالوجی کی آمد سے بے روزگاری بڑھنے کے خدشات طویل مدت میں اکثر بے بنیاد ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ ہر ٹیکنالوجی کے ساتھ نئی قسم کی ملازمتیں بھی جنم لیتی ہیں (وائٹ، 2026ء)۔

شکل 6.36: مصنوعی ذہانت میں جدت طرازی اور سرمایہ کاری



Source: Stanford AI Index Report (2026)

ہے (وائٹ، 2026؛ ایلنگرڈ وغیرہ، 2020)۔[41] پاکستان کی کم ہنر مند اور غیر تعلیم یافتہ افرادی قوت کے پیش نظر (**باکس 6.4**)، یہ صورتِ حال ملک میں لیبر کی بھرتی کے لیے آئندہ بڑا چیلنج ہے۔

ماحول دوست تبدیلی

موسمیاتی تبدیلی دنیا کو ماحول دوست معیشت کی طرف منتقلی پر مجبور کر رہی ہے، جو پیداواری نظام اور ملازمتوں کو بدل رہی ہے۔[42] کم کاربن خارج کرنے والے اور ماحولیاتی طور پر پائیدار اقتصادی طریقے موجودہ صنعتوں کو نئی شکل دینے کے ساتھ ساتھ ماحول دوست ٹیکنالوجی اور صنعت کاری کے ذریعے نئے اقتصادی مواقع بھی پیدا کر سکتے ہیں جس سے کاموں کو انجام دینے کے طریقے بھی بدل سکتے ہیں۔ عالمی سطح پر یہ ماحول دوست تبدیلی تیزی سے جاری ہے۔[43]

اگرچہ ماحولیاتی تبدیلی کے عالمی سطح پر روزگار پر مجموعی اثرات مثبت ہو سکتے ہیں،[44] تاہم یہ تبدیلی مختلف لیبر مارکیٹوں میں مہارتوں کی طلب میں اہم ردوبدل بھی لا سکتی ہے۔ روایتی صنعتوں کے مقابلے میں ماحول دوست صنعتوں کو زیادہ مہارت کی ضرورت ہوتی ہے، چاہے ٹیکنالوجی میں جدت پیدا کرنے اور انہیں اپنانے کے لیے ہو یا مقبول عام بنانے کے لیے۔ جو معیشتیں ماحول دوست جدت طرازی اپنا رہی ہیں، انہیں یہ یقینی بنانا ہو گا کہ ان کی افرادی قوت مطلوبہ خصوصی (hard) اور سادہ و عمومی (soft) مہارتوں سے آراستہ ہو، جیسے کہ تنقیدی طرزِ فکر، عملی طریقے سے سیکھنا (active learning)، پیچیدہ مسائل حل کرنا اور فیصلہ سازی۔ اس کے علاوہ مختلف شعبوں کی معلومات، جن میں سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ، اور ریاضی شامل ہیں۔[45]

جو ممالک ماحول دوست جدت طرازی میں فعال شرکت نہیں چاہتے اور صرف ماحول دوست پیداواری عمل اپنانا جن کا مقصد ہے، انہیں بھی اپنے کاریگروں کی خاصی تربیت کرنی ہو گی۔ عالمی سطح پر ملازمتوں کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ ہنر مندوں کے مقابلے میں نیم ہنر مند ملازمین کو نئے ہنر سیکھنے کے لیے خاصی تربیت لینا پڑے گی تاکہ وہ نئی تخلیق شدہ ماحول دوست ملازمتیں حاصل کر سکیں (OECD, 2023; OECD 2024a; OECD, 2025)۔[46] کچھ

---

[41] اپ اسکلنگ سے مراد یہ ہے کہ کارکن اپنی موجودہ ذمہ داریوں میں مدد کے لیے نئی مہارتیں حاصل کریں، جبکہ ری اسکلنگ کا مطلب ہے نئی صلاحیتیں سیکھنا تاکہ وہ کسی مختلف یا بالکل نئے کردار میں منتقل ہو سکیں۔ آپریشنل طور پر زیادہ شعبوں میں کام کرنے والے کارکن، جیسے مینوفیکچرنگ، کو ری اسکلنگ کی ضرورت ہو گی۔ اس کے برعکس، کم آپریشنل شعبوں میں ورک فورس کو پیداواری اور ملازمت برقرار رکھنے کے لیے اپ اسکل کی ضرورت ہو گی) ایلنگرڈ وغیرہ، (2020۔

[42] اقوام متحدہ گرین ٹرانزیشن کو مختلف شعبوں میں ماحولیاتی طور پر پائیدار اور ماحولیاتی طور پر محفوظ طریقوں کی طرف جامع اور نظامی تبدیلی کے طور پر بیان کرتا ہے (OECD, 2024a)۔

[43] مثال کے طور پر صاف توانائی کی طرف تیزی سے منتقلی اس بات سے واضح ہے کہ گذشتہ دہائی میں قابلِ تجدید توانائی کی صلاحیت میں دگنے سے زیادہ اضافہ ہوا، چنانچہ بجلی کی مجموعی عالمی پیداوار میں قابلِ تجدید توانائی کا جو تناسب 2015ء میں 23.0 فیصد تھا، وہ 2025ء میں بڑھ کر 34.0 فیصد ہو گیا (IRENA، 2026)۔ ٹرانسپورٹ کے شعبے میں، الیکٹرک گاڑیوں کا حصہ مسلسل بڑھ رہا ہے، عالمی سطح پر نئی گاڑیوں کی فروخت میں الیکٹرک گاڑیوں کا حصہ 2020ء میں صرف 4 فیصد تھا، جو 2025ء تک 25 فیصد ہو گیا (IEA, 2025)۔ اسی طرح، فیکٹریوں میں ماحول دوست ٹیکنالوجی لا کر اپ گریڈ کیا جا رہا ہے تاکہ پائیدار پیداواری عمل کو یقینی بنایا جا سکے (McKinsey, 2022b)۔ یہ تبدیلی بڑھتی ہوئی ماحولیاتی مالی معاونت اور ماحول دوست ٹیکنالوجی میں تیز رفتار جدت طرازی سے ممکن ہو رہی ہے (GLCF, 2024; OWID, 2025 a & b)۔

[44] پاکستان کی ملازمت کی مارکیٹ پر اثرات کے اندازے کم ہیں لیکن عالمی اندازے کچھ بصیرت فراہم کرتے ہیں: 2030 تک، سبز تبدیلی دنیا بھر میں 24 ملین ملازمتیں پیدا کر سکتی ہے، جبکہ 14.4 ملین ملازمتیں بے گھر ہو سکتی ہیں (عالمی بینک) WEF, 2025b; 2025c،۔

[45] OECD, 2023; OECD 2024a; OECD, 2025

[46] مثال کے طور پر، کوئلہ کان کن کا سولر انسٹالیشن بنانا یا اندرونی دہن کے انجنوں کے مکینک بننا اور الیکٹرک انجنوں کا مکینک بننا۔

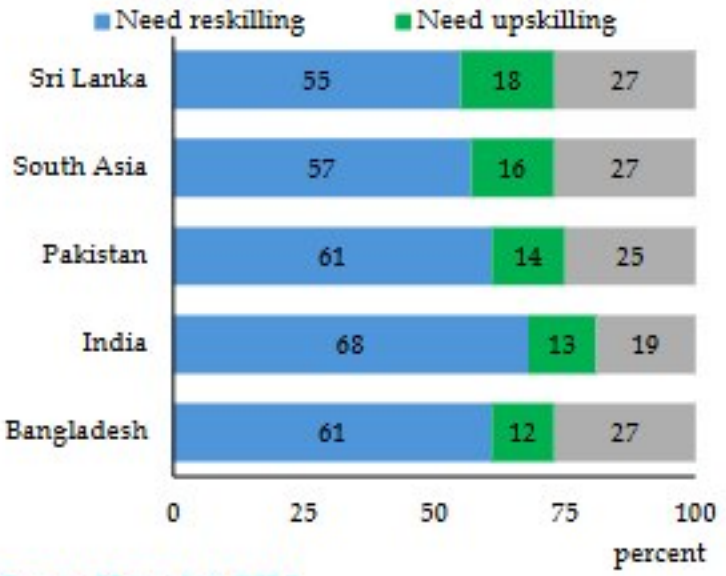
شکل 6.37: ماحول دوست نمو کا اشاریہ*



* It measures how well countries achieve global sustainability targets across four key areas: efficient resource use, natural capital protection, green economic opportunities, and social inclusion.

Source: GGGI

شکل 6.38: مہارتوں میں ردوبدل کے لحاظ سے نان گرین ورکرز کی صورتِ حال



Source: Ham et al. (2026)

پیشہ ورانہ مہارتیں ایسی ہو سکتی ہیں جو ماحول دوست ملازمتوں میں نسبتاً آسانی سے ڈھل جائیں۔ Ham وغیرہ (2026) نے ایسی تبدیلیوں کو اس طرح تقسیم کیا ہے کہ وہ واجبی یا معمولی تربیت جو ملازمت یا کام کے دوران ہی حاصل کر لی جائے۔ اسے 'ری اسکلنگ' کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس وہ کام ہیں جو ہنر پر سرمایہ کاری کے بغیر (upskilling) سیکھنا مشکل ہیں، یا وہ ملازمتیں جن میں تبدیلی ہنر بدلے بغیر (reconversion) ممکن نہیں۔

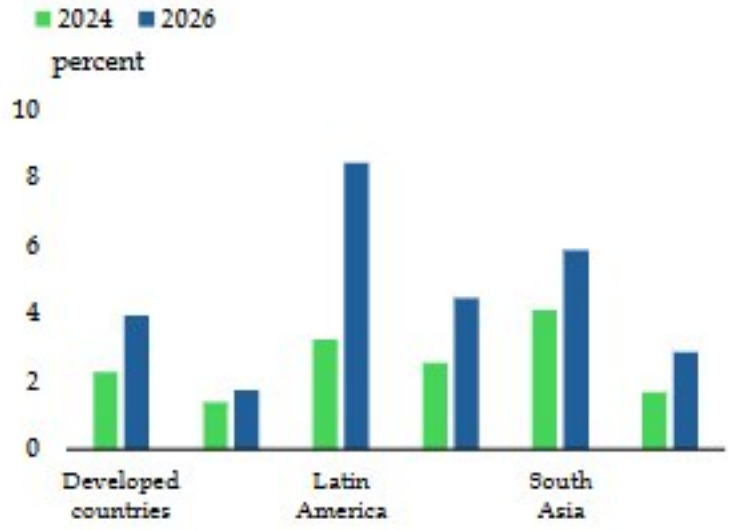
عالمی سطح پر ماحول دوست تبدیلی پاکستان کی معیشت کے لیے منفرد چیلنج لائی ہے۔ اگر پاکستان ماحولیاتی خطرات کم کرنے اور مطابقت پیدا کرنے کی غرض سے اپنے پیداواری نظام از سرِ نو تشکیل نہیں دے گا تو برآمدی مارکیٹ میں حصہ کھو دینے کا خطرہ ہے (اسٹیٹ بینک، 2025ء الف، اسٹیٹ بینک، 2026ء)۔ اس کے نتیجے میں پیداوار اور روزگار میں اضافے کے امکانات متاثر ہو سکتے ہیں۔ البتہ، خدشات ہیں کہ ایسے پیداواری نظام اپنانے سے کاربن کی زیادہ مقدار والے شعبوں کے کارکن بھی متاثر ہو سکتے ہیں، چنانچہ انہیں نئے روزگار کے مواقع کے لیے نئی مہارتیں سیکھنی پڑیں گی۔ اس کے علاوہ، ماحول دوست صنعتی کارخانوں کے حصول یا ان کو اپ گریڈ کرنے کے لیے نئی سرمایہ کاری بھی درکار ہوگی، اور بدلتی ہوئی معاشی حقیقتوں کے پیشِ نظر لیبر کو دوبارہ تربیت دینے پر بھی توجہ کی ضرورت ہوگی (بلمر اور دیگر، 2026)۔

چونکہ پاکستان ماحولیاتی خطرات سے بھی دوچار ہے اور اس کا صنعتی ڈھانچہ بھی کاربن پیدا کرنے والا ہے چنانچہ ماحول دوست تبدیلی پاکستان کی معیشت کے لیے خاص طور پر اہم ہے۔ اضافہ قدر میں کاربن ڈائی آکسائڈ کی کارکردگی میں 120 ویں پوزیشن ظاہر کرتی ہے کہ اسے ماحول دوست پیداوار کی طرف منتقلی کی ضرورت ہے (UNIDO, 2026)، ورنہ اس کی برآمدی مسابقت، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری لانے کی ترغیب، ماحول دوست جی وی سی میں شامل ہونے کی اہلیت پر منفی اثر پڑ سکتا ہے اور یوں روزگار کے مواقع بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔ ماحول دوست نمو کے اشاریے میں پاکستان کا کم اسکور (**شکل 6.37**) بھی یہی بات ظاہر کرتا ہے۔

پاکستان کے اشیا سازی کے ترقی پذیر شعبے کو دیکھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ بیشتر ملازمتوں کو صرف معمولی تربیت کے ذریعے نئے ہنر سکھانے کی ضرورت ہوگی (**شکل 6.38**)۔ تاہم، یہ کام دشوار لگتا ہے کیونکہ ملک کا پیشہ ورانہ تربیت کا نظام ناکافی ہے (**باکس 6.4**) اور ماحول دوست ملازمتوں کے لیے اجرت میں اضافہ بھی کم ہے۔[47] پاکستان میں ایسی زیادہ تر ملازمتیں کم اور اوسط درجے کے ہنر والے شعبوں میں

[47] ماحول دوست ملازمتیں وہ معقول ملازمتیں ہیں جو ماحول کو محفوظ رکھنے یا بحال کرنے میں مدد دیتی ہیں، چاہے وہ روایتی شعبے جیسے مینوفیکچرنگ اور تعمیرات ہوں، یا نئے، ابھرتے ہوئے سبز شعبے جیسے قابلِ تجدید توانائی اور توانائی کی کارکردگی (عالمی ادارہ محنت، n.d.b)۔

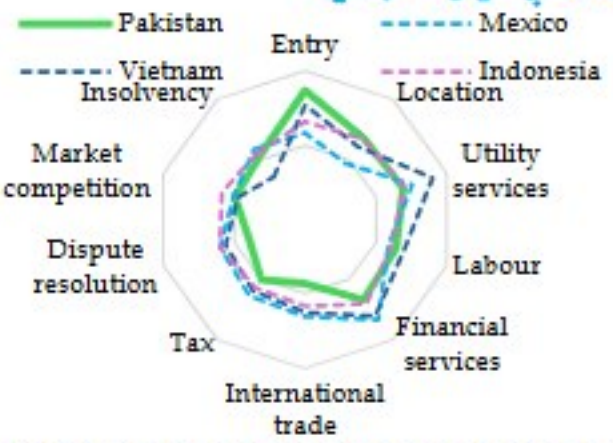
شکل 6.39: برآمد شدہ اشیا پر اوسط ٹیرف تجارتی حجم کے لحاظ سے



Source: UNCTAD (2026b)

ہیں۔ ماحول دوست شعبوں کے تقریباً 31 فیصد ملازمین کو کوئی باقاعدہ تعلیم یا پیشہ ورانہ تربیت نہیں ملی ہے (WB, 2022b; Ham et al., 2026)۔ ماحول دوست ہنرمندی سے ملنے والے کم معاشی فائدے کی ایک وجہ ہنر کا فرق بھی ہے؛ پاکستان میں ماحول دوست ملازمتوں پر اجرت میں اضافہ صرف 2.9 فیصد ہے جبکہ جنوبی ایشیا میں یہ اوسط 12 فیصد ہے (Ham et al., 2026)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ تربیت پر سرمایہ کاری ملازمین اور کمپنیوں کی ترجیح نہیں ہے۔

شکل 6.40: 'بی-ریڈی'* اظہاریے



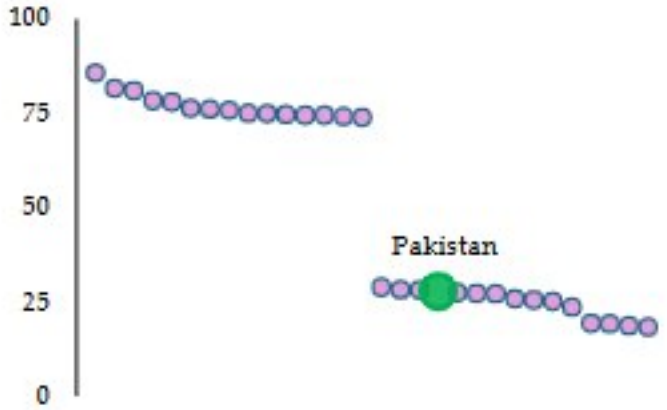
* B-READY evaluates an economy's business environment by assessing its regulatory framework, public services for firms and markets, and how effectively they work together.

Source: WB

جغرافیائی و معاشی شکست و ریخت

جغرافیائی و معاشی شکست و ریخت جو کہ عالمی معاشی یکجائی میں پالیسی کے تحت آنے والی تبدیلیوں کو ظاہر کرتی ہے، گزشتہ عشرے میں نمایاں ہو گئی ہے۔[48] عالمی مالی بحران 2008ء، روس یوکرین تنازع، بڑھتی ہوئی امریکہ چین کشیدگی، اور قوم پرست صنعتی پالیسیوں کے پھر سے ابھرنے کے بعد[49] آنے والے مالی دھچکوں کی وجہ سے جغرافیائی و معاشی شکست و ریخت عالمی تجارت اور سرمایہ کاری پر دو طرح سے اثر ڈال رہی ہے۔

شکل 6.41: جی وی سی کا ریڈی نیس انڈیکس* - سرفہرست اور پسماندہ 15 ممالک



* GVC Readiness Index combines six dimensions: technology, trade integration, sustainability, institutional and geopolitical, financial, and business environment. The index is scaled 0–100, where higher values indicate greater

Sources: ADB; WTO (2025)

پہلی بات، یہ جی وی سی کو جغرافیائی و سیاسی لحاظ سے از سر نو ترتیب کی طرف دھکیل رہی ہے، جس کے نتیجے میں پیداواری اور سپلائی چین کو واپس اپنے ملک میں لانے (re-shoring)، دوست اور اتحادی ملکوں میں لانے (friend-shoring)، اور ہمسایہ ملکوں میں لانے (near- shoring) کا ایک رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ اس حکمت عملی کا مقصد یہ ہے کہ جغرافیائی و معاشی خطرات کم کیے جائیں (ایشیائی ترقیاتی بینک اور عالمی تجارتی تنظیم، 2025ء)۔ دوسری بات، یہ چیز تجارت اور سرمایہ کاری میں غیر یقینی کو بڑھا رہی ہے اور جی وی سی کو مزید پیچیدہ بنا رہی ہے (یو این سی ٹی اے ڈی، 2025ء الف، ب)۔ اس پس منظر میں، عالمی

[48] آئی ایم ایف (2023); Pictrobelli et al. (2026).

[49] 2000–2014ء کے دوران صنعتی پالیسیاں بنیادی طور پر تجارتی کھلے پن، خصوصی اقتصادی زونز، جدت اور مہارتوں، اور دیگر متعلقہ آلات پر انحصار کرتی تھیں تاکہ جی وی سی انضمام اور زیادہ قدر میں اضافے کے مقصد کو حاصل کیا جا سکے۔ اس کے برعکس، 2020ء سے صنعتی پالیسیاں بنیادی طور پر معاشی سلامتی کی بحالی کی ترغیبات پر انحصار کرتی ہیں بنیاد اور سبسڈیز؛ برآمدی کنٹرولز؛ دیگر تجارتی اقدامات؛ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے بہاؤ اور دیگر ایسے آلات کی سخت جانچ تاکہ لچک، اسٹریٹجک خود مختاری، اور اقتصادی تحفظ کے مقصد کے حصول کے لیے (UNCTAD 2026a)۔

محصول بڑھ رہے ہیں (**شکل 6.39**)، جبکہ غیر محصولاتی اقدامات جیسے تکنیکی ضوابط، صحت و سلامتی کے تقاضے، اور تصدیقی کارروائیاں مزید سخت ہوتی جا رہی ہیں، جس سے ترقی پذیر ممالک متاثر ہو رہے ہیں (یو این سی ٹی اے ڈی، 2026ء، ب)۔ ان رجحانات سے جی وی سی کے لیے مزید پیچیدگی بھی پیدا ہو رہی ہیں (او ای سی ڈی، 2026ء)۔

ان رجحانات نے پاکستان میں روزگار کی تخلیق کے حوالے سے دو چیلنج دیے ہیں۔ پہلا، جغرافیائی و معاشی شکست و ریخت عالمی جی ڈی پی کی نمو کے لیے خطرات لائے گی،[50] جس سے عالمی طلب کم ہو سکتی ہے، یوں پاکستان میں برآمداتی نوعیت کے روزگار کے امکانات متاثر ہو سکتے ہیں۔ دوسرا، اگرچہ جی وی سی کی ترتیب نو جغرافیائی و سیاسی طور پر ہم آہنگ ہو سکتی ہے، تاہم غیر یقینی کیفیت میں اضافے اور پیچیدگی کا مطلب یہ ہو گا کہ ممالک تجارت تک بہتر رسائی اور سرمایہ کاری کے لیے زیادہ مسابقت کریں۔ یہ بات مذکورہ بالا چوتھے صنعتی انقلاب اور ماحول دوست صنعت کاری کے تناظر میں ہے، کیونکہ ٹیکنالوجی میں رکاوٹ آنے سے اور سستے لیبر کے فوائد ختم ہونے کے سبب کمپنیاں واپس اپنے ملک جا کر سرمایہ کاری پر مجبور ہیں۔ نتیجتاً، نوجوانوں کی بڑی آبادی، کارگر عمر والی بڑی آبادی، اور سستا لیبر اب ایسی بنیادی ترغیب نہیں رہی جو جی وی سی سے منسلک سرمایہ کاری کو راغب کرے یا طویل مدتی تجارتی معاہدے کرے (Pietrobelli et al., 2026)۔

اس حوالے سے انڈونیشیا، ویتنام، اور میکسیکو جیسی غیر وابستہ لیکن توسّطی معیشتوں (connector economies) کا سامنے آنا اقتصادی مسابقت کی اہمیت کی ایک مثال ہے۔ اگرچہ ان ملکوں نے امریکہ اور چین کی ناچاقی (decoupling) کے تناظر میں دونوں کے ساتھ متوازن تعلقات کا فائدہ اٹھایا ہے، تاہم ان کا کاروباری ماحول بھی موافق ہے اور ان کے پاس بیش بہا انسانی سرمایہ بھی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ از سر نو تشکیل پانے والی جی وی سی کو راغب کرنے کے لیے صرف جغرافیائی و سیاسی ہم آہنگی ہی کافی نہیں ہے، کیونکہ چین کے بڑے پیمانے کے سرمایہ کاری منصوبوں کے لیے ایسی ہم آہنگی کی حیثیت ثانوی ہے۔[51] یہ رجحان اُن چینی کمپنیوں میں زیادہ نمایاں ہے جنہوں نے چین+1 حکمت عملی اپنائی اور امریکی ٹیرف سے بچنے کی خاطر توسّطی معیشتوں کا فائدہ اٹھایا۔[52] نتیجتاً، چین کی طرف سے توسّطی معیشتوں میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری 2019ء کے مقابلے میں 2023ء تک دگنی ہو چکی ہے (گوپی ناتھ وغیرہ، 2024)۔

اس کے برعکس، پاکستان جغرافیائی و سیاسی تعلقات سے فائدہ نہیں اٹھا سکا کیونکہ اس کی اقتصادی مسابقت کمزور ہے، کاروباری ماحول نسبتاً ناسازگار ہے (**شکل 6.40**) اور جی وی سی کے ساتھ ربط کمزور ہے جس کے سبب برآمدات سے منسلک روزگار کے امکانات متاثر ہیں (**شکل 6.41**)۔ مثال کے طور پر، پاکستان کو امریکی ٹیرف کا اگرچہ نسبتاً کم سامنا کرنا پڑا، تاہم اس کی امریکہ کو ٹیکسٹائل برآمدات صرف معمولی سی بڑھیں، جو ساختی کمزوریوں اور ٹیکنالوجی کی محدود اپ گریڈیشن کو ظاہر کرتی ہیں (اسٹیٹ بینک، 2026ء)۔ اسی طرح، اگرچہ چین پاک اقتصادی راہداری کو چین کے 'ون بیلٹ ون روڈ' منصوبے کے تحت بڑے پروجیکٹ کے طور پر پیش کیا گیا، تاہم 2014ء میں منصوبے کے آغاز کے بعد چین کی مجموعی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں پاکستان کے حصے میں اضافہ جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا کے ہمسر ملکوں کے مقابلے میں کم رہا (اسٹیٹ بینک، 2025ء ب)۔

6.5 خلاصہ اور اختتامیہ

پاکستان کی سست رفتار ساختی تبدیلی، صنعت کے قبل از وقت سکڑاؤ، بار بار آنے والے معاشی عروج و سکڑاؤ، زیادہ اور غیر مستحکم مہنگائی، کم سرمایہ کاری، اور مالیاتی دشواریاں ملازمت کے مواقع پیدا کرنے کے لیے اچھا شگون نہیں ہیں۔ ملک کو بڑھتی ہوئی نوجوان آبادی کو استعمال میں لانے کے لیے مستقل اور جامع اقتصادی ترقی کی ضرورت ہے، جس میں سب کو شامل کیا جائے، کیونکہ نوجوانوں کی بے

[50] IMF (2023); UNCTAD (2025 a, b & 2026); UN (2026).

[51] Habib et al. (2024); Pietrobelli et al. (2026); Curran et al. (2023); Gopinath et al. (2024).

[52] Maciejewska, A. & Alifandi, A. (2023); Tran, H. (2024).

روزگاری دیگر عمروں کے لوگوں سے خاص طور پر زیادہ رہی ہے۔ تاہم، آبادی میں اضافے کی رفتار کم نہ کی گئی تو پاکستان کو ملازمت کے مواقع نکالنے میں مستقل چیلنج درپیش ہو سکتے ہیں، کیونکہ آبادی کا بڑھتا ہوا دباؤ اور لیبر مارکیٹ کی بدلتی ہوئی ضروریات موجود ہیں۔

اس پس منظر میں، چوتھا صنعتی انقلاب بھی ایک مشکل سمجھوتہ ہے۔ اگر پاکستان چوتھے صنعتی انقلاب کو تیزی سے اپناتا ہے تو باشندوں کی موجودہ تعلیم اور مہارتوں کے پیش نظر بے روزگاری کے مزید خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ پاکستان چوتھے صنعتی انقلاب کو نہ اپنائے یا اپنانے سے قاصر رہے، تو اس کی پیداواری استعداد اور مسابقت متاثر ہو سکتی ہے، جس سے جی ڈی پی کی نمو محدود اور روزگار کے مواقع پیدا کرنا دشوار ہو سکتا ہے۔ مہارت میں اضافہ اور دوبارہ مہارت حاصل کرنا ہر صورت میں اولین ترجیح ہونی چاہیے، جس کے لیے فی الحال مالیاتی اور ادارہ جاتی صلاحیت کم ہے۔

ماحول دوست صنعت کاری کا بھی یہی معاملہ ہے۔ پاکستان کو ماحول دوست مزید روزگار پیدا کرنے اور ماحول دوست صنعتی ترقی کی ضرورت ہے، جس کے لیے مہارتوں اور انفراسٹرکچر سمیت دیگر اصلاحاتی اقدامات پر سرمایہ کاری درکار ہے۔ اگر پاکستان ماحول دوست صنعت کاری کو آگے نہ بڑھاتا تو اس کی برآمدی مسابقت کمزور پڑ سکتی ہے، جس سے برآمدی مارکیٹ میں حصہ کھونے کا خطرہ بڑھ سکتا ہے کیونکہ تجارتی شریک ممالک کاربن ٹیکس اور موسمیات سے متعلق دیگر تجارتی اقدامات متعارف کرا رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں پاکستان کی برآمدی نمو، جی وی سی کے ساتھ ربط اور اس طرح روزگار کے امکانات محدود ہو سکتے ہیں۔

تاہم، جی وی سی کے ساتھ ربط خود ایک بڑا چیلنج ہے۔ پاکستان گذشتہ تین دہائیوں میں جی وی سی کی تشکیل اور ربط سے فائدہ اٹھانے کا موقع پہلے ہی گنوا چکا ہے۔ اب وقت بدل چکا ہے۔ ماحول دوست صنعت کاری اور چوتھے صنعتی انقلاب کے بعد آنے والی تکنیکی تبدیلیوں اور جغرافیائی و معاشی شکست و ریخت کے نتیجے میں سرکاری اور نجی شعبوں سے جی وی سی کے مطالبات پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں۔

ممالک جی وی سی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اب سستی مزدوری کو استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے۔ آج بھی سازگار ماحول، تربیت یافتہ انسانی سرمایہ، جدید ٹیکنالوجی، اعلیٰ پیداواریت، مؤثر نظم و نسق، مضبوط اداروں، مضبوط انفراسٹرکچر اور دیگر سرکاری سہولیات کی وی سی کے لیے اہمیت ہے۔ فی الحال پاکستان ایسا دوستانہ ماحول دینے سے قاصر ہے۔

پاکستان اگر فوری اصلاحات سے اشیا سازی کی ترقی بحال کر بھی لے تو یہ شعبہ شاید افرادی قوت کو استعمال نہ کر سکے، جیسا کہ ماضی میں کئی ملکوں کے ساتھ ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کی ترقی کے سبب اس شعبے میں مزدور کی ضرورت کم سے کم ہو رہی ہے اور خاص طور پر خودکاری اور روبوٹ کے استعمال میں اضافہ متوقع ہے۔ یہ بات پیداواری اور معقول ملازمت پیدا کرنے میں پاکستان کو مشکل صورتحال میں ڈال دے گی، خاص طور پر اگر اشد ضروری پیداواری ترقی ہونے کے بعد افرادی قوت زراعت سے منتقل ہو جائے۔

ترقی یافتہ ممالک اور کم آبادی لیکن انتہائی ہنر مند باشندوں والے کچھ ملکوں میں خدمات کو ایسا شعبہ سمجھا جاتا ہے جس میں افرادی قوت جذب ہو سکتی ہے۔ خدمات ساختی تبدیلی کا لازمی جز ہیں اور انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا؛ خاص طور پر ہائی ٹیک خدمات جو نمایاں پیداواری صلاحیت دیتی ہیں اور کم ٹیکنالوجی والی خدمات، اشیا سازی، اور زراعت جیسے شعبوں پر مثبت اثرات ڈال سکتی ہیں۔ تاہم، خدمات کے شعبے پر انحصار کرنا مناسب متبادل نہیں ہو سکتا، خاص طور پر اس شعبے کی کام کی نوعیت اور پاکستان کی افرادی قوت کے محرکات کے پیش نظر۔ جیسا کہ اس باب میں بحث کی گئی ہے، ویب پر چلنے والی گگ معیشت جیسی ہائی ٹیک خدمات میں بڑے پیمانے پر لیبر کھپنے کے امکانات کم ہیں۔ حالیہ مطالعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہائی ٹیک خدمات کے شعبے میں روزگار کو مصنوعی ذہانت سے خطرہ ہے۔

تجربہ یہ بتاتا ہے کہ کم ہنر مند مزدوروں کی خاص طور پر خلیجی ریاستوں کی طرف نقل مکانی نوجوانوں اور بے روزگاروں کو کچھ تسلی دیتی تھی۔ یہ تسلی مستقبل قریب میں برقرار رہ سکتی ہے۔ تاہم، اگر صنعت اور خدمات میں روبوٹ اور بغیر ڈرائیور گاڑیاں خلیجی ریاستوں کی معیشت میں عام ہو گئیں، تو اس سے خطے میں نیم ہنر مند

مزدوروں کی طلب کم ہو سکتی ہے، جو پاکستان سے مزدوروں کی برآمد کو متاثر کر سکتی ہے جو زیادہ تر نیم ہنر مند ہوتے ہیں۔ اگرچہ پاکستان ان ریاستوں کو زیادہ ہنر مند مزدور بھی برآمد کر سکتا ہے، جس سے ملکی مسابقت کم ہو سکتی ہے اگر ہنر مند انسانی وسائل کی ترقی ملکی ضروریات سے کم ہو، جیسا کہ حال ہی میں ہوا ہے۔

ترقی یافتہ معیشتوں کا وسیع تر سماجی و اقتصادی تناظر بھی اہم ہے۔ چونکہ ان ملکوں نے پیداواری صلاحیت میں اضافے اور عمر رسیدہ آبادی پر دوبارہ توجہ دی ہے، چنانچہ ان سے توقع ہے کہ وہ چوتھے صنعتی انقلاب میں سرمایہ کاری جاری رکھیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹیکنالوجی مزید سستی ہو سکتی ہے جسے مختلف شعبوں میں وسیع پیمانے پر اپنایا جائے گا۔ یہ پاکستان جیسے ممالک کو محدود وسائل کے باوجود ان کے پیچھے پیچھے چلنے پر مجبور رکھے گا۔ مزید برآں، ترقی یافتہ معیشتیں دنیا بھر سے ہنر مندوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہیں، جس کا مطلب یہ ہے، پاکستان کو موجودہ رفتار سے زیادہ ہنر مند مزدور تیار کرنے کی ضرورت ہے جنہیں ممکنہ طور پر برآمد کیا جائے گا۔ اس لیے تعلیم اور مہارت کی ترقی پر سرکاری اخراجات کو کئی گنا بڑھانا ہو گا۔ اس طرح نہ صرف روزگار کی منڈی میں تعلیم اور مہارت میں موجود فرق کو دور کرنے میں مدد ملے گی بلکہ پاکستان میں 'روزگار، تعلیم اور تربیت سے لاتعلق' کی شرح بھی بہتر ہو سکے گی۔

اب تک پاکستان کی شرح بے روزگاری اتنی تیزی سے نہیں بڑھی کیونکہ بڑی غیر رسمی معیشت اور غیر زرعی شعبے میں بھاری غیر رسمی روزگار نے غیر ہنر مندوں کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ تاہم، پیداواری صلاحیت میں اضافے کے لیے لیبر قوانین نافذ کر کے اس معیشت کو پائیدار رسمی شکل دینا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے پالیسی بدلنے کی ضرورت ہے، جس میں تعمیل کی شرائط کم کی جائیں، ذاتی کاروبار والوں کے لیے سماجی تحفظ کا بندوبست مضبوط کیا جائے، اور مزدوروں پر منحصر اشیا سازی کے شعبے کو ہدف بنا کر نمو بڑھائی جائے تاکہ رسمی شعبے میں روزگار کے مواقع بڑھیں اور معیاری ملازمتوں میں اضافہ ہو۔

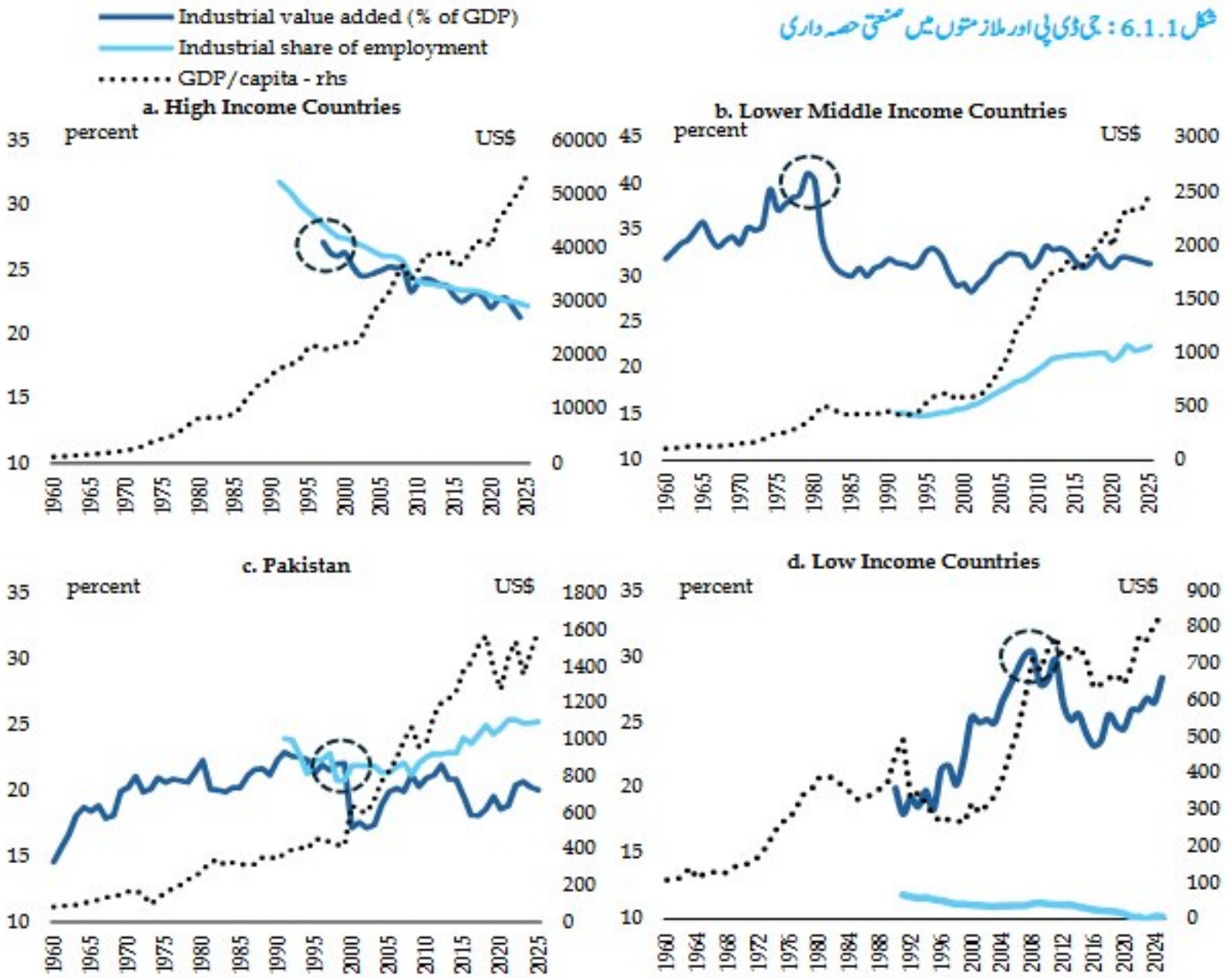
افرادی قوت میں خواتین کی کمی کی وجہ سے ملک کی کارگر عمر والی آبادی کا تقریباً نصف حصہ غیر فعال ہے۔ تضاد یہ ہے کہ اگر پاکستان اپنی ساختی تبدیلی کو تیز کرنے میں کامیاب ہوتا ہے تو مہارتوں کی بہتری اور دیگر اصلاحات کے بغیر خواتین کی بے روزگاری میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ زرعی پیداواریت میں اضافہ جو ساختی تبدیلی کو آگے بڑھاتا ہے، زرعی روزگار میں کمی کا باعث بنے گا، جو خواتین کو زیادہ متاثر کر سکتا ہے کیونکہ وہ اس شعبے میں بیشتر کم مہارت والے کام کرتی ہیں۔ خواتین کارکنوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو اشیا سازی اور/یا خدمات کے شعبے میں ملازمت دینی پڑے گی جہاں نسبتاً زیادہ مہارت اور تعلیم درکار ہوتی ہے، اور جو گھر سے دور ہوتے ہیں۔ اس کے لیے مہارتوں میں اضافے، روزگار کی تخلیق اور شرکت بڑھانے والی پالیسیوں کی ضرورت ہے، جس کے ساتھ خواتین کی نقل و حرکت، بچوں کی دیکھ بھال، کام کی جگہ پر ان کے تحفظ، اور سماجی روایات میں تبدیلی کے لیے ان کی حمایت بھی درکار ہے۔

چیلنجوں کی وسعت اور پیچیدگی ناقابل عبور معلوم ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے، پاکستان کے پاس بھی دیگر ترقی پذیر ملکوں کی طرح وہ واضح نقشہ نہ ہو جو بدلتے ہوئے وقت سے نمٹنے کی طرف رہنمائی کرے اور ورثے میں ملنے والے منفرد مسائل کو حل کر سکے۔ تاہم، مضبوط، موافق اور تربیت کے ادارے تشکیل دے کر؛ تعلیم اور مہارتوں کی ترقی پر بھاری سرمایہ کاری کر کے؛ آبادی کی شرح افزائش کو سست کر کے؛ ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھا کر؛ مالیاتی اصلاحات شروع کر کے؛ اور جی ڈی پی کی مسلسل نمو کے لیے پیداواریت کے فوائد حاصل کر کے، پاکستان روزگار کے مواقع کی تخلیق کا چیلنج حل کر سکتا ہے۔ وسیع پیمانے کی اصلاحات نہ کرنے کے سماجی و اقتصادی مضمرات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان اصلاحات کے کامیاب نفاذ کے ذریعے یہ مطلوبہ نتائج حاصل کرنا ناگزیر ہے۔

باکس 6.1: پاکستان میں قبل ازوقت صنعتی سکڑاؤ؟ اسباب، مضمرات اور بحالی کے امکانات

قبل ازوقت صنعتی سکڑاؤ (Premature Deindustrialisation—) سے مراد یہ ہے کہ بلند آمدنی والے ممالک کے مقابلے میں کم فی کس آمدنی کی سطح پر اشیاسازی کی قدر اضافی (Manufacturing Value Added)، مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کے تناسب سے، یا کل روزگار میں اشیاسازی کی ملازمتوں کا حصہ اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ جائے (شکل 6.1.1ب) یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اگرچہ اقتصادی ترقی کے مختلف مراحل میں قبل ازوقت صنعتی سکڑاؤ کی پیمائش کے لیے استعمال ہونے والے ان دونوں اشاریوں کے اطلاق اور مضمرات میں فرق پایا جاتا ہے، تاہم روزگار کے حصے کے مقابلے میں اشیاسازی کی قدر اضافی (ایم وی اے) کی زیادہ اہمیت معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اس کے معاشی نمو، پیداواریت اور روزگار پر زیادہ وسیع اثرات مرتب ہوتے ہیں۔[53]

شکل 6.1.1 : جی ڈی پی اور ملازمتوں میں صنعتی حصہ داری



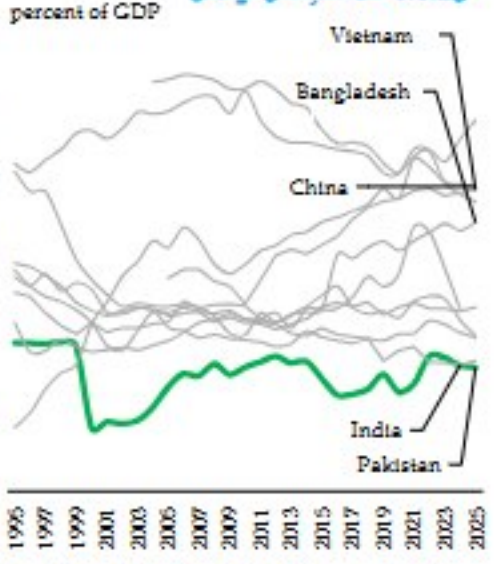
Note: Industry value added is used as a proxy for manufacturing value added due to the non-availability of a consistent cross-country long-term series on manufacturing value added and employment.
Source: WB

[53] دونوں اظہاریے قبل ازوقت صنعتی سکڑاؤ کا جائزہ لینے کے لیے عام طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم، جی ڈی پی میں اشیاسازی کی قدر اضافی (Manufacturing Value Added—MVA) کا حصہ، صنعتی سکڑاؤ کا زیادہ مستعمل اشاریہ ہے، جو معیشت میں اشیاسازی کے حصے کی عکاسی کرتا ہے، جبکہ روزگار میں اس شعبے کا حصہ لیبر کو روزگار میں جذب کرنے کی صلاحیت کا ایک پھیلی پیمانہ فراہم کرتا ہے۔ ان اشاریوں کی تشریح کا انحصار ساختی تبدیلی کے مرحلے اور نوعیت، نیز فی کس آمدنی کی اس سطح پر ہوتا ہے جس پر جی ڈی پی میں اشیاسازی کی قدر اضافی کا حصہ کم ہونا شروع ہو جائے۔

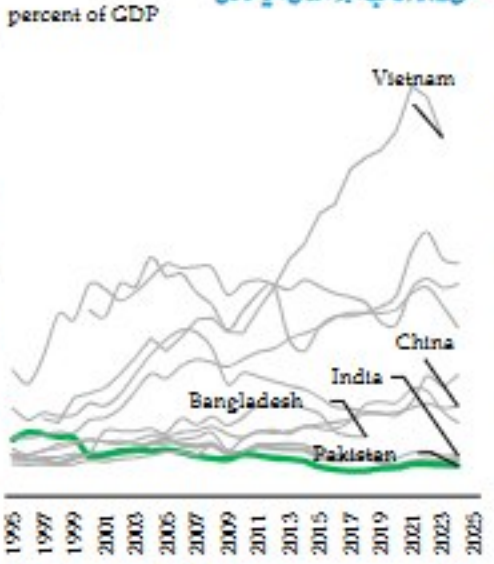
اگرچہ 1960ء کی دہائی کے آخر میں ترقی یافتہ صنعتی معیشتیں صنعتی سکڑاؤ کا شکار ہوئیں، جب ان کی معیشتیں ترقی کر رہی تھیں، اور مشرقی ایشیا کے کچھ بلند آمدنی والے ترقی پذیر ممالک 1980ء کی دہائی کے آخر میں اس مرحلے میں داخل ہوئے (پالما، 2014ء)، وقت کے ساتھ ساتھ متعدد ترقی پذیر ممالک میں صنعتی سکڑاؤ تیزی سے عام ہوا ہے (Ozcelik & Ozmen, 2023ء)۔ پاکستان میں، اشیاسازی کی قدر اضافی 1960ء سے 2023ء کے درمیان طویل مدتی جمود کا شکار رہی، جس میں 1960ء تا 1990ء کی دہائی کے وسط تک معمولی اضافہ ہوا، اور اس میں 1990ء کی دہائی کے آخر سے معمولی کمی آئی۔ اسی طرح، پاکستان کی اشیاسازی کی ملازمتیں 1990ء کی دہائی سے سست رفتاری سے بڑھی ہیں اور 2017ء سے کچھ حد تک جمود کا شکار رہی ہیں۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ملک یا تو قبل از وقت صنعتی سکڑاؤ کے دہانے پر ہے، یا قبل از وقت صنعتی سکڑاؤ شروع ہو گیا ہے، کیونکہ پاکستان کی آمدنی اور پیداواریت کی سطح حاصل ہونے سے قبل ہی اشیاسازی ساختی تبدیلی میں اپنا مرکزی کردار کھوتی ہوئی نظر آ رہی ہے، جو عام طور پر قبل از وقت صنعتی سکڑاؤ سے منسلک ہوتا ہے جیسا کہ روڈرک (2016ء) نے نوٹ کیا۔ یہ امر حالیہ شواہد سے منطبق ہے کہ پاکستان کی ساختی تبدیلی رک گئی ہے، اور معیشت اشیاسازی کی متناسب توسیع کے بغیر پست قدر خدمات کی جانب منتقل ہو رہی ہے (عالمی بینک, 2025bء)۔

قبل از وقت صنعتی سکڑاؤ کی وجوہ: مختلف معیشتوں کے صنعتی سکڑاؤ میں انہیں مختلف وجوہ یا ان کا مجموعہ درپیش نظر آتا ہے (Ozcelik & Ozmen, 2023ء)، جن میں پانچ بڑی وجوہ سب سے نمایاں ہیں۔ پہلی —ملازمتی حصے کے نقطۂ نظر سے— 'اشاریاتی وہم' کی طرف اشارہ کرتی ہے، جو یہ تجویز کرتی ہے کہ اشیاسازی کے ملازمتی حصے میں کمی اس وجہ سے ہے کہ اشیاسازی کمپنیوں کی جانب سے خدمات کو باہر سروس پروڈیوسرز کو ٹھیکے پر دے دیا جاتا ہے۔ ٹھیکے کی مثالوں میں پست معیار کی خدمات (جیسے ٹرانسپورٹ، صفائی، ڈیزائن، سیکیورٹی، کیٹرنگ) اور اعلیٰ معیار کی خدمات (جیسے بھرتیاں، ڈیٹا پروسیسنگ، تحقیق و ترقی، قانونی اور اکاؤنٹنگ خدمات، اور مینجمنٹ کنسلٹنگ) شامل ہیں (پالما، 2014ء)۔

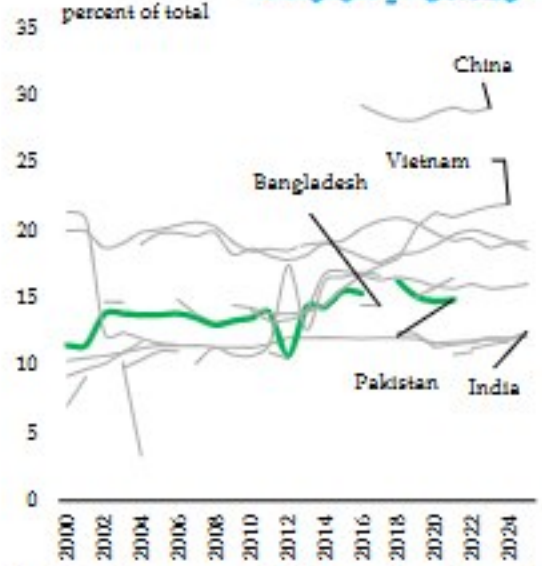
شکل 6.1.2 الف: قدر اضافی اشیاسازی



شکل 6.1.2 ب: برآمدی اشیاسازی



شکل 6.1.2 ج: اشیاسازی میں روزگار



Note: This figure compares Pakistan with a cohort of income classification and GVCs aspirant economies. This includes: China, India, Bangladesh, Vietnam, Turkiye, Poland, Thailand, Cambodia, Morocco and LMIC aggregate. National estimates of manufacturing employment are not available prior to the year 2000, while ILO modelled estimates are available, they diverge substantially from the corresponding national estimates.
Source: WB

دوسرا —جو کہ ملازمتی حصے کے نقطۂ نظر سے بھی ہے— صنعتی سکڑاؤ کو ٹیکنالوجی کی وجہ سے تیز پیداواری نمو یا ایسی اشیاسازی کی طرف منتقلی سے منسوب کرتا ہے جس میں کم محنت درکار ہوتی ہے (پالما 2014ء؛ ٹریگنا 2009ء)۔ یہاں یہ بات اہم ہے کہ ابتدائی صنعتیں (یعنی صنعتی ترقی کے ابتدائی مراحل میں صنعتیں) درمیانی اور بعد کی صنعتوں کے مقابلے میں زیادہ محنت طلب ہوتی ہیں۔ (ہراگوچی، 2019ء)۔[54]

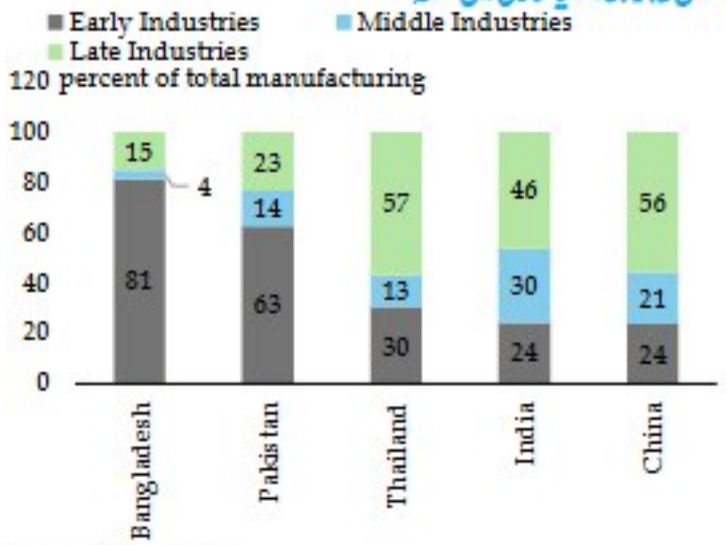
[54] اشیاسازی کے ذیلی شعبوں کو اس فی کس آمدنی کی سطح کے مطابق ابتدائی، متوسط یا تکمیلی مرحلے کی صنعتوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، جس پر جی ڈی پی میں ان کا حصہ عروج پر پہنچنے کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ یہ فی کس جی ڈی پی سطحیں بالترتیب 6,500 ڈالر سے کم، 6,500 سے 15,000 ڈالر، اور 15,000 ڈالر سے زیادہ ہیں (قوتِ خرید کی مساوات، 2005ء کی مستقل قیمتوں)۔ یہ حدود، فی کس جی ڈی پی کی قوتِ خرید کی مساواتی بنیاد پر، عمومی طور پر پست آمدنی والے / پست متوسط آمدنی والے، بالائی متوسط آمدنی والے، اور زیادہ آمدنی والے ممالک کی درجہ بندی سے مطابقت رکھتی ہیں۔ ابتدائی مرحلے کی صنعتوں (مثلاً غذا و مشروبات، ٹیکسٹائل اور ملبوسات) میں روزگار کی لچک 0.1 تا 0.51 ہے؛ درمیانی مرحلے کی صنعتوں (مثلاً کوکے اور ریفائن شدہ پیٹرولیم، بنیادی دھاتیں) میں یہ 0.05 تا 0.22 ہے؛ جبکہ آخری مرحلے کی صنعتوں (مثلاً موٹر گاڑیاں، کیمیکلز اور سیدھی آلات) میں یہ 0.02 تا 0.27 ہے۔ (ماخذ: ہاراگوچی، 2019ء)۔

تیسری بات—اشیاسازی کی قدر اضافی کے نقطۂ نظر سے—عالمی قدری زنجیر میں بڑھتا ہوا حصہ بھی صنعتی سکڑاؤ کی ایک وجہ ہے۔ اگرچہ عالمی قدری زنجیر ارتباط اشیاسازی کی برآمدات (اور اس سے منسلک فوائد) میں اضافہ کرتا ہے، تاہم یہ اضافہ قدر کو ملکی سرحدوں کے پار تقسیم کر دیتا ہے اور اس طرح اشیاسازی کی قدر اضافی کا حصہ کم یا ہموار ہو جاتا ہے (پالما، 2014ء)۔[55] چوتھا، تیار اشیا کے تغیر طلب (income elasticity of demand) میں نمایاں کمی (خدمات کے حق میں) ایک اور وجہ ہے جو صنعتی سکڑاؤ (پالما، 2014ء) کی وضاحت کرتی ہے، جہاں یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ جیسے جیسے آمدنی بڑھتی ہے، تیار اشیا کا تغیر طلب (income elasticity of demand) کمزور ہو جاتا ہے جس سے اشیاسازی کی قدر اضافی میں کمی آتی ہے۔

پانچواں، کم ترقی یافتہ صنعتی بنیاد اور سرکاری و نجی کمزور مبادیات نے بھی صنعتی سکڑاؤ کو جنم دیا ہے، جہاں سرکاری بنیادی اصولوں کی مثالوں میں ادارے، انفراسٹرکچر اور غیر موثر صنعتی پالیسی، برآمدی پالیسیاں، ابتر مالیاتی پالیسیاں، اور نجی مبادیات کی مثالوں میں سرمایہ، ٹیکنالوجی، مہارتیں، اور اختراع شامل ہیں۔ عالمی مسابقتی ماحول کی موجودگی میں ایسی معیشتوں کی آزاد تجارت (ساختی اصلاحات کے بغیر) میں شمولیت نے بھی صنعتی سکڑاؤ کو ہوا دی ہے (اوزسیلک اور اوزمان 2023ء؛ اطولیا و دیگر 2018ء)۔

پاکستان کے سیاق و سباق میں صنعتی سکڑاؤ کی وجوہ: پاکستان کے معاملے میں، مذکورہ بالا عوامل کا مجموعہ صنعتی سکڑاؤ کے آغاز کی وضاحت کرتا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں شماریاتی غلط فہمی پر لٹریچر کم دستیاب ہے، منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اشیاسازی اور خدمات کے شعبے دونوں میں کمپنیاں متعدد خدمات ماہر سروس فراہم کنندگان کو آؤٹ سورس کرتی ہیں۔ ان میں انسانی وسائل کا نظام اور بھرتیوں کی آؤٹ سورسنگ شامل ہے؛ قانونی مشیر، فراش اور دیگر خدماتی عملہ، کیٹرنگ خدمات شامل ہیں۔ درحقیقت، جیسا کہ **سیکشن 6.3** میں غیر رسمی ملازمت پر بحث سے ظاہر ہوتا ہے، اشیاساز کمپنیاں اشیاسازی کی ملازمتیں بھی غیر رسمی ملازمین کو ٹھیکے پر دیتی ہیں۔

شکل 6.1.3: اشیاسازی میں حصہ



Source: INDSTAT

برآمدات مخالف تعصب کے باعث ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ پاکستان میں اشیاسازی میں تیز رفتار نمو اور عالمی قدری زنجیر سے ارتباط برقرار رہے گا؛ اور نہ ہی عالمی قدری زنجیر کا ارتباط ایکسپورٹ مخالف تعصب کے باوجود برقرار نہیں رہتا (اسٹیٹ بینک 2025 الف) (مزید دیکھیں **سیکشن 6.2**)۔ دراصل، آمدنی کی درجہ بندی اور عالمی قدری زنجیر کے امیدواروں کے لحاظ سے ہم سر معیشتوں کے ایک گروپ میں، پاکستان وہ واحد ملک ہے جس میں 1990ء کی دہائی کے بعد سے اشیاسازی کی قدر اضافی (جی ڈی پی کا فیصد کے طور پر)، اور برآمدی اشیا سازی (جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر) دونوں ہی میں کمی آئی ہے (**شکل 6.1.2**)۔ مزید برآں، اگرچہ اس کی اشیا سازی میں ملازمتی حصہ معتدل طور پر بڑھ رہا ہے، لیکن یہ اب بھی کئی معیشتوں کے مقابلے میں کم ہے۔ اس امر کے باوجود ہے کہ ابتدائی صنعتوں میں پاکستان کا حصہ—جن کی درمیانی اور تکمیلی صنعتوں کے مقابلے میں ملازمتی لچک زیادہ ہوتی ہے—بیشتر ہم سر معیشتوں کی نسبت زیادہ ہے (**شکل 6.1.3**)۔

چونکہ پاکستان میں تیار شدہ اشیا کے حوالے سے آمدنی کے تغیر طلب پر مواد دستیاب نہیں ہے، اسٹیٹ بینک (2025 الف) نوٹ کرتا ہے کہ فی کس آمدنی میں اضافے کے ساتھ، گھریلو مصنوعات کی کھپت کی نسبت گھریلو خدمات کی کھپت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ پانچویں وجہ، یعنی کم ترقی یافتہ صنعتی بنیاد اور کمزور سرکاری و نجی مبادیات، پاکستان کے لیے واضح طور پر درست معلوم ہوتی ہیں جیسا کہ (عالمی بینک، 2022ء ج) دستاویز میں قلم بند کیا گیا ہے۔

صنعتی سکڑاؤ کی معکوسیت کے امکانات: گو کہ صنعتی سکڑاؤ کی معکوسیت ناممکن نہیں، تاہم، خاص طور پر پست متوسط آمدنی والے ممالک اور کم آمدنی والے ممالک کے لیے یہ کام مشکل ہو گیا ہے۔ اس چیلنج کی کئی وجوہ ہیں۔ پہلا، عالمی اشیاسازی تکنیکی طور پر تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے، جو لیبر کی پیداواریت میں اضافہ کر رہی ہے۔ نتیجتاً، تاریخی طور پر اشیاسازی زیادہ لیبر فورس کا خود میں انجذاب نہیں کر سکتی۔ دوسرا، متعلقہ نقطہ، اب صرف سستی مزدوری مسابقتی فائدہ نہیں رہی جیسا کہ ایک دہائی پہلے تک تھا۔ سالہا سال سے، اشیاسازی اور عالمی قدری زنجیر کی ارتباطی نوعیت نے مضبوط اور 'سیکھنے والے' اداروں کی ضرورت پیدا کی ہے؛ تعلیم یافتہ اور ہنر مند افرادی قوت؛ موثر انفراسٹرکچر؛ اور درج بالا دیگر سرکاری و نجی مبادیات ہیں (عالمی بینک، 2018ء؛ روڈرک اور اسٹیگلٹز، 2024ء)۔

---

[55] مثال کے طور پر، اگر ملک 'الف' ایسی گاڑی تیار کرتا ہے جس میں مقامی طور پر تیار کردہ پرزوں کا تناسب زیادہ ہو (یعنی گاڑی کے بیشتر پرزے ملک کے اندر ہی بنے ہوں) تو اس کی اشیاسازی کی ملکی قدر اضافی زیادہ ہو گی بہ نسبت، ملک 'ب' کے اگر ملک 'ب' وہی گاڑی اس طرح تیار کرے کہ اس کے بیشتر پرزے درآمد شدہ ہوں۔

موسمیاتی تبدیلی اور جغرافیائی و معاشی تقسیم سرمایہ کاری کی ضروریات میں اضافہ کر رہی ہے تاکہ جدت اور مہارت میں اضافہ کیا جاسکے (مزید دیکھیں **سیکشن 6.4**)۔ اسی طرح اشیاسازی کی خدمات بھی شامل ہیں جو اطلاعی و ابلاغی ٹیکنالوجی جیسی ہائی ٹیک خدمات میں سرمایہ کاری کا تقاضا کرتی ہیں۔ پاکستان اور دیگر معیشتوں میں پالیسی سازوں کے لیے چیلنج یہ ہے کہ نہ تو کوئی نسخہ گیمیا ہے کہ صنعتی سکڑاؤ کو کیسے معکوس کیا جائے، اور نہ ہی سیکھنے کے لیے کوئی کامیاب ماڈل دستیاب ہے (روڈرِیک، 2014ء؛ اوزمین اور اوزسیلک، 2023ء)۔

ملازمتوں کی تخلیق پر اثرات: صنعتی سکڑاؤ ملازمت اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے حوالے سے اہم مضمرات رکھتا ہے کیونکہ صنعتیں ترقی پذیر معیشتوں کے لیے پیداواری ملازمتیں پیدا کرنے اور مسلسل پیداواری نمو کا تاریخی طور پر سب سے مؤثر ذریعہ رہی ہیں اور یہ امر اسے کمزور کرتا ہے۔ بین الاقوامی تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ اشیاسازی ساختی تبدیلی کے لیے محوری کردار ادا کرتی رہی ہے، جس نے معیشتوں کو روزگار میں مسلسل اضافے، افرادی قوت کی پیداواریت میں اضافے کے ذریعے بلند معاشی نمو، تکنیکی ترقی، برآمدی مسابقت اور طویل مدتی آمدنی میں مسلسل اضافہ کرنے میں مدد دی ہے (روڈرِیک، 2013ء، 2015ء؛ اسٹنگلٹز اور، 2013ء)۔

دیگر شعبوں کے برعکس، اشیاسازی معیشت، تکنیکی مہارتیں سیکھنے، جدت اور معیشت کے دیگر حصوں کے ساتھ مضبوط روابط کو بڑھاتی ہے جبکہ بڑی تعداد میں مختلف مہارتی سطحوں کے حامل کارکنوں کو جذب کرتی ہے۔ وہ ممالک بشمول جاپان، کوریا اور حال ہی میں چین اور ویتنام، جنہوں نے کم آمدنی سے متوسط اور بلند آمدنی والے طبقے میں کامیابی سے منتقلی کی، انہوں نے مسابقتی اشیاسازی اور صنعتی شعبے قائم کیے (اسٹنگلٹز اور لن 2013ء)۔ اشیاسازی نے روایتی طور پر کم اور درمیانے درجے کے ہنرمند کارکنوں کی بڑی تعداد کو جذب کیا ہے—جو پاکستان میں بڑی تعداد میں دستیاب ہیں—اور اس نے تکنیکی پھیلاؤ کو آسان بنایا اور برآمدات پر مبنی نمو کو سہارا دیا ہے (عالمی بینک، 2018ء)۔

لہٰذا، صنعتی سکڑاؤ کی معکوسیت کے چیلنجز اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ زرعی یافت بڑھانے کی بیشتر نئی ٹیکنالوجیز انسانی وسائل کی بچت کرتی ہیں، تو اگر پاکستان زراعت میں افرادی قوت کی پیداواریت بڑھانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ اضافی لیبر کہاں جذب کرے گا۔ ایک جواب خدمات کا شعبہ ہے، جیسا پاکستان میں ہوا ہے۔ صنعتی سکڑاؤ کے آغاز کے ساتھ، پاکستان میں لیبر نے پست پیداواری غیر رسمی خدمات کا رخ کیا، جس سے ان کی اجرتوں میں اضافہ محدود ہوا، پیداواری روزگار کے مواقع کم ہوئے اور آمدنی کی ہم آہنگی سست ہوگئی۔ اسی موقع پر، بلند پیداواری خدمات، جیسا کہ **سیکشن 6.2** اور **باکس 6.5*** تفصیل سے دکھایا گیا ہے، اتنی لیبر کو جذب نہیں کر سکتیں (عالمی بینک، 2018ء)، جبکہ **سیکشن 6.3** بتاتا ہے کہ، ملک میں دنیا کی سب سے کم عمر اور تیزی سے بڑھتی ہوئی افرادی قوت موجود ہے جو آنے والے دہائیوں میں لیبر مارکیٹ پر دباؤ ڈالتی رہے گی۔ یہ ملک میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے حوالے سے ایک سنگین چیلنج ہے۔

* اس باکس کی تحریر میں علی احسن کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

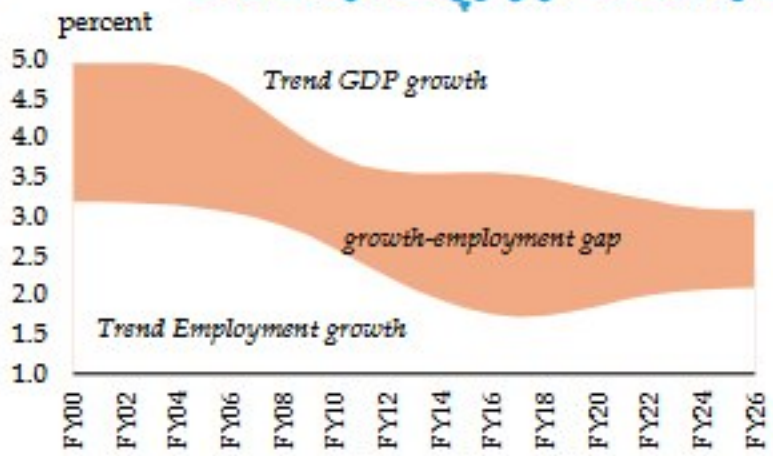
باکس 6.2: پاکستان میں ترقی–روزگار کے تعلق کا تجزیہ

معاشی نظریہ پیداوار میں اضافے اور روزگار کی پیداوار کے درمیان مثبت اور نسبتاً مستحکم تعلق پیش کرتا ہے۔ پاکستانی معیشت نے مالی سال 2000ء سے مالی سال 26ء کے درمیان تقریباً 3.9 فیصد کی اوسط شرح سے ترقی کی، جو تقریباً 2.4 فیصد کی اوسط روزگار کی شرح نمو سے زیادہ ہے۔ اس اضافے کے باوجود، بے روزگاری کی شرح 6 سے 7 فیصد کے درمیان برقرار رہی ہے (پاکستان دفتر شماریات، 2026ء)، جو ظاہر کرتا ہے کہ روزگار کی مجموعی پیداوار ملکی پیداوار کی توسیع کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس پس منظر میں، یہ باکس پاکستان میں نمو اور روزگار کے تعلق کا تجرباتی جائزہ لیتا ہے، جس میں روزگار کی لچک کا تخمینہ لگا کر اور دونوں کے درمیان طویل مدتی توازن کی موجودگی کی جانچ کی گئی ہے۔

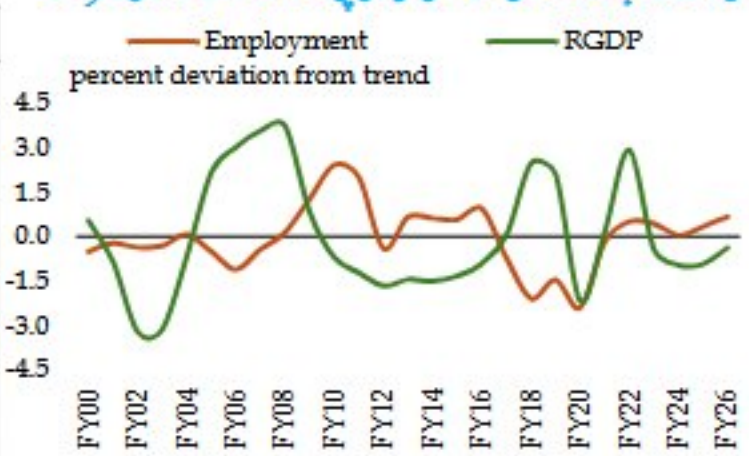
تاریخی پس منظر میں مالی سال 2000ء تا 26ء کے دوران، پیداواری نمو کے رجحان نے ملازمتی نمو کے رجحان کو مستقل پیچھے چھوڑا ہے۔ مزید برآں، دونوں کے درمیان فرق زیادہ تر عرصے میں الگ ہوتا رہا ہے (**شکل 6.2.1الف**)۔ یہ فرق رجحانات سے آگے بھی پھیلا ہوا ہے، کیونکہ پیداوار اور روزگار کے سائیکلز کے اجزا بھی پیداوار کے ساتھ مختلف حجم دکھاتے ہیں یہ سائیکل روزگار کے سائیکلز سے کافی وسیع ہیں (**شکل 6.2.1ب**)، جو ظاہر کرتا ہے کہ کاروباری سائیکلز کے تعدد پر بھی، پیداوار اور روزگار کی تبدیلیاں منظم طور پر ہم آہنگ نہیں ہوتیں۔[56]

[56] نتائج کی مضبوطی جانچنے کے لیے یک طرفہ HP فلٹر استعمال کیا گیا تاکہ اختتامی مشاہدات کے تعصب (End-point Bias) کو کم کیا جاسکے۔ اس طریقے سے حاصل ہونے والے نتائج بھی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ تعلق کمزور ہے اور روزگار اور پیداوار کے چکروں (سائیکلز) کے درمیان ایک منظم، ہم وقتی تعلق کی نشاندہی نہیں کرتا۔

شکل 6.2.1 الف: حقیقی جی ڈی پی اور ملازمتی نمو کے رجحانات



شکل 6.2.1 ب: ملازمتوں اور حقیقی جی ڈی پی کا رجحانات سے دورانی انحراف



Note: The Hodrick-Prescott filter is used to decompose each series into a smooth trend component and a cyclical (deviation-from-trend) component, allowing analysis of trend GDP growth and trend employment growth independent of short-term noise.
Source: SBP Staff calculations

تجرباتی طور پر یہ جانچنے کے لیے کہ آیا پیداوار اور روزگار کسی مستحکم طویل مدتی توازن کے تعلق سے بندھے ہوئے ہیں، ہم جوہانسن کی از حد امکانی ارتباط (maximum-likelihood cointegration) طریقہ کار استعمال کرتے ہیں۔ تمام تشخیصوں کو مدنظر رکھتے ہوئے،[57] نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ مالی سال 2000ء تا مالی سال 26ء کے دوران ملازمت اور حقیقی جی ڈی پی ایک ساتھ مربوط نہیں پائی گئی۔[58] اس کا مطلب ہے اغلاط درستی طریقہ کار کے بغیر نمو اور روزگار ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہیں (**جدول 6.2.1**)۔[59] یہ فرق لیبر مارکیٹ کی وسیع تر ساختی خصوصیات سے منسلک ہو سکتا ہے، جن میں قبل از وقت صنعتی سکڑاؤ، زیادہ غیر رسمی پن، اور پیداواریت کا جمود شامل ہیں، جیسا کہ **سیکشن 6.2** اور **6.3** میں بحث کی گئی ہے۔

جدول 6.2.1: جوہانس کوانٹیگریشن ٹریس ایڈ میکس مم ایگن ویلیو ٹیسٹ

خصوصیات	انچ پر تیک	ٹریس	5 فیصد اہم	Max-Eig	5 فیصد اہم
		اعداد و شمار	مالیت	اعداد و شمار	مالیت
متغیرہ (1)	r = 0	20.4	25.9	11.6	19.4
	r <= 1	8.8	12.5	8.8	12.5

* متغیرہ (1) بنیادی وضاحت ہے، جس میں ایک خطی تعین شدہ رجحان شامل ہوتا ہے، جو دونوں سیریز کے واضح رجحان کی نوعیت کے پیش نظر مناسب ہے اور اسے معلوماتی معیار کی تصدیق بھی حاصل ہے۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف تخمینے

اس کا مزید ثبوت روزگار کے پیداواری تغیر کے نتائج میں کمی سے ظاہر ہوتا ہے۔ مجموعی لچک 78-1972ء میں 0.6 سے کم ہو کر 1990-2000ء میں 0.4 رہ گئی (**جدول 6.2.2**)۔ 2000ء کے بعد، مجموعی لچک 18-2000ء میں کم ہو کر 0.20 رہ گئی، جو روزگار کی نمو کی پست شدت کی نشاندہی کرتی ہے۔ (پائیڈ، 2019ء)[60]۔ تاہم، ملازمتی جاذبیت کے اعتبار سے مختلف شعبوں میں کافی فرق پایا جاتا ہے 1972ء سے 2000ء کے دوران تعمیرات سب سے زیادہ افرادی قوت جذب کرنے والا شعبہ رہا، جبکہ ماسوا تجارت، دیگر شعبوں میں لچک کم ہوئی (**جدول 6.2.2**)۔

---

[57] اکائی جذر (Unit Root) کی ابتدائی جانچ کے لیے دونوں سلسلوں کی لاگ سطحوں اور پہلے فرق (First Differences) پر آگمینٹڈ ڈکی فلر (Augmented Dickey-Fuller—ADF) ٹیسٹ کا اطلاق کیا گیا۔ وقفوں کی تعداد کا تعین آکائیک انفارمیشن کرائیٹیریا (Akaike Information Criterion) کے ذریعے کیا گیا۔ نتائج سے تصدیق ہوئی کہ دونوں سلسلوں کے پہلے فرق ساکن (Stationary) ہیں۔

[58] ترقی پذیر معیشتوں کے شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیداوار میں اضافے کے ردعمل میں روزگار کی نمو عموماً کمزور رہتی ہے اور بعض صورتوں میں دونوں کے رجحانات میں ہم آہنگی بھی نہیں ہوتی۔ این ودیگر (2017ء) نے پست اور پست متوسط آمدنی والے 25 ممالک کا مطالعہ کیا، جس سے معلوم ہوا کہ پیداوار اور روزگار کی نمو میں تبدیلیاں اکثر ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ نہیں تھیں، جبکہ 2001ء تا 2015ء کے دوران روزگار کی نمو، پیداوار کی نمو سے نمایاں طور پر پیچھے رہی۔

[59] ایک اضافی تھیلی جانچ، جو دو مرحلوں والے اینگل-گرینجر ٹیسٹ کے برابر ہے، اوایل ایس نے اندازہ لگایا اور ریزیڈوالز کو یونٹ روٹ کے لیے مناسب میک کینن کریٹیکل ویلیوز کے ذریعے دو متغیراتی کوانٹیگریشن ریگریشن کے لیے ٹیسٹ کیا گیا۔ ٹیسٹ کا شمار یہ روایتی اہمیت کی سطحوں پر نو کوانٹیگریشن کے استرداد کو مسترد نہیں کرتا۔

[60] دیگر مطالعات بھی اسی نوعیت کے رجحان کی نشاندہی کرتی ہیں۔ حیدر (2009ء) نے پاکستان میں روزگار اور جی ڈی پی کی نمو کے درمیان کمزور تعلق کی نشاندہی کی۔ ان کے مطابق، 1973ء تا 2008ء کے دوران مجموعی لچک روزگار (Aggregate Employment Elasticity) کا تخمینہ 0.26 تھا، جو معاشی بحالی کے ادوار میں کم ہو کر 0.12 رہ گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں تاریخی طور پر معاشی نمو کے ان ادوار میں روزگار پیدا کرنے کی صلاحیت سب سے کم رہی ہے، جب معیشت نسبتاً تیز رفتار سے ترقی کر رہی ہوتی ہے۔ مزید حالیہ مطالعے میں، کمال (2023ء) نے 67-1964ء تا 18-2015ء تک پاکستان کی تاریخ روزگار کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پاکستان میں بے روزگاری کی شرح مسلسل بلند ہوتی رہیں۔

اسٹیٹ بینک کے عملے کے تخمینے، جس میں 25-2000ء کے دوران Cobb–Douglas پیداواری فنکشن بروئے کار لایا گیا، کے مطابق روزگار اور جی ڈی پی کے درمیان تعلق مزید کمزور ہوا ہے (**جدول 6.2.3**)۔[61] یہ نتائج مختلف ترقی پذیر ممالک کے لٹریچر میں رپورٹ کیے گئے نچلی حد کے مطابق ہیں، جہاں روزگار کی مجموعی لچک عام طور پر 0.11 سے 0.15 کے درمیان ہوتی ہے، جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں یہ حد 0.43 سے 0.48 تک ہے (حیدر و دیگر، 2023ء)۔

تخمینے یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ لچک تمام شعبوں میں ایک سے کافی کم رہی (**جدول 6.2.3**)۔ تاہم، یہ نمایاں طور پر مختلف رہی، جس میں لچک صنعت میں سب سے زیادہ تھی، اس کے بعد خدمات اور زراعت میں آتی ہے۔ صنعتی شعبے کے اندر تعمیرات میں روزگار کی لچک سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ یہ امر لٹریچر سے منطبق ہے، جو ذیلی شعبے کی کم اور نیم ہنر مند کارکنوں کو بڑی تعداد میں جذب کرنے کی صلاحیت کو اجاگر کرتا ہے (حیدر، 2010ء؛ خان، 2008ء)۔ اشیاسازی میں روزگار کی سرگرمیاں نسبتاً زیادہ نسبتاً زیادہ دکھائی دیں، جو اشیاسازی صنعتوں کی افرادی قوت طلب نوعیت کی نشاندہی کرتی ہے، خاص طور پر ٹیکسٹائلز، ملبوسات، اور غذائی پراسیسنگ میں۔ یہ امر ابتدائی صاں عنتوں کی ملازمتی لچک کے حوالے سے عالمی شواہد کے مطابق ہے—جیسے غذا اور مشروبات، ٹیکسٹائل اور ملبوسات—کی ملازمتی لچک 0.1 تا 0.5 کے درمیان برقرار رہتی ہے (ہراگوچی، 2019ء)۔

زراعت میں روزگار کی لچک سب سے کم ہے۔ یہ امر اقتصادی سرگرمیوں کی زراعت سے اشیاسازی اور خدمات کی طرف وسیع تر منتقلی کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے (شرما، 2019ء)۔ زراعت کی نسبت خدمات میں روزگار کی لچک تھوڑی زیادہ ہے، جو معیشت کے پھیلاؤ کے ساتھ افرادی قوت قدرے زیادہ جذب کرنے کی صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے۔ پاکستان میں، افرادی قوت جذب کرنے والی بڑی خدمات تھوک و خردہ تجارت، ٹرانسپورٹ، رہائش اور غذا، اور رئیل اسٹیٹ شامل ہیں (**جدول 6.2.3**)۔ تاہم، لچک ایک سے خاصی پر کم ہے، جو ظاہر کرتا ہے کہ روزگار کی نمو پیداوار میں اضافے کے تناسب سے مطابقت نہیں رکھتی۔

* اس باکس کی تحریر میں روبی کمار اور رمیصا بتول کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

جدول 6.2.2: ملازمتی لچک بلحاظ جی ڈی پی: 1972ء تا 2000ء

شعبہ	78-1972ء	87-1978ء	2000-1990ء
مجموعی لچک	0.6	0.4	0.4
زراعت	0.9	0.4	0.4
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	1.1	0.2	0.02
چھوٹے پیمانے کی اشیاسازی	–	–	0.9
تعمیرات	0.8	0.6	0.9
ٹرانسپورٹ اور مواصلات	0.5	0.5	0.5
تجارت	0.5	0.5	0.6
بجلی اور گیس	–	–	0.5
دیگر شامل خدمات	–	–	0.7

ماخذ: حکومت پاکستان (2003ء)

جدول 6.2.3: ملازمتی لچک بلحاظ جی ڈی پی: 2000ء تا 2025ء

	عددی سر	معیاری انحراف	ٹی-اعداد و شمار	امکانات	ایف-اعداد و شمار
مجموعی	0.1	0.0	4.0	0.0	336.4
زراعت	0.3	0.1	3.9	0.0	137.9
صنعت	0.6	0.1	7.0	0.0	251.3
اشیاسازی	0.5	0.1	9.0	0.0	284.7
تعمیرات	0.8	0.1	5.4	0.0	539.5
خدمات	0.3	0.2	2.2	0.0	180.3
تھوک و خردہ تجارت، ٹرانسپورٹ اور اسٹوریج، رہائش اور خوراک، آئی سی ٹی، مالیات اور بیمہ، اور رئیل اسٹیٹ	0.7	0.1	4.8	0.0	109.5

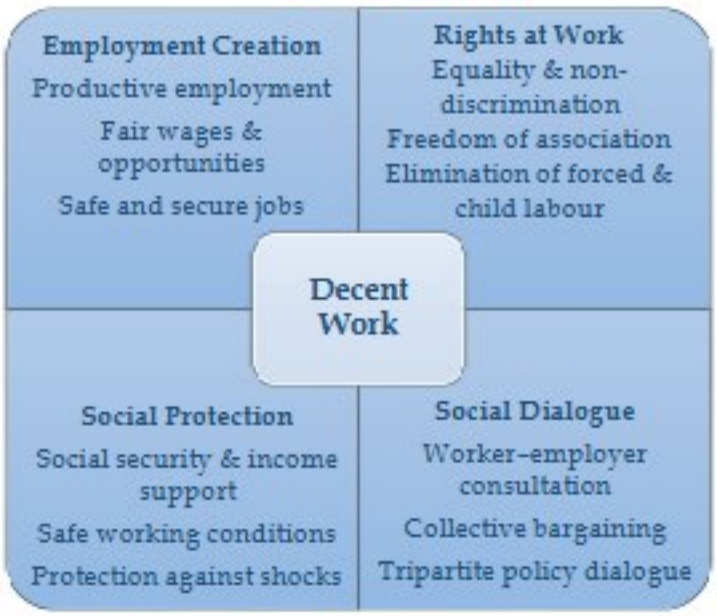
ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کا تخمینہ آئی ایل او اور پاکستان دفتر شماریات کے اعداد و شمار پر مبنی ہے

[61] ہیروسکیڈاسٹسٹی (Heteroskedasticity) کے امکانات اور سلسلہ وار باہمی تعلق (Serial Correlation) کا تعین کرنے کے لیے نیوی-ویسٹ (Newey–West) ریگریشنز کا استعمال کیا گیا۔ مجموعی ماڈل میں کل روزگار کو تابع متغیر (Dependent Variable) جبکہ فی کس جی ڈی پی اور مجموعی تکمیلِ مستقل سرمایہ (Gross Fixed Capital Formation — GFCF) کو توضیحی متغیرات (Explanatory Variables) کے طور پر شامل کیا گیا۔ شعبہ جاتی تخمینوں میں متعلقہ شعبے کے روزگار کو تابع متغیر، جبکہ فی کس جی ڈی پی اور متعلقہ شعبے کی مجموعی تکمیلِ مستقل سرمایہ کو توضیحی متغیرات کے طور پر استعمال کیا گیا۔ تمام ماڈلز میں متغیرات کو لوگارتھمک صورت میں استعمال کیا گیا اور عالمی مالیاتی بحران، کووڈ-19 اور حالیہ عالمی اشیائے ضروریہ کے سپر سائیکل (Commodity Super Cycle) کے اثرات کو مکمل طور پر شامل کرنے کے لیے تین ڈمی متغیرات (Dummy Variables) شامل کیے گئے۔

باکس 6.3: پاکستان میں مناسب کام کاج کی کمی

پاکستانی لیبر مارکیٹ کا چیلنج صرف ملازمتوں کی تعداد تک محدود نہیں بلکہ ان کے معیار، پیداواریت اور سلامتی تک پھیلا ہوا ہے۔ آئی ایل او (2023ء) نوٹ کرتا ہے کہ ایسی معیشتوں میں جہاں عمومی غیر رسمی پن ہے، وہاں صرف بے روزگاری ہی لیبر مارکیٹ کی زدپزیری کی نامکمل پیمائش فراہم کرتی ہے، کیونکہ کارکن کم پیداواری اور غیر محفوظ سرگرمیوں میں ملازمت کرسکتے ہیں۔ اس لیے مناسب کام کاج کا تصور اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آیا روزگار پیداواری، مناسب معاوضے کا حامل، محفوظ، اور کارکنوں کے حقوق اور سماجی تحفظ کا حمایت یافتہ ہے (آئی ایل او، 2024ء ب)۔ آئی ایل او کا مناسب کام کاج کا ایجنڈا روزگار کے معیار اور لیبر مارکیٹ کے نتائج کو بہتر بنانے کے لیے ایک وسیع فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ یہ فریم ورک چار باہمی مضبوط ستونوں پر مبنی ہے (**شکل 6.3.1**)۔

شکل 6.3.1: مناسب کام کاج کے چار ستون

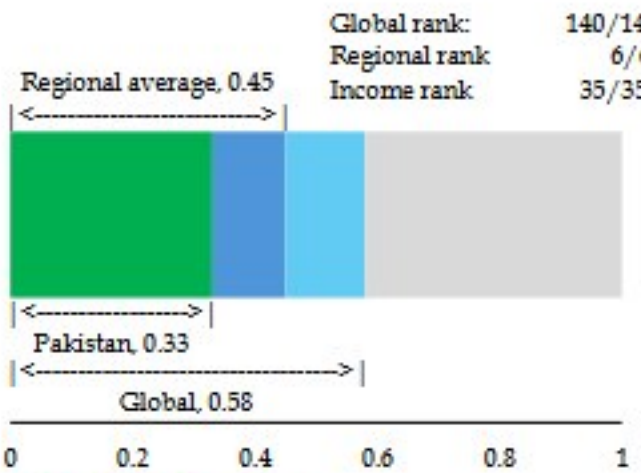


Source: ILO

ضوابطی بنیادوں پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے (یعنی 'جائے کار پر حقوق'، 'سماجی تحفظ'، اور 'سماجی مکالمہ')،[62] یہ باکس مناسب کام کاج کی کمی پر روشنی ڈالتا ہے۔ یہ خسارہ درج ذیل کا نتیجہ ہے: (الف) ساختی تبدیلی کی سست رفتاری (آئی ایل او، 2026ء)، قبل ازوقت صنعتی سکڑاؤ، معاشی عدم استحکام، اور جمود زدہ سرمائے کی تشکیل جو نوجوانوں اور تیزی سے بڑھتی ہوئی لیبر فورس کے لیے خاطر خواہ رسمی ملازمتیں پیدا کرنے میں ناکام رہی؛ (ب) لیبر مارکیٹ کی ساختی خصوصیات – غیر رسمی پن، پست روزگار، خواتین کی کم شرکت، اور کم پیداواری زراعت اور خود روزگاری پر بھاری انحصار؛ اور (ج) ایک منقسم قانون سازی کا فریم ورک اور کمزور نفاذ۔ اگرچہ پہلے عوامل (الف) اور (ب) کو بالترتیب **سیکشن 6.2** اور **سیکشن 6.3** میں تفصیل سے بیان کیا ہے، لیکن تینوں ضوابطی ستونوں پر مشتمل قانونی اور ضوابطی فریم ورک ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

پاکستان کے پاس لیبر قوانین کی بہتات ہے۔ تاہم، کوریج کی حد اور نفاذ کی صلاحیت کی وجہ سے زیادہ تر غیر رسمی ورک فورس اس کے تحفظ سے باہر ہے (**جدول 6.3.1**)۔ اگرچہ وفاقی حکومت نے بین الصوبائی امور اور وفاقی اداروں جیسے ملازمین کے اولڈ ایج بینیفٹس انسٹی ٹیوشن (ای او بی آئی) کو اپنے پاس برقرار رکھا ہے، لیبر کے معاملات 18ویں ترمیم کے بعد مکمل طور پر صوبوں کو منتقل کردیے گئے، اب صنعتی تعلقات، فیکٹریوں، اجرتوں، سماجی تحفظ اور پیشہ ورانہ تحفظ پر قانون سازی کے امور کی ذمہ داری ان کی ہے۔ اختیارات کی منتقلی نے صوبائی قوانین کو تقسیم کردیا ہے، جس سے ادارہ جاتی تفاوتوں کی بنا پر نظم ونسق، نفاذ اور کوریج، غیر رسمی شعبے کے کارکنوں کے لیے محدود سماجی تحفظ اور صنفی تفاوت میں عدم مساوات بڑھ گئی ہے (علی و دیگر، 2024ء الف)۔ بڑی غیر رسمی معیشت کی موجودگی کی وجہ سے صوبے ضوابط کے نفاذ میں مشکلات کا شکار ہیں (حیدر، 2023ء)۔ کمزور نفاذ کی وجہ سے، عالمی منصوبہ انصاف (ڈبلیو جے پی) رول آف لا انڈیکس کے "بنیادی لیبر رائٹس" کے ذیلی اشاریے میں پاکستان تقریباً آخری نمبر پر ہے، جس کا اسکور 0.33 ہے (**شکل 6.3.2**)۔ اگرچہ عالمی بینک کے B-READY انڈیکس میں پاکستان کا لیبر اسکور قدرے پست ہے، جو معتدل لیبر مارکیٹ ادارہ جاتی فریم ورک کی نشاندہی کرتا ہے، تاہم اس کا ضوابطی معیار اور کارکردگی ہم سروں کے مقابلے میں نسبتاً کمزور ہے، جو لیبر قوانین کی باضابطہ شقوں اور ان کے مؤثر نفاذ کے درمیان مستقل فرق کی نشاندہی کرتا ہے (**شکل 6.3.3**)۔

شکل 6.3.2: بنیادی لیبر حقوق کے ذیلی اشاریے، پاکستان کی درجہ بندی اور اسکور



Source: WJP Rule of Law Index

[62] اس باکس میں زیر بحث تجزیے کے اندر "روزگار کی تخلیق" کے ستون کو شامل نہیں کیا گیا، جس کا تعلق پیداواری روزگار کے لیے کافی مواقع کی دستیابی سے ہے۔ پاکستان کو اپنی بڑھتی ہوئی کام کاج کے قابل عمر کے افراد کی آبادی کے لیے مناسب پیداواری روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے حوالے سے مسلسل چیلنج کا سامنا ہے (پاکستان دفتر شماریات، 2025ء الف اور ب)۔ اس ستون پر **سیکشن 6.2** اور **سیکشن 6.3** میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

جائے کار پر حقوق: پاکستان نے افرادی قوت کے حقوق اور سہ فریقی مشاورت کے لیے کئی قانونی اور ادارہ جاتی طریقہ کار تشکیل دیے ہیں۔ ان میں جائے کار پر جنس، مذہب، معذوری وغیرہ کی بنیاد پر امتیاز برتنے کی ممانعت؛ جبری مشقت؛ رات کی شفٹوں کے لیے زیادہ اجرت؛ انجمن سازی اور اجتماع کی آزادی وغیرہ سے متعلق قوانین شامل ہیں۔ تاہم، نفاذ بالخصوص غیر رسمی معیشت میں محدود ہے۔ مثال کے طور پر، قوانین کے باوجود، خواتین کارکنوں کو ملازمت تک مساوی رسائی میں مسلسل رکاوٹوں کا سامنا ہے (آئی ایل او، 2018ء ب؛ آئی ایل او، 2023ء)، جبکہ ٹریڈ یونین کی تعداد کی شرح ہم سر معیشتوں کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم ہے (**شکل 6.3.4**)۔ اس کے علاوہ، کئی اور نقائص بھی ہیں، جیسے زرعی شعبے کے لیے پیشہ ورانہ حفاظت اور صحت کے ضوابط کی عدم موجودگی، اور مساوی قدر والے کام کاج کے لیے مساوی

جدول 6.3.1: پاکستان میں لیبر کے لحاظ سے اہم قانون سازی

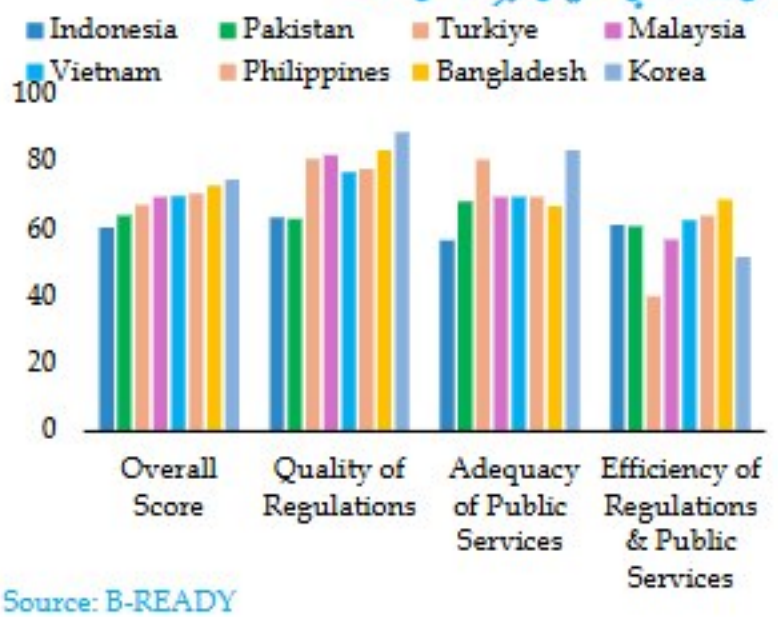
قانون/ایکٹ[a]	کوریج	نفاذی مسائل[b]
فیکٹریز ایکٹ، 1934ء	جائے کار پر صحت و تحفظ، جائے کار کی حالت، فیکٹریوں میں لیبر کی جانچ	لیبر کے معائنے کا کمزور نظام؛ جدید دور کی لیبر سے متعلق چیلنجز، مثلاً گگ اکانومی، کام کے ناسہولت حالات اور غیر رسمی شعبے سے متعلق مسائل سے نمٹنے کی محدود صلاحیت
صنعتی تعلقات ایکٹ، 2012ء (اور صوبائی آئی آر ایز)	ٹریڈ یونینز، مشترکہ بھاؤ تاؤ، لیبر کورٹس / این آئی آر سی کے ذریعے تنازعات کا تصفیہ	بالخصوص بڑی رسمی کاروباری کمپنیوں سے باہر، ٹریڈ یونینز کی رکنیت کی شرح بدستور بہت کم ہے
کم از کم اجرت آرڈیننس، 1961ء (وفاقی) اور صوبائی قانون سازی	کم از کم اجرت کا تقرر اور نظر ثانی	غیر رسمی شعبے اور چھوٹے کاروباری اداروں میں قوانین کی تعمیل کی شرح کم ہے
ایمپلائز اولڈ ایج بینفٹس ایکٹ (ای او بی آئی) 1976ء	نجی شعبے کے رجسٹرڈ کارکنوں کے لیے پنشن	غیر رسمی روزگار سے وابستہ 80 فیصد لیبر اس کے دائرۂ کار سے باہر ہیں
صوبائی ایمپلائز سوشل سیکیورٹی آرڈیننسز (1965ء)	میڈیکل کیئر، انجری اور میٹرنٹی فوائد	تاریخی طور پر اس کا دائرۂ کار بڑے اور رجسٹرڈ کاروباری اداروں تک محدود رہا ہے
جائے کار پر خواتین کا ہراسانی سے تحفظ ایکٹ 2010ء	جائے کار پر ہراسانی کا تصفیہ	غیر رسمی شعبے اور گھریلو کام کے ماحول تک اس قانون کی رسائی محدود ہے

ماخذ: [a] وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی ویب سائٹس؛ [b] علی و دیگر (2024ء ب)؛ آئی ایل او، 2015ء۔

معاوضہ لازمی قرار دینے، یا پلیٹ فارم ورکرز (فری لانس ورکرز) کے کارکنوں کے حقوق و فوائد کی ضابطہ کاری کے لیے قانونی فریم ورک کی عدم موجودگی (عالمی بینک، این۔ڈی۔بی۔)۔ نتیجتاً، پاکستان نے قومی سطح پر کارکنوں کے حقوق کی تعمیل میں 4.8 (10 میں سے) اسکور حاصل کیا، جبکہ بھارت نے 4.4 اور چین و ویتنام دونوں نے 9.1 اسکور کیا (آئی ایل او، بلا تاریخ)۔

سماجی تحفظ: محدود سماجی تحفظ کے باعث کارکنوں کو آمدنی اور روزگار کے دھچکوں کے شدید خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سماجی بیمے پر سرکاری اخراجات نسبتاً کم ہیں (**شکل 6.3.5**)۔ غیر رسمی کارکنوں کے لیے کوریج خاص طور پر کم ہے، جبکہ اہل رسمی شعبے کے کارکنوں میں بھی صرف تقریباً 34 فیصد صوبائی ملازمین سوشل سیکیورٹی اداروں میں رجسٹرڈ تھے (آئی ایل او، 2023ء ج)۔ بے روزگاری بیمے کی عدم موجودگی، محدود شراکتی مالکاری،[68] اور مالی پابندیاں لیبر مارکیٹ کے خطرات سے تحفظ کو مزید کمزور کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، قانون کمپنیوں کو بے روزگاری بیمے یا مستقل ملازمین کی صحت عاتمہ کے لیے براہ راست ادائیگی کرنے کا پابند نہیں کرتا۔ نجی شعبے کے ملازمین کے لیے حکومت کی طرف سے فراہم کردہ نہ ہی بے روزگاری بیمہ اسکیم ہے، یا حکومت کی مالی معاونت سے صحت عاتمہ کی کوئی (عالمی بینک، این۔بی۔ڈی۔) سہولت موجود ہے۔ یہ بات مدنظر رکھتے ہوئے کہ پاکستان میں پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے دوران ملازمین کے زخمی ہونے / چوٹ لگنے کا تناسب ایک لاکھ میں 2691 ہے، جو بھارت میں 325 اور فلپائن میں 227 ہے، اس لیے صحت کے سہولتی فوائد اور بیمہ نہ ہونے کی وجہ سے کارکن زد پذیر رہ جاتے ہے (آئی ایل او، این۔ڈی۔سی)۔

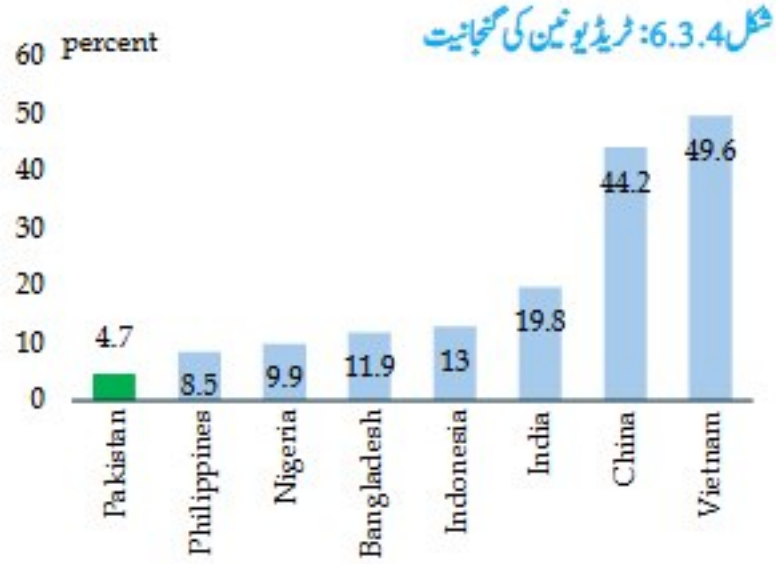
شکل 6.3.3: بی- ریڈی لیبر ضوابطی اسکور



Source: B-READY

[68] شراکتی مالکاری (Contributory Financing) سے مراد ایسا سماجی تحفظ کا نظام ہے جس میں کارکنوں، آجروں اور / یا حکومت کی جانب سے باقاعدہ حصہ داری کے ذریعے مالی اعانت کی جاتی ہے، جبکہ اس نظام کے تحت فراہم کیے جانے والے فوائد کا تعلق اس حصہ داری سے ہوتا ہے۔

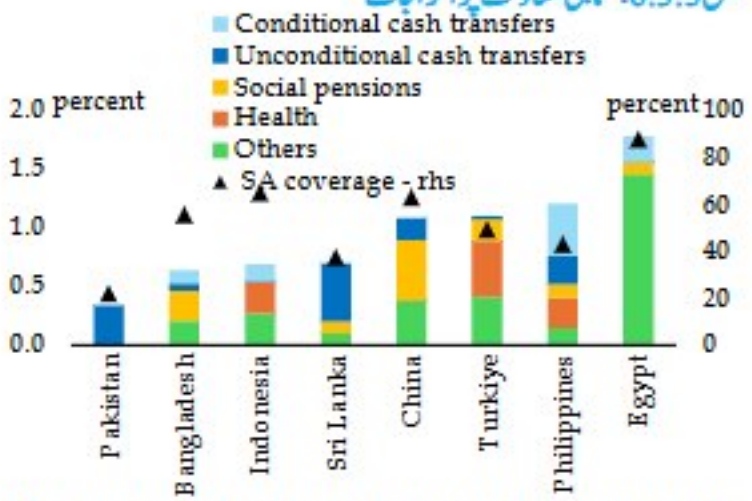
شکل 6.3.4: ٹریڈ یونین کی گنجائیت



Note: Latest available data is used; reference years may vary across countries.

Source: WB

شکل 6.3.5: سماجی معاونت پر اخراجات



Note: Latest available data; reference years may vary across countries. SA coverage is the share of population covered by at least one social protection benefit.

Source: WB

سماجی مکالمہ: پاکستان میں حکومت، آجر اور لیبر کے درمیان مشاورت کے لیے سہ فریقی اور دو طرفہ طریقہ کار موجود ہیں، لیکن لیبر کی منقسم باگ ڈور اور غیر رسمی کارکنوں کی کمزور نمائندگی کی وجہ سے ان کی اثر انگیزی محدود ہے۔ 15 سال میں پہلی نیشنل ٹرائی پارٹائٹ لیبر کانفرنس 2024ء نے پیشہ ورانہ تحفظ اور طبی سہولتوں، لیبر معیارات اور سماجی مکالمے کے لیے اپنے عزم کا اعادہ کیا۔[64] تاہم، انجمن سازی کی آزادی اور اجتماعی گفت وشنید کے موثر استعمال میں دیرینہ خلاؤں کے ساتھ ساتھ غیر رسمی نوعیت کا حجم، ان اداروں کے داخلی معاملات میں رسائی محدود کر دیتے ہیں (آئی ایل او، 2018ب)۔

اختتامیہ: حال ہی میں پاکستان نے صوبائی اقدامات کے ذریعے معقول کام کاج کے حوالے سے کچھ پیش رفت کی ہے۔ اس میں گھریلو ملازمین کے لیے سماجی تحفظ، گھریلو اور زرعی مزدوروں کی کم از کم اجرت میں توسیع، غیر رسمی مزدوروں کے لیے پنشن کوریج کی کاوشیں، اور سندھ و پنجاب میں مزدوروں کا عمومی تحفظ شامل ہیں (آئی ایل او، این۔ڈی۔سی، 2026ء)۔[65] تاہم، یہ اصلاحات ابتدائی مرحلے میں ہیں اور زیادہ تر صوبہ مخصوص ہیں، جس کی وجہ سے ان کی رسائی پاکستان کی غیر رسمی ورک فورس کے پیمانے کے مقابلے میں محدود ہے۔ مرکزی چیلنج قانون سازی اور نفاذ کے درمیان فرق ہے۔ روزگار کی فراہمی کی سست رفتار، کم معیار کی ملازمت، وسیع پیمانے پر غیر رسمی پن، آبادیاتی دباؤ، اور خواتین و نوجوانوں کا لیبر مارکیٹ سے اخراج ملک کی مناسب کام کاج کی کمی کو بڑھا رہے ہیں۔ اسے کمی کو دور کرنے کے لیے نہ صرف مزید ملازمتیں درکار ہیں بلکہ مضبوط لیبر اداروں اور سماجی تحفظ کی حمایت سے پیداواری، رسمی اور حقوق پر مبنی روزگار کی طرف بھی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

اس باکس کی تحریر میں علی احسن اور سید قمر حسین کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

باکس 6.4: پاکستان میں روزگار کی تخلیق کے تناظر میں تعلیم اور مہارتوں کے درمیان عدم مطابقت

تعلیم کی معاشی قدر کا انحصار صرف تعلیمی قابلیت حاصل کرنے پر نہیں، بلکہ اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ آیا حاصل کردہ علم اور مہارتیں دستیاب ملازمتوں کی ضروریات سے کس حد تک مطابقت رکھتی ہیں۔ تعلیم اور مہارتوں کے درمیان عدم مطابقت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب افراد مطلوبہ مہارتوں سے محروم ہوں، اپنی ملازمت کی ضروریات کے مقابلے میں زیادہ مہارت یا قابلیت رکھتے ہوں، یا ان کی مہارتیں فرسودہ ہو چکی ہوں اور دستیاب ملازمتوں کے تقاضوں سے مطابقت نہ رکھتی ہوں (**شکل 6.4.1**)۔ اس صورتِ حال کی عکاسی تعلیم و تربیتی نظام میں موجود خامیوں یا کارکنوں کی تعلیمی قابلیت کے مطابق ملازمتوں کی کمی سے ہو سکتی ہے۔ مہارتوں کی عدم مطابقت کے اثرات پوری لیبر مارکیٹ میں پائے جاتے ہیں۔ افراد کو بے روزگاری، کم اجرت، اپنی پیشہ ورانہ استعداد کا ناکافی استعمال اور ملازمت سے کم اطمینان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے؛ کاروباری اداروں کی پیداواریت اور مسابقت کمزور ہو سکتی ہے اور انہیں نئی ٹیکنالوجیز اپنانے میں مشکلات پیش آ سکتی ہیں؛ جبکہ معیشتوں کو بلند بے روزگاری، ساختی تبدیلی کے

---

[64] سہ فریقی مشاورت (Tripartite Consultation) کے آرٹیکل 5 کے مطابق، مشاورت ایسے مناسب وقفوں سے کی جانی چاہیے جن کا تعین باہمی اتفاقِ رائے سے کیا جائے، تاہم یہ مشاورت سال میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور ہونی چاہیے۔

[65] سندھ گھریلو ملازمین بہبود ایکٹ، 2025ء اور پنجاب لیبر کوڈ، 2026ء۔

محت عمل اور تعلیم و تربیت پر سرمایہ کاری سے کم نفع جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے (آئی ایل او 2020ء ب)۔ اس عدم مطابقت کو دور کرنا پیداواریت میں اضافے اور حقیقی معنوں میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

شکل 6.4.1: ہنر کی عدم مطابقت کی اقسام

Type of mismatch	Over-Skilling (Surplus of Skills)	Under-skilling (Deficit of Skills)	Skills Obsolesence (Outdated Skills)
What it means	Workers have more skills or a higher level of education than what the job requires	Workers' skills are below level required to perform the job effectively	Workers' skills become outdated/irrelevant due to technological change, digitisation or lack of regular practice
Key features	* Skills exceed job requirements * Results in underutilization of skills * May reduce job satisfaction	* Lacks necessary skills for the job * Leads to lower productivity and more errors * Inadequate training or education	* Once-relevant skills are no longer meet current market needs * Due to technological advancements

Source: Based on ILO, n.d.

پاکستان میں مہارتوں کی عدم مطابقت: پاکستان کا شمار دنیا بھر میں نوجوانوں کی کثیر آبادی والے ممالک میں ہوتا ہے (پاکستان دفتر شماریات، 2025ء الف اور ب)۔ آبادی کا یہ رجحان اکثر ایک ایسے ممکنہ آبادیاتی ثمر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جس سے مکمل فائدہ ابھی تک نہیں اٹھایا گیا ہے، تاہم اس امکان کو تعلیم اور مہارت کے مابین دیرینہ عدم مطابقت محدود کر دیتی ہے۔ اسٹیٹ بینک (2022ء) کے تخمینے کے مطابق 2031ء تک ملک میں کام کاج کے قابل متوقع آبادی کا تقریباً 54 فیصد حصہ ناخواندہ افراد یا صرف ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والوں پر مشتمل ہوگا۔ تاہم، یہ عدم مطابقت بیک وقت دو صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے: بعض پیشوں میں ہنر مند اور تعلیم یافتہ افراد کی کمی، جبکہ دیگر شعبوں میں ضرورت سے زیادہ تعلیمی قابلیت کے حامل مگر اپنی صلاحیتوں سے کم درجے کی ملازمتیں کرنے والے افراد کی موجودگی، اس صورتِ حال کے ساتھ گریجویٹ افراد میں مسلسل بلند بے روزگاری بھی پائی جاتی ہے،[66] جو نصاب اور صنعت کی ضروریات کے مابین ساختی عدم مطابقت کی عکاسی کرتی ہے۔

بین الاقوامی معیارات بھی اس عدم مطابقت کی تصدیق کرتے ہیں۔ 2025ء میں پاکستان کیو ایس ورلڈ فیوچر اسکلز انڈیکس میں 66ویں نمبر پر رہا اور مہارتوں اور ملازمتوں کے درمیان مطابقت کے حوالے سے اس کی کارکردگی کمزور تھی (**شکل 6.4.2**)۔[67] اسی طرح، عالمی بینک کے ہیومن کیپیٹل انڈیکس پلس (HCI+) میں پاکستان کا اسکور 129.6 ہے، جو جنوبی ایشیا کی اوسط 157.1 اور پست و متوسط آمدنی والے ممالک) پست آمدنی / پست متوسط آمدنی والے ممالک (s کی اوسط 171.5 سے کم ہے۔[68] مزید برآں، گلوبل ٹیلنٹ کمپیٹیٹیونس انڈیکس 2025ء میں پاکستان 135 ممالک میں سے 124ویں نمبر پر ہے۔ یہ انڈیکس کسی ملک کی انسانی سرمائے کو ترقی دینے اور موثر طور پر بروئے کار لانے کی صلاحیت کا جائزہ لیتا ہے۔ پاکستان پیشہ ورانہ، تکنیکی اور عمومی نوعیت کی موافقتی مہارتوں کے حوالے سے بھی ہم سر ممالک سے پیچھے ہے (**شکل 6.4.3**)۔[69] یہ نتائج پاکستان کے ٹیلنٹ ایکو سسٹم میں نمایاں کمزوریوں کو اجاگر کرتے ہیں، بالخصوص سازگار ماحول پیدا کرنے اور ہنر مند انسانی سرمائے کو راغب کرنے، ترقی دینے اور برقرار رکھنے کے حوالے سے۔

---

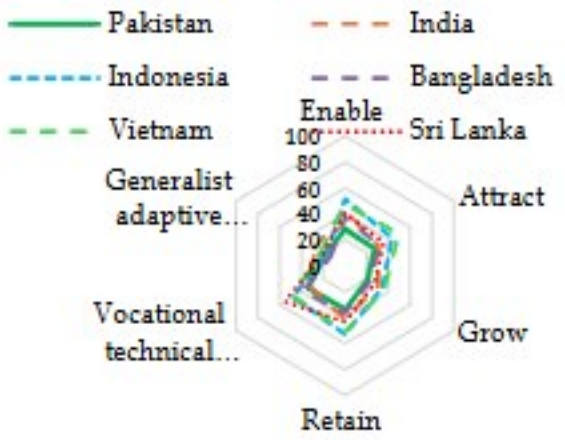
[66] علی و دیگر (2024ء)؛ عدنان (2023ء)؛ خان و دیگر (2022ء)؛ فاروق (2011ء)

[67] اسکلز فٹ (Skills Fit) اشاریہ اس مطابقت کی عکاسی کرتا ہے جو گریجویٹس کے حاصل کردہ ہنر اور آجروں کی جانب سے مطلوبہ مہارتوں کے درمیان پائی جاتی ہے۔ اس کی پیمائش مخصوص مہارتوں کی اہمیت اور گریجویٹس کی صلاحیتوں کے بارے میں آجروں کے اطمینان کی سطح کے درمیان فرق کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

[68] انسانی سرمائے کے اشاریے پلس (Human Capital Index Plus — HCI+) میں انسانی سرمائے کے حصول اور ارتقا کو تین ستونوں میں تقسیم کیا گیا ہے: صحت و غذائیت، تعلیم اور دورانِ ملازمت سیکھنے کا عمل۔ ہر ستون کو قابلِ پیمائش نتائج سے منسلک کیا گیا ہے، جس سے ممالک انسانی سرمائے میں موجود خامیوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ یہ صحت، سیکھنے یا روزگار کے شعبوں میں کب اور کہاں پیدا ہو رہی ہیں، اور ان کے ازالے کے لیے اسی مناسبت سے اقدامات کر سکیں۔

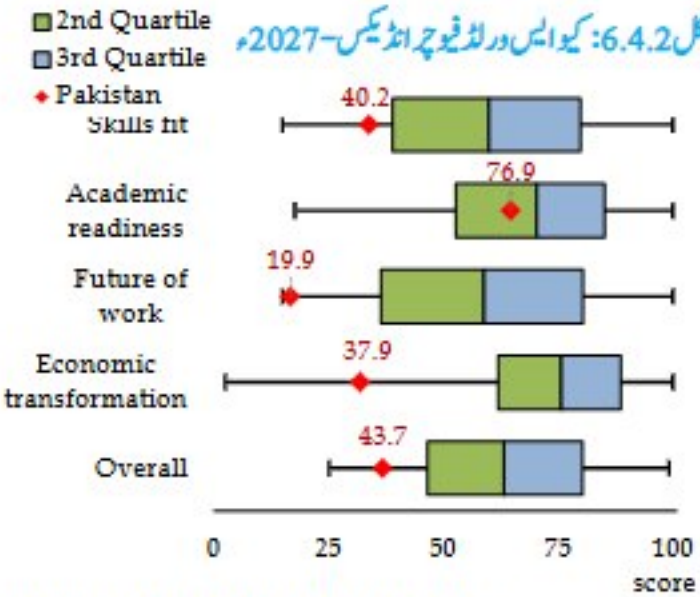
[69] عالمی ٹیلنٹ کا مسابقتی اشاریہ (Global Talent Competitiveness Index — GTCI) اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ کوئی ملک سازگار ماحول فراہم کر کے باصلاحیت افراد کو اپنی جانب راغب کرنے، انہیں برقرار رکھنے اور ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کی کتنی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ اشاریہ 2013ء میں انسیڈ (INSEAD) نے متعارف کرایا تھا۔ اس کے چار ان پٹ ستون — سازگار ماحول کی فراہمی (Enable)، باصلاحیت افراد کو راغب کرنا (Attract)، صلاحیتوں کو بڑھانا (Grow) اور پھر انہیں برقرار رکھنا — (Retain) ٹیلنٹ کی ترقی میں معاون حالات اور پالیسیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ جبکہ اس کے دو پیداواری ستون — پیشہ ورانہ و تکنیکی مہارتیں (Vocational and Technical Skills) اور عمومی اور جدید مہارتیں حاصل شدہ مہارتوں اور پیداواریت وجدت میں ان کے کردار کی پیمائش کرتے ہیں۔

شکل 6.4.3: جی ٹی سی آئی ملکی خاکے 2025ء– بلحاظِ ستون



Note: Score 0 means lowest and 100 means highest possible talent competitiveness.
Source: INSEAD

شکل 6.4.2: کیو ایس ورلڈ فیوچر انڈیکس– 2027ء



Note: 0 is low and 100 is maximum score.
Source: https://www.qs.com/world-future-skills-

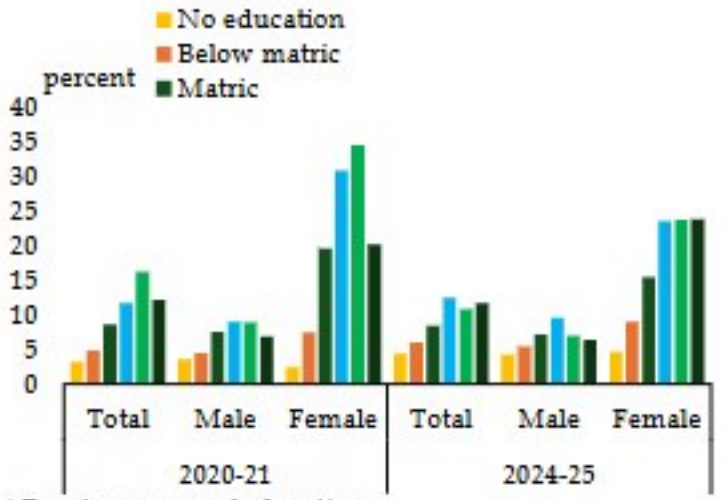
یہ مجموعی شواہد بنیادی تعلیمی قابلیت میں کمزوری کی نشاندہی کرتے ہیں، جو اعلیٰ تعلیم اور تربیت سے حاصل ہونے والے فوائد کو محدود کرتی ہے۔ تعلیمی اداروں اور تربیتی پروگراموں کو اکثر لیبر مارکیٹ کی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگ رہنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ تعلیم کے لیے ناکافی مالی وسائل اور کمزور تعلیمی ڈھانچے کی موجودگی میں مہارتوں میں یہ عدم مطابقت اس حد کو محدود کرتی ہے جہاں تک تعلیم کارکنوں کی آمدنی اور روزگار کے امکانات بہتر بنا سکتی ہے (شکیل و دیگر، 2024ء)۔ مختلف شعبہ ہائے تعلیم میں خاص طور پر اس کے معاشی فوائد بھی مختلف ہیں۔ لطیف و دیگر، (2024ء) کے مطابق، سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ اور ریاضی (STEM) کے شعبوں میں غیر STEM شعبوں کی نسبت مسلسل بلند اجرت کی پیشکشیں کی گئیں، جو تکنیکی اور تجزیاتی مہارتوں کی نسبتاً زیادہ طلب کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ صورتِ حال اس امر کو نمایاں کرتی ہے کہ تعلیم اور تربیت کو آجروں کی بدلتی ہوئی ضروریات کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔ مزید برآں، معیشت کا بڑا حصہ غیر رسمی اور کم پیداواری شعبوں پر مشتمل ہے، جہاں نسبتاً کم تعداد میں ایسی ملازمتیں پیدا ہوتی ہیں جن کے لیے اعلیٰ سطح کی مہارتیں درکار ہوں۔ تحقیق و ترقی (R&D) اور خود کاریت میں نجی شعبے کی پست سرمایہ کاری، نیز صنعت اور تعلیمی اداروں کے درمیان کمزور روابط کے باعث اعلیٰ درجے کی مہارتوں کی طلب مزید محدود ہو جاتی ہے (احمد اور خان، 2018ء)۔

تعلیم کی مختلف سطحوں کے لحاظ سے شرحِ بے روزگاری بھی مہارتوں میں عدم مطابقت کی تصدیق کرتی ہے۔ بغیر تعلیم کے کارکنوں میں شرحِ بے روزگاری سب سے کم، جبکہ انٹرمیڈیٹ کی سطح تک تعلیم حاصل کرنے والوں میں سب سے زیادہ ہے (شکل 6.4.4)۔ گریجویشن اور اس سے اعلیٰ سطح تعلیم پر شرحِ بے روزگاری میں معمولی بہتری نظر آتی ہے، تاہم انٹرمیڈیٹ کی سطح پر اس کا بلند رہنا ثانوی تعلیم اور ملازمت کے لیے درکار مہارتوں کے درمیان بڑھتے ہوئے فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ خواتین میں تعلیم کی تمام سطحوں پر شرحِ بے روزگاری نسبتاً زیادہ ہے، جو ان کے لیے موزوں ملازمتوں کے محدود مواقع کی عکاس ہے۔ اس صورتِ حال کی مزید توثیق اس امر سے ہوتی ہے کہ مجموعی بے روزگار افراد میں ان کارکنوں کا تناسب بھی بلند ہے، جنہیں پہلے کبھی کام کرنے کا کوئی تجربہ نہیں (**شکل 6.4.5**)۔

چوتھے صنعتی انقلاب اور ماحول دوست صنعتی ترقی کے تناظر میں چیلنجز: اگرچہ مجموعی طور پر تکنیکی ترقی لیبر مارکیٹ کی ضروریات کو تبدیل کر رہی ہے، جس سے زیادہ مہارت رکھنے والے کارکنوں کی طلب بڑھ رہی ہے، تاہم چوتھے صنعتی انقلاب اور ماحول دوست صنعتی ترقی کی جانب بڑھتے ہوئے رجحانات نے مہارتوں میں عدم مطابقت کے چیلنج کو مزید بڑھا دیا ہے۔ چوتھا صنعتی انقلاب اور ماحول دوست صنعتی ترقی دونوں متعدد شعبوں، مثلاً انجینئرنگ، انفارمیشن ٹیکنالوجی، بایو ٹیکنالوجی، ماحولیاتی سائنس اور ضابطہ کاری، کے اشتراک سے تشکیل پاتی ہیں، ان شعبوں میں ایسے کارکنوں کو فوقیت حاصل ہوتی ہے جنہیں سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ اور ریاضی (STEM) کی بنیادی سمجھ، ڈجیٹل اور ڈیٹا سے متعلق مہارتیں، مسائل حل کرنے اور تجزیاتی اہلیت حاصل ہو، اور جو ٹیکنالوجی میں تیز رفتار تبدیلی کے ساتھ مسلسل نئی مہارتیں سیکھنے کی استعداد رکھتے ہوں۔

مزید برآں، ماحول دوست معیشت کی جانب منتقلی کے لیے ضروری ہے کہ ماحول دوست مہارتوں کو جداگانہ مہارتوں کے بجائے عمومی تربیت کا حصہ بنایا جائے۔ الیکٹریشنز، انجینئرز، تعمیراتی کارکنوں اور ٹیکسٹائل کے تکنیکی عملے کو مستقبل میں قابلِ تجدید توانائی، توانائی کی بچت، صاف تر پیداواری طریقوں اور ماحولیاتی ضوابط کی پابندی کے بارے میں بڑھتی ہوئی مہارتوں کی ضرورت ہوگی۔ اسی لیے بین الاقوامی ادارۂ محنت (آئی ایل او، 2022ء) نے پیشہ ورانہ معیارات، نصاب اور تربیتی نظام میں ماحول دوست مہارتوں کو شامل کرنے پر زور دیا ہے۔

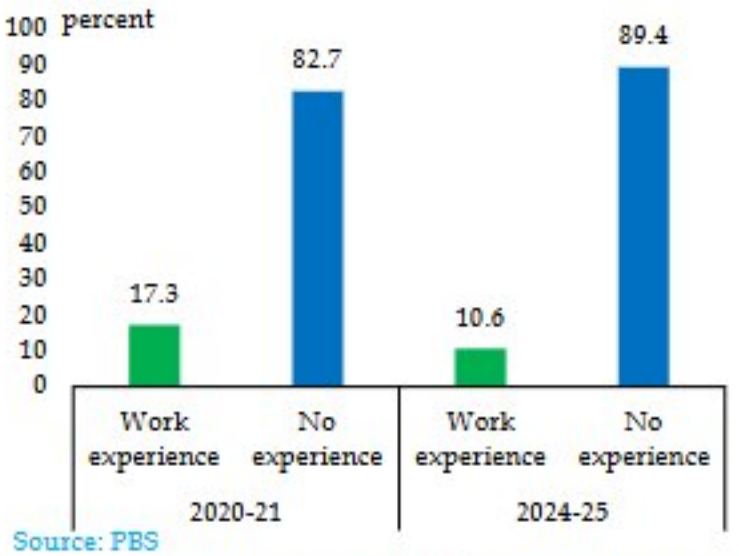
شکل 6.4.4: بے روزگاری کی شرح بلحاظِ تعلیمی سطح



* Fourteen years of education

Source: PBS

شکل 6.4.5: کام کاج کے سابقہ تجربے کے لحاظ سے بے روزگاری کی شرح



Source: PBS

مہارتوں میں عدم مطابقت کا منظم اندازے سے ازالہ: عالمی اقتصادی فورم کے سروے (2025الف) کے مطابق، آجروں کو مہارتوں کی طلب میں بڑی تبدیلی کی توقع ہے، جس میں تقریباً 85.0 فیصد آجر موجودہ عملے کی مہارتوں میں اضافے پر توجہ دیتے، جبکہ 70.0 فیصد نئے ہنر مند افراد بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان تبدیلیوں سے ہم آہنگ رہنے کے لیے اداروں کو فرسودہ عہدوں کو مرحلہ وار ختم کرنے اور ملازمین کو بدلتی ہوئی ضروریات کے مطابق نئے کرداروں میں منتقل کرنے کی ضرورت ہے۔ عالمی تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملازمین کو برقرار رکھنے کے لیے دوبارہ مہارت حاصل کرنے کے مضبوط مواقع، کیریئر میں ترقی کے واضح راستے اور کارکنوں کی فلاح و بہبود مرکزی اہمیت اختیار کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں حکومت کی معاونت سے تربیتی اقدامات کو بھی وسیع حمایت حاصل ہے۔ اعلیٰ تعلیم کی روایتی ڈگریاں اب تیزی سے تبدیل ہوتی ٹیکنالوجی کے ساتھ قدم ملانے کے لیے کافی نہیں رہیں۔ اس خلا کو پر کرنے کے لیے جامعات اور کاروباری اداروں کو مل کر ایسے تعلیمی پروگرام تیار کرنے چاہئیں جنہیں بدلتی ہوئی ضروریات کے مطابق بروقت ڈھالا جا سکے۔ اگرچہ بڑی کمپنیاں جدید ٹیکنالوجی سے متعلق تربیت کو وسیع پیمانے پر فراہم کرنے میں بہتر کارکردگی دکھاتی ہیں، تاہم اس امر کو یقینی بنانے کے لیے عوامی پالیسی کی ضرورت ہے کہ مختصر دورانیے کی مخصوص مہارتوں پر مبنی اسناد (مائیکرو کریڈنشلز) کو وسیع پیمانے پر تسلیم کیا جائے اور ان تک چھوٹے کاروباری اداروں کے ملازمین اور محروم طبقات کی بھی رسائی ہو (عالمی بینک، 2026ء)۔

اگرچہ تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت (TVET) بھی اس فرق کو دور کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے، تاہم اس کی افادیت کا انحصار لیبر مارکیٹ کی طلب کے مطابق اس کی فعالیت بڑھانے پر ہے۔ ویتنام کی مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ وسیع پیمانے پر معیاری تعلیم کی فراہمی ساختی تبدیلی کے عمل میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ ابتدائی تعلیم تک رسائی بڑھا کر ویتنام نے مضبوط بنیادی مہارتوں کی حامل افرادی قوت تیار کی، جس سے کارکنوں کی زراعت سے زیادہ پیداواری غیر زرعی روزگار کی جانب منتقلی میں مدد ملی (عالمی بینک، 2014ء)۔ اسی طرح، بنگلہ دیش کے گارمنٹس کے شعبے میں خواتین کی قیادت پر سرمایہ کاری نے صنفی مساوات اور پیداواری صلاحیت، دونوں کو بہتر بنانے میں مدد دی (آئی ایف سی، آئی ایل او، 2025ء)۔ جرمنی کا دوہرا تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کا نظام (VET)، جس میں کلاس روم میں تدریس کے ساتھ آجروں کے تحت منظم عملی تربیت بھی شامل ہے، نوجوانوں میں بے روزگاری کو کم رکھنے اور مہارتوں کو صنعت کی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے میں معاون ثابت ہوا ہے۔

پاکستان نے تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے ڈھانچے کو وسعت دی ہے اور مہارتوں پر مبنی تربیت متعارف کرائی ہے، تاہم اس نظام کو مسلسل متعدد چیلنجز درپیش ہیں، جن میں فرسودہ نصاب، ناکافی آلات، صنعت کے ساتھ کمزور روابط اور تربیت دینے والے اساتذہ کی محدود استعداد شامل ہیں (اسٹیٹ بینک، 2019ء)۔ اس بات کے پیشِ نظر کہ تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کا مؤثر نظام طلب پر مبنی، گنجائشی اور آجروں کے ساتھ قریبی روابط کا حامل ہونا چاہیے (عالمی بینک، آئی ایل او، یونیسکو، 2023ء)، پاکستان کو نصاب کی تیاری، پیشہ ورانہ معیارات کے تعین، عملی تربیت اور زیرِ تربیت افراد کی جانچ کے عمل میں صنعت کی شمولیت کو مضبوط بنانا چاہیے۔

نتیجہ: پاکستان کو ڈجیٹل اور ماحول دوست مہارتوں سے متعلق ایک مربوط حکمتِ عملی اپنانے کی ضرورت ہے، جسے قومی سطح پر مہارتوں کی ضروریات کا باقاعدگی سے تعین کرنے والا ایسا نظام تقویت دے جو ابھرتی ہوئی شعبہ جاتی اور پیشہ ورانہ ضروریات کی باقاعدگی سے نشاندہی کرے۔ صنعت، تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے اداروں اور جامعات کے درمیان مضبوط شراکت داری؛ جامعات اور تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے نصاب میں سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ، ریاضی، ڈجیٹل اور بین الشعبہ جاتی ماحول دوست ٹیکنالوجی کی مہارتوں کا ارتباط؛ نصاب کی مسلسل تجدید؛ تربیت فراہم کرنے والے اساتذہ کی مہارتوں میں اضافہ؛ اور نتائج پر مبنی نگرانی اس مقصد کے لیے ناگزیر ہے۔ مزید برآں، حکومت تربیت پر اخراجات کرنے والے کاروباری اداروں کو مساوی معاونتی گرانٹس (میچنگ گرانٹس) یا ٹیکس میں رعایت جیسی مراعات بھی فراہم کر سکتی ہے۔ ان اقدامات سے پاکستان مہارتوں میں عدم مطابقت کو کم کر کے اپنی نوجوان افرادی قوت کو تکنیکی ترقی، ماحول دوست معیشت میں مسابقت اور پیداواری روزگار کا موثر ذریعہ بنا سکتا ہے۔

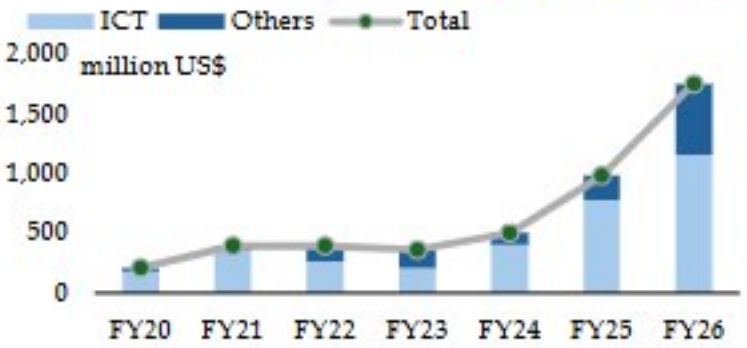
*اس باکس کی تحریر میں سید قمر حسین کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

اکس 6.5: گگ معیشت (Gig Economy) اور روزگار کا مستقبل[70]

پاکستان کی 58.3 فیصد آبادی 25 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے (پاکستان دفتر شماریات 2025ء الف)، جبکہ ملک میں 15 سے 29 سال کی عمر کے نوجوانوں کی آبادی 2050ء تک بڑھ کر 99.8 ملین تک پہنچنے کا امکان ہے (وزارتِ منصوبہ بندی، ترقی و خصوصی اقدامات، 2024ء)۔ نوجوانوں کی یہ بڑی آبادی ملک کی افرادی قوت میں تیزی سے اضافے کا باعث بن رہی ہے۔ تاہم، اس افرادی قوت کو ملکی لیبر مارکیٹ میں کھپانا بدستور ایک بڑا چیلنج ہے۔ اس تناظر میں، گگ اکانومی (جہاں لیبر مارکیٹ میں رسمی ملازمین کی نسبت جزوقتی کام کاج کرنے والے افراد کی تعداد زیادہ ہو) نوجوانوں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرنے کا ایک ممکنہ ذریعہ دکھائی دیتی ہے۔[71] پاکستان کی فری لانسنگ برآمدات میں اضافے کے پس منظر میں اس شعبے کی صلاحیتوں سے متعلق توقعات بھی بڑھی ہیں۔ لیکن، کیا پاکستان جیسی معیشت میں گگ اکانومی لیبر مارکیٹ میں نووارووں کو روزگار فراہم کر سکتی ہے اور انہیں پیداواری اور مناسب روزگار کے مواقع دے سکتی ہے؟ ویب پر مبنی گگ اکانومی پر توجہ دیتے ہوئے باکس میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

افرادی قوت کو جذب کرنے کی صلاحیت: اگرچہ گگ اکانومی کی تعریف مختلف ممالک میں مختلف انداز سے کی جاتی ہے، تاہم اس کی دو بڑی اقسام ہیں: (الف) آن لائن یا ویب پر مبنی پلیٹ فارم کے ذریعے کام، مثلاً ڈیجیٹل نوعیت کے چھوٹے موٹے کام؛ اور (ب) بَرمقام پلیٹ فارم کے ذریعے کام، (مثلاً مقامی سطح پر سواری یا کھانا پہنچانے جیسی ایپ پر مبنی حسبِ طلب خدمات)۔[72] پاکستان میں دونوں اقسام کی گگ اکانومی سے وابستہ کارکنوں کی تعداد تقریباً 2.2 ملین ہے۔ مجموعی برسرِ روزگار افرادی قوت میں گگ اکانومی کے کارکنوں کا حصہ تقریباً 2.8 فیصد ہے، جبکہ ویب پر مبنی گگ کارکنوں کا حصہ محض 0.08 فیصد ہے (پاکستان دفتر شماریات، 2025 الف)۔

شکل 6.5.1: پاکستان کی فری لانسنگ برآمدات



Note: ICT and other services exports include export earnings received on account of ICT and non-ICT services, respectively, rendered to overseas firms. Examples of non-ICT services may include research writing and clerical services, among others.

Source: SBP

یہ صورتِ حال صرف پاکستان تک محدود نہیں، کیونکہ دیگر معیشتوں میں بھی مجموعی برسرِ روزگار افرادی قوت میں گگ اکانومی کے کارکنوں کا تناسب تقریباً اسی نوعیت کا ہے۔ مثال کے طور پر، بھارت اور برطانیہ میں یہ تناسب تقریباً 1.4 فیصد، جبکہ دنیا کی سب سے بڑی گگ معیشت رکھنے والے ملک امریکہ میں اس کا تخمینہ تقریباً 2 فیصد ہے (سی آئی پی ڈی؛ دتا اور چین، 2023ء)۔[73] یہ اعداد و شمار کچھ حد تک زیادہ بھی ہو سکتے ہیں، کیونکہ گگ اکانومی سے وابستہ متعدد افراد کل وقتی ملازمت بھی کرتے ہیں اور گگ ورک (جزوقتی کام کاج) ان کے لیے اضافی آمدنی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ تعریف اور پیمائش سے متعلق مسائل کے باوجود، یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ دیگر شعبوں میں روزگار کے مقابلے میں گگ اکانومی افرادی قوت کو بڑے پیمانے پر کھپانے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

پیداواری اور باعزت روزگار: گگ اکانومی روایتی روزگار سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس میں زیادہ تر عارضی یا جزوقتی کام فراہم کیا جاتا ہے۔ اس تناظر میں، بَرمقام گگ اکانومی پست پیداواریت اور باعزت روزگار تک محدود رسائی کی حامل ہے، جس کا پاکستان کی مجموعی گگ اکانومی کے کارکنوں میں حصہ 97.1 فیصد ہے۔ یہ شعبہ محض پست پیداواریت، غیر رسمی روزگار اور باعزت کام کاج کی کمی جیسے مسائل کو برقرار رکھتا ہے، جن پر بالترتیب **سیکشن 6.2 اور 6.3** میں بحث کی گئی ہے۔

---

[70] بین الاقوامی ادارۂ محنت (ILO) کے مطابق، گگ اکانومی (Gig Economy) سے مراد ایسی لیبر مارکیٹ ہے، جس میں ادارے یا افراد ڈیجیٹل لیبر پلیٹ فارمز کے ذریعے کارکنوں سے قلیل مدتی کاموں، منصوبوں یا حسبِ طلب خدمات کے لیے رابطہ کرتے ہیں۔ اس نظام میں روایتی طویل مدتی ملازمت کے معاہدوں کے بجائے فی کام ادائیگی یا فری لانس بنیادوں پر کام کیا جاتا ہے (ماخذ: آئی ایل او، 2018ج)۔

[71] بیشتر معیشتوں میں آن لائن گیگ ورکرز، خدمات کے شعبے کے دیگر کارکنوں کے مقابلے میں کم عمر ہوتے ہیں۔ اسی طرح، وہ لیبر مارکیٹ میں یکساں نوعیت کے پیشوں سے وابستہ کارکنوں اور غیر رسمی شعبے کے کارکنوں کے مقابلے میں بھی کم عمر ہوتے ہیں۔ پاکستان میں تقریباً 67 فیصد آن لائن کارکنوں کی عمریں 15 سے 29 سال کے درمیان ہیں، جبکہ یکساں نوعیت کے پیشوں سے وابستہ دیگر کارکنوں میں یہ تناسب 32 فیصد ہے (ماخذ: دتا اور چین، 2023ء)۔

[72] بھارت میں گگ ورکر سے مراد ایسے افراد ہیں جو روایتی ملازم–آجر تعلقات سے بالاتر سرگرمیوں میں حصہ لیتے اور کماتے ہیں؛ اس میں اصالتاً (physical) اور ویب والے یعنی دونوں کارکن شامل ہیں (وزارتِ محنت، 2020ء)۔ برطانیہ گگ اکانومی کو یوں بیان کرتا ہے کہ "افراد یا کمپنیوں کے درمیان ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے کام کاج کے بدلے پیسوں کا تبادلہ، جو فراہم کنندگان اور صارفین کے درمیان مختصر مدت اور کام کی بنیاد پر ادائیگی کی بنیاد پر ہو" (لو پے کمیشن، 2024ء)۔ امریکہ میں گگ اکانومی یا گگ ورکرز کی واضح تعریف نہیں ہے؛ تاہم، یہ ظاہر ہے کہ ایسے کام کاج میں الیکٹرانک طور پر ثالثی شدہ مشروط کام بھی شامل ہو سکتے ہے (بی ایل ایس، 2017ء)۔

[73] بھارت کے لیے ان اعداد و شمار کا تخمینہ عالمی بینک سے حاصل شدہ ڈیٹا کی بنیاد پر لگایا گیا ہے عالمی بینک (2025ء ای) اور شرمن اور شرما (2025ء)۔

اس کے برعکس، پاکستان میں ویب پر مبنی گگ اکانومی ایک نسبتاً مختلف اور پیچیدہ صورتِ حال پیش کرتی ہے۔ اگرچہ ویب پر مبنی گگ کارکنوں کا حصہ گگ اکانومی کے مجموعی کارکنوں میں 3 فیصد سے بھی کم ہے (پاکستان دفتر شماریات۔ 2025 الف)، تاہم پاکستان نے ویب پر مبنی پلیٹ فارم ورک (فری لانسنگ) کی عالمی مارکیٹ میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے اور دنیا کی سرکردہ مارکیٹوں میں شمار ہوتا ہے (پے یونیئر، 2025ء؛ بول، 2024ء)۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش مل کر عالمی آن لائن گگ اکانومی کی افرادی قوت کی فراہمی کا نصف حصہ فراہم کرتے ہیں (دتا اور چین، 2023ء)۔ پاکستان کے ویب پر مبنی کارکنوں کی برآمدی آمدنی گذشتہ دو برسوں میں دوگنی ہو کر 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئی ہے (**شکل 6.5.1**)۔ کارکنوں کی نسبتاً کم تعداد کے تناظر میں یہ صورتِ حال قدرے بلند پیداواریت کی نشاندہی کرتی ہے۔ آن لائن گگ کارکنوں کی ماہانہ آمدنی بھی غیر رسمی شعبے کے کارکنوں کے مقابلے میں نمایاں طور پر زیادہ ہے (دتا اور چین، 2023ء)۔

اس کے علاوہ، ویب پر مبنی گگ ورک کے متعدد فوائد ہیں۔ انفرادی سطح پر یہ شرحِ مبادلہ میں کمی کے اثرات کے مقابلے میں ایک تحفظ فراہم کرتا ہے، کیونکہ اس شعبے میں اجرت عموماً امریکی ڈالر یا دیگر غیر ملکی کرنسیوں میں طے ہوتی ہے۔ مزید برآں، ہر مقام گگ اکانومی کے برعکس، ویب پر مبنی گگ اکانومی میں خدمات کی تجارت خاصی آسان ہے، کیونکہ ڈجیٹل خدمات دوسرے ملکوں میں فراہم کی جاسکتی ہیں، جس سے فری لانسرز کو عالمی منڈیوں تک رسائی کا موقع ملتا ہے۔ فری لانسنگ میں کام کاج کے اوقات میں گنجائش اور دور سے بیٹھ کر کام کرنے کی سہولت بھی موجود ہے، جسے نوجوان طبقہ ترجیح دیتا ہے۔[74] یہ طلبہ اور نوجوان پیشہ ور افراد کے لیے اضافی آمدنی کا ایک قابلِ عمل ذریعہ بھی فراہم کرتی ہے۔ معاشرتی سطح پر، ویب پر مبنی گگ ورک ایک سے دوسری جگہ جانے کی ضرورت اور کام کے مقررہ اوقات کی پابندی کو کم کر کے خواتین کی لیبر فورس میں شرکت بڑھانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔[75]

تاہم، اگرچہ ویب پر مبنی گگ ورک قلیل مدت میں پیداواری ثابت ہو سکتا ہے، لیکن طویل مدت میں روزگار پیدا کرنے اور پیداواریت بڑھانے کے امکانات محدود ہیں۔ مثال کے طور پر، ایسے کاروباری ماڈلز کے برعکس جنہیں بڑے پیمانے پر وسعت دی جاسکتی ہے، فری لانسنگ گگ کارکنوں کے وقت اور سرمائے کی وجہ سے محدود رہتی ہے، جس کے باعث اس ماڈل کو بڑے پیمانے پر وسعت دینا اکثر مشکل ہوتا ہے (فیور اور روساتی، 2020ء؛ **باکس 5.2**)۔ فری لانسنگ میں پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع بھی نسبتاً کم ہوتے ہیں، کیونکہ تربیت اور فیڈبیک کی کمی کے باعث کارکنوں کو کسی مخصوص ادارے سے وابستہ مہارتیں حاصل کرنے کے مواقع نہیں ملتے۔ دیگر غیر رسمی کارکنوں کے مقابلے میں آن لائن گگ کارکنوں کو بے روزگاری اور روزگار کے عدم تحفظ کا خطرہ بھی زیادہ لاحق ہوتا ہے۔ مزید برآں، ان کی آمدنی میں اضافے کے امکانات محدود رہتے ہیں، خصوصاً گگ کاموں کے لیے جن میں اعلیٰ سطح کی مہارت درکار نہیں ہوتی (زید و دیگر، 2024ء)۔

مزید برآں، مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence—AI) کے باعث روزگار کے مواقع متاثر ہونے کا خدشہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے، کیونکہ پاکستان میں 23.2 فیصد فری لانسرز ایسے پیشوں سے وابستہ ہیں جو مصنوعی ذہانت کے اثرات سے متاثر ہو سکتے ہیں، مثلاً پروگرامنگ، ویب ڈویلپمنٹ اور تحقیقی تحریر نویسی (اے ڈی بی-پاقلہ، 2024ء)۔ یہ صورتِ حال بڑے پیمانے پر گگ ورکرز کی مہارتوں کو بہتر بنانے اور انہیں نئی مہارتیں سکھانے کے لیے ترجیحی اقدامات کی ضرورت کو مزید اجاگر کرتی ہے۔[76]

مزید برآں، پاکستان کے سطحِ سوم شہروں میں رہنے والے کارکنوں کو ڈجیٹل بنیادی ڈھانچے کی محدود دستیابی، انٹرنیٹ کی بندش یا تعطل، تعلیم اور انگریزی زبان کی کمزور مہارتوں اور بجلی کی ناکافی فراہمی کے باعث ویب پر مبنی گگ ورک تک رسائی میں مشکلات کا سامنا ہے۔[77] پاکستان میں ویب پر مبنی گگ کارکنوں کی جغرافیائی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ آن لائن گگ کارکنوں میں تیسرے درجے کے شہروں کا حصہ 36 فیصد ہے، جبکہ بنگلہ دیش میں یہ 44 فیصد، بھارت میں 41 فیصد، میکسیکو میں 71 فیصد اور چین میں 78 فیصد ہے (دتا اور چین، 2023ء)۔ ان چیلنجز اور رکاوٹوں کے باعث، انفرادی اور معاشرتی سطح پر متعدد فوائد کے باوجود، گگ اکانومی کو پیداواریت اور باعزت روزگار پیدا کرنے کا ایک مؤثر محرک قرار نہیں دیا جاسکتا۔

*اس باکس کی تحریر میں الماس کریم اور طلحہ علی مدنی کی معاونت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

---

[74] جین زی کا اس قسم کے کام کاج کی طرف رجحان زیادہ ہے جہاں لگا بندھا کام کرنے کے بجائے انہیں گنجائش میسر ہو (ماخذ: ٹیلوائٹ 2025ء؛ اپ ورک، 2024ء)۔

[75] گگ ورکرز کی کُل تعداد میں مرد و خواتین کا حصہ بالترتیب 3.0 فیصد اور 2.5 فیصد ہے (ماخذ: پی بی ایس، 2025ء الف)۔

[76] وفاقی حکومت پہلے ہی وزیرِ اعظم کے یوتھ پروگرام کے تحت مائکروسافٹ، کورسیرا اور ای ڈی ایکس کے اشتراک سے ایسی تربیت دے رہی ہے۔ اب تک اس پروگرام کے ذریعے ڈجیٹل مہارتوں کی صرف 0.1 ملین اسناد دی جاچکی ہیں (ماخذ: وزیرِ اعظم یوتھ پروگرام، تاریخ دستیاب نہیں)۔

[77] دتا اور چین (2023ء) نے شہروں کو تین زمروں میں تقسیم کیا: دارالحکومت شہر بمثالِ نوی شہر، جو دارالحکومت کے علاوہ ملک کے دس سب سے بڑے شہروں کے طور پر تعریف کیے گئے ہیں؛ اور تیسرے درجے کے شہر، جو دارالحکومت سے باہر چھوٹے شہر اور قصبے اور دس سب سے بڑے شہر شامل ہیں۔

ضمیمہ 6 الف: 1990–2025ء کے دوران منتخب ہم سر معیشتوں کے لیے جی ڈی پی کی نمو، فی کس آمدنی، اور ان کے فرق کا عددی سر (coefficients of variations)

جدول 6 الف۔1: 1990ء تا 2025ء جی ڈی پی نمو اور فی کس آمدنی

جی ڈی پی نمو فیصد میں؛ فی کس آمدنی ڈالر میں

	جی ڈی پی نمو				فی کس آمدنی			
	اوسط	کم از کم	زیادہ سے زیادہ	فرق کا عددی سر	اوسط	کم از کم	زیادہ سے زیادہ	فرق کا عددی سر
چین	8.6	2.3	14.3	33.9	4,947	330	14,230	94.6
ایتھوپیا	6.8	-8.7	13.6	77.8	417	110	1,110	75.7
ویتنام	6.7	2.6	9.5	22.9	1,587	110	4,970	91.4
یوگنڈا	6.2	3.0	11.5	34.5	542	180	1,120	54.9
انڈیا	6.1	-5.8	9.7	44.6	1,142	330	2,760	66.5
کمبوڈیا	5.8	-34.8	13.3	130.1	1,000	170	2,750	79.9
بنگلہ دیش	5.5	3.4	7.9	21.3	1,055	290	2,880	83.5
ملائیشیا	5.4	-7.4	10.0	70.2	7,070	2,420	12,380	46.3
گھانا	5.2	0.5	14.0	45.1	1,130	270	2,630	70.3
انڈونیشیا	4.7	-13.1	8.2	74.1	2,263	560	5,120	67.6
سری لنکا	4.3	-7.3	8.7	79.3	2,201	490	4,670	67.2
پاکستان	**4.0**	**-1.3**	**7.8**	**51.2**	**921**	**370**	**1,560**	**46.3**
تھائی لینڈ	3.8	-7.6	11.2	101.4	4,159	1,540	7,690	48.6
ایل ایم آئی سی	4.9	-4.2	7.5	40.8	1,256	448	2,488	55.8
ایل آئی سی	3.2	-3.2	7.1	77.9	510	250	811	37.0

ماخذ: عالمی بینک

References:

Aboohamidi, A. & Chidmi, B. (2013). Female Labor Force Participation in Pakistan and Some MENA Countries. Annual Meeting, February 2-5, 2013, Orlando, Florida 143097, Southern Agricultural Economics Association.

Ackrill, R. & Igudia, E. (2023). Analysing the Informal Economy: Data Challenges, Research Design, and Research Transparency, *Review of Development Economics*, 28(4), 1971–1993.

ADB (2022). Pakistan's Economy and Trade in the Age of Global Value Chains. Asian Development Bank, Manila.

ADB & PAFLA (2024). Freelancing Landscape of Pakistan. Asian Development Bank and Pakistan Freelancers Association, Manila and Karachi.

ADB & WTO (2025). Global Value Chain Development Report 2025: Rewiring GVCs in a Changing Global Economy. Asian Development Bank and World Trade Organization, Washington, D.C. and Manila.

Adnan, R. (2023). Privoconomy: Private-Sector's Impact on Pakistan's Unemployment & Shrinking Employability of Human Capital. *PIDE Discourse 2023-06.*

Ahmad, S. & Khan, R. (2018). The Mismatch Between Education and Labour Market Demands and Its Impact on Youth Unemployment in Pakistan, *Flinders University repository.*

Ahmed, I., and Qayyum, A. (2007). Do Public Expenditure and Macroeconomic Uncertainty Matter to Private Investment? Evidence from Pakistan, *The Pakistan Development Review*, 46(2), 145–161.

Ahsan, H. & Urooj, A. (2026). Decoding Joblessness in Pakistan: A Generational and Temporal Analysis, *PIDE Working Paper*, 2026:06.

AI Preparedness Index (2023). IMF, Available at: https://www.imf.org/external/datamapper/AI_PI@AIPI/ADVEC/EME/LIC, Accessed on July 30, 2026.

AIPRM. (2025). AIPRM. Available at: https://www.aiprm.com/robotics-statistics/, Accessed on August 1, 2026.

Ali, W., Rahman, A. & Karsidi, R. (2024a). Sustainable Skill Development in Pakistan: Bridging Gaps in Vocational and Technical Education Policy – A Systematic Literature Review, *Society*, 12(2), 656–673.

Ali, A., Javed, M. A., Khurshid, W., Hussain, S., Khan, M. R. & Islam, M. U. (2024b). Critical Evaluation of Labour Related Policies, Regulations, Practices and Welfare Activities in the Context of Industrial Development and Social Protection in Pakistan. *Khyber Journal of Public Policy.*

Anbazhagan, R. & Mappillairaju, B. (2025). Spatial Disparities and Multilevel Analysis of Factors associated with Women Unemployment in India: Evidence from Nationally Representative Data, *SankhyaB: The Indian Journal of Statistics.*

An, Z., Ghazi, T., Prieto, N.G. & Ibourk, A. (2017). Growth and Jobs in Developing Economies: Trends and Cycles. *IMF Working Paper*, 17/257.

Arby, M. F., Malik, M. J. & Hanif, M. N. (2010). The Size of Informal Economy in Pakistan. *SBP Working Paper Series*, No. 33.

Arias-Vazquez, F. J., Lee, J. N., & Newhouse, D. L. (2012). The Role of Sectoral Growth Patterns in Labour Market Development. *World Bank Policy Research Working Paper*, No. 6926.

Arif, R. & Naushahi, A. (2023). How susceptible is Pakistan's Job Market to AI? MHRC LUMS, Available at: How susceptible is Pakistan's Job Market to AI? | Welcome to MHRC, Accessed on July 31, 2026.

Arrazola, M. & Hevia, J. (2016). The Gender Wage Gap in Offered, Observed, and Reservation Wages for Spain, *Feminist Economics*, Vol. 22(4), 101-128.

Atolia, M., Loungani, P., Marquis, M. & Papageorgiou, C. (2018). Rethinking Development Policy: Deindustrialization, Servicification and Structural Transformation, *IMF Working Paper*, No. WP/18/223.

Banerji, A., Gjonbalaj, A., Hlatshwayo, S. & Le, A. V. (2018). Asian Women at Work. *Finance & Development*, 55(3).

Batool, W. Aslam F. Haider, S. Bano, R. Faraz, A. & Ali. Riaz, A. (2025). The Impact of AI on Employment in Pakistan: A Study on Job Displacement, *Journal of Media Horizons*, Volume 6, Issue 1.

BoSP (n.d.), Monthly Survey of Industrial Production & Employment in Punjab, Bureau of Statistics Punjab, Available at: https://bos.punjab.gov.pk/monthly_survey_of_industrial_production-view, Accessed on: August 21, 2026

Bloom, D. E., Canning, D., & Sevilla, J. (2003). The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change. RAND Corporation, Santa Monica.

Bloom, D. E., & Williamson, J. G. (1998). Demographic Transitions and Economic Miracles in Emerging Asia, *The World Bank Economic Review*, 12(3), 419–455.

BLS (2017). FAQs about Data on Electronically Mediated Employment (CPS): U.S. Bureau of Labor Statistics, Bureau of Labor Statistics, Available at: Bureau of Labor Statistics. https://www.bls.gov/cps/electronically-mediated-employment-faqs.htm, Accessed on: August 25, 2026.

BOI (2019). Pakistan Ranks 4th among World's Fastest Growing Freelance Markets, Board of Investment, Available at: https://www.invest.gov.pk/node/850, Accessed on: August 20, 2026.

Brynjolfsson E., Rock, D., & Syverson C. (2020). The Productivity J-Curve: How Intangibles Complement General Purpose Technologies, *National Bureau of Economic Research*, Working Paper Series 25148.

Bulmer, E.R., Christiaensen, L., Farole, T. & Lehr, U. (2026). Exploring the Employment Implications of the Green transition. World Bank, Washington, D.C.

Bussolo, M., & Rexler, J. M. (2025). Urbanisation vs. Tradition: The Paradox of Female Labour Force Participation in South Asia. Organisation for Economic Co-operation and Development, Paris.

Calligaris, S., Calvino, F., Reinhard, M., & Verlhac, R. (2023). *Is there a trade-off between productivity and employment? A cross-country micro-to-macro study*. OECD Science, Technology and Industry Policy Papers, No. 157. OECD Publishing.

Can, M. & Doğan, B. (2017). The Effects of Economic Structural Transformation on Employment: An Evaluation in the Context of Economic Complexity and Product Space Theory, ed. F. Yenilmez & E. Kılıç, *Handbook of Research on Unemployment and Labour Market Sustainability in the Era of Globalization* (pp. 275-306). IGI Global Scientific Publishing.

Caria, S., Crépon, B., ElBehairy, H., Fadlalmawla, N., Krafft, C., Nagy, A., Mottaghi, L., Zeitoun, N. & El Assiouty, S. (2022). Child Care Subsidies, Employment Services and Women's Labor Market Outcomes in Egypt: First Midline Results, *Middle East and North Africa Gender Innovation Lab*, World Bank.

Cazzaniga, M. Jaumotte, F. Li, L. Melina, G. Panton, A.J. Pizzinelli, C. Rockall, E. & Tavares, M.M. (2024). Gen-AI: Artificial Intelligence and the Future of Work, *IMF Staff Discussion Notes*, SDN/2024/001.

Chacaltana, J., Bonnet, F. & Garcia, J. M. (2020). Growth, Economic Structure and Informality, *ILO Working Paper*, No. 69.

Charlton, D., Hill, A.E. & Taylor, J. Edward. (2022). Automation and Social Impacts: Winners and Losers, *FAO WORKING PAPER*. No 22-09.

Chen, M. A. (2005). Rethinking the Informal Economy: Linkages with the Formal Economy and the Formal Regulatory Environment, *UNU-WIDER Research Paper*, No. 2005/10.

Cho, Y. & Majoka, Z. (2020). Pakistan Jobs Diagnostic: Promoting Access to Quality Jobs for All. World Bank, Washington, DC.

Choudhary, A., & Pasha, F. (2015). The Quest for Dividends from Structural Change. *SBP Research Bulletin*, *11*(1), 8.

Choudhary, M. A., Naeem, S. & Zoega, G. (2016). Informal Labour Markets in Pakistan, *SBP Working Paper Series*, No. 75.

Chowdhury, A. R., Islam, A. M. & Kotikula, A. (2026). Women Disrupting the Workplace: Employer Attitudes against Hiring Women in South Asia, *Review of Development Economics*.

CIPD (2023). The Gig Economy: What does it Really Look Like? Chartered Institute of Personnel and Development, London.

Cuberes, D. & Teignier, M. (2016). Aggregate Effects of Gender Gaps in the Labour market: A Quantitative Estimate, *Journal of Human Capital*, 10(1), 1-32.

Curran, E., Donnan, S., Cousin, M. Dieu, N. Uyen, T. Quynh, N. Martewicz, M. Averbuch, M. Murray, B. Lee, A. Sihombing, G. & Jiao, C. (2023). These Five Countries Are Key Economic 'Connectors' in a Fragmenting World. Bloomberg, 2 November 2023.

Datta, N. & Chen, R. (2023). Working without Borders: The Promise and Peril of Online Gig Work. World Bank, Washington, D.C.

Dell'Anno, R. (2022). Theories and Definitions of the Informal Economy: A Survey, *Journal of Economic Surveys*, 36(5), 1610–1643.

Deloitte (2025). Gen Zs and Millennials at Work: Pursuing a Balance of Money, Meaning, and Well-being, Deloitte Insights, Available at: https://www.deloitte.com/us/en/insights/topics/talent/2025-gen-z-millennial-survey.html, Accessed on: August 20, 2026.

De Soto, H. (1989). The Other path: The invisible Revolution in the Third World, Harper & Row, New York.

Dutz, M. A., Kessides, I. N., O'Connell, S. D., & Willig, R. D. (2011). Competition and Innovation-driven Inclusive Growth, *World Bank Policy Research Working Paper*, No. 5852.

Ellingrud, K., Gupta, R., & Salguero, J. (2020). Reskilling Workers for Industry 4.0. McKinsey & Company, Available at: https://www.mckinsey.com/capabilities/operations/our-

insights/building-the-vital-skills-for-the-future-of-work-in-operations, Accessed on August 1, 2026.

Ejaz, M. (2005). Determinants of Female Labor Force Participation in Pakistan: An Empirical Analysis of PSLM (2004-05) Micro Data, *The Lahore Journal of Economics*, Vol. 12.

Ejaz, M., Hanif, M. N., and Arby, M. F. (2021). Asymmetries in Pass-Through of Changes in Exchange Rate to Inflation in Pakistan, *Pakistan Economic and Social Review*, 59(2), 143-178.

Estevadeordal, A., Cano Moncada, A., Koopman, R. B., Stolzenburg, V., & Blanga-Gubbay, M. (2025). Resilience and Reglobalization: Global Value Chain Trends and New Opportunities. *Global Value Chain Development Report 2025: Rewiring GVCs in a Changing Global Economy, Chapter 2*. World Trade Organization.

Fankhauser, S., Sehlleier, F. & Stern, N. (2018). The Economics of Climate Change and the Green Transition, *Oxford Review of Economic Policy*, Vol.24, No.2, 280-305.

Farooq, S. (2011). Mismatch between Education and Occupation: A Case Study of Pakistani Graduates. *The Pakistan Development Review*, 50(4), 531-552.

Ferragina, E. (2019). Does Family Policy Influence Women's Employment? Reviewing the Evidence in the Field, *Political Studies Review*, 17(1), 65-80.

Fiore, A. Di, & Rosati, F. (2020). Freelancing Platforms Want to become Agile Channels to Attract Large Corporations, LSE Business Review, Available at: https://blogs.lse.ac.uk/businessreview/2020/09/24/freelancing-platforms-want-to-become-agile-channels-to-attract-large-corporations/, Available on: August 20, 2026.

Garlick, R., Field, E. & Vyborny, K. (2025). Women's Mobility and Labor Supply: Experimental Evidence from Pakistan, *Institute of Labor Economics (IZA) Discussion Papers*, No. 17883.

Gaspar, V., Amaglobeli, D., Garcia-Escribano, M., Prady, D., & Soto, M. (2019). *Fiscal policy and development: Human, social, and physical investment for the SDGs* (IMF Staff Discussion Note No. 19/03). International Monetary Fund.

GGGI (2019). Green Growth Index. Global Green Growth Institute, Seoul.

GGGI (2020). Green Growth Index. Global Green Growth Institute, Seoul.

GGGI (2024). Green Growth Index. Global Green Growth Institute, Seoul.

GLCF (2024). Global Landscape of Climate Finance 2024. Climate Policy Initiative, San Francisco.

GoP (2003). Accelerating Economic Growth and Reducing Poverty: The Road Ahead (Poverty Reduction Strategy Paper). Poverty Reduction Strategy Paper Secretariat, Ministry of Finance, Government of Pakistan.

GoP (2026). Pakistan Economic Survey 2025-26, Chapter 4: Fiscal Development. Government of Pakistan. Finance Division, Islamabad.

Gopinath, G., Gourinchas, P., Presbitero, A.F., & Topalova P. (2024). Changing Global Linkages: A New Cold War? *IMF Working Paper*, No. WP/24/76.

Gordon, M. V., & Clark, T. E. (2023). The Impacts of Supply Chain Disruptions on Inflation. *Federal Reserve Bank of Cleveland Economic Commentary*, 08.

Guriev, S., Speciale, B. & Tuccio, M. (2019). How Do Regulated and Unregulated Labor Markets Respond to Shocks? Evidence from Immigrants During the Great Recession. *Journal of Law, Economics, and Organization*, 35(1), 37-76.

Habib, A. Plotnikov, D. & Presbitero, A. (2024). People's Republic of China: Selected Issues. *IMF Staff Country Reports*, No. 24/276.

Haider, A. (2009). Employment-Growth Nexus (Jobless Growth) — A Case Study of Pakistan. PhD Thesis, *Department of Economics, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology*, Islamabad.

Haider, A. (2010). Sectoral Analysis of Employment Demand (Jobless growth) in Pakistan, *Atlantic Canada Economics Association Conference*.

Haider, A., Jabeen, S., Rankaduwa, W. & Shaheen, F. (2023). The Nexus between Employment and Economic Growth: A Cross-Country Analysis. *Sustainability, 15*, 11955.

Ham, A., Vasquez, E., Yanez-Pagans, M., Knudsen, C., & Asad S. (2026). Occupational Mobility and Green Transition: A Stylized Estimation of Skill Investment Needs in South Asia. *World Bank Policy Research Working Paper*, No. 11373.

Hanif, M. N., Iqbal, J., & Khan, I. N. (2017). Global Commodity Prices and Domestic Inflation: A Case Study of Pakistan. *SBP Research Bulletin, 13*(1), 21-51.

Haraguchi, N. (2019). Structural Transformation and Manufacturing Employment, ed. Monga, C. & Lin, J. Y., *The Oxford Handbook of Structural Transformation*. Oxford University Press, London.

Harris, J. R., & Todaro, M. P. (1970). Migration, Unemployment and Development: A two-sector Analysis, *The American Economic Review*, 60(1), 126-142.

Haque, N. U., & Jalil, A. (2020). The Cost of Disinflation: The Sacrifice Ratio, *Pakistan Institute of Development Economics*, No. 2020: 2.

Hart, K. (1973). Informal Income Opportunities and Urban Employment in Ghana. *The Journal of Modern African Studies*, 11(1), 61–89.

Haraguchi, N. (2019). Structural Transformation and Manufacturing Employment, ed. Monga, C. & Lin, J.Y. *The Oxford Handbook of Structural Transformation*. Oxford University Press, London.

Hayat, R. & Rashid, A. (2020). Exploring Legal and Political-institutional Determinants of the Informal Economy of Pakistan, *Cogent Economics & Finance*, 8(1).

Hou, X. (2011). Challenges for Youth Employment in Pakistan: Are they Youth-specific? *Policy Research Working Paper*, No. 5544.

Hussain, F., Hussain, S., and Khan, S. (2025). Underlying Factors of Inflation in Pakistan: Dynamic Effects and Contributions, *SBP Working Paper*, No. 115.

Hyder, A. (2023). Revitalising Labour Relations in Pakistan: A Call for Comprehensive Reforms. *Discourse*, 175–178.

IEA (2025). Trends in Electric Cars. International Energy Agency, Available at: https://www.iea.org/reports/global-ev-outlook-2026/trends-in-electric-cars, Accessed on August 1, 2026.

IFC-ILO (2025). Creating Better Jobs for Women and Boosting Productivity in Bangladesh's Garment Factories: An assessment of the Gender Equality and Returns Program, *Social Policy & Labor Discussion Paper*, No. 2621.

IFR (2024). Record of 4 Million Robots in Factories Worldwide. (2024). International Federation of Robotics, Available at; https://ifr.org/ifr-press-releases/news/record-of-4-million-robots-working-in-factories-worldwide, Accessed on August 1, 2026.

ILO (N.D.a). Labour Force Statistics (LFS, STLFS, RURBAN databases) - ILOSTAT. International Labour Organization. Available at: https://ilostat.ilo.org/methods/concepts-and-definitions/description-labour-force-statistics, Accessed on: August 30, 2026.

ILO (N.D.b). What is a green job? International Labour Organization. Available at: https://www.ilo.org/topics-and-sectors/just-transition-towards-environmentally-sustainable-economies-and-societies/what-green-job, Accessed on: August 8, 2026.

ILO (N.D.c). ILO Country Profiles. International Labour Organization, Available at:. https://ilostat.ilo.org/data/country-profiles/, Accessed on September 2, 2026.

ILO (2015). Pakistan Country Programme Review. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2017). Global Employment Trends for Youth 2017: Paths to a Better Working Future. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2018a). World Employment and Social Outlook: Trends 2018. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2018b): Khalil, Z. K. (2018). A Profile of Trade Unionism and Industrial Relations in Pakistan. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2018c). Digital Labour Platforms and the Future of Work towards Decent Work in the Online World. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2019). The Working Poor or How a Job is no Guarantee of Decent Living Conditions. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2020a). Women and Men in the Informal Economy: A Statistical Brief. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2020b). What is skills mismatch and why should we care? International Labour Organization, Available at: https://www.ilo.org/resource/article/what-skills-mismatch-and-why-should-we-care, Accessed on August 15, 2026.

ILO (2021). The Original Context of NEET and Developing Country Conditions. International Labour Organization, Available at: https://www.ilo.org/sites/default/files/wcmsp5/groups/public/%40asia/%40ro-bangkok/%40sro-new_delhi/documents/publication/wcms_789243.pdf, Accessed on: September 1, 2026.

ILO (2022). Greening TVET and skills development: A Practical Guidance Tool. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2023a). World Employment and Social Outlook: Trends 2023. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2023b). Where Women Work in Asia and the Pacific: Implications for Policies, Equity and Inclusive Growth. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2023c). Decent Work Country Programme for Pakistan 2023–2027. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2024a). World Employment and Social Outlook: Trends 2024. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2024b). Macroeconomic Diagnostics for Decent Jobs, Social Protection and Just Transitions: Practitioner's Guide. International Labour Organization, Geneva.

ILO (2025). Measuring what Matters: NEET vs Youth Unemployment. International Labour Organization, Accessed on: https://www.ilo.org/resource/article/measuring-what-matters-neet-vs-youth-unemployment?utm_source=chatgpt.com, Accessed on September 1, 2026.

ILO (2026). Employment and Social Trends 2026. International Labour Organization, Geneva.

ILO & WB (2019). Exports to Jobs; Boosting the Gains from Trade in South Asia. International Labour Organization and the World Bank, Geneva and Washington, D.C.

IMF (N.D.). World Revenue Longitudinal Database. International Monetary Fund, Available at: https://www.imf.org/en/topics/fiscal-policies/world-revenue-longitudinal-database, Accessed on: August 21, 2026.

IMF (2014). Can Fiscal Policies do more for Jobs? Fiscal Monitor, October 2014: Back to work—How fiscal policy can help, International Monetary Fund, Washington, D.C.

IMF. (2016). The Evidence that Growth Creates Jobs: A New Look at an Old Relationship. International Monetary Fund, Available at: https://www.imf.org/en/Blogs/Articles/2016/11/09/the-evidence-that-growth-creates-jobs-a-new-look-at-an-old-relationship, Accessed on: September 15, 2026.

IMF (2017). Growth and Jobs in Developing Economies: Trends and Cycles. *IMF Working Paper*, No. 17/25.

IMF (2023). World Economic Outlook 2023. International Monetary Fund, Washington, D.C.

IMF (2024). Pakistan: Selected Issues, *IMF Country Report*, No. 24/311.

IRENA (2026). Renewable Capacity Statistics 2026. International Renewable Energy Agency, Abu Dhabi.

Islam, I., Lapeyre, F. & Sidibé, M. (2020). Transition to Formality and Structural Transformation: Challenges and Policy Options. International Labour Organization, Geneva.

Isran, S. & Ali Isran, M. (2013). Low Female Labour Participation in Pakistan: Causes and Consequences, *Pakistan Journal of Social Sciences (PJSS)*, Vol. 33, No. 1, 163-178.

Kamal, M. and Fatima, A. (2023). Structural Transformation and Political Economy: A New Approach to Inclusive Growth, *PLOS ONE*, 18(8).

Kemal, A. R. & Mahmood, Z. (1998). Characteristics of the Workers in the Urban Informal Sector of Pakistan, *Pakistan Institute of Development Economics (PIDE) Research Report*, No. 160.

Khan, M. Z., Said, R., Mazlan, N. S. & Mohamed Nor, N. (2022). Incidence of Educational Mismatch and Earning in Pakistan, *PLOS ONE*, 17(6), 1-14.

Khan, R. A. (2008). Role of Construction Sector in Economic Growth: Empirical Evidence from Pakistan Economy. *Proceedings of the First International Conference on Construction in Developing Countries (ICCIDC)*, Karachi (pp. 279-290).

Khan, S., Javed, A. & Mahwish, S. (2024). Macroeconomic Determinants of Unemployment in Pakistan: Some policy Implications, *Journal of Social Sciences and Humanities*, Vol.63, No.2.

Klasen, S. & Lamanna, F. (2009). The Impact of Gender Inequality in Education and Employment on Economic Growth: New Evidence for a Panel of Countries, *Feminist Economics*, Vol. 15(3), 91-132.

Lateef, D. A., Adnan Riaz, M., Usman Bhatti, M., Irfan, Y. & Raza, A. (2024). The Economic Returns to Higher Education: Evaluating Wage Premiums and Labor Market Outcomes Across Disciplines in Punjab, Pakistan, *Journal of Social Signs Review*, 2(4), 885-901.

Low Pay Commission (2024). Self-employment, the Gig Economy and the National Minimum Wage. UK Low Pay Commission, London.

Maciejewska, A. & Alifandi, A. (2023). ASEAN as a China Plus One destination: Current Situation and Risk Outlook, S&P Global, Available at: ASEAN as a China Plus One destination: Current situation and risk outlook | S&P Global, Accessed on July 31, 2026.

Mason, A.D. & Shetty, S. (2019). A Resurgent East Asia: Navigating a Changing World. *World Bank East Asia and Pacific Regional Report*, World Bank.

McKinsey (2022a). What are Industry 4.0, the Fourth Industrial Revolution, and 4IR? McKinsey & Company, Available at: https://www.mckinsey.com/featured-insights/mckinsey-explainers/what-are-industry-4-0-the-fourth-industrial-revolution-and-4ir, Accessed on July 30, 2026.

McKinsey (2022b). Building Sustainability into Operations. McKinsey & Company, New York.

McKinsey (2025). Will embodied AI create robotic coworkers? McKinsey & Company, New York.

Meghir, C., Narita, R. & Robin, J.-M. (2015). Wages and Informality in Developing Countries. *American Economic Review*, 105(4), 1509–1546.

Ministry of Labour (2020). The Code on Social Security, 2020, V. V. Giri National Labour Institute, Available at:

https://vvgnli.gov.in/en/code-social-security-2020, Accessed on August 20, 2026.

Mirza, F. M., Jaffri, A. A. & Hashmi, M. S. (2017). An Assessment of Industrial Employment Skill Gaps among University Graduates in the Gujrat-Sialkot-Gujranwala Industrial Cluster, Pakistan, *Pakistan Journal of Social Issues*, 8(1).

MoF (n.d). RSRP Budgetary Expense. Ministry of Finance, Islamabad.

MoPDSI (2024). National and Provincial Level Population Projections (2023–2050), Planning Commission, Available at: https://pc.gov.pk/web/publication, Accessed on May 22, 2026.

Morrissey, T.W. (2017). Child Care and Parent Labor Force Participation: A Review of the Research Literature, *Rev Econ Household*, 15, 1–24.

Nabi, I., Shaikh, H., Khan, Z., Malik, S. F., Salman, Z., Hafeez, E. & Khan, U. (2025). Growth Framework: A Framework for Productivity and Export-led Growth in Pakistan. International Growth Centre, London.
Nayyar, G., Hallward-Driemeier, M., & Davies, E. (2021). At your Service?: The promise of services-led development, *World Bank*.

Nazeer, N., & Rasiah, R. (2016). Explaining Pakistan's Premature Deindustrialization, *The Lahore Journal of Economics*.

Novta, N., & Wong, J. (2017). Women at Work in Latin America and the Caribbean, *IMF Working Paper*, 17/34.

OECD (2018). Productivity and Jobs in a Globalised World: (How) Can All Regions Benefit?, OECD Publishing, Paris.

OECD (2019). Determinants and Impact of Automation: An Analysis of Robots' Adoption in OECD Countries. Organisation for Economic Cooperation and Development, Paris.

OECD (2023). Assessing and Anticipating Skills for the Green Transition: Unlocking Talent for a Sustainable Future. Organisation for Economic Cooperation and Development, Paris.

OECD (2024a). OECD Employment Outlook 2024. Organisation for Economic Cooperation and Development, Paris.

OECD (2024b). Development Co-operation Report 2024. Organisation for Economic Cooperation and Development, Paris.

OECD (2025). How the Green Transition Reshapes Vocational Education and Training: Understanding the Impact. Organisation for Economic Cooperation and Development, Paris.

OECD (2026). Trends in Global Value Chains. Organisation for Economic Cooperation and Development, Paris.

Ohnsorge, F. & Yu, S. (Eds.). (2022). The Long Shadow of Informality: Challenges and Policies. World Bank, Washington, D.C.

OWID (2025a). Annual Patents Filed for Carbon Capture and Storage Technologies. Our World in Data, Available at: https://ourworldindata.org/grapher/patents-ccs?time=2022, Accessed on August 1, 2026.

OWID (2025b). Annual Patents Filed in Sustainable Energy. Our World in Data, Available at: https://ourworldindata.org/grapher/patents-for-renewables-by-country?time=2022, Accessed on: July 30, 2026.

Ozcelik, E., & Ozmen, E. (2023). Premature Deindustrialisation: The International Evidence, *Cambridge Journal of Economics*, Vol. 47 No. 4.

Palma, J. G. (2014). De-industrialisation, Premature De-industrialisation and the Dutch Disease, *Revista NECAT*, Vol. 3, No. 5.

Payoneer (2025). Top 10 Freelancing Countries, Payoneer, Available at: https://www.payoneer.com/resources/business/top-10-freelancing-countries/, Accessed on August 20, 2026.

PBS (N.D.). National Accounts Annual Tables 2025-26-May-2026. Pakistan Bureau of Statistics, Available at: https://www.pbs.gov.pk/national-accounts-2/, Accessed on: August 13, 2026.

PBS (2018). Labour Force Survey 2017-18. Pakistan Bureau of Statistics, Islamabad.

PBS (2025a). Labour Force Survey 2024-25. Pakistan Bureau of Statistics, Islamabad.

PBS (2025b). Key Insights of Labour Force Survey 2024-25, Pakistan Bureau of Statistics, Islamabad, Pakistan.

PBS (2026). Employment Trend Report 2025, Pakistan Bureau of Statistics, Islamabad.

Pimkina, S. & de la Flor, L. (2020). Promoting Female Labor Force Participation, *Jobs Working Paper*, No. 56.

PMYP (N.D.). Digital Youth Hub, Available at: https://pmybals.pmyp.gov.pk/pmyphome/Education, Accessed on: August 27, 2026.

Portes, A., & Schauffler, R. (1993). Competing Perspectives on the Latin American Informal Sector, *Population and Development Review*, 19(1), 33–60.

PI (2025). Network Readiness Index 2025. Portulans Institute, Washington, D.C.

PIDE (2019). Employment in Pakistan: Trends, Sectoral Shares and Elasticities, Pakistan Institute of Development Economics.

Pietrobelli, C., Delera, M. & Geri N. (2026). Navigating a Fragmenting Global Economy: What GVC Reconfiguration means for Future Industrial Development? *UNIDO Policy Brief Series*, Issue no. 28.

Planning Commission (N.D.). Youth Initiatives. Planning Commission, Available at: https://pc.gov.pk/uploads/youth/Youth_Initiatives.pdf, Accessed on: September 15, 2026.

PwC. (n.d.). Corporate income tax (CIT) Rates, Worldwide Tax Summaries, Available at: https://taxsummaries.pwc.com/quick-charts/corporate-income-tax-cit-rates, Accessed on: August 21, 2026.

Qasim, A. W. (2024). Rethinking the Development Model, *The Pakistan Development Review*, 41-46.

RBA (2025). The RBA's Dual Mandate – Inflation and Employment. Reserve Bank of Australia, Sydney.

RBNZ (2019). Monetary Policy and the Economy, *Reserve Bank Bulletin*, 82(3).

Rodrik, D. (2013). Unconditional Convergence in Manufacturing, *The Quarterly Journal of Economics*, Vol.128, No.1.

Rodrik, D. (2014). The Past, Present, and Future of Economic Growth, *Challenge*, Vol.57, No.3.

Rodrik, D. (2016). Premature Deindustrialization, *Journal of Economic Growth*, Vol.21, No.1.

Rodrik, D., & Stiglitz, J. E. (2024). A New Growth Strategy for Developing Nations, *The Journal of Economic Perspectives*.

Sana, M. & Jaffri, A. (2021). Gender-Based Labour Force Participation and Wage Gap in Pakistan: Does Globalization Matter, *Journal of Independent Studies and Research-Management, Social Sciences and Economics (JISR-MSSE)*, 19(2), 137–152.

SBoS (n.d.). Monthly Survey of Industrial Production & Employment (MIPE), Bureau of Statistics Planning & Development Department Government of Sindh, Available at: https://sbos.sindh.gov.pk/monthly-industrial-production-employment-mipe, Accessed on: August 21, 2026.

SBP (2015). The State of Pakistan's Economy, Annual Report FY15. State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2019). The State of Pakistan's Economy, Third Quarterly Report FY19. State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2022). The State of Pakistan's Economy, Annual Report FY22. State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2025a). The State of Pakistan's Economy, Annual Report FY25. State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2025b). The State of Pakistan's Economy, Half Year Report FY25. State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2026). The State of Pakistan's Economy, Half Yearly Report FY26, State Bank of Pakistan, Karachi.

Scarpetta, S., Sonnet, A., & Manfredi, T. (2010). Rising Youth Unemployment during the Crisis: How to Prevent Negative long-term Consequences on a Generation? *OECD Social, Employment and Migration Working Papers*, No. 106.

Schmidt, V., Webster, E., Mhlana, S. & Forrest, K. (2023). Negotiations by workers in the informal economy, *ILO Working Paper*, No. 86.

Shaheed, F. & Mumtaz, K. (1981). Invisible Workers: Piece-work Labour Amongst Women in Lahore. Women's Division, Government of Pakistan, Islamabad.

Shakil, M. H., Hassan, A., Nadeem, M. & Ul Husnain, M. U. (2024). From Classroom to Career: The Role of Education, Training, and Academic Achievement in Shaping Earning Potential in Pakistan, *Asia-Pacific Journal of Futures in Education and Society*, 3(2), 1–14.

Sharma, S. (2019). Pakistan@100: Structural Transformation Policy Note, World Bank Group.

Sharma & Sharma. (2025). The Gig Economy and the Evolving Nature of Work in India: Employment, Policy, and Platform Realities in the Age of Convenience, *Journal of Digital Economy*, Vol. 4, 156-167.

Shi, A., & Michelitsch, R. (n.d.). Impact of Labour Productivity on Job Creation: Evidence from Global Enterprise Surveys International Finance Corporation, World Bank Group, Available at: https://documents1.worldbank.org/curated/en/947351468163442336/pdf/820440BRI0Prod00Box379851B00PUBLIC0.pdf, Accessed on August 15, 2026.

Shiferaw, A. & Hailu, D. (2016). Job Creation and Trade in Manufactures: Industry-level Analysis across Countries, *IZA Journal of Labor & Development*, 5(1), 3.

SMEDA & ILO (2002). Creating a Conducive Policy Environment for Micro, Small and Medium-Sized Enterprises in Pakistan, *SEED Working Paper*, No 9.

Soto, P. E., Thieu, M., & Allen, J. S. (2026, July 17). The AI buildout and the economy: Publicly available data to assess AI's impact, Federal Reserve, Available at: https://www.federalreserve.gov/econres/notes/feds-notes/the-ai-buildout-and-the-economy-publicly-available-data-to-assess-ais-impact-20260717.html, Accessed on August 5, 2026.

Srinivasan, S., & Azpúrua, A. E. (2026). Enhance or eliminate? How AI will likely change these jobs. Harvard Business School, Available at: https://www.library.hbs.edu/working-knowledge/enhance-or-eliminate-how-ai-will-likely-change-these-jobs, Accessed on August 8, 2026.

Stanford HAI (2026). Artificial Intelligence Index Report 2026. Stanford University, Stanford.

Stiglitz, J. E. & Lin, J. Y. (2013). The Industrial Policy Revolution I: The Role of Government Beyond Ideology, Palgrave Macmillan, London.

Sufi, A. (2025). The Role of Finance in Structural Transformation of the Economy. 25th Zahid Husain Memorial Lecture, State Bank of Pakistan, Karachi.

Tahir, H. M. A., & Yu, J. (2025). The Impact of Foreign Trade on Employment in Pakistan, *Transactions on Economics, Business and Management Research*, 15, 83-87.

Tahir, N. & Tahir, P. (2018). Informal Employment in Pakistan: Survivalist or Structuralist? *Pakistan Journal of Applied Economics*, Special Issue, 493–517.

Tanaka, S. & Muzones, M. (2016). Policy Brief on Female Labor Force Participation in Pakistan. Asian Development Bank, Manila.

Tran, H. (2024). 'Connector economies' and the Fractured State of Foreign Direct Investment. Atlantic Council, Washington, D.C.

Tregenna, F. (2009). Characterising Deindustrialisation: An Analysis of Changes in Manufacturing Employment and Output Internationally, *Cambridge Journal of Economics*, Vol. 33, No. 3.

UN (2026). World Economic Situation and Prospects 2026. United Nations, New York.

UNCTAD (2025a). World Investment Report 2025. United Nations Conference on Trade and Development, Geneva.

UNCTAD (2025b). Foreign Direct Investment Trends in Emerging Markets: Focus on Africa. United Nations Conference on Trade and Development, Geneva.

UNCTAD (2026a). World Investment Report 2026. United Nations Conference on Trade and Development, Geneva.

UNCTAD (2026b). Invisible Barriers are Reshaping Global Trade. UNCTAD, Available at: https://unctad.org/news/invisible-barriers-are-reshaping-global-trade, Accessed on August 25, 2026.

UNDP (2024). Structural transformation and Labour Markets in Asia and the Pacific: Towards a More Inclusive and Sustainable Future. United Nations Development Programme, Bangkok.

UNESCO (N.D.). TVETipedia Glossary. UNESCO, Available at: https://connect.unevoc.unesco.org/home/TVETipedia+Glossary/lang=en/show=term/lang=en/term=Informal+employment, Accessed on August 20, 2026.

UNFPA (2021). Demographic dividend: Actualizing the youth potential in Pakistan. United Nations Population Fund, New York.

UNIDO (2026). UNIDO Statistics Portal, United Nations Industrial Development Organization, Available at: https://stat.unido.org/data/download?dataset=sdg&utm, Accessed on August 1, 2026.

Upwork (2024). Gen Z is Abandoning Conventional 9-to-5 Corporate Jobs for More Diverse, Flexible Careers in Freelancing, according to New Upwork Research, Upwork Inc, Available at: https://investors.upwork.com/news-releases/news-release-details/gen-z-abandoning-conventional-9-5-corporate-jobs-more-diverse, Accessed on: August 20, 2026.

Urdal, H. (2006). A Clash of Generations? Youth Bulges and Political Violence, *International Studies Quarterly*, 50(3), 607–629.

Verick, S. (2018). Female Labor Force Participation and Development. *IZA World of Labor, 2018*, 87.

Waseem, M. (2018). Taxes, Informality and Income Shifting: Evidence from a Recent Pakistani Tax Reform, *Journal of Public Economics*, Vol. 157(C), 41-77.

WB (N.D.a). World Bank Development Indicators. World Bank, Available at: https://databank.worldbank.org/source/world-development-indicators, Accessed on August 1, 2026.

WB (N.D.b). ASPIRE Indicators at a Glance. World Bank, Available at: https://www.worldbank.org/en/data/datatopics/aspire/indicator-glance, Accessed on September 2, 2026.

WB (2014). Skilling up Vietnam: Preparing the Workforce for a Modern Market Economy in Vietnam Development Report 2014. World Bank, Washington, D.C.

WB (2017). Pakistan Development Update: Managing Risks for Sustained Growth, Special Section: "Jobs and

Entrepreneurship in Pakistan." World Bank, Washington, D.C.

WB (2018). Jobless Growth. *South Asia Economic Focus*, World Bank, Washington, DC.

WB (2019). The Changing Nature of Work: World Development Report 2019. World Bank, Washington, D.C.

WB (2020, updated). Human Capital Index database.

WB (2022a). Women's Economic Empowerment in Pakistan, World Bank, Washington, D.C.

WB (2022b). Renewable Energy Jobs and Sector Skills Mapping for Pakistan. World Bank, Washington, D.C.

WB (2022c). From Swimming in Sand to High and Sustainable Growth: A Roadmap to Reduce Distortions in the Allocation of Resources and Talent in the Pakistani Economy. *Pakistan Country Economic Memorandum*, World Bank.

WB (2024a). South Asia Development Update: Women, Jobs, and Growth. World Bank, Washington, D.C.

WB (2024b). Pakistan Learning Poverty Brief. World Bank, Washington, D.C.

WB (2024c). Pakistan – Human Capital Review: Building Capabilities Throughout Life. World Bank, Washington, D.C.

WB (2025a). Pakistan Development Update: Reimagining a Digital Pakistan. World Bank, Washington, D.C.

WB. (2025b). Pakistan Development Update: Staying the Course for Growth and Jobs. World Bank, Washington, D.C.

WB (2025c). Jobs in a Changing Climate. World Bank, Washington, D.C.

WB (2025d). Business Ready 2025. World Bank, Washington, D.C.

WB (2025e). Labor force, Total - India. World Bank Data, Available at: https://data.worldbank.org/indicator/SL.TLF.TOTL.IN?locations=IN, Accessed on: August 20, 2026.

WB (2026). World Development Report 2026. World Bank, Washington, D.C.

WB, UNESCO & ILO. (2023). Building Better Formal TVET Systems: Principles and Practice in Low- and Middle-income Countries. World Bank, Washington, D.C.

WEF (2025a). Future of Jobs Report. World Economic Forum, Geneva.

WEF (2025b). Green Transition to Add 9.6 million Jobs Globally by 2030, but Risks Creating New Economic Divides. World Economic Forum. Available at: https://www.weforum.org/press/2025/11/green-transition-to-add-9-6-million-jobs-globally-by-2030-but-risks-creating-new-economic-divides-a8aea0c5f1/, Accessed on August 1, 2026.

White, D. (2026). Eight rules of thumb for tech booms, *Absolute Strategy Research*.

Winkler, D., Kruse, H., Luna, L. A., & Maliszewska, M. (2023). Linking Trade to Jobs, Incomes, and Activities. *World Bank Policy Research Working Paper*, 10635.

Yan, L. & Rodrik, D. (2025). The New Global Economic Order (p. 204). Taylor & Francis, London

Zeid, R., Alrayess, D., Ajwad, M. Ihsan, Soytas, M. Ali & Rivera, N. (2024). The Gig Economy and the Future of Work: Global Trends and Policy Directions for Non-Standard Forms of Employment. *World Bank Social Protection & Jobs Policy & Technical Nots*.

Zhou, M. (2017). Pakistan's Hidden Workers: Wages and Conditions of Home-based Workers and the Informal Economy. International Labour Organization, Geneva.

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال، جس کے لیے اصل جی ڈی پی اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں، اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبہ میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ اسٹیٹ بینک اس رپوٹ کے باب 1 میں منظر نامے کے سیکشن میں اپنی پیش گوئیاں استعمال کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدتی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (قومی، شہری اور دیہی) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔ صارف اشاریہ قیمت قومی، شہری یا دیہی ہو سکتا ہے۔

طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے براہ کرم دیکھیے:
www.pbs.gov.pk/sites/default/files/price_statistics/methodology_price.pd

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** مجموعی سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری کا حساب لگاتے وقت حکومتی قرض گیری کی بینکاری نظام میں اس کی امانتوں سے مطابقت کی جاتی ہے، (ii) روپے اور دیگر کرنسیوں کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرضے کے اسٹاک میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض: اسٹیٹ بینک ایکٹ کی دفعہ 9 سی (1) میں ترامیم کے مطابق (جس میں 28 جنوری 2022ء کو ترمیم کی گئی) "اسٹیٹ بینک حکومت، یا کسی حکومتی ملکیتی ادارے یا کسی دوسرے سرکاری ادارے کو براہ راست قرضہ یا اس کی کسی ذمہ داریوں کی ضمانت نہیں دے گا۔" اس ترمیم کے مطابق، جون 2019ء سے مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کے اسٹاک کی پی آئی بیز میں ری پروفائلنگ کے بعد، اسٹیٹ بینک سے لیا گیا قرضہ اسٹیٹ بینک کی تحویل میں حکومتی تمسکات کی صورت میں دکھایا جائے گا۔ اسٹیٹ بینک سے خالص قرض گیری میں تبدیلی دراصل حکومتی تمسکات کے اسٹاک میں تبدیلی، اسٹیٹ بینک کے پاس حکومتی (مرکزی اور صوبائی) ڈپازٹس میں تبدیلی، اور حکومتی تمسکات پر جمع شدہ منافع وغیرہ کی عکاسی کرے گی۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر (i) سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی؛ (ii) 2، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے معینہ شرح کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی؛ (iii) 2، 3، 5، 10 سال کے رواں شرح کے پی آئی بیز؛ (iv) صکوک اور (v) صکوک کے بیع موجل (موخر ادائیگی کی بنیاد پر) کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے براہ راست قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری: وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتیں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے متعلقہ اداروں کے ذریعے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے اکثر ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تشریحات، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) **بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار):** وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) **بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):** توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات بینکاری اعداد و شمار پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔

فرہنگ (انگریزی - اردو)

accommodative	گنجائشی	interbank	بین البینک
balance of payments	توازن ادائیگی	lending	قرض گاری
borrowing	قرض گیری	liabilities	واجبات
broad money	زرِ وسیع	liquidity	سیالیت
budgetary support	اعانتِ میزانیہ	maturity profile	خاکہ عرصیت
capital flight	سرمائے کا انخلا	monetary	زری
circular debt	گردشی قرضہ	monetary aggregates	زری مجموعے
commodity operations	اجناسی سرگرمیاں	money market	بازارِ زر
completely knocked down	الگ الگ پرزوں کی شکل میں	nationalization	قومیانا
current account	جاری کھاتہ	net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
capital efficiency ratio	سرمائے کی کارگذاری	net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
deficit	خسارہ	OMOs	بازارِ زر کے سودے
decentralization	لامرکزیت	perishables	تلف پذیر اشیا
exchange rate	شرحِ مبادلہ	portfolio investment	جزوانی سرمایہ کاری
external debt	بیرونی قرضہ	productivity	پیداواریت
financial	مالی	remittances	ترسیلاتِ زر
financing	مالکاری	revenues	محصولات، محاصل
fiscal	مالیاتی	services account	خدمات کا کھاتہ
fixed investment	معینہ سرمایہ کاری	solvency	ادائیگی قرض کی صلاحیت
floating rate	رواں شرح	SOEs	ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے
Foreign Direct Investment	بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری	subsidy	زرِ اعانت
headline inflation	عمومی مہنگائی	systemic risks	نظامیاتی خطرات
indicator	اظہاریہ	time deposits	میعادی امانتیں
input cost	خام مال کی لاگت	untargeted	غیر ہدفی
memorandum item	یادداشتی اجزا	volatility	تغیر پذیری

فرہنگ (اردو - انگریزی)

اجناسی سرگرمیاں	commodity operations
ادائیگی قرض کی صلاحیت	solvency
اظہاریہ	indicator
اعانتِ میزانیہ	budgetary support
الگ الگ پرزوں کی شکل میں	completely knocked down
بازارِ زر	money market
بازارِ زر کے سودے	OMOs
بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی قرضہ	external debt
بین البینک	interbank
پیداواریت	productivity
ترسیلاتِ زر	remittances
تغیر پذیری	volatility
تلف پذیر اشیا	perishables
توازنِ ادائیگی	balance of payments
جاری کھاتہ	current account
جزوانی سرمایہ کاری	portfolio investment
خاکہ عرصیت	maturity profile
خالص بیرونی اثاثے	net foreign assets
خالص ملکی اثاثے	net domestic assets
خام مال کی لاگت	input cost
خدمات کا کھاتہ	services account
خسارہ	deficit
رواں شرح	floating rate
ریاستی ملکیت کے کاروباری ادارے	SOEs

زراعانت	subsidy
زرِ وسیع	broad money
زری	monetary
زری مجموعے	monetary aggregates
سرمائے کا انخلا	capital flight
سرمائے کی کارگذاری	capital efficiency ratio
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
عمومی مہنگائی	headline inflation
غیر ہدفی	untargeted
قرض گاری	lending
قرض گیری	borrowing
قومیانا	nationalization
گردشی قرضہ	circular debt
گنجائشی	accommodative
لامرکزیت	decentralization
مالکاری	financing
مالی	financial
مالیاتی	fiscal
محصولات، محاصل	revenues
معینہ سرمایہ کاری	fixed investment
میعادی امانتیں	time deposits
نظامیاتی خطرات	systemic risks
واجبات	liabilities
یادداشتی اجزا	memorandum item